

فہرست مضامین و بیاض کتاب الدین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵	مسلمانوں کی عملی حالت اگر خراب ہے	۱۵	اسلام کا سرچشمہ - اسلام - اور اس کی نظائر	Cha
۲۳	ترتیب تعلیم اسلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا	۱۶	۱۔ مکہ مدینہ - قرآن کریم - نبی کریم - دین اسلام	۲
۲۵	پیدائش عالم کے متعلق دیناند کے سوال اور ان کے جواب -	۱۶	۲۔ دجال اور اسکے فتنے -	۳
۲۹	پیدائش انسان اول اور اسکے بعد سلسلہ بنی نوع انسان کی پیدائش	۱۷	۳۔ حرمین مشرعیوں کی محفوظ -	۴
۱۸	اختلاف و تفاوت کے اسباب اور نتائج پر ایک نکتہ -	۱۷	۴۔ حفاظت حرمین دینی کریم و قرآن	۵
۱۹	اسلام پر فرشتوں کے پروں کا اثر	۱۸	۵۔ اہل اسلام کا دینی اور جنگ میں ابتداء	۶
۳۰	اور خود آریوں کے نزدیک مع اور خدا کا پروں والا ہونا - ایک اسلامی معجزہ -	۱۹	۶۔ کرنا اسلام کا کام نہیں	۷
۳۱	پیدائش عالم تدبیر کی ہوتی ہے پرش سکت کی طرف اشارہ -	۲۰	۷۔ مرزا جی نے اسلام کو مسیحیوں اور آریوں سے گھالیاں نہیں دلائیں -	۸
۳۰	قیامت پر اعتراض اور علم ریاضی کے ایک مشہور قاعدہ کی قیامت کا ثبوت	۲۱	۸۔ دیانندی اصول فہم ویر کیلئے	۹
۳۱	کفر کے معنی - شرک - صلح کاری	۲۱	۹۔ کلام میں استعارہ کنایہ تشبیہ - کثرت معانی بھی ہوا کرتا ہے -	۱۰
۳۵	عورتوں کے حقوق - ذبح و شراب	۲۲	۱۰۔ دیانندی مذمت ذاب سے منع کرتا ہے اور خود مذمت کرتا ہے -	۱۱
۳۶	تشیع کا گہرے کی تشبیح	۲۲	۱۱۔ مصنف کتاب کے نزدیک فہم قرآن کے اصول	۱۲
۳۳	اس امر کا جواب کہ بڑا نکلا تھوڑا	۲۳	۱۲۔ آریوں کی بے انصافی	۱۳
۳۴	شرک ہوا آریوں کے نزدیک وارث بننا کون ہوتا ہے -	۲۴	۱۳۔ اسلام عقل کے خلاف ہے کا جواب	۱۴
۳۶	توجہ الی القبلہ پر اعتراض اور اس کا جواب	۲۵	۱۴۔ قرآنی تعلیم حشیانہ ہے کا جواب	۱۵
۳۸	حد و حد شریف پر اعتراض اور اس کا جواب	۲۵	۱۵۔ قرآنی تسلیم ظالمانہ اور ادنیٰ ہے کا جواب	۱۶
			۱۶۔ کھانے پینے اور نکل تربیت و دیگر سوشل ممبر و غیرہ کے احکام	۱۷
			۱۷۔ عقل ممبر و درغفلت صحیح میں تعارض نہیں -	۱۸

نمبر شمار	مضمون	ابتدا اور انصراف	نمبر شمار	مضمون	ابتدا اور انصراف
۳۶	حجرا سود پر اعتراض اور اسکا جواب	۳۸	۳۱	ہماری کتاب عام پسند نہونے کی وجہ -	۴۹
۳۷	آریہ کے احکام جنگ - لوٹ - جلانا			ہمارا مذہب -	۵۰
	پیوٹ ڈلوانا - اعضا توڑنے - غلامی		۴۲	ہمارا آریہ سماج سے اختلاف	۵۴
۳۸	دشمن کا خون پی لینا وغیرہ	۴۰	۴۳	آریہ سماج کو بیاختہ شکل ہی ہے	
	میسائیوں کے احکام جنگ کیطون		۴۴	اور آسان بھی -	۵۶
	اشارہ	۴۲		دہر مپال کی تہذیب	۵۶
۳۹	اسلامی احکام جنگ کا دفاعی اور		۴۵	مسلمان کمزور کیوں ہیں -	۵۹
	خود حفاظتی پر مبنی ہونا -		۴۶		
۴۰	حقوق نسوان میں آریہ اور اسلام				
	کا مقابلہ -	۴۳			

فہرست مضامین کتاب فی الدین

نمبر شمار	اعتراض تارک اور اسکا ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۱	خدا بڑا مکابر ہے (دفعہ ذیاب)	قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے صفات اور اسکا حسنہ کایان ان میں لفظ مکابر کا نہ ہونا بلکہ اسکو آریوں میں اُوم کا جو اون میں اسم اعظم ہے۔ تیسرا لفظ مکابر ہونا اور کائنات میں لفظ کا ہونا جو پنجابی میں اچھے معنی نہیں دیتا۔ لغت دید کے لحاظ سے اس کے عمدہ معنی بن سکتے ہیں مگر اسی طرح مکر کے معنی بھی قرآنی لغت میں نیکیوں کی ادا اور انکے مخالفوں کو تباہ کرنے کے ہیں یہی لفظ مکر کے معنی - ص ۶۵	۶۱ ۶۲ ۶۶
۲	خدا خربہ کرتا ہے - اکید	کید کے معنی تدبیر - کوشش - جنگ کے ہیں -	۶۶-۶۷
۳	کیدا پر اعتراض -	یہ مخالفوں کے متعلق پیش گوئی ہے -	۶۸-۶۹
۴	روحانی مرض کو اللہ ہی بڑھاتا ہے -	باس کو معنی عذاب اور تنگیل کے معنی ایسا عذاب جو	۶۸-۶۹

نمبر سوال	اقتراض تارک امداد کے ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۴	اشد باسا و اشد تنکیلا	دوسرے کو عبرت دے - ۶۹	۶۸
۵	الغینا بنہم بعد الوانغضا	باہمی عداوت کا جھبیدہ	۶۰-۶۹
۶	توبہ اور الزام العافی ایک چیز	توبہ کے معنی -	۷۱-۷۰
۷	خدا بخیر تو توبہ کریں نہیں	معرض کے کلام میں تناقض غفر کے معنی ص ۷۱	۷۱
۸	بری کا خالق تعالیٰ کی تقدیر تیر	آریوں کے نزدیک ہی دیکھو اور سکھ کا دین والا خدا تعالیٰ ہی ہے۔	
	اور زبانش دیکھو سلاہی	تقدیر تدبیر اور آزمائش کی بحث -	۷۳-۷۱
۹	خدا خود بدی کو اتار نہ شیطان	قرآن کریم تمام حرام کاریوں کا عہدہ استیصال کرتا ہے ص ۷۲	۷۴
		لفظ شیطان کے معنی	۷۶-۷۵
۱۰	گمراہ کھتہ خود خدا ہی نہیں	اضلال کے معنی - ص ۷۶	۷۹-۷۶
	اور کلام کو پہنچے ہی کیا فائدہ	انبیاء کی ضرورت ص ۷۷	۷۸
	خدا ناپاکی اور گناہی بڑا تاہم		
۱۱	من یرد اللہ فتنة	فتنہ کے معانی	۸۱-۷۹
	منزل شیطان ہے اور کمال	انواع کے معانی شیطان کے مذکورہ بات کا جواب	۸۲
۱۲	خدا ہے	شیطان - ملک و فرشتہ کی تشریح ص ۸۵	۸۵
۱۳	خدا سحر ہو خود باطل	ہنر کے معنی - تخریب کے معانی قواعد معرفت کلام الہی ص ۸۸	۸۸
۱۴	قسم کہا ہی ہے	قرآن کریم میں قسموں کا ہونا ایک عظیم الشان معجزہ ہے - قسموں کی فہم ص ۹۱-۸۸	۹۱-۸۸
۱۵	کن فیکون	ابتداء پیدا لیش مثل آدم ص ۹۲ تدریجی پیدائش ص ۹۳	۹۳-۹۲
۱۶	روح امد عودت میں	روح کے معنی	۹۳
۱۷	عرش وغیرہ پر اعتراض	کرسی کے معنی عرش - عالمین عرش - نزول جبرائیل حضرت یسے آسمان پر ص ۹۴ نبی کریم براق ص ۹۵ آسمانوں کی سیر	
		خدا سے بات ص ۹۶	۹۹-۹۸
۱۸	معبود آدم	مجہد کے معنی ص ۹۷ شرک پر مضمون فتنہ کعبہ پرستی کا جواب ص ۱۰۴-۹۹	۱۰۴-۹۹
۱۹	طوفان نوح	طوفان نوح کا کل دنیا پر آنا - قرآن کریم میں ہرگز نہیں	۱۰۶
۲۰	ختم اللہ	خدا ہی مہر کے معنی ص ۱۰۷	۱۱۰-۱۰۷

نمبر سوال	اعتراف تارک در اسکالر	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۲۱	شفاعت	شفاعت اور گناہ کا تعلق - شفاعت دُعا ہے	۱۱۰
۲۲	پیدائش آدم	آریہ خود کئی آدموں کی پیدائش کے قائل ہیں -	۱۱۱-۱۱۰
۲۳	پیدائش حوا	خلق منہا زوجہا کے معنی	۱۱۲-۱۱۱
۲۴	آدم اور اس کا جنت	یہ جنت زمین پر تھا	۱۱۲
۲۵	قصہ آدم مسلسل نہیں	قرآن کریم کوئی تاریخ نہیں -	۱۱۲
۲۶	نفع صور پر اعتراف	یہی اعتراف یہاں پر لے پر وارد ہوتا ہے دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲	۱۱۲
۲۷	جاو ربک - خدا مالیک اور عرش کوئی مجسم جنہر نہیں	فاعل اور موصوف کے لحاظ سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے -	۱۱۳-۱۱۲
۲۸	مرد کس طرح جاگ اٹھیں گے	تمام مذاہب کے خدا کے قائل ہیں مردوں کے جی اٹھنے کے قائل ہیں -	۱۱۳
۲۹	کاتب تارک کی غلطی سے لکھا ہے	میزان کی حقیقت	۱۱۳
۳۰	خدا کا اعمال کو توں	آریہ بھی پرلے میں سب چیزوں کا فنا ہونا مانتے ہیں -	۱۱۵
۳۱	قیامت میں پہاڑوں کا اڑنا	جمع الشمس والقمر کے معنی - امام مہدی کا ثبوت	۱۱۵-۱۱۴
۳۲	قیامت کے دن سورج اور چاند کا لٹنا	انقشہ کے معنی	۱۱۶
۳۳	ستاروں کا گر پڑنا	استعارہ ظرف و مضافات صفحہ ۱۱۷	۱۱۶-۱۱۵
۳۴	قیامت کو زمین کا باتن کرنا	نطق کے دو اقسام	۱۱۶-۱۱۵
۳۵	ٹاٹھ پاؤں وغیرہ کا بونا	ادوار - روح کے قوسے صفحہ	۱۱۸-۱۱۷
۳۶	مداغی خوشی میں انسان نہیں سکتا	نظارہ قدرت سے گوشت خوری پر استدلال	۱۱۸-۱۱۷
۳۷	بہشت میں کیونکر رہے گا	ریشمی کپڑے وغیرہ عظیم الشان پیشگوئی ہے اور علم روایں ان کے معنی	۱۱۹-۱۱۸
۳۸	گوشت خوری گناہ ہے	فنا حیات اسلامیہ کی پیشگوئی - علم روایں ان کے معنی	۱۲۰-۱۱۹
۳۹	لباسہم فیہا حریر	اس میں ایک زبردست پیشگوئی کی طرف اشارہ علم روایں اس کا اصل	۱۲۱-۱۲۰
۴۰	انہار الجنت	جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کی ضروری البیان ہوں یا کرنا	۱۲۲-۱۲۱
۴۱	بہشت میں کسے ملیں گے	غلمان کے بدلہ دلوں کا لفظ بھی قرآن کریم میں آیا ہے	۱۲۳-۱۲۲
۴۲	بہشت میں جو عین		
۴۳	بہشت میں غلمان		

نمبر سوال	اعتراف تارک اور اسکی تردید	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۴۳	قربانی لغو حرکت ہو	بشرناہ بغلام حلیم میں غلام کے معنی (۱) کل دنیا میں بساط عالم سے لیکر اعلیٰ درجات تک کی قربانی ہو رہی ہے	۱۳۷
		(۲) اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً نیست و نابود اور حرام کر دیا (۳) قربانیاں کرنا انسانی فطرتوں کا مقتضا ہے۔	۱۳۷-۱۳۷
		(۴) نظم جیاد۔	۱۳۷-۱۳۷
۴۴	مردار حرام ہے سورکیوں	اسلام میں مردار کی تعریف سور کے حرام ہونے کی وجوہات۔	۱۳۷-۱۳۷
۴۵	خون حرام ہے تو گوشت	خون میں کئی قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے چار اصول محرمات کے بتلائی ہیں۔	۱۳۹
۴۶	بیت حرمت کی جگہ اور زمین	عبادت گاہ مقام جنگ نہیں۔	۱۵۲
۴۷	لَا تَقْتُلُوا الصِّدِّقَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ	احرام عبادت ہے۔	۱۵۳
۴۸	عصا موسیٰ ساحر کی تریان	قرآن کریم نے کہیں نہیں کہا کہ ڈنڈہ اور سداقی سانپ جنگجو تھے فاذا ہی تلتقت مایاً فکون کے معنی	۱۵۴
۴۹	تقریم کا پھینسا	اضرب بعصاک کے معنی	۱۵۶
۵۰	اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْمُجْرِمَ	لفظ ضرب کے معنی ۱۵۷ ہجر کے معنی ۱۵۸	۱۵۷
۵۱	أَفْعَا فَوْفَكَ الطَّوْرَ	رفعتا کے بدلے قرآن کریم میں تقنا ہی آیا ہے متقنا کے معنی	۱۵۸
۵۲	قالت الفصل	منزل کی تحقیق۔	۱۶۰
۵۳	بد بد کا لفظ	۱۶۱
۵۴	سحر نالہ التریح	اس میں سفر بادی جبار و کسیرنا اشارہ ہے۔	۱۶۱
۵۵	شہد کی کہی کو بیوی ہی ہوئی	قرآن کریم میں وحی کا لفظ عام ہے۔	۱۶۱
۵۶	اعصاب فیض۔ ابابیل	طیور اور جنگ کا نکتہ۔	۱۶۱
۵۷	صالح کی اوٹنی	عرب کے ملکوں میں دشمنوں پر عرب ڈالنے کے لڑی حیوانوں کے	۱۶۳
		آزاد کرنے کا عام رواج	۱۶۴

نمبر سوال	اعتراض تبارک اور تعالیٰ کی ابتدا	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۵۸	بنی اسرائیل پر صاعقہ	صاعقہ کے معنی - موت کے معانی -	۱۶۶، ۱۶۵
۵۹	من وسلوئے کا نزول	من کے معانی -	۱۶۷
۶۰	ظل - غم	ظللنا علیکم الغم کے معنی -	۱۶۷
۶۱	اذبحوا بقرہ	گائے کا ذبح کرنا بت پرستی کی بڑکائی تھی	۱۶۸
۶۲	ارسلنا علیہم الطوفان والجراد وانقل والصفادع -	ایسے عذاب ہمیشہ ہی نازل ہوا کرتے ہیں -	۱۶۸
۶۳	سامری کا موسیٰ کے بعد بچڑا بنانا - عجل کی پوجا -	فَقَبَضْتُ قَبْضَهُ مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ کے معنی -	۱۶۹
۶۴	اسمعیل کی ذبح قدا مینا کا بذبح عظیم - دستہ	یہ واقعہ رویا میں ہوا -	۱۷۰
۶۵	قلنا یا نار کوئی بڑا الخ	انبیا کو محفوظ رکھنا خدا کا وعدہ ہے -	۱۷۰، ۱۷۱
۶۶	موسیٰ خضر ہونی ہوئی پھلی	ہونی ہوئی پھلی کا ذکر قرآن مجید میں نہیں -	۱۷۵
۶۷	مسیح کا ٹی کے کہوٹوں میں	یہ بات قرآن مجید میں نہیں -	"
۶۸	روح ڈالنا	روح ڈالنا	"
۶۹	مسیح کا مرد زندہ کرنا	مردے تین قسم کے ہوتے ہیں -	"
۷۰	آسمان پر عیسیٰ کا چڑھنا	مسیح اپنی طبعی موت سے مر گئے -	۱۷۷
۷۱	کَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْبَةٍ	اس سوال کا جواب سوال ۱۱۵ میں کے بعد دیا گیا ہے -	"
۷۲	کَيْفَ تَنجِي الْمَوْتِ	فَصَرُّهُنَّ إِلَيْكَ کے معنی -	۱۷۸
۷۳	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۴	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۵	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۶	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۷	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۸	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۷۹	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۰	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۱	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۲	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۳	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۴	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۵	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۶	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۷	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۸	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۸۹	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۰	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۱	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۲	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۳	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۴	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۵	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۶	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۷	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۸	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۹۹	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸
۱۰۰	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	بنی اسرائیل کا سردار اور بندہ	۱۷۸

نمبر سوال	اقتراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۷۶	قوم شعیب کی ہلاکت چغ س	صیغہ کے معنی -	۱۸۳
۷۷	وَلَيْكُمُ اللَّهُ رَحِي	آیت مذکورہ پر ایک نکتہ	۱۸۳
۷۸	ان میں کھربکھ بشلانہ آفت	جنگ ملائکہ	۱۸۷
	من الملائكة		
۷۹	ذوالقرنین کا قصہ	وَجَدَا تَغْرِبَ کے معنی -	۱۸۷-۱۹۰
۸۰	یا جوج ما جوج	یا جوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پہلی ہوئی قوم ہے۔	۱۹۰-۱۹۳
		یا جوج ما جوج کے مورثان اعظم کے سیٹھ لندن میں موجود ہیں	
		خالق السموات بغیر عمل ارتد نہما کے معنی ۱۹۳	۱۹۳-۲۱۱
۸۱	آسمان بغیر عرش	رہباب شاقبہ ۱۹۴ ایمان بالملائکہ کے معنی ۱۹۷	
۸۲	روزہ خلاف قافون قدرت	گرین لینڈ کا سوال ۲۰۲	۲۰۲-۲۰۳
۸۳	خدا کا سما کو اپنے ماتھے سے		
	بنانا -	صفات آئینہ دیکھو سوال ۲۷	۲۰۳-۲۰۴
۸۴	خدا کا پہاڑوں کو اسلئے زمین	تمید کے معنی - . . .	۲۰۴-۲۰۵
	پر کہنا کہ زمین ہل نہ جائے		
۸۵	یسلم السموات والارض		۲۰۶
	ان تزولا	لا تأخذہ سنة ولا نوم	
۸۶	ملائکہ کے پر ہوتے ہیں -		۲۰۷-۲۰۸
۸۷	هل امتلاقت وتقول هل من	حقہ یضع وبل لعزۃ قد مد کے معنی	۲۰۸-۲۰۹
۸۸	دورخ کو احمار اور ناس سے	تودھا الناس والنجار کے معنی -	۲۰۸
۸۹	قرضاً حسناً	قرض کے معنی	۲۰۸-۲۰۹
۹۰	لو شاء لکھذکم اجمعین		۲۱۰
۹۱	یضل من يشاء	دیکھو سوال نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ کے جوابات	۲۱۱
۹۲	ان اسد لا یغفران لیشکر		۲۱۱-۲۱۲
	: ویغفر ما دون ذلک	شرک کے نقصان	

نمبر سوال	اعترض تارک اور اس کی تردید	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۹۳	جعلنا بینکما حججا با مستورا	دیکھو جواب سوال نمبر ۲۱۲	۲۱۲
۹۴	انما المشرکین نجس	دیکھو جواب سوال نمبر ۲۱۳	۲۱۳
۹۵	کافرو کو جہاں پاؤ قتل کرو	عام کافروں کے لئے دنیا کا حکم قرآن کریم میں نہیں مقرر ہے جو لوگ	۲۱۵
۹۶	کفر سے قتل بڑا ہے	فقیہیت کا مال اور جس اسد	۲۱۵
۹۷	ان اللہین عند اللہ الاسلام	اسلام کے معنی	۲۱۵-۲۱۵
۹۸	نساء کہ حوث لکم	عورت کو کہیت و تشبیہ بیوی کی غرض۔	۲۱۸-۲۱۴
۹۹	فاخر یوہن	۱۔ مہر فاسکوہن کے مخاطب حکام سلطنت ہیں۔	۲۱۹
۱۰۰	طلاق	دیا چہ صفحہ ۲۱۹۔ دنیا میں قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جسے	۲۱۹
۱۰۱	کثرت ازواج	عورتوں کی بہتری کے لئے مرد و عورت کو سخت ہدایت فرمائی ہے۔	۲۲۱-۲۲۱
۱۰۲	مسلمان عورتیں پردہ کریں	دیا چہ۔ تعدد ازواج بے وجہ جائز نہیں۔	۲۲۱-۲۲۲
۱۰۳	لے پالک بیوی سے شادی	مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دی جائیں	۲۲۲
۱۰۴	غربی میں نکاح۔	لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔	۲۲۳
۱۰۵	قریبی شہ دار بیوی سے شادی	غریبی میں نکاح۔	۲۲۴
۱۰۶	پہنچنے کیوں یا وہ عورتوں کو	قریبی شہ دار بیوی سے شادی	۲۲۵
۱۰۷	شادی کی۔	پہنچنے کیوں یا وہ عورتوں کو	۲۲۶
۱۰۸	تک انبار الغیب فیہا لا تعلما	تک انبار الغیب فیہا لا تعلما	۲۲۷
۱۰۹	ولا قولک من قبل ہذا۔	غیب کی خبر نہ پزیرتے۔	۲۲۸
۱۱۰	ہند کے آدمیوں کو نام قرآن	قرآن کریم میں بیفائدہ اسماء و شمار نہیں کی گئی۔	۲۲۹
۱۱۱	میں کیوں نہیں	قرآن کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں	۲۲۹
۱۱۲	دید کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں	قرآن کا ذکر قرآن میں کیوں نہیں	۲۲۹
۱۱۳	قسم مت کہاؤ۔ اور خدا کو	قسم مت کہاؤ۔ اور خدا کو	۲۲۹
۱۱۴	قسمیں کہتا ہے	قسمیں کہتا ہے	۲۲۹

نمبر سوال	اعراض تارک اور اسکی ارتداد	جواب کا خلاصہ	صفحہ
۱۱۱	اُتیوں میں رسول	اُمّی کے معنی	۲۲۹
۱۱۲	قرآن عربی میں کیوں ہے	عرب مذر کر سکتے تھے اور وہیں مذر نہیں کر سکتیں یہ نکتہ ہے۔	۲۳۰ ۲۳۱
۱۱۳	ما نسخ من آیت	لنسخ یعنی البطل حکم قرآن کریم میں قطعاً نہیں۔ حفاظت قرآن ۲۳۳ ترجمہ قرآن نماز میں جائز نہیں ۲۳۴	۲۳۱ ۲۳۲
۱۱۴	قرآن کی مثل لاؤ۔	اگر تیری سووی کے اعراض کہ مرزا مظہر علی میں تحدید کیوں کرتا ہے؟	۲۳۵ ۲۳۷
		کاجواب - قرآن کی منظیری کس میں ہے۔ امام غزالی کے قول کو ناپسند کیا ہے	
۱۱۵	قرآن میں اختلاف	لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا کے معنی اور تشریح	۲۳۸ ۲۳۹
سوال ۱۱۶	کالذی من علی قریۃ حرف مقطعات -	واقعہ مندرجہ آیت کی تشریح الزامی جواب ۲۴۳ نقلی جواب ۲۴۴ ایک معجزہ عقلی جواب ۲۴۷ طواف پر مختصر نوٹ ۲۴۹ درجہ حساب و کتاب - نماز - جن ۲۵۲ آریو کی بیجا کوششیں اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔	۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۵۲ ۲۵۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ
ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ (پ۔ انعام)
خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَءٰى اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ
هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهِ
وَكُوْكِرَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۔ توبہ)

اللہم فصل وسلم وبارک علیہ علی خلفائہ کما
وعدت فی قولک ۝ لیمکن لہم دینہم الذی

ادقنہ لہم ولیدلہم من بعد خوفہم امنًا ولوکروا لکان

اما بعد۔ خاکسار نور الدین اللہم اجعلہ کا سمہ امین گزارش پر داز ہے کہ ہم نے ارادہ
کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسکو پورا کرنے والا اور ہم کو خطاؤں شہارتوں اور ہر قسم
کے دہوکوں اور دھوکہ بازیوں سے بچا نیوالا ہے۔ کہ اپنے اس دیباچہ کو ان چند
ضروری فقروں پر ختم کر دیں ۝

فقہہ اول اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے
جبکہ نام السلام ہے۔ قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اس کلمہ طیبہ میں آیا ہے

سلا۔ اس سے ہمارا یہ مقصد ہو کہ اسلام کے لفظ میں خدائے علیم کی طرف سے پیشگوئی مرکوز ہے کہ اسلام اور
اسکے تمام متعلقات ابد تک سلامتی اور حفاظت سے رہیں گے۔ جیسا کہ اس کے چشمہ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام
السلام ہے۔ اسلئے یہ نام اور یہ فخر اور کسی مذہب کو نہیں ملا۔ منہ

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ رَبُّ حَشَمٍ یعنی وہی اللہ ہے
کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں وہ حقیقی بادشاہ ہر ایک نقص سے
منزہ و بے عیب و سلامت ہے اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دار السلام ہے جسکا آسمان و زمین
اور در و دیوار اور جیکے تمام یار و غمگسار طیب ہوں گے۔ اور ان کے میل جول میں سلامتی
و سلام ہی ہوگا۔

جیسے فرمایا۔ وَخَيَّرْتَهُمْ فِيهَا سَلَامٌ (پ ۱۱۔ یونس)

اسی طرح الاسلام کے ظہور کے لئے دو شہر مقرر تھے۔ ایک اُم القصر کہ جسکے لئے
ایسی ایک پیشگوئی ہے کہ اگر سوسطانی اور دہریہ بھی اس پر مصفا نہ نظر کرے تو اسد تعالیٰ
کی ہستی کے علاوہ اسد تعالیٰ کے علم و قدرت کا بھی دل سے قابل ہو جاوے۔ اس مختصر
تہید میں ہم صرف دو آیتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مکہ معظمہ تیسرا منظر اسلام کا اس دنیا میں ہے
اور اس کے معظمہ کی نسبت یہ ارشاد ہے۔

اول۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ
فِيهِ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ دُخِّرَ اَنَاسٌ بَيِّنَاتٌ كَا بَيِّنَاتٍ كَا بَيِّنَاتٍ كَا بَيِّنَاتٍ كَا بَيِّنَاتٍ
وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا وَفَلْيَعْلَمِ عَلَى النَّاسِ سَبْحُ الْبَيْتِ مِنَ اسْتِطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا
دب (ال عمران) اور دوسری آیت یہ ہے۔ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْغُرُفَةَ الْحَرَامَ قِيَامًا
لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ اَذْلِكَ لِيَعْلَمُوْا اَنَّ اللَّهَ يَسْلُمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ مائدہ) ان
دو آیتوں میں آٹھ امور کا بیان فرمایا گیا ہے۔ اور انکو آیات بیںات کہا ہے۔ اول یہ کہ مکہ
مقام ابراہیم ہے۔ دوم اس میں داخل ہونے والوں کے لئے امن ہے۔ سوم اسکا حج کرنا
لوگوں کے ذمہ لکھا گیا۔ چہارم کعبہ عزت کا گہر ہے۔ پنجم یہی کہ لوگوں کے قیام کا باعث
ہے ہشتم اس کا ایک مہینہ معزز بنایا گیا ہے۔ ہفتم ہدی ہر ہشتم۔ قلائد کو اسد تعالیٰ نے
بنایا ہے۔ اور ان امور ہر تنگنا کے بنانے کی وجہ بتائی کہ تم جان لو۔ اللہ تعالیٰ
ہے۔ بلکہ علیم ہے۔

کوئی غور کرنے والا غور کرے کہ کسی مکان کو یا کسی زمانہ کو معزز بنانا کوئی
اچنبہ کی بات نہیں لوگ مکانات اور اوقات کے بعض حصص کو عزت دیا ہی کرتے ہیں۔

بنایا کرتے ہیں۔ اور ان میں چند رسومات کا قیام کرنا بھی کوئی لپٹنے کی بات نہیں۔ کیونکہ لوگ سوٹا بھی قیام کیا ہی کرتے ہیں۔ ہزاروں ہزار مکان لوگ نہلتے اور لوگوں نے بنائی اور اپنی بڑا روپیہ خرچ کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ لاکھوں معبد بنے اور کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ اپنی خرچ ہوا بنائے والوں کے بڑے بڑے ارادے انکے متعلق تھے۔ مگر اول تو ان مکانات اور ان رسومات کے ادا کے لئے جو اوقات مقرر کئے گئے۔ بلکہ جو مکانات تجویز کئے انکے قیام و بقا کا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ اور اگر بغرض محال دعویٰ کیا گیا۔ تو باطل ثابت ہوا۔ بیت الشمس افریقہ کا اور پراون یونان کا۔ ایسا صوفیاء آدم کا۔ آتشکدہ آذر کا۔ سومات جگن ناتھ۔ کاشی۔ ممترا۔ گیس امر ناتھ وغیرہ وغیرہ کچھ کم نہیں گزرے ان میں سے بعض تو نیست و نابود ہی ہو گئے اور بعض مخالفوں کے مفتوح ہیں۔ اپنے پرستاروں کے لئے مامن نہیں رہے۔ اور چونکہ امن ہمیشہ خوف کے مقابلہ میں ہوا کرتا ہے۔ اور دنیا میں ایک ہی عظیم الشان مذہبی شخص تھا۔ جسکا ذکر کتب سابقہ بیورد و نصارے میں ہے اور صرف وہ ایک ہی فتنہ آہی حکمتوں سے مقدر تھا۔ جس سے پناہ مانگنا ہم کو مکہ یا گیا۔ وہ فتنہ ہے دجال کا فتنہ اب دیکھو دجال اگر دجال لفظ سے نکلا ہے۔ جیسے قاموس اور اس کی شرح میں ہے۔ تو وہ ایک فرقہ عظیمہ (دکینی) کا نام ہے۔ جو اپنے مال و متاع کو تجارت کے لئے لے لے لے لے اور اگر کسی کذب و افتراء والے کا نام ہے۔ تو اس سے زیادہ کیا افتراء ہو گا۔ کہ عورت کا بچہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ خدا۔ بلکہ جامع روح القدس خدا اور روح الابن خدا اور خدا کے مجسم اور روح الانسان مانا ہی نہیں گیا۔ بلکہ اس اعتقاد کی طرف کھینچنے کے لئے اربوں روپیہ پانے کی طرح ہر روز بایا جاتا ہے۔ شراب جو جامع الاثم کیا مٹنے تمام بدکاریوں کا جامع ہے۔ ان خداؤں کے مجبور کے خون کے بدلے یا دھار کے طور پر مذہبی رسم یا عبادت کے وقت پیا اور پلایا جاتا ہے۔ النساء جائل الشیطان دیکھ عورتیں شیطان کا کندہین کہ اس کام پر لگایا گیا۔ اس کام کے واسطے مشنری ہسپتال بنائے گئے۔ میں نے ایک پرائی مشن ہسپتال سے پوچھا تھا۔ کہ تمہارا پیشہ جو قطعاً قومی نظریہ انسانیت کے خلاف ہے اور انکا دشمن ہے سبھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس طرح پیدا ہو گیا۔ تو اس تجربہ کار نے مجھے جواب دیا۔ قربان جاؤں۔ خوش خوراک خوش پوشاک مرد اور بایا انہم خواہشات پھر کامل و مست یہ پیشہ اختیار نہ کرے۔ تو کیا کرے۔ مگر اس بیان کے بعد ثابت ہو گیا۔ کہ

دام مارگیوں ساکتوں نے مذہبی رنگ میں اس فرقہ کو عورتوں کے جنم سدا رہنے کے لئے بھی بنایا ہے۔ اور کابلوں سستوں کے لئے تو دوسری جگہ مشن کمپوزند بھی ہیں اور اس قدر کتابیں اور وسائل اس مطلب کے لئے نکالے گئے۔ کہ ہماری گنتی سے بالکل باہر پڑے ہیں۔ یہ لوگ مشرق میں کہاں پہنچے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔

مگر دیکھ لو کہ وہ شہر ان فتن سے بالکل امن میں ہے اور جو رسومات اس میں جس عظمت کے لئے لاعلم زمانہ سے قائم کی گئیں۔ وہ اسی طرح ادا کی جاتی ہیں اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام کا ذکر اس لئے ہے۔ کہ وہ یہود و نصاریٰ۔ صابئین میں مکرم معظم مانے گئے تھے۔ چونکہ مظہر الاسلام اور دوسرا شہر اور زمین پر طاب طیبہ مدینہ الرسول ہر صلیہ اسد علیہ وسلم جسکے لئے وہی وعدہ اس فتنہ سے امن کا ہے اور وہ بھی اب تک محفوظ ہے اور ایسا ہی محفوظ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس دنیا میں پانچواں مظہر الاسلام کا قرآن کریم ہے۔ اس کی سلام ہو نکی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ اسلام خود اس کا محافظ ہے۔ جیسے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ (پٹ۔ حج)۔ اسکی حفاظت کا مفصل تذکرہ سوال نمبر ۳۳ کے جواب میں دیکھو۔

اور چھٹا مظہر الاسلام اور اس کا مبلغ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الرسل والنبیین رسول رب العالمین ہے۔ غور کرو۔ زمانہ نبوی میں عرب میں کسی کا مار ڈالنا کوئی مشکل امر نہ تھا۔ بڑے بارعب شخص ہمارے جد امجد عرضی اسد عنہ کو مار لے دالے نے مارا اور اسلام میں وہ ننگ اسلام بھی ہیں۔ جنکے اعتقاد میں وہ قاتل بابا شجاع کہا جاتا ہے۔ بڑے بہادر اسد علی رضی اللہ عنہ کو مار نیوالے شفی نے مارا جس نامراد کا ابن طہج نام مشہور ہے۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ جیسے مہربان قوم کے عظیم الشان خلیفہ کو مار نیوالوں نے مارا گو کیفر کردار کو پہنچے اس ملک کے علاوہ ہم تو سنتے ہیں کہ دینا ندجی کو بھی کوئی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔ اور آریہ مسافر کو تو اس امن کی سلطنت میں مارا۔ اور اسکے لائق اتباع اور پولیس کو اتنا پوچھنے کی یاد دہانی ملی کہ کوئی آریہ مسافر سے پوچھتا۔ کہ آپ کو کس نے مارا۔ غرض بات صاف ہے۔ مگر نبی کریم کے لئے دعویٰ موجود ہے وَاللّٰهُ يَعْصِيْكَ مِنَ النَّاسِ اور دعویٰ ہی ایسے وقت میں کہ تبدیلے اسلام صحت۔ اور آپکے لئے آپکے دروازہ دربان کوئی نہ تھا۔ بلکہ اپنے اور بیگانے سب دشمن تھے

آریہ اور عیسائی کہتے ہیں کہ بھبر لوگوں کو مسلمان بنایا جاتا تھا۔ الا ان مجبوروں کو جو قبول
 لنکے دائیں اور بائیں تھے یاوری نہ ملی۔ کہ اس دعویٰ بعصمک من الناس کو باطل کرتے
 مگر آخر یہ دعویٰ بعصمک من الناس (دب مائدہ) صحیح اور یہ پیشگوئی سچی نکلی بلکہ کو تَقُولَ
 عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ (دب ۱۰۰) الحاقہ کا مضمون موید ساتھ تھا۔ اور کذب بھی بایں کثرت
 تھے۔ کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ پر پس نہ ملتی۔ شام و روم و ایران اس لئے مجھو کھینچ
 خیال نہیں آیا۔ کہ اسلام دنیا سے نیست و نابود ہو۔ بلکہ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (دب توبہ) کا
 وقت نظر آ رہا ہے۔ علاوہ بریں تجارت گواہ ہیں۔ دیکھو ہلاکو خان اور اسکے ناکام شیر نصیر الشکر
 اور رسالہ مؤید الکفر کیا نہ کیا۔ مگر آخر ہلاکو کی اولاد خادیم سلام ہوئی۔ اور وہ دونوں
 وزراء ناکام و نامراد دنیا سے چل دیئے۔ پس یہ بحث اور مضمون جو پیشہ لکھا ہے بعض کی بھلائی
 کے لئے لکھا ہے اور اپنے فہم و فراست کے مطابق سمجھنا مقصود ہے کہ کوئی روح سلامتی پر
 پہنچ جاوی۔ وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى وَأَنْ سَعْيُهُ يَوْمَ يَنْفَعُ الْخَيْرَ
 الْجَزَاءُ الْأَوَّلَى (دب ۱۰۰) البھم

چونکہ اسلام انقیاد و فرمانبرداری۔ صلح و آشتی کا نام ہے۔ اس لئے اسلام کو ابتدائی
 نشو و نما میں جب صنادید عرب علی العموم اور اراکین مکہ نے بالخصوص مسلمانوں کو شدید پائیدائیں
 دینا شروع کیں۔ تو حق الامکان صبر و حلم و بردباری سے کام لیا گیا۔ جب ایذا حد سے بڑھی اور
 ناقابل برداشت ہو گئی۔ تو مسلمانوں نے ملک حبش کو ہجرت کی۔ عمائد مکہ اسپر بھی باز نہ آ کر
 اور مسلمانوں کا تعاقب ملک حبش تک کیا۔

اہل مدینہ کے اصرار پر مدینہ کو مسلمانوں نے ہجرت کی اور صاحب سلام حضرت نبی
 کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام مدینہ کو ہجرت فرما ہوئے۔ وہاں جاتے ہی نبی سر لیل
 دیوہ کے ساتھ امن عام کے لئے ایک معاہدہ کیا۔ جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔
 وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ إِلَٰهِي قَوْلِهِ وَإِذْ أَخَذْنَا
 مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تَحْرِيقُونَ أَنْفُسَكُمْ ۚ مَنْ دِيَارَكُمْ ثُمَّ
 أَفْزَقْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ (دب بقرہ) اور اس قسم کی دوسری آیات میں بھی یہ مضمون
 مفصل ہے۔ آخر انیس۔ نہایت۔ انارکسٹ اور فریمین وغیرہ پیدا ہو گئے۔ اس امر کی
 تفصیل ہم نے سوال نمبر ۱۶ کے جواب میں لکھ دی ہے۔ اور فرمایا كَلِمَاتًا حَاهِدًا وَاعْتَمَدًا

نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (پ - بقرہ) اور فرمایا وَمَا يُضِلُّ بِهِ
 إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ (پ بقرہ) آخر حسب
 پیشگوئی اِنَّا لَنَضَرُّرُ سَلْنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا (پک مومن) سب مخالف
 فاسق و خاسر و ناکام ہلاک ہوئے۔ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔ اَلَا اِنْ حِزْبُ
 اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ۔ اَلَا اِنْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔ پھر جب تمام عرب و عجم
 حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر ہلکے اٹھے تو پیشگوئی فرمائی گئی۔ اِقْتَرَبَ
 لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ۔ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحَدَّثٍ
 اَلَا اَسْمَعُوْا وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ لَا هِيَ اَقْلَبُ قُلُوْبَهُمْ وَاَسْرُ الثَّغْوِیْ دِی (انبیاء)
 اور حرفت بھرت پوری ہوئی۔

ہم جانتے ہیں اور واقعی یہی ہے کہ دل بڑمانے کو بھی ایسے کلمات لوگ کہا ہی کرتے
 ہیں۔ مگر کیا ہر جگہ اور ہر ایک مطلب میں وہ ایسے کامیاب ہوتے ہیں کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ
 دِیْنَكُمْ (پک ماشاء) کی صدا اُن کے کان میں پہنچے اور کیا اَكْمَلْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (پک ماشاء)
 کا خلعت ایسا ملتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا آپ نے آخر ایام میں دنیا سے
 اس وقت کوچ کیا۔ جب تمام مخالف سر بسجود بندہ الکریم ہو گئے اور تمام معبد شرک اور مخالف
 بے نام و نشان ہوئے۔ یہ بے نظیر فتح مذہبی سوائے دُارِ اِمْلَک پُرش کے ممکن ہی نہیں۔ جو
 مانگا سو پایا۔ جو چاہا سو ملا۔ پس یہ رضا الہی کا ثمرہ تھا۔ جس طرح ابتداء اسلام میں اسلام نے
 جنگ میں ابتداء نہیں کی۔ اسی طرح اس وقت روحانی اور دلائل کے جنگ کے وقت بھی
 اسلام نے ابتداء نہیں کی۔ بعض نادان و بے خبر مسلمان اس حقیقت کو نہ سمجھیں تو ان کی
 حماقت و جہالت ہے اور ایسے کم عقل ہر قوم میں ہوا کرتے ہیں۔ مثلاً سچی مذہب پادری
 فنڈر کی افسری سے اسلام پر میزان و طریق وغیرہ سے حملہ کیا اور آریہ سماج نے ستیاگرہ
 کے چودہویں پورے سملاس اور بہو مکا وغیرہ رسائل میں جستہ جستہ مقامات میں اسلام پر
 خطرناک حملہ کیا۔ اسلام کے خدا پر جو ہمارا اور اس کا ایک ہی خدا تھا۔ گواہی دینے یا ہم سے اس کے
 صفات کی فہم میں غلطی ہوئی۔ اور اسلام کی کتاب پر اسلام کے مادی و مصلح پر وہ نکالیوں کا
 طوفان باندھا ہے۔ کہ الامان۔ اگر صاحب سماج کو کوئی سادہ نام سے یاد کرے تو آریہ سماج
 لے دیندار۔ صالح۔ بزرگ ۱۱

آگ بولا ہو جاوے۔ اور خود جو چاہا ان اپ شناپ لکھ دیا ہے۔ پھر ان کی تاثیر سے آریہ مسافر نے تو خاتمہ کر دیا۔ اور اسکے پوتے صاحب یوگندر پال اور دہر مہال نے جو شیریں کلامی اور نرمی و کھانی ہے اسکے لئے یہ ترک اسلام کا مختصر رسالہ کافی گواہ ہے۔ ایک ہمارے لون میانی کے ہم مکتب آریہ سماجی ایک بار مجھ سے فرماتے تھے کہ کہو جی کون دہرم ہے؟ والی نظم پہلے کسے لکھی مینے عرض کیا جناب آپ وہ لوگ نہیں جنکے مقابلہ پر وہ نظم ہے۔ بلکہ انپر تو خود مہارشی آپکے سرسوتی اور سوامی جی نے وہ لے دے کی ہے کہ جسکے مقابلہ میں ہمارے تحفہ اور اس قصیدہ کی کوئی ہستی ہی نہیں۔ یہ بتائیے کہ سماج پر کس مسلمان نے پہلے کچھ لکھا۔ اس پر وہ خاموش تو ہو گئے۔ مگر علاج کے لئے آئے تھے۔ بہت جلد واپس چلے گئے۔

ہاں ناواقف مسلمان اب بھی کہتے ہیں کہ مرزا جی نے اسلام کو سیسویوں اور آریہ سہی گالیاں دلائی ہیں۔ بلکہ ایک امرتسری تمکلم تو اپنی کتاب میں یہ بھی لکھتا ہے کہ دہرم پال بھی مرزا کی تحریر سے آریہ ہوئے ہیں حالانکہ ترک اسلام میں اس نے اشارہ بھی مرزا کی تعلیم پر نہیں کیا۔ کہیں پال نے کسی اخبار میں ایسا لکھا تو امرتسری صاحب نے اسکو تسلیم کر لیا۔ اور ایک ٹیٹل کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ لیکر ام کی کتاب نہ پڑھ سکا۔ جسے اسلام کو گالیاں اگلنے دیں کہ مرزا نے اسے گالیاں دلوائیں۔ وہ کیا تحقیق ہے۔ ستیا رتھ کا چودھواں سہلاس کیا براہین احمدیہ کے بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اور وہ آخری باب کیا گالیاں کا مجموعہ نہیں۔ اور کیا نیرن فنڈر کی۔ آمینہ اسلام سے پیچھے تصنیف ہوئی۔ ہمیں تو حیرت ہے ایسی تحقیقات پر۔ انصاف۔ بہر حال ہم مہارشی دیانند جی کے چند اصول کی طرف سماج کو توجہ دلاتے ہیں۔ جو قابل قدر اصول ہیں۔ وہ ہومسکا اور ستیا رتھ میں جا بجا ارقام فرماتے ہیں۔ کہ دیدیں جو الفاظ آئے ہیں ان کے بہت معانی ہوا کرتے ہیں۔ مناسب معنی جو پر مشور کی عظمت و جلال علیم کل محیط کل کی شان کے موافق ہوں۔ مخالف نہ ہوں وہ لینے چاہئے اور اس کا نام انہوں نے شلیشا النکار رکھا ہے۔ پھر استعارہ وغیرہ صنائع کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ روپا النکار ہے۔

پھر ارشاد کیا ہے کہ معانی کے سمجھنے کے لئے مراقبول (سمادھیوں) محنتوں کی ضرورت ہے منتر سکنتاؤ نہرجن، رشیوں کے نام ہیں وہ بڑے محنتی مفسر وید و نیکے تھے۔

پھر اور اصول دیانند جی کے یہ ہیں۔ جو مذہب دوسرے مذہبوں کو کہ جسکے ہزاروں کروڑوں آدمی معتقد ہوں چھوٹا بتلاوے۔ اور اپنے کو سچا ظاہر کرے۔

اس سے بڑھ کر جھوٹا اور مذہب کو انہوں نے ہوسکتا ہے۔ ستیا رتھ ۱۴ سملان صفحہ ۶۹۷ - فقرہ ۷۳ میں یہ لکھا ہے - اور انہوں نے اس کے معنی کئے ہیں - انہوں نے اس کا لفظ لوگ درشن کے سادہ بن پاد کے سوتر ۳۰ میں ہم کے بیان میں آیا ہے۔ ہمارے شی دیاس نے جو لوگ شناسٹر کے بھاشیہ کار ہیں - اس کا ارتھ یہ کیا ہے کہ ہر حالت میں ہمیشہ ہر ایک جاندار کے ساتھ دشمنی کے خیال کو دور کرنا انہوں نے کہا ہے - دیانند اپدیشش مغربی تیسرا دیا کہ بیان - اور کہا ہے - انسان کو مناسب ہے - کہ شیریں کلامی کو کام میں لاوی - تیسرا دیا کہ بیان - اور کہا ہے ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے وہ عموماً اپنی ہی مانند دوسروں کو سمجھتا ہے - ستیا رتھ ۵۷۴ -

اس قسم کی نصائح دیا نندجی کی دیکھو صفحہ ۵۶۱ تا ۵۶۸ تک۔ دہر سپال بلکہ آریہ سماج انصاف کرے کہ وہ عملاً ان میں سے کن اصول کی پابند ہے۔ آیا ان کلمات پر ہم نہیں کہتے کہ سب آریہ ایسے ہیں۔ گودہ کروڑوں نہیں اور پہریم کروڑوں ہیں۔ اور ہمیں بُرا کہا گیا۔ مگر ہم ایسی سخت کلامی سے کیونکر کام لیں۔ ہمیں تو قرآن کریم یہود و نصاریٰ کے اس غلط قول کو نصیحت کے طور ہمیں بتاتا ہے۔ **قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ الْتَصَادِیُّ عَلٰی شَیْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَیُّ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰی شَیْءٍ وَهُمْ يَتَّبِعُونَ الْكِتٰبَ۔ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (پل بقرہ) یہود نے کہا نصرائی کچھ بھی نہیں۔ نصرائیوں نے کہا یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ کتاب بڑھتے ہیں۔ اس طرح تو بے علم لوگوں نے کہا ہے۔ یا کیا ہے۔**

ہمارے نزدیک آری سماج کی محنتیں بہت کچھ قابل قدر ہیں اول انہوں نے شرک کے دؤر کرنے میں بڑا کام کیا جو قابل شکر ہے۔ دوم ناجائز تقلید کو توڑ کر غلط خیالات کو چھوڑنے اور اسکے بدلہ عمدہ بات کو لینے میں قوم کو دلیر کر دیا ہے۔ سیم دام مار گیوں۔ ساکتوں۔ اگھو ریوں بکالیوں۔ تانگیوں کے ہزاروں گندوں کو ددر کیا۔ گو بعض اشیاء کی قدامت اور غیر مخلوق ہونے کا اعتقاد ابھی ساتھ ہے۔ اور دیانندی تقلید ہی کچھ ہے۔ اور نیوگ کو مصلحتاً جائز رکھا ہے۔ مگر جہاں تک نیکی کی وہ قابل شکر گذاری ہے۔

میرے فہم میں کلامِ الہی کے سمجھنے کے لئے یہ اصول ہیں۔

اول دُعا (پرارتنا) جناب الہی سے صحیح فہم اور حقیقی علم طلب کرنا قرآن مجید میں آیا ہے۔ **قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا** (طہ) میرے رب میرے علم میں ترقی بخش۔

اور دعا کے لئے ضرور ہے۔ طیب کہا نا۔ طیب لباس۔ عقد نہمت۔ استقلال۔ دوم صرف آہی

رضامندی اور حق تک پہنچنے کے لئے خدا میں ہرگز کوشش کرنا۔ جیسے فرمایا۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا
فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (دبّ عنکبوت) سوم۔ تدرّج۔ تفرّق۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اَفَلَا
يَتَذَكَّرُونَ الْفَرَّانَ اَمْرًا عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (دبّ۔ محمد) اور فرمایا۔ لَا يَاتِ الْاُولٰٓئِ
اَلْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اَللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُوْدًا وَعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (دبّ آل عمران) چہارم
حسن اعتقاد و حسن احوال و حسن اعمال اور فقر۔ بیماری۔ مقدمات و مشکلات میں صبر و استقلال۔

اس مجموعہ کو قرآن نے تقوے کہا ہے دیکھو رکوع لَيْسَ الْبِرُّ بِاَرِهٍ دُوم اور اس کا ایک درجہ بڑا
بقرہ کے ابتدا میں ہے جیسے فرمایا ہے کہ الْغَيْبُ پَرِ اِيْمَانٍ لَا دُوسے پر اترنا اور دُعا اور بقدرت
و طاقت دوسری بیماری کے لئے کوشش کرنے والا مستحق ہے۔ اور تقوے کے بار میں ارشاد
اَلْهٰی هٰی۔ وَ اَتَعُوْا اَللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْاَللّٰهُ (دبّ بقرہ) ہے۔ لیکن خود پسند آدمی آیات الہی کے
سمجھنے میں قاصر ہے۔ جیسے فرمایا۔ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیْ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ فِی الْاَحْزٰی بِغَیْرِ الْحَقِّ
(دبّ اعراف) پنجم قرآن کریم کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان مجید میں دیکھئے جاویں ہشتم
اسماء الہیہ اور الہی تقدیس و تنزیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے لئے جاویں۔ ہفتم تعالٰی سے
جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے۔ ہشتم۔ سنن الہیہ ثابتہ کے خلاف درزی
نہ کرے۔ نهم لغت عرب و محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہ ہو۔ دہم۔ عرف عام سے جس کو معرّف
کہتے ہیں۔ معانی باہر نہ نکلیں۔ یازدہم۔ نور قلب کے خلاف نہ ہو۔ دوازدہم احادیث صحیحہ ثابتہ کے
خلاف نہ ہو۔ سیزدہم کتب سابقہ کے ذریعہ بھی بعض معانی قرآن حل کئے جاتے ہیں۔ چہارہ دہم
کسی وحی الہی اور الہام صحیح کے ذریعہ سے بھی معانی قرآن حل ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک اصل کی
مثالیں دونوں تو ایک مجدد ختم نبی جاوے۔ اور بعض اصول عام لوگوں کے استعمال میں آنے
والے نہیں معلوم ہوتے۔ اسلئے نمونہ کے طور پر بعض ان امور کے استعمال کی مثال بتاتے
ہیں۔

اسلئے گزارش ہے کہ اگر دہرم پال صرف یہ لحاظ رکھتا۔ کہ خدا کی عظمت و جبروت کو
تدرّج نظر رکھتا اور اپنے تئیں اس امر کا پابند کرتا کہ لغت عرب کے مختلف معانی سے جو ایک لفظ
کے لئے ہوں۔ اور وہ لغت سے ثابت ہوں وہی معنے لئے جاویں جو عظمت و قدوسیہ کے
معانی نہ ہوں۔ تو اس قاعدہ سے اسکے پینتیس سوالات ترک اسلام کا جواب یکدم مل سکتا تھا۔
دیکھو سوالات ذیل کے جوابات نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

سر توڑنے اور جان و مال و غرت تباہ کرنے کو کیسے دم نقد تیار ہیں۔ محمود غزنوی اور عالمگیر کا خیالی بدلہ لیتے ہیں۔ یا آریہ مسافر کا۔ اور اپنے بارے میں اعتراضوں سے یوں بچاؤ کر لیتے ہیں۔ کہ تمام پران اور آریہ تفاسیر بلکہ یورپ کے تراجم وید سب کے سب غلط ہیں مہارشی کی کتابوں سے کچھ لیکر کوئی اعتراض کرے تو فرمادیں سوامی جی ہاشہ زبان نہیں جانتے تھے۔ لکے ستیا رتھ اور ویدوں کے بہاوارتھ اور ناگری ترجمہ میں۔ جاہل بے ایمان پنڈتوں کی شرارتوں کا دخل ہے۔ یہ قابل اعتماد و اعتقاد نہیں۔ اب ہم کو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ ہزاروں آریہ سماجی کیا حق و حقیقت کو ویدک سنسکرت یا لوگک سنسکرت سے لیکر اپنے اقوال و اعمال کو درست کر رہے ہیں۔ سینے تو اب تک ایک لمبی لائق ویدک سنسکرت پڑھا آریہ سماجی نہیں دیکھا۔ بلکہ منشی رام جی جلیا سو کے ترجمہ بہومکا سے یہ عجیب مسئلہ معلوم ہوا کہ ۱۹۱۸ء میں لیکہ رام کے ذریعہ پتہ لگا کہ دیانند جی کے مہاں بھاشیہ میں ارتھ ارتھ ہیں اور بجا و ارتھ غلط۔ ویکہو منشی رام کا ترجمہ۔ دیانندی وید بہومکا صفحہ نمبر ۲۴۵-۵۔

فقہ دوم۔ تارک اسلام نے جوہ ترک اسلام پر جو لکچر دیا ہے اس میں اکیسویں پذیرہ سوال۔ بلکہ اعتراض اسلام پر کئی ہیں۔ جب انکے جوابات سے محض اسد نقالی کے فضل سے فراغت پائی تو لکچر کی تہنید پر توجہ کی دیکھا تو اس میں بھی پذیرہ بیس اعتراض اسلام پر چڑھ دیئے ہیں۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ انکا جواب دیا جائے۔ اور چونکہ وہ سوال کئی قسم پر منقسم ہیں اسلئے ہم انکاتین فقروں میں جواب دیتے ہیں۔

اعتراض قسم اول۔ اسلام کی تعلیم عقل کے خلاف ہے اسلام کی تعلیم وحشیانہ نظامانہ اور ادنیٰ تعلیم ہے۔

اس واسطے ان سوالات کے جواب میں ضروری معلوم ہوا کہ نمونہ کے طور پر تعلیم اسلام کو پیش کر دیا جائے۔ مگر اسلام میں پارہ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر عمل کرنا کام ہے۔ اس لئے مشتمل نمونہ خود اسے اور دانہ از انبار کو دکھایا جاسکتا ہے۔

اور مختصر ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام عقل کے خلاف ہے۔ محض بیعتی بلکہ بے ایمانی کی بات ہے۔ اسلئے کہ قرآن کریم اپنی تعلیم کی خوبی اور سچائی کے اظہار اور ثبوت کے واسطے عقل حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ جیسے فرماتا ہے **يُتَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ** (پت بقرہ) یعنی اسد اپنی آیات تمہارے لئے کہو کہ زبان

کرتا ہے۔ تو کہ تم عقل حاصل کرو۔ یا اسے کام میں لاؤ۔ اسی طرح عقل اور علم کی طرف مختلف پیرایوں میں اپیل کرتا ہے اور قرآن کریم اس سے بھرا پڑا ہے۔ یا میں ہمہ ایسی کتاب کی تعلیم کو عقل کے خلاف کہنا ناوافی یا بے ایمانی نہیں تو کیا ہے۔ ۹۔

قرآن کریم بہت ذلیل اور امانت کے طور پر ان لوگوں کا حال بیان کرتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے اور بے عقلی کے بد نتائج میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے فرمایا۔ **وَإِذَا نَادَيْنَهُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هَاهُنَا ذُرًىٰ عِندَ ذَلِكَ بَايِعْتُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ** (دب مائدہ) اور جب تم انہیں نماز کو بلاتے ہو۔ اُسے حارت اور کہیں میں اُڑتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور پھر ایک بد قسمت قوم کا ذکر فرماتا ہے۔ **وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ** (دب تبارک) یعنی دوزخی (حسرت سے) کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخیوں میں شامل نہ ہوتے۔

پھر ایک جگہ مخالفان اسلام کے نفاق اور خلط کاریوں کے اسباب میں یوں بیان فرماتا ہے۔ **تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ** (دب جتن) یعنی تم خیال کرتے ہو۔ کہ انکے جتنے اور جمعیتیں ہیں حال یہ ہے کہ انکے دل الگ الگ ہیں اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

اور قرآنی تعلیم وحشیانہ ہے کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے۔

الْأَعْرَابُ أَشَدَّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَنْ لَا يَعْلَمُوا أَحَدٌ مَّا أُنْزِلَ لِلَّهِ (دب توبہ) گنوار کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں۔ اور اس لائق ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کی حدود کا علم نہ آ سکے

سو چو اور غور کرو وحشیانہ تعلیم ایسا فقرہ کیونکر کہہ سکتی اور وحشیوں لا علموں کو نہایت تعمیق سے عتاب کیوں کرتی ہے۔ قرآنی تعلیم کو ظالمانہ کہنے کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے۔ **لَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ** (دب اہود) دیکھو اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔ **فَتَجَعَلَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ** (دب آل عمران) پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

اُن نے تعلیم کا جواب یہ دیا ہے کہ صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے۔ کہ وہ داعی اور

اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ دُعا مانگتا رہے۔ اور ترقیِ علم چاہتا رہے۔

جیسے فرمایا۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (دہل طہ) کہہ اے میرے رب میری علم میں ترقی بخش۔ اور فرمایا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (دہل مجادلہ) اسی قسم میں سے مومنوں اور عالموں کے درجے بلند کرے گا۔

اور فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (دہل زمی) کہہ کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے برابر ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اور فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (دہل فاطمہ) اسی کا خوف اور خشیت اپنی لوگوں کو میرا تپے جو عالم ہیں۔

اور فرمایا قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (دہل دحد) کہہ مجھ میں اور تم میں اسی گواہ ہے پہر وہ شخص جسے کتاب کا علم دیا گیا ہے۔

اور فرمایا۔ وَتِلْكَ اَمْثَالُ نَصْرِهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالَمُونَ (دہل عنکبوت) اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔ اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔

اب تعلیمِ سلام کا نمونہ سُنُّوْا! آدمی جب پیدا ہوتا ہے۔ تو حسب ارشاد الہی الہی علوم سے ماری ہوتا ہے۔ جیسا فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُونِ اُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا (دہل بخل) اور اس نے تمہیں نکالا تمہاری ماؤں کے اندر سے اور تمہیں کسی چیز کا علم نہ تھا۔

جب عاقل و بالغ ہو جاتا ہے۔ اس وقت اسلام میں تقاضائے فطرہ کے موافق مختصر مگر جامع اور کامل آداب سکھاتا ہے جیسے فرماتا ہے۔ کَلُّوْا وَاَشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (دہل اعراف) کہاؤ اور پیو اور بے جا کہانے پینے سے بچو اسد نہیں پسند کرتا خطا کاروں کو۔

اس آزادی پر کہانے پینے میں پابندی یہ بتائی اور انسان کی ناجائز آزادی کو جسے وہ برت کر تباہی کے نتیجوں تک پہنچتا ہے۔ اس طرح مقید کیا۔ جیسے فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا مِمَّا خَلَقْنَا الذَّمَّ وَالْمُزْمَنَ وَاصْحَابُ الْاَهْلِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (دہل مائدہ) حرام کیا گیا تمہارے خدا اور خون اور سوز کا گوشت اور وہ جس پر اسد کے غیر کا نام پکارا جائے۔

دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔

یہ تو ہمیں کہانے کی چیزیں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اس طرح منع فرمایا۔ اِنَّمَا اَحْمَرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

اور خون اور سوز کا گوشت اور وہ جس پر اسد کے غیر کا نام پکارا جائے۔

دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔

یہ تو ہمیں کہانے کی چیزیں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اس طرح منع فرمایا۔ اِنَّمَا اَحْمَرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

اور خون اور سوز کا گوشت اور وہ جس پر اسد کے غیر کا نام پکارا جائے۔

دیکھو اس آیت پر مفصل بیان سوال نمبر ۴۴ و ۴۵ کے جواب میں۔

یہ تو ہمیں کہانے کی چیزیں اور پینے میں ہر قسم کے مسکرات اور شراب سے اس طرح منع فرمایا۔ اِنَّمَا اَحْمَرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

سَمَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَجِدِّينَ { نکاح سے یہ غرض ہو کہ تم پابندی میں رہو اور جو نہ
اخذائے دپ مائدہ - } مستی نکالو اور نہ بیار نہ کراہی پر عورت کو کراہی والے۔

چھادم۔ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْثُوا النِّسَاءَ كَوْنَهُنَّ ذَوَاتِ نِكَاحٍ أَوْ عَوْرَتُكُمْ أَوْ ذَوَاتُ
نِكَاحٍ وَلَا تُنْكِحُوا مَنْ ضَرَبَ عَلَيْهَا وَلَا تَضَارُّوهُنَّ (دپ طاق) اور ان کو ضرر دینے کے لئے
مت روکو اور ان کو ضرر مت دو۔

اور نافرمان عورت کو پہلے دغظ کرو۔ پہر اسکا بستر
الگ کرو پہر ایک رومار دو اور پھر بھی پہوٹ رہی۔
اور اصلاح نہ ہو تو دونوں خاندانوں کے چیدریوں
کو جمع کرو۔ اگر میاں بیوی کا یا انکا سچا ارادہ صلح
کا ہوگا۔ تو اسد انہیں آپس میں موافق بنا دیگا۔
اور عورتوں سے نیک برتاؤ کرو اور اگر تم پیر
نا پسند کرو تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز کو تم
نا پسند کرو اور اسد اس میں بڑی برکت اور
خیر ڈال دے۔

تَشْمُ نَعِظُوهُنَّ وَاهْجُوهُنَّ وَهْنٍ فِي
الْمَصَاحِبِ وَأَصْرُوهُنَّ يَنْتَقِمُ وَإِنْ خِفْتُمْ
شِقَاقَ بَنِيهِمَا فَلْيَنْقِلُوا حَكْمًا مِنْ أَهْلِهِ
وَحَكْمًا مِنْ أَهْلِهِمَا إِنْ يَرِيدُوا إِصْلَاحًا
يُوقِنِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا دِيبَ نِسَاءٍ
مَشْتَمٍ اور آخر میں فرمایا۔ وَعَاشِرُهُنَّ
بِالْعَمَلِ وَفَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ
تَكُونُوا أَشْيَا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا
کَاشِرًا۔ (دپ۔ نساء)

ہاں بے ریب افسوس ہے کہ ان احکام کی نگرانی کے لئے کوئی محکمہ نہیں اور مرد بادشاہ
ہوتے رہے۔ اسلئے انہوں نے ہی حقوق نسوان کا پلہ کمزور رکھا۔ آہ ہزاروں عورتیں ہیں جن
کو شریر لوگ نہ طلاق دیتی ہیں۔ اور نہ آباد کرتے ہیں۔ اسد تعلق کے کلام کو ہنسی میں اڑاتے ہیں
یا ان پاک احکام کو ظلم کرنے کا آلہ بنا رہے ہیں۔ اور ملنے بلکہ انکے پڑے تلکے ہی حقوق نسوان
کی آیات پر توجہ نہیں کرتے۔ اسی طرح مفقود انجبر کی بی بی ہی تباہ ہوتی ہے۔

حفظ نفس و تربیت اولاد پر فرمایا۔ لَا تَلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّمْلِكَةِ (دپ بقدر)
اپنے تئیں ہلاکت میں مت ڈالو۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ حَشِيَّةً رَامِلًا (دبی اسرائیل)
اپنی اولاد کو ہلاک مت کرو۔

سوشل امور پر فرمایا۔ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ غَيْرِ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا
عَلَى أَهْلِهَا (دپ۔ نور) اپنے گہروں کے سوا دوسروں کے گہروں میں داخل مت ہو جب تک
اُن سے اجازت نہ لو۔ اور داخل ہوتے ہی گہروالوں پر سلام کہو۔

وَأَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَوْبَاجِهَا دُبَّ بَقَرَةٍ) اور گہروں میں دروازوں کے راہ سے داخل ہو۔
وَإِذَا احْتَبْتُمْ نَجَاتِي فَيُتَوَّابًا حَسَنَ مِنْهَا (دُبَّ نَسَاء) اور جب تمہیں سلام کہا جائے۔ اس سے بہتر
سلام کہو۔ وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفْتَحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْتَحُوا (دُبَّ مَجَادِلَہ) اور جب تمہیں نشست
گاہوں میں کہل جانے کو کہا جائے۔ تو کہل جاؤ۔ وَاصْبِرْ فِي مَشْيِكَ (دُبَّ لَعْمَان) اپنی چال
میں میانہ روی اختیار کر۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا
لِلنَّاسِ حَسَنًا (دُبَّ بَقَرَةٍ) اور ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے نیک سلوک
کرو۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو اور خوش معاملگی کا برتاؤ کرو۔

ترک شر پر فرمایا۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْنُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ
بِنَاءٍ كُلُّوا أَفْرِيقَاتٍ أَمْوَالِ النَّاسِ دُبَّ بَقَرَةٍ) آپس میں ایک دوسرے کے مالوں کو ناحق
نہ کھاؤ۔ اور حکام تک بواسطہ مالوں کے اس لئے نہ پہنچنا کہ کسی طرح لوگوں کا کچھ مال خرد
برو کرو۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ وَيَحْفَظُونَ أَرْؤُسَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ
يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (دُبَّ - نود) مومنوں کو کہہ اپنی نگاہیں نیچی
رکھیں اور اپنی شر نگاہوں کی گنجبانی کریں۔ اور مومن عورتوں سے کہہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور
اپنی شر نگاہوں کی گنجبانی کریں۔

اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ وہ بہت کھلی
جیسا می اور برمی راہ ہے۔

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بجائی
کی باتیں پھیلیں اُن کے لئے عذاب الیم
ہے۔ دنیا اور آخرۃ میں اور اسد جاتا ہے
اور تم نہیں جانتے۔

جو لوگ شوہر دار سادہ بے خبر مومن عورتوں
کو تہمت لگاتے ہیں وہ در بدر ہوئے دنیا اور
آخرۃ میں اور انکے لئے بڑا عذاب ہوگا جہن
گو اسی دیکھی اُن کی زبانیں اور ناتھ اور پاؤں
ان کے تمام کرتوتوں کی۔

وَلَا تَقْرُبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلًا (دُبَّ - بنی اسرائیل)
إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ
فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فَلِلَّذِينَ
وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُونَ (دُبَّ - نور)

إِنَّ الَّذِينَ يُرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ هَ يَوْمَ تُشْهَدُ
عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ (دُبَّ - نور)

اور غیظ و غضب کو کہا جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور دوست رکھتا ہے اسد احسان کرنیوالوں کو۔

تم برگزیدہ خیر رساں قوم ہو تہیں سارے جہان کے لمیونہ کے طور پر پیدا کیا گیا ہو تم نیک باوقار کرتے اور بڑی باقول سو منگ کرتے اور اسد پر ایمان کہتے ہو جن لوگوں نے تھے جنگ نہیں کی ہیں باری میں اور تم کو تمہاری گہروں میں نکالا اسد نیکو منگ نہیں کرتا۔ اس بات سے کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان انصاف کا برتاؤ کرو بیشک اسد پسند کرتا ہر انصاف کرنے والوں کو۔

امانت و دیانت پر فرمایا۔

کم عقول شیب و فزانہ سمجھنے والوں کو مال سپرد نہ کرو۔ اسد تم کو حکم کرتا ہے کہ امانتیں ان سے مالکوں کو واپس دو۔

اور تیموں کو جو تمہاری نگرانی کے نیچے ہیں انکا حال اچھی طرح معلوم کرو۔ اور پتال کا واجب وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم دیکھو کہ انہیں رشد و سعادت ہو تو انکو مال انکو سپرد کرو۔

اور امانت کی اچھی قیمتی چیزوں کے بدلہ میں خراب ردی چیزیں دیا حرام حلال کے بدلہ پھر جب ان تیموں کے مال ان کے سپرد کرنے لگو۔ تو گواہ بھراؤ۔

جو لوگ تیموں کا مال ظلم سے کہاتے ہیں وہ اپنی پیٹوں میں آگ کہاتے ہیں۔

ایصال خیر کی بابت فرمایا۔ وَالْكَافِرِينَ الْغَيْظُ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (پ۔ ال عمران)

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَدْلِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (پ۔ ال عمران)

لَا يَهْجِكُمْ اللَّهُ مَعَ الَّذِينَ لَهُمْ يَقَالُوا كُفُّوا فِي الدِّينِ وَلَمْ يُحْجِ جُحُومٌ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (پ۔ ممتحنہ)

لَا تَوَدُّ نُوَ السُّفَهَاءَ أَمْ لَكُمْ دِينٌ نَسَاءُ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا أَلَامَانِ لِكُلِّ أَهْلِهَا (پ۔ نساء)

وَابْتَلُوا الَّذِينَ هُمْ حَتَّى إِذَا بَلَغُوا لَبَاسًا فَإِنْ اسْتَمْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ (پ۔ نساء)

اور فرمایا

وَلَا تَتَّبِعُوا الْاُخْبِيثَ بِالْعَلِيْبِ (پ۔ نساء)

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا (پ۔ نساء)

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا (پ۔ نساء)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُخَانِيْنَ (دپ انقال)
وَلَا يُحِبُّوْا النَّاسَ شَيْئًا هُمْ وَلَا تَعُوْا
فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (دپ اعراف)
وَلِئَلَّا تَطْغَفُوْا الَّذِيْنَ اِذَا الْكَلَالُوْا
عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۚ وَاِذَا كَانُوْهُمُ
اَوْ وَّرَدُوْهُمُ يُجْسِرُوْنَ (دپ تطفيف)

اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو۔
اور لوگوں کو انکی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں
فساد نہ مچاتے پہرو۔
ہلاکت کم وزن کرنے والوں کے لئے کہ جب وہ سرور
سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں۔ اور جب
انہیں ماپ تو لکھ دیتے ہیں کہ بڑے ہیں۔

صلح پر ارشاد ہے۔

اَلصَّلٰمُ خَيْرٌ دِیْنًا (صلح خیر و برکت ہے۔) وَاصْلِحُوْا اِذَا تَابَ بَيْنَكُمْ (دپ انفال)
اور اپنی باہمی عداوتوں اور کینوں کی صلاح کرو۔ وَارِنْ جَنْحُوْا لِلصَّلٰمِ فَاجْتَمِعْ لَهَا دِیْنًا (دپ انفال)
اور اگر دشمن صلح کرنے پر مائل ہوں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا ذَوْجًا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَنْحَامُ
اِنَّ اللَّهَ عَلَيْنَكُمْ رَقِيْبًا (دپ نساء) اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جسے تمہیں پیدا کیا۔

ایک جی سے اور پیدا کیا اس کی جنس سے اسکا جوڑا۔ اور پھیلانے اُن کی بہت مرد اور
عورتیں اور ڈرو اس سے جسکے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اور جو قطع رحم سے
بیشک استمیرنگران ہے۔ وَعِبَادُ الذِّمِّ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هُوْنًا وَاِذَا خَلَا
اَنْجُمُهُمْ قَالُوْا اِسْلَامًا (دپ) اور رومن کے بندہ وہ ہیں جو زمین پر تواضع وانحسار سے

چلتے ہیں۔ اور جب جاہل اُن سے خطاب کریں سلامتی کی باتیں کرتے ہیں۔

اِذْ فَعَّ بِاَلِيْهِمْ اَحْسَنَ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ (دپ)
حمہ سجدہ) ہٹا دو عمدہ تدابیر کے ساتھ۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمہاری دشمن ایسے ہو
جائیں گے کہ وہ یکے دوست ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوْا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوْا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (دپ)
انعام) دوسری قوموں کے معبودوں کو کھالی نیت دو۔ اسکے بدلہ نادانی سے وہ اللہ
کو کھالی دیں گے۔

حسن خلق پر نصیحت مایا۔

لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا
خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ
أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا
أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ
بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ
(دک: حجرات)

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ
وَالِإِتْيَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (یادہ: ۱۳-۱۴) (نحل)

مرد مردوں سے ہنسی نہ کریں ہو سکتا ہے کہ
وہی ان سے اچھے ہوں اور نہ عورتیں عورتوں
سے ہو سکتا ہے کہ وہی ان سے اچھی ہوں اور
ایک دوسرے کی نکتہ چینی اور عیب گیری مت
کرو بڑی بڑی اور چہرے کے ناموں کی کسی کو مت بکاؤ
مومن ہونیکے بعد یہ ناپاک نام بہت بُری بات ہے
اللہ حکم کرتا ہے عدل کا اور احسان کا اور
رشتہ داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے
بدکاری کی باتوں اور بُرے کاموں اور بغاوت
سے تمہیں وعظ کرتا ہے۔ تو کہ وہ بیان کرو۔

شجاعت پر نسرمایا۔

دکھوں بیماریوں اور قحطوں اور جنگوں میں صبر
کرنیوالے وہی صادق ہیں۔ اور وہی سچی
ہیں۔

وہ جنہیں منافقوں نے اطلاع دی کہ دشمنوں
نے تمہاری مقابلہ میں بڑی فوج جمع کی ہے اب انہی
تمہیں ڈرنا چاہیے لیکن یہ بات سن کر انکی ایمان
بڑ گئی اور کہنے لگے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہمیں
کار ساز ہے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ گی گہروں
سے گھنٹہ کے طور پر اور لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے۔

صدق پر نسرمایا

تجوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے
بچو۔ اور اللہ کی طرف جھکنے والے اور شرک
سے بیزار ہو جاؤ۔
انصاف پر کھڑے ہونیوالے اللہ کے لئے

الْصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَحِينَ
الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُونَ (دک: بقرہ)

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ
جَمْعُوا لَكُمْ فَآخِشُوا هُمْ فَزَادَهُمْ
إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ نِعْمَ
الْوَكِيلُ (دک: آل عمران)
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن
دِيَارِهِم بِطَرَاوِدَاءِ النَّاسِ (دک: انفال)

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ
وَارْجَعُوا قَوْلَ الزُّورِ حَقَّاءَ لِلَّهِ
غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ (دک: حج)
كُونُوا أَقْوَامًا يَنْفُسُهُمْ شَهِدًا لِّلَّهِ

وَلَوْ عَلَیْ أَنْفُسِكُمْ أَوَّلَ الدِّینِ وَ
الْأَقْرَبِینِ دِیْنُ نِسَاءٍ
لَا یُحْجِرُ مِنْكُمْ شَتَانُ قَتْلٍ عَلَیْ أَنْ
تَعْدِلُوا أَوْ اِعْدِلُوا دِیْنُ مَا نَدَّ

گواہ بنو۔ اگرچہ اپنے یا والدین اور شہداء اور
کے برخلاف گواہی دینی پڑے۔
کسی قوم کی عداوت کے سبب ان سے
بے انصافی مت کرو۔ انصاف کرو۔

رضا بالقصد پر نہ مایا۔

وَلَكَلُوا لَكُمْ بِشْیٍ مِنْ الْخَوَافِ وَ
الْجُوعِ وَ النِّقْصِ مِنَ الْأَمْوَالِ الْأَنْفُسِ
وَالْثَمَرَاتِ وَ بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ
إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِیْبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ
وَإِنَّا إِلَیْهِ رَاغِبُونَ (دِیْنُ بَقْرہ)

اور ہم تمکو انعام دیئے کیقدر خوف کے بدلے
اور بیوک اور مالوں اور جانوں اور ہلوں کے کم
کرنی کے بدلے اور خوشخبری دے ممبر کرنی والوں کو کہ جنہیں
کوئی مصیبت پہنچتی ہو تو کہتے ہیں ہم تو اللہ
کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں

بنی نوع کی ہمدردی اور مواسات پر نہ مایا۔

وَعَاوَنُوا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوَى
وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْإِثْمِ وَ الْعَدْوَانِ
(دِیْنُ مائدہ)

اور ایک دوسرے کی مدد کرو۔ خدا ترسی
اور نیکی کے کاموں میں اور مت مدد کرو
بغاوت اور بدکاری کے کاموں میں۔

سیاست پر نہ مایا

اطِيعُوا اللَّهَ وَ اطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الْأَمْرِ
مِنْكُمْ (دِیْنُ نساء)
وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ (دِیْنُ آل عمران)
وَ اَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنِهِمْ (دِیْنُ شوری)
وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَ لَا
تَفَرَّقُوا (دِیْنُ آل عمران)

کہا مانو اللہ کا اور رسول کا اور
اپنے حکام کا۔
اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو۔
ایسے اپنے امور کو مشورہ سے طے کیا کرتے ہیں
اور سب کے سب مل کر اللہ کے دین کو
مضبوط پکڑو اور فرقہ فرقہ مت بنو۔

شرک کی مذمت پر فرمایا۔

وَمَنْ یُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ
صَلَاةً لَا یَعْبُدُهَا (دِیْنُ نساء)
وَمَنْ یُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَى

اور جو شخص اللہ سے کسی کو شریک ٹھہراتا ہے
وہ بہت گمراہ ہوا۔
اور جس شخص نے اللہ سے شرک کیا اس نے

إِنَّمَا عَظِيمًا (پٹ نساء)

بڑی بہاری ہدی تراشی۔

ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی پر فہم مایا۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ

اللَّهُمَّ دُوسٹ رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور

أَلَمْ تَطْهِّرْ نِينَ (پٹ بقرہ)

دوست رکھتا ہے پاک صاف ہونی والوں کو۔

ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ ہے کہ قرآن کریم ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت اور ضرورت کے دلائل بیان کرتا ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے کہ دنیا کی ہر ایک کتاب اس خوبی سے قطعاً عاری ہے از بسکہ تمام اخلاق فاضلہ کی تحریک و ترغیب اور رذائل سے بچنے کی تحریک ہستی باری تعالیٰ پر ایمان لانیکے سبب سے یا یوں کہو کہ صرف اسی ایک وجہ اور سبب سے انسان کے دل میں پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی زندہ کتاب قرآن کریم نے اسلئے اس اصل پر بہت زور دیا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَالْهَكْمُ إِلَهُ ۖ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۚ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَخَلْقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلُوكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ حَبْلَةٍ وَتَضَرِّيفِ التَّرْجِيمِ وَالشَّجَلِ الْأَخْضَرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَبْ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (پٹ بقرہ)

تمہارا معبود مقصود و مطلوب ایک ہی ہے کوئی معبود نہیں بجز اسکے وہ رحمن رحیم ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اور رات اور دن و اختلاف یا آگے پیچھے آئیں اور جہاز نہیں جو سمندر میں چلتی ہیں لوگوں کی نافع چیزوں کو اپنے اندر لیکر اور بارش میں جو آگے اوپر سے اُتاری پر زندہ کیا اس سے زمین کو خشک ہو جانیکے بعد اور پھلایئے اُس میں ہر قسم کے رنگے والے اور ہوا و مٹی والے بدلے میں اور بادل میں جو گہیرے ہوئے تھوڑے ہیں آسمان اور زمین کے درمیان نشان میں عقلمند لوگوں۔

چونکہ صرف فلسفیانہ ہستی باری کے ملنے سے انسان کو جناب الہی سو محبت اور اپہر ایمان۔ بلکہ اعلیٰ محبت اور اعلیٰ ایمان اور مقامات قرب و رضوان نہیں مل سکتے اسلئے قرآن کریم ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کے ساتھ ساتھ اپنے احسانات کا بسیط بیان فرماتا ہے از بسکہ فطرت انسانی میں یہ مادہ غمیر کیا گیا ہے۔ کہ سلیم اور حق شناس مخلوق بن کیسا محبت کرنے اور اطاعت کرنے میں کمال دلیری دکھاتے ہیں۔ اس واسطے احسان الہی کا

بیان ان دلائل کیساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ بھی فطرۃ انسانیت کا تقاضا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے سے زیادہ قوی زیادہ علم والے زیادہ تر دانا کے کہنے کی قدر کرتا ہو۔ اور بڑی قدر کرتا ہے۔ اور ایسے فت اور حاکم۔ حکیم کی ماتحتی کو اپنے لئے فخر و عزت یقین کرتا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت اور کاملہ صفات کا بیان بڑے زور سے فرماتا ہے۔ تو کہ آدمی کا ایمان و یقین احکام الہیہ پر بڑھے۔ پھر اس ذریعہ اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جس کا نام و درخوان من اللہ اکبر ہے۔

(پت تو بہ)

اور اس مقام کی طرف ارشاد ہے۔

کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا دنیا اور میرا مرناسا
اس کیلئے ہی جو جہانوں کا پروردگار رہی اسکا
کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کا مجھے
حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں۔
ہاں جس نے فرمانبردار کیا اپنی ساری طاقتوں
کو اس کا اور وہ محسن ہی ہو پس اسکے لئے اجر
اسکے پروردگار کے پاس اور ایسے لوگوں
پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غلغلہ ہونگے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ
وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ؕ لَا
شَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (پت افعام)
اور ارشاد ہے۔ بے شک میں نے اس کے لئے
اللہ وہو محمدؐ فلہ اجرہ عند
رَبِّہٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ (پت بقرہ)

فقہ سوم ہم نے اسلام کی تعلیم کو بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ اور اس میں دکھایا ہے
کہ عقل صحیحہ اور عقل صریح میں قطعاً تعارض نہیں ہوا کرتا۔ شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ حیرانی نے
اس دعویٰ پر تین مجلد ضخیم کی کتاب لکھی ہے۔ جس کا اکثر حصہ راقم کے پاس ہے۔ الحمد للہ رب
العالمین۔ اسلام کے نہ ماننے والے لوگ جب عذاب میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے کہا۔

(۱) کُوْنَا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْ اَصْحَابِ السَّعِیْرِ فَاعْتَرَدُوْا اَیْدِنَا بِہِمَّ دِیْنِہُمْ
قرآن میں کامل توحید۔ تعظیم۔ الہی ابطال شرک۔ دعائیں۔ اور ابطال باطل ہے۔ کیا یہ خلاف
عقل ہے؟ البتہ اللہ تعالیٰ کی خاموشی کا بعد طہمان ویدا اور نیوگ کا اسمیں بیان نہیں۔
شاید اسلئے خلاف عقل ہو۔ (۲) اور وحشیانہ اسلئے نہیں کہ زمانہ قبل اسلام کا نام جاہلیت
کا زمانہ بتایا ہے۔ دیکھ لو اسلام سے پہلے نہ وہ فاتح تھے۔ نہ ائمہ فہم و علوم۔ اور بعد اسلام

کے اس قدر علوم کے جامع ہوئے۔ کہ اب تک اُن علوم کی کل کتابیں بڑے بڑے کتب خانہ ہائے روس و جرمن و فرانس و استنبول و مصر میں بھی نہیں۔ (د ۳) ظالمانہ اگر ہے تو اَللّٰهُمَّ عَلَی الظَّالِمِیْنَ (دپہ ہود) اس میں کیوں ہو۔ اور صبر و حلم و حسن احسان عالم کا بیان قرآن کریم میں کیا اگر اسلامی تعلیم اور فی حق تو یہ علم کس کتاب کا ہو۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفَعُوا كَافَّةً وَلَوْلَا نُفِّرُ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةً لِّيََتَفَقَّهُوْا فِي الدِّیْنِ وَلِيُنذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (دپہ توبہ) ترجمہ مومنوں کے امکان میں یہ بات نہیں۔

کہ وہ سب کے سب گہروں سے نکل کھڑے ہوں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک فرقہ سے ایک چھوٹی سی جماعت اس لئے سفر کری۔ کہ دین سیکھیں اور پہر و طنوں میں واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرسنائیں تو کہ وہ خوف کریں (د ۴) کیا اسلام کی تعلیم ادا کرنے ہے قرآن کریم میں ہستی باری تعالیٰ کی نسبت دعویٰ ہو۔ اور اسکے دلائل ہیں۔ ملائکہ مظاہر قدرت الہیہ کا بیان اور اسکے دلائل میں کتب الہیہ کا بیان ہو ضرورت نبوت و رسالت و ختم نبوة و رسالت اور مسئلہ تقدیر و تدبیر پر بسیط بحث ہو۔ جزا و سزا و جنت و نار پر سیر کن بیان ہو۔ پھر عبادات۔ معاملات سیاست۔ تمدن۔ اخلاق معاشرۃ کے قواعد اور جناب الہی میں دعائیں بیان کی گئی ہیں کیا یہ ادا کرنے تعلیم ہے۔ اور آجکل تو امام نے وہ راہ بتائی ہے کہ سارا قرآن خود مدلل نظر آتا ہو۔

فقہ چہارم۔ مسلمانوں کی عملی حالت خراب ہے، اور یہ دوسرا قسم ائمہ اربعہ کا بھی اسلام پر۔

المجواب۔ اگر مسلمانوں میں بُرے ہیں تو اصل آریہ و رتی لوگوں میں کیا۔

(۱) چارواگ والے نہیں جبکہ قول ہے۔ حکمت عملی سے چلو۔ جنت بڑا اور حسب خواہش خطا اٹھاؤ (۲) حسین عورتوں سے اندہ مقصد انسانی ہے۔ (۲۲۸) ستیارتھ۔ ماں کو بھی سماں کئے بغیر نہ چھوڑنا چاہیئے۔ ستیارتھ ۲۸۰ (۳) اگنی ہوتر وید وغیرہ روزی کا ذریعہ ہے۔ دیکھا مبراں سملج جبکہ قبضہ میں روپیہ ہے۔ وہ مغالب ہیں، ۵۳۰ ستیارتھ (۴) دید کے بنانیوالے بھانڈ۔ دہورت (مکھار) نشاچر۔ راکھش (خوشخوار ظالم) ہیں ۵۳۲ ستیارتھ ہید ہر وغیرہ شارحان دید۔ بھانڈ۔ دہورت۔ نشاچر تپے عورت سی گھوڑیکا ... پکڑو اگر اس سے صحبت کرانا۔ شراب۔ زنا وغیرہ وام مارگیوں نے نکالے۔ ۵۳۳ ستیارتھ بہو مکھ کے صفحہ ۲۰۸ میں زیادہ تشہیح ہے۔ الیشور کی مذمت۔ غیروں سی دشمنی میں سب

ناشک۔ چین اور بدھ سب ایک ہیں۔ اکہبہ۔ کان۔ ناک۔ زبان اور جلد۔ زبان۔ ماتھ۔ پاؤں۔ گدا (پافانہ کی جگہ) ٹنگ (عضو خاص) من۔ اور عقل بارہ انکے معبود ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ پانچ ازلی ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ دو ازلی ہیں۔

آتما تنگی ماں سے زناہ کر نیوالے ہیں۔ تنہا ری کان پھٹے جوگی۔ اور کتنے سنیا سی۔ گوسائیں اور کل سچاری کیسے ہیں۔ اگر کہو کہ آریہ لوگوں میں ایسے ہی ہیں۔ مگر سب برے نہیں اور مسلمان سب برے ہیں۔ تو بتاؤ ستیا رتھ کے صفحہ ۵۶۶ سے ۵۸۰ تک یہ کیسے فقرہ ہیں جن میں چین وغیرہ کو مخاطب کیا ہے۔ انکی دہرم کی کتابیں کہاں تک مذمت سے بھر رہی ہیں (دفاؤہ) اپنے لٹو کیا بڑا مانا ہے۔ اور ستیا رتھ کے ۱۴ سہاس ستیا رتھ دہرم کی کتاب میں مسلمانوں کو وہ گالیاں دیں۔ کہ الامان اور آریہ مسافر نے تو بھٹیاریوں کے بھی کان کترے ہیں۔ اب رب کریم کہ اپنی کتاب خاتمہ سب شتم ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

ستیا رتھ صفحہ ۵۶۹ میں لکھا ہے۔ لاکن غیر مذہب کی مذمت کرنا وغیرہ عیبوں کے باعث یہ سب اچھی باتیں میصوب ہو گئی ہیں۔ ۵۷۰ ستیا رتھ۔ اپنے مونہ سے اپنی تعریف کرنا۔ اور اپنی ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہے۔ (آریہ صاحبان غور کرو اپنے عملدرآمد پر) ستیا رتھ صفحہ ۵۷۳ میں کہا ہے کہ جیسے جینی دوسرے کا اپکار بھلا نہیں چاہتے۔ اگر دوسرے کا بھلا نہ چاہیں تو انکے بیت کام بگڑ جائیں (آریہ صاحبان کیا یہ آپکا دتیرہ بھلائی کا ہے کیا آپکے سوا دوسرے ملکی مسلمانوں کا بھلا چاہتے اور انکی بہتری کے خواہشمند ہیں۔ دکلا۔ حج۔ اہل طاقت غور کریں اور سوچیں۔ ۵۷۴ ستیا رتھ ہر ایک آدمی جیسا ہوتا ہے۔ وہ عموماً اپنے ہی مانند دوسرے کو سمجھتا ہے (دہرم پال اپنی گالیاں پڑھو جو تنہا مسلمانوں کے خدا۔ انکی کتاب انکے رسول اور خود انکو دی ہیں) کیا چین مذہب میں کوئی بُرا آدمی اور نرک میں جانے والا نہیں سب ہی کمتی پاتے اور دوسرا کوئی نہیں پاتا۔ کیا یہ بات پاگل پن کی نہیں۔ کیتنی بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ کیا چین مذہب سے باہر کوئی بھی آدمی راست گو نہیں۔ کیا اس دھرم آتما آدمی کی تعظیم نہیں کرنا چاہیے۔ ۵۷۶ و ۵۷۷ ستیا رتھ جو دوسرے مذہب میں ہو۔

اپنی تعریف بازاری عورت کا کام ہے۔ دوسرے مذہب کو گالیاں دینا بڑی افسوس کی بات ہے (کیا تم نے۔ آریہ مسافر نے اور آخر خود دیا سند نے مسلمانوں کے مقابل ان لٹاؤ پر

عمل کیا اور کیا دفتروں - کچہریوں - ریاستوں - اور معاملات میں تم نے کہیں رحم سے کام لیا میں تجربہ کار ہوں - فیصلوں - ملازمتوں - گواہیوں - سپارشوں پر نظر ثانی ضرور کرو۔

یہاں تک پہنچنے لفظی جھگڑا بیان کیا ہے۔ اب عملی نمونہ سن لو۔ اول تمہاری آئین قوموں مشہور۔ ضروری العمل کتابوں میں جوٹ ملایا۔ مثلاً منوکے دہرم شاستر جسکی عظمت توصیہ ہے کہ اگر اسکو ستیارتھ پر کاش سے الگ کر دیں تو وہ کتاب جسم بلا روح رہ جاوے۔ آریہ مانتے ہیں کہ اس میں وام مارگیوں کے لفظ سے شراب۔ زنا کی اجازت کے شلوک ملای گئے۔ مثلاً میں اپنی جگہ ایسہ کرتا ہوں۔ کہ یہ شلوک منویں۔ مانس اور شراب ان دونوں کے کہا نہیں کچھ دوش نہیں ہوا اور جماع میں ہی دوش نہیں۔ کیونکہ یہ توجیہ دن کا سمجھاؤ ہی ہے۔ لکن انہوں کو ترک کرنا بڑا چل ہے۔ منوکے ۵-۵۶۔ پھر عادت بد یہاں تک بڑھی کہ لیکہرام نے ایک آیت کا حوالہ دیا کہ سورۃ النجم میں اب موجود ہے۔ وہ ہے۔ تِلْكَ الْغَافِقِ الْعُلَىٰ آخر جوٹ یہاں تک تم لوگوں میں آیا کہ دیانند نے لکھا ہے۔ فیضی نے بنا لفظ کا قرآن رچا۔ اور رچا بھی ابر کے زمانہ میں۔ دوم شرح وید۔ مانگی (مان سے بدکار) دام مارگی۔ بت پرست۔ اگوری۔ کپال متی۔ جوگی۔ گوسایں اور ایسے ویسے گذری۔ اور میں جنگی بُرائی کو ستیارتھ میں مفصل دیکھ سکتے ہو۔

سوم۔ کے آدمی۔ کے پرشندی۔ مہارشی سوامی دیانند جی مصلح قوم پیدا ہوئے اور جہاں ہاش اس لئے لکھا کہ اگلے سب وید بہاں غلط ہیں۔ مگر خود انکی اصل کتاب ستیارتھ میں دیکھ ملایا گیا۔ کہ ناگتہ ہے۔ ستیارتھ اول دوم سوم اور چہارم کو ملا کر دیکھو اور پھر مکا میں تو لکھا ہے کہ وید بہاں میں ناگری کے ارتھ اترتے ہو گئے۔

فقہہ پنجم۔ سوالات لکچر کی تہید کے جوابات میں۔ پیدائش عالم کے متعلق ہم نے اس زمانہ میں جب دیانند شہداء میں لاہور آیا تھا۔ سنا تھا کہ انکے سوالات پیدائش عالم کے متعلق لاجواب ہیں اور وہ سوال یہ تھے۔ یہ عالم کس نے بنایا۔ کیوں بنایا۔ کب بنایا۔ کن اشتیاسے کس طرح بنایا۔ یہ پانچ ککار پانچ مکار دام مارگیوں پانچ ککار سکھوں کی طرح ہیں۔ سو قرآن کریم نے ان سوالات کے جواب دیئے ہیں۔

جواب سوال اول۔ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ دُب انعام) اور فرمایا اَمَّا جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ دُب وعد)

ان آیات میں بتایا کہ تمام بندہ یوں پستیوں - اندھیروں - نور - اور سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔
 دُوم سوال - یہ ہے کہ اس مخلوق کو کیوں بنایا ہے۔ اور ان آیتوں میں اُس کا جواب دیا ہے۔
 اول غایت بعض خلق کی بیان فرمائی ہے جیسے فرمایا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي
 (دُشٹے خادیاات) جن و انس کی پیدائش اسلئے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں۔ اور پھر
 بتایا کہ اللہ تعالیٰ صفات کا طرہ کہتا ہے۔ جن میں سے مثلاً اسکی ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت
 اور مالکیت ہیں۔ اگر وہ پیدا نہ کرتا۔ تو اسکی صفات باطل ہوتے اور خدا معطل و بیکار ہوتا۔
 مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض کا طرہ سے موصوف ہے۔ اور صفات کا طرہ کا مقتضا ہے۔ کہ وہ مؤثر و
 مثلاً فرمایا۔ اَتُحَدِّثُہٗ ذِکْرَ الْغَآلِیْنَ الَّذِیْنَ اَلْقٰ حَیْمٌ۔ فَلَیْلَ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ کیا معنی اللہ تعالیٰ
 میں یہ صفات ہیں پس جب اس میں یہ صفات ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سوتا یا اوگھٹتا نہیں۔ تو اگر خلق
 پیدا نہ کرے تو اسکے لہو محمد - ربوبیت - رحمانیت - رحیمیت - مالکیت کیونکر ثابت ہو۔ کیا آنکھ
 ہو۔ اور دیکھنے نہیں اور کان ہوں اور سُننے نہیں۔

سوم سوال - کب بنایا۔ اسکا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے اور مقدار فعل
 فعل سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا۔ ہاں یہ بتایا کہ ہوا کا اول
 اسکے معنی بنی کریم نے فرمائے ہیں۔ لیس قبلہ شیخی اور فرمایا۔ الی ربک الملتصقے۔ پس پاک
 اور حق و حکمت پر مشتمل کتاب اگر پیدا کرنے کا زمانہ باقی تو ثابت ہوتا۔ کہ اللہ اس وقت سے
 معطل و بیکار رہا۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

چوتھا سوال - کس سے بنایا۔ یہ لفظ گول مول تھا اسلئے اس میں اکثر لوگوں نے دھوکا کھایا
 کس سے کا مطلب مادہ بھی ہوتا ہے۔ اور صفات کا طرہ فاعل و خالق بھی۔ چونکہ حسبِ قرآن
 مادہ عالم کا بھی خالق اللہ ہی ہے۔ اسلئے کس سے۔ سوال کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور
 الغنی خالق ہے۔ حقیقی طور پر عالم کا بنانا اسکے اجزا کا بنانا اور اسکے مادہ کا بنانا آریہ لوگ
 اللہ تعالیٰ کو انوپیم اور سرشب گیتماں کہتے ہیں پہلے لفظ کے معنی لیس کٹھنہ کے ہیں اور دوسرے
 لفظ کے معنی ہیں القادس کے کیا معنی اپنی کاموں میں اللہ کسی کا محتاج نہیں اسی واسطے جب
 سوال ہوا کہ دیرانے کس طرح بنائے۔ اور کس زبان سے ہو۔ کہ کس قلم و دوات سے لکھے۔ تو یہی
 جواب دیا گیا۔ کہ وہ سرشب گیتماں ان آلات کا محتاج نہیں۔ مگر اس منتر کے باعث مادہ عالم کو
 ازلی مان گئے۔ جبکہ ذکر آگے آتا ہے۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ ان سوالات مذکورہ کے جوابات

صرف بطور دعوت ہی قرآن کریم نے بیان نہیں فرمائے۔ بلکہ ہر ایک دعوت کی دلیل ہی ہے۔ مثلاً کس نے بنایا جو پہلا سوال ہے۔ اس سوال کے جواب پر سیکڑوں دلائل ملے ہیں۔

بطور نمونہ یہ ہیں۔

۱۔ لمی دلیل جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں پوروت کہتے ہیں۔ فرمایا ہے۔ **اللہ خالق کل شیء**۔ **وہو الواصل القہار** (پوروت) اللہ ہر ایک چیز کا خالق ہے اور اس دعویٰ کی یہ دلیل دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں بے ہمتا۔ اپنے صفات میں یکتا۔ اور افعال میں وہ لیس مکثہ ہے اور یہ تمام معانی الواحد کے ہیں۔ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نسبت بولا جائے اور وہ سب پر حکمران و متصرف ہے اور سب کو اپنے ماتحت رکھتا ہے۔ اور یہ معانی القہار کے ہیں۔ جب حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ پر اسکا اطلاق ہو۔ آریہ سماج بھی اللہ تعالیٰ کو الواحد القہار ان معنی میں مانتے ہیں۔ گو نتیجہ میں غلطی کرتے ہیں کیونکہ انکی یہاں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک انویم۔ ست۔ چت۔ آندہ ہے۔ اگرچہ عام ہندو بت پرستی کے باعث ایک کا کلمہ زبان پر کم لاتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر یہ لوگ جب وزن کرتے ہیں۔ اول اور ایک کے بدلہ پنجاب میں تو برکت برکت کہتے ہیں اور دوسری بار دوا دوا۔ غالباً ہندوستان میں ہی طرز ہو گا۔

اور القہار کے بدلہ اسکے ہم معنی لفظ برہم۔ پریشرا حکمران محاکمین۔ دہا لعلمین کا نام لیتے ہیں۔ اب اللہ خالق کل شیء کا دعوت جس سلم بات پر مبنی ہے وہ واحد القہار کا لفظ ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہر ایک چیز کا خالق نہ ہو۔ تو کچھ چیزیں اسکی خلق سے باہر ہی ہونگی اور جو اشیاء خلق سے باہر ہونگی۔ بہر حال وہ چیزیں ضرور کسی نہ کسی پہلو میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہی ہونگی۔ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ تمام ارجح حتیٰ کہ کیرے کوڑی مکہ درختونگی روصیں بھی خدا کی بنائی ہوئی نہیں مادہ عالم اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نہیں۔ زمانہ اکاش بھی خدا کا بنایا ہوا نہیں وغیرہ۔ تو یہ چیزیں ہی غیر مخلوق۔ دائمی اپنی ہستی میں خدا کی شریک ہوئیں۔ پھر یہ چیزیں نہ اپنی ذات میں خدا کی محتاج نہ اپنے خواص میں نہ اپنی مادیات میں اور نہ اپنے افعال میں خدا کی دست نگر۔ با اینہم خدا کو بے وجہ انپر حکمران مانتے ہیں۔ بلکہ جیسے منتر آئندہ میں ہے۔ **ان اشیاء کو خدا کی مانند مانا ہے دیکھو منہ ۳۱**

۲۔ دوسری دلیل الہی ہے جسکو سنسکرت میں انومان کی قسم میں شیشوت کہتے ہیں۔

کیا معنی مخلوق سے خالق شناسی حاصل کرنا۔ اور وہ اسطرح ہے کہ قرآن کریم میں ہے لَعَلَّكُمْ لَهٗ شَرِيكَ فِي الْمَلِكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَمَاهُ تَقْدِيرًا (دب فوفان) اسد تعالیٰ لاشریک ہے۔ سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے۔ اور محدود ہے اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں۔ مشابہات اور تجارتی ہے ہی ظاہر ہے اور ہر ایک محدود کیلئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے۔ اور مادہ و حیوی حد بندی کر نیا والا پر خدا کے سوا کون ہے پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اسد ہی ہے۔

۳۔ دلیل خلف۔ اَمَّ خَلْقًا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ۔ اَمَّهُمُ الْخَالِقُونَ۔ اَمَّ خَلْقًا مِمَّنْ لَا دُخَانَ بَلَّ لَا يُوقِنُونَ۔ اَمَّ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَتِكَ۔ اَمَّهُمُ الْمُصِيطِرُونَ (دب طوں) کیا یہ لوگ خود بخود ہو گئے۔ (عدم سے وجود بلا مرجح کیونکر ہوا۔ کیا یہ اپنے آپ خالق ہیں۔ یہ بات ہمیں وجدان اور اپنی طاقتوں کے لحاظ سے غلط معلوم ہوتی ہے۔ اول تو اسلئے کہ جوں جوں ہم پیچھے جاویں کمزوری بڑھتی نظر آتی ہے۔ دوم ہم تجارتی کے بعد ہی انسان کیا کیڑا بننے کے قابل نہیں۔ علاوہ بریں (اس میں تقدم اپنی ذات سے۔ اور دور لازم آتا ہے) کیا آسمانوں اور زمینوں کے یہ خالق ہیں۔ یہ صریح غلط ہے۔ اور اس سے تعداد الہ بھی لازم آتا ہے۔ کیا انکے پاس بے انت خزانے ہیں۔ جسے انکو پتہ لگا کہ یہ چیز مثلاً ارواح یا فلاں شیا مادہ و زمانہ وغیرہ غیر مخلوق نہیں نفس انسانی تو محدود ہے۔ خدا کی بے انت باتوں کا احاطہ کیونکر کر سکتا ہے۔ کیا یہ آزاد ہیں۔ اور کسی کے تحت و تصرف میں نہیں۔ یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے۔ انسان کہا۔ نے پینے جھنے مرنے سب میں کسی کے نیچے ہے۔ اور کسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس جب یہ باتیں غلط ہیں تو خدا رب اشیا کا خالق ہے۔

قیاس اقرانی سے فرمایا۔ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى (دب حش) اسد تعالیٰ ہی اندازہ کر نیا والا دخلت کے معنی لغت عرب میں تقدیر کے ہی آئے ہیں ایسی واسطے خَلَقَ لَكُمْ مَعَا فِي الْأَرْضِ (دب بقہ) بلفظ ماضی صحیح ہے (وجود بخشنے والا۔ اور رنگ برنگ صوتیں عطا کر نیا والا۔ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام نقصوں سے منزہ نیست ہے ہست کر نیا والا۔ کیونکہ یہ ایک کمال ہے۔ اور خدا کو سب کمالات حاصل ہیں خدا کو انسان بننے پر قیاس نہ کرے کیونکہ انویم کیس کثرت ہے۔ غرض اس طرح کے دلائل کا سمندر قرآن کریم میں موج مارتا نظر آتا ہے۔ ایک آیت لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ

وَالْأَمْشَانِ (دب بقرہ) پر اور اکیس پارہ کے رکوع میں آیتہ وغیرہ میں کوئی نظر کرنا بالفاظِ کریم
پہلی آیت کا ذکر تعلیمِ سلام فقرہ نمبر ۲ میں ہے۔ پھر پیدائش کے اقسام قرآن کریم میں بتائے
گئے ہیں۔ مثلاً وہ خلقِ جبروں و مسالط بنائی۔ جیسے فرمایا۔ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
(دب انعام) اور اول انسان کی نسبت فرمایا۔ خَلَقْتُ بَدِيئًا اور مثلاً وہ مخلوق جس میں
ملائکہ کو مظاہر قدرت بنایا ہو۔ جیسے فرمایا۔ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ (دب رعد) عَمْدُكُمْ
رَبُّكُمْ بِمَنْسُةٍ الْاَيَاتِ مِنَ الْمُنْذِرَةِ (دب ال عمران) قَالَمُلْ تَرَاتِ اَمْرًا (دب نازعات)
وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا (دب مرسلات) اور اس مخلوق کا ذکر کیا۔ جس میں عناصر و ارکان
کو اپنا ظاہر قدرت بنایا مثلاً احراق آگ سے۔ پیاس بجھانا پانی سے وغیرہ وغیرہ۔ پھر مثلاً
پیدائش انسان اول پر بڑا بسط فرمایا ہے جیسے فرمایا۔ انسان کو ہم نے ان اشیاء
سے بنایا۔ مِنْ تَرَابٍ۔ مِنْ طِينٍ۔ مِنْ حَمَاءٍ مَسْنُونٍ۔ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ۔ مِنْ صَلْصَالٍ
مِنْ حَمَاءٍ۔ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔ اور آخر و نفختہ فیہ من روحی تک بیان کر دیا۔
یٰٰ اٰیُھِیْ رُحْیٰی میں انسان کا بیان ہوا۔ اور دیکھو کس تفصیل سے ہوا۔

میتھنی سرشتی انسانی پر فرمایا۔ مَن سَلَطَہ - مَن طین - مَن نَفْثَہ - عِلْقَۃٔ یَضْفَہ
عظام - کَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا - ثُمَّ اَنْشَاْنَا - خَلَقًا اٰخَرَ فَبَارَكُ اللّٰہ - اور خلقت
کے متعلق یہ بھی ارشاد ہے۔ انکے اتقان حکمتوں کے لحاظ سے تو ان میں یہ حال ہے
مَا تَرٰی فِی خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ وَّ اَوْرَابَعْبَارِ صِفَاتِ کُلِّ اُنْکٰی یہ حالت ہے۔ وَ قَدْ
خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا - کیونکہ اصل میٹروپلین و سٹی میں باہم بڑے بڑے تفاوت تھی۔ پہر اس پر علواً
غذاؤں بہراؤں۔ روشنیوں۔ قرب و بعد پانی کے باعث۔ جبال و بحار کے سبب۔ ماں
باپ کی نیکی و بدی۔ بیماری و صحت۔ ریج و غضب۔ ماں اور اس کی ان غذاؤں کے
باعث جو وہ حالت حمل و دودھ پلانے میں کہاتی ہے۔ صحبت۔ تنادیب۔ تلقین۔ مذاہب
مطالعہ کتب اور لباس خوراک وغیرہ کے باعث اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ نکتہ اختلاف
کا تنازعہ کے غلط مسئلہ کا باطل کر رہا ہے۔ البتہ اسلام اور قرآن ایسی پیدائش کو نہیں مان
تا مٹی سے۔ پانی سے۔ مٹی سے بتقریب گارے سے پر عقل سمیع پر نور ملا پہر یکے ہوئے بنو اللہ مادی سے۔

۷۔ خلاصہ - پانی ملا - نہوڑے کو مادہ کی موجودگی کا یقین کی طرح تھا۔ پہرا تاثر اس پر اجتناب لانے کا نغمہ یا اس سے پہر ٹرٹا - اور اسپر گوستہ جڑ ہا پہر بولتا جا تھا کیجہ بن گیا۔

سکتا۔ جسکے مننے کا مدار صرف ایسے شلوک یا منتر ہوں۔ جن پر شواہد قدرت و عقل و فطرت کی گواہی نہیں۔ مثلاً دوا۔ سپر نیا۔ سینچا۔ سکھایا۔ سٹائم۔ برکھشتم۔ پرکھی۔ سو جاتی تو رتہ پستہ سوادت شتینوا یعنی چاک ریت۔ اور اس کے ضروری الفاظ کے مننے یہ ہیں۔ دو عمدہ پروں والے دیہ ایک خدا ہے اور دو سرا مرع ہے۔ دوسٹانہ طور۔ ایک جیسے۔ ایک درخت پر۔ برآجے۔ الگ الگ۔ ستیا رتھ میں صفحہ ۲۷۵ میں اس منتر کو لکھا ہے۔ اور رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ کا حوالہ دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کسی مصلحت سے نہیں کیا گیا۔ مگر یہ تو لکھا ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ پریشور اور جو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش وغیرہ صفات یکساں ہیں (کیساں کا لفظ قابل غور ہے الواحد کا لفظ ہے) اور جن میں باہم تعلق ہے (یہاں محیط محاط کا لفظ بڑا یا ہے) جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی برکش درخت شتلمبر جڑیں بصورت ازلیہ علت اور بصورت شافعی معلول تیسری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف عادات اور افعال ازلی ہیں۔ پہر لکھا ہے جیو بھلائی برائی کا پھل پاتا ہے۔ دوسرا پر ماتما پھل نہیں بہو گتا۔ اور چاروں نظرون جلوہ گر ہے۔

ارواح۔ خدا اور مادہ تینوں اپنی ماہیت سے تینوں جدا اور ازلی ہیں۔ میں کہتا ہوں یہی تر مورتی ٹرنٹی باپ بیٹا اور روح القدس ازلی کے لگ بھگ مسئلہ ہے۔ گو سچی لوگ ان تینوں میں وحدۃ ذاتی مان کر وحدۃ لا شریک کے بھی معتقد ہیں۔ مگر آریہ اب وحدۃ لا شریک انویم نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ انکے نزدیک لاکھوں لاکھ پروں والے اسکے شریک جیلوں کی طرح ایک پیل یا درخت پر جوازی ہے ازل سے رہتی ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ یہاں کوئی روپا انکار کی گزرت کام آ سکتی ہے۔ جیسے سکت پرش میں لاکھوں کام لیا گیا ہے مگر ہم نے اوصاف طلبی کے لئے کتاب لکھی ہے۔

ہم نے اسے ٹرنٹی کے ساتھ تشبیہ دینے میں ممکن ہے کسی کے نزدیک تصور کیا ہو۔ کیونکہ صفحہ ۲۸۳ ستیا رتھ میں لکھا ہے کہ پریشور۔ پرکرتی۔ کال۔ اکاش۔ جیو اور انکے گیم کیم سبھا و خواص عادات اور افعال یہی سب ازلی ہیں اس حساب سے کہ در در کوڑا ازلی غیر مخلوق اشیاء ہو گئے۔ اور تین ہی ازلی نہ رہے۔ پس خدا آریہ کے نزدیک تمام صفات میں ایک نہ۔ لطیفہ۔ ہم پر تو فرشتوں کے پروں کا اعتراض ہے۔ دیکھو سوال نمبر ۸۶۔ اور اپنے اندر روح بھی پروں والے۔ خدا ہی پروں والا۔ اور پہر معلوم نہیں کہ انکے کتنے کتنے کر وڑ پر

سریا۔ سر۔ اکشا آنکھ۔ پات پاؤں وغیرہ وغیرہ۔

یہ مجرور اوصیاء ۳۱ کے تیسرے منتر میں ہے۔ سب زمین اور تمام خلقت خالق کی ایک جزو میں ہیں اور اس خالق کے تین حصہ فنا سے محفوظ عظمت و نور میں ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ جگت تو محدود ہے۔ پس نفوذ با مد خدا کا ایک حصہ تو محدود ہو گیا جب پہلے محدود ہے تو پہلے بھی محدود ہو گیا۔ اور موجودات کے باہر تین کی تقسیم تثلیث کی مثل ہی پس آریہ سماج اب کم سے کم مسیحی مذہب کو ضرور مان لے۔ اور چوتھا منتر بھی قریب اسی کے ہی۔ ہم آریہ سماج سے بہت چاہتے ہیں کہ وہ ان تین منتروں کے لفظی ترجمہ کو شائع کریں اور لفظی ترجمہ کے بعد جو معنی چاہیں لکھیں۔ تشبیہ بتائیں استعارہ کہیں انکو اختیار ہو الٹا راہا دہیان بنائیں مختار ہیں۔

قیامت کے ثبوت میں یہ ایک نرالا مضمون ہے۔ اور
نمبر ۲ قیامت پر اعتراض
 اس طرز کو کہتے ہیں اور جگہ دیکھا نہیں۔ مگر میرے

ایک نہایت پیارے دوست جو بسبب مدرس ہونے کے ریاضی دان تھے۔ انہوں نے مجھ سے محبت اور حسن ظن کے باعث ایک بار فرمایا کہ قرآن کریم میں قیامت کے ثبوت صرف امکان قیامت کو ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً کہ میتوں سے تشبیہ۔ سونے اور جلنے کی تشبیہ سے قیامت اور حشر جساد کو بعد الموت ثابت کیا گیا ہے۔ یعنی عرض کیا نہ مولنا آپ ریاضی داں ہیں اسلئے میں ایک ریاضی کا مسئلہ عرض کرتا ہوں۔ جو مثبت قیامت ہے۔

اربعہ متناسبہ کا قاعدہ رول آف تہری آپ کے یہاں اور عقلا کے سامنے مسلم اور صحیح ہو کر نہیں۔ فرمایا کہ صحیح ہے۔ یعنی عرض کیا کہ نیاز مندی ہی طریق ثبوت قیامت کا قرآن کریم ہے۔ لھذا کے سامنے پیش کرتا ہوں اور بطور مثال چند آیات سناتا ہوں سورہ بقرہ پہلے پارہ میں آتا ہے:-

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ
 إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْثَوْنَ إِلَىٰ أَشْقَىٰ الْعَذَابِ ۖ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ
 عَمَّا تَعْمَلُونَ (دپ بقرہ) ترجمہ کیا اس تحریر کا کچھ حصہ مانتے ہو۔ اور کچھ سے انکار ہی ہو گئے ہو۔

پس کوئی نہیں منرا سکی جو ایسا کہے تم میں سے مگر یہ کہ ذیل جو اس دنیائیں اور قیامت کے دن بڑے عذاب کی طرف پہنچے جا دیں گے۔ اور اسد غافل نہیں تمہاری کہ تو توں سے۔

تفصیل۔ مدینہ کے با ربیب بنی اسرائیل اور یہود کو یہ خطاب ہے۔ یہ لوگ مدینہ کے فواح میں خبر فذک وغیرہ کے مالک تھے۔ اور بڑے جاہ و شہر کی جماعت تھی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے

معاہدہ کیا تھا۔ آخر ان بدعہدوں نے اس عہد نامہ کے بعض حصوں کی خلاف ورزی کی اور یہاں تک گستاخی میں بڑھے کہ استیصال اسلام کی دہکیاں دیں ان کے متعلق یہ آیت قرآن کریم میں ہے اس میں دو خبریں دی ہیں۔ اول یہ کہ اس بدعہدی پر تم دنیا میں ذلیل ہو گے اور یہ امر نظر بحال تھا کیونکہ ایک طرف کمزور قلیل جماعت اسلام کی اور مقابلہ میں یہ زبردست زمینوں کے مالک تجارتوں میں مستاز۔

دوسری خبر یہ ہے کہ قیامت میں پھر عذاب ہو گا۔ یہ دو اطلاعیں قبل از وقت دی گئیں پھر تیسری بات یہ ہے کہ وہ قوم بارعب و صاحب جاہ و چشم مع تمام قبائل عرب کے جنگو احزاب کثیرین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر آخر وہ یہود و عیسٰی جلا وطن کئے گئے۔ انجام بنو نضیر اور بنو قینقاع تھا۔ اور قوم قریظہ کے یہود بالغ سب کے سب مار گئے۔ دیکھو دنیوی خبر اور آخر وی خبر دو خبریں تھیں اور ان کے مقابلہ میں دو اوقات تھے جنکے متعلق وہ خبریں تھیں۔ ایک خبر نے اپنے واقعہ کیساتھ قیامت کی ہر لگا دی ہے۔ کہ دوسری خبر عذاب قیامت میں اپنے واقعہ کو ضرور لائیگی۔

۲۔ دوسری دلیل اِنَّمَا لِنُصْرَ دُ سُلَاسُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا قَيَّومٌ يَّعْقُبُ مِمَّا لَمْ يَشْهَدُوْا (پارہ ۳۸ معومن) ترجمہ ہم انہیں رسولوں اور کامل مومنوں کو جو ہمارے کبھی پرچھے اور ہمیں مانتے ہیں۔ نصرت و اعلاؤ تائید دیتے رہے اور دیگر پہنچے۔ اس دنیا میں اور قیامت کے دن۔

اب تمام ماموروں رسولوں اور انکے پیچے ساتھ والوں کی تاریخ دیکھو ڈالو۔ کس طرح بے کس دلے بس بے یار و نعلنگسار دنیا میں آئے ہیں۔ مثلاً یوسف علیہ السلام کو دیکھو۔ زبردست طاقت اور جماعت نے انکے ساتھ کیا کیا۔ مگر آخر یوسف علیہ السلام کامیاب اور وہ سبکے سب باہر عصبيت ناکام و نادم ہوئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کیسے زبردست تھے۔ پر کیسے ناکام و ہلاک ہوئے۔ تائید و نصرت مرسل کے بارے دو خبریں ہیں۔ ایک دنیا میں تائید و نصرت کی۔ دوسری بعد الموت کی۔ ان دو میں سے ایک واقعہ نے دنیا میں اپنی خبر کے مطابق ظہور کیا۔ پس اسی مناسبت سے دوسری خبر جو اُسکی ساتھ ہے اپنے واقعہ کے ساتھ ضرور ظہور پذیر ہوگی۔

۳۔ فرعون و مومنے علیہ السلام کے مابین جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ایک طاقتور بادشاہ ہے جو دو مقابل کو کہتا ہے۔ تو ہمارا ملک پروردہ اور تیری تمام قوم ہمارے غلام ہے۔ ان دونوں کے درمیان آہنی نصرت کا وعدہ ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ ان کی شرارتوں سے محفوظ رہینگے۔ اور فرعون بنی بالکل غرق ہو کر عذاب آخرتہ کے مستحق ہونگے۔ قَوْفَاكَ اللّٰهُ سَيَّبَتِ مَا مَكَرْتُمْ وَاَحْبَاكَ مَا لِيْ فِرْعَوْنِيْ وَكُوفَاكَ

الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَمَنْ يَشَأْ يُصْطَفْ - مؤمن) پر دیکھ لو ان تینوں علوم نے کیسی زبردست قوت سے قیامت کو ثابت و محکم کر دیا ہے۔

عمائد منافقین مریدہ کو کہا کہ شہرار توں سے باز آ جاؤ۔ وَاَلَا اس جہان اور قیامت میں دیکھ پاؤ گے۔ جیسے آیت ذیل میں آیا ہے۔ وَ اَنْ يَتَوَكَّلُوْا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ فِي الْاٰمْرِ مِنْ قُوَّةٍ وَ لَا يُصْبِرُ دُپٹ - توبہ) اب غور کرو۔ کہ ان ناقابت اندیش لوگوں کی یہ خبر ہے۔ کہ ان کو عذاب دیں گے۔ اس دنیا میں اور ان کے لئے عذاب آخرت میں۔ پہر ایک اور خبر ہے کہ انکا کوئی والی وارث یا دوست نہ ہو گا۔ (اور میری خبر ہے کہ انکا کوئی مددگار نہ رہیگا۔ پہر دیکھو یہ تینوں خبریں کس طرح اپنے وقوع کے ساتھ ہمیں دنیا میں نظر آ گئیں جب یہ دونوں اپنی مناسبت سے صحیح ہو گئیں تو تیسرا علم جو انہیں کامیابی ہو گا کیونکر صحیح نہ ہو گا۔ کہ قیامت میں عذاب پاؤ گے۔

اب بتاؤ کہ اس سے بڑھ کر دیا تین دنے مابعد الموت حالت کا کیا ثبوت دیا ہے۔ ہاں البتہ قرآن اور اسلام یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آدمی کتنے۔ جتنے۔ سوز اور سختی اور کڑے کوٹری بجاتے ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے۔ کہ ایک جہاں پر لے آئیگی جس میں ات بڑ جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ (پر مشور) اس وقت بالکل اپنی صفات و اکثر صفات جزا و سزا رحم و رزق۔ وغیرہ سے معطل و بیکار ہو جائیگے۔ یا سوئیگے۔ اور لکھنمی انکے پاؤں ملیگی۔

اسلامی اصطلاح میں قیامت کے لفظ کے معنی تو بہت ہیں۔ مگر مشہور یہ ہیں۔ اول میں مات فقدا قامت قیامتہ (احادیث کا فقرہ ہے) جو مر گیا۔ اسکی قیامت قائم ہو گئی۔ دوم مابعد الموت خسرتا کے وقت جب سعید و شقی بالکل الگ الگ ہو جائیگے اس کا نام قیامت ہے۔ مابعد الموت کوئی جلیانہ نہیں۔ اور وہ کوئی حالات نہیں۔ قبر میں داخل کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا فاقبرہ کہ قبر میں اللہ تعالیٰ ہی داخل کرتا ہے۔ اور وہ قبر جس میں اللہ تعالیٰ داخل فرماتا ہو وہ ایک باغ ہے بہشتوں کے باغوں سے جیسے فرمایا مہار بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے القبر ووضہ من ریاض الجنۃ یادہ گز ہا ہے ووزنکے گز ہونے جیسے فرمایا۔ او حفرة من حفرة النیران اور قرآن کریم میں بار ذکر ہوا ہے۔ کہ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے مابعد الموت معانت میں داخل ہو جائے گا۔ اور مشرک و کافر میں سے فرمایا۔ قَبِيلٌ اَدْخِلَ الْجَنَّةَ قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا غَفَرَ لِي رَّبِّيْ وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ (دپٹ - میں) اور منکروں شریروں کے لئے فرمایا گیا ہے مثلاً ذر عن

اور فرعون کے ہمراہیوں کے لئے اُغْرُ قُوْا فَاَدْخِلُوْا اَنْدَارَہُمْ خُشْرًا (وہاں خُشْرًا جادو کی وقت تھیں)
عظیم الشان تفرقہ سید و شقی میں کر دیا جائے گا۔ سیواسطی اُس دن کا نام یوم الفضل آیا ہے۔ پارہ ۲۰
کی پہلی سورہ۔ مگر وہ حالت سر دست جنتِ نار کے دخول کی مانع نہیں۔ حضرت امام علیہ السلام نے
تقریباً اعظم مذاہب میں تقریر مفصل کی ہے۔ جو قابلِ دید ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق فرمے۔

نمبر ۳۔ کفّٰی پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام مخالفوں کا فرکیوں کہتا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ جو
معقول پسند ہے۔ اسلام میں وہ کافر ہے۔ پس اس کا پہلا جواب تو یہ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین
دوسرا جواب ہے۔ شلاہم روحہم و کلود نفس جان، ازلی غیر مخلوق نہ ماننے کے باعث آریہ کے اسٹل
کے منکر ہیں۔ شلاہم مادہ عالم کے غیر مخلوق ماننے کا کافر۔ تنازع کا کافر ہوں۔ برہمنوں انبیاء و رسول کے
کافر ہیں۔ تم لوگ وعدہ لا شریک خالق کل شیء۔ مرسل آدم و ابراہیم موسیٰ و عاتق الانبیاء کے کافر ہو۔
مسیحی وعدہ لا شریک لہم لیلید و لہم یولد کے کافر ہیں کافر کے معنی منکر ہے جس کو کوئی کسی بات کا منکر
ہے اسکا کافر ہے۔ اس پر اعتراض کیا ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۲۵۲ یا آخر کتاب میں لطیف تیسرا اعتراض کیا ہوا۔

نمبر ۴۔ شرک پر اعتراض۔ شرک کے معنی ہر ساجھی کرنا چھنے اللہ تعالیٰ کی عبادت و تعظیم
میں کسی غیر کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی بنایا وہ شرک ہوا چھنے ہو الاول میں مادہ عالم کو نفوس کو ساجھی
بنایا۔ وہ شرک ہے وغیرہ۔ اور اسلام تو شرک کا ایسا دشمن ہے کہ کہتا ہو۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ
یُشْرَکَ بِہٖ (پٹ نہا) اب اس سے زیادہ نفرت کے کلمات شرک کے متعلق دیکھنا چاہو۔ تو
دیکھو۔ جواب نمبر صفحہ ۵۰ سے ۵۶۔

نمبر ۵۔ اعتراض ہے۔ قرآن صلحا رکری کے مخالف ہے۔ جواب جھوٹ کہتے ہو۔ قرآن میں ہے
الْقُلُوبُ خَیْرٌ مِّنْ عَظْمٍ وَّ اَصْلَحُ فَاَجْرُکُمْ عَلَی اللّٰهِ (پٹ سوری) وَاِنْ جَحَدْتُمْ عَلَیْہِ فَاَجْرُکُمْ
لَہَا (پٹ انفال) کے ارشادات ہیں۔

نمبر ۶۔ عورتوں کے متعلق بار بار قرآن پر اعتراض کیا ہے اور ہم نے عورتوں کے حقوق کو
اول تعلیم اسلام میں دکھایا ہے دیکھو صفحہ ۱۹۱-۱۹۵ فقرہ نمبر ۱ کی فہرست کہ آریہ ورت حقوق نسوا
میں بڑے ظالم ہیں۔

نمبر ۷۔ ذبح و گوشت پر اعتراض۔ جواب دیکھو بحث صفحہ نمبر ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶
مگر جانوروں کو معصوم کہا ہے۔ اس پر تعجب ہے۔ کیونکہ اگر جانور معصوم ہیں تو وہ اوگوں کے ترگ میں کیوں
ہیں۔ کیا ان پر ظلم ہے۔

نمبر ۸۔ شراب پر اعتراض۔ جواب شراب قرآن میں منوع ہے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۰۔ اور ہم ہرگز پسند نہیں کر سکتے کہ جبکہ ہمارے قرآن شریف نے حرام کیا۔ اسکے جواز کی سندیں تہاری گہری کھالیں اور دکھائیں۔ کہ سام دیدنے کیسی تعریف اسکی کی ہو۔ اور سنسکرت میں اسکا نام سُراپان کیوں ہوا اتنا بتاتے ہیں۔ کہ تم قرآن میں انکو رکوکھا ہے اور انحرسکر کو فرمایا ہے اسواسطے انحر حرام ہوا اور غمر یعنی انکو حرام نہیں۔

نمبر ۹۔ حور عمدہ۔ پاکیزہ بی بی کا نام ہے۔ اسکا جواب سوال نمبر ۸ میں دیکھو۔

نمبر ۱۰۔ غلمان جمع ہے غلام کی۔ اور ولدان جمع ہے ولید کی۔ یہ دونوں لفظ بیٹوں۔ جوان خدمتگاروں کے لئے ہیں۔ اس کا جواب سوال نمبر ۸ میں دیکھو۔

نمبر ۱۱۔ اَسَاوَرَمِنْ فَضْیَةِ (دُپّہ دھن) اور ذہب کا جواب سوال نمبر ۸ میں آیا ہے۔ اور قرآن کریم میں دَلَمَنْ خُفَاتْ مَقَامٌ رَبِّہِ جَنَّاتٍ (دُپّہ دھن) میں دو جنبتوں کے وعدہ ہو رہی ہیں ایک دنیوی اور دوم بعد الموت۔ ایک وہ ہے۔ جسکو قورٹ کے بابّ ہا میں جنت عدن کہا ہوا سلم کی صبح میں سوال اور ان سوالوں کے مختصر جواب جو لاہور کے ایک معزز دوست نے پیش کئے کہ دفتر میں آریہ سماجی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے۔ کہ

ضمنی سوالات ۵

ہماری جماعت لاہور کے وہ صاحب اور اسکے پیچھے چراغ ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

سوال (۱)۔ سجدہ کا گہر ہے۔ پس خدا محدود ہوا۔ (۱) الزامی جواب منوا۔ (۱) میں ہے سنسکرت میں پانی کو ناب کہتے ہیں۔ وہ پہلے پر ماتا کا گہر تھا۔ اسلئے پر ماتا کو نرائن کہتے ہیں اور رگوید بہا شیدہ پر سکا ترجمہ نہال سنگد کرنا لی کے صفحہ ۸۴ بحوالہ دیدکھا ہے جس ملک میں علم اور دہرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے۔ وہ میرا مقام مالوت ہے۔ اصل دیدکے ستر بتائے کے لئو آریہ سماج ہی ذخیرہ ہے۔ اور اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے وعظ توحید شروع ہوا۔ اسی معظم مکان نے مسئلہ توحید کی تائید کی۔ اور شرک کا استیصال کیا۔ قومی نفاق۔ اور طوائف الملوک اور خانہ جنگیاں عرب کی دورگیں دختر کشی۔ شراب اور خطرناک قمار کا اس ملک میں نام و نشان نہ چھوڑا۔ ابتداء میں نفاق کوئل و کاہلی کے بدلے آنا دی۔ صبر۔ و بہت و اخوت و ہمدردی و شجاعت و استقلال اور غم کو ہید کا دیا۔ اب تاویہ مقام خدا تعالیٰ کا ”مقام مالوت“ اور گہر نہ ہو تو اور کونسا ہو (۲) خاص نسبت اور تعلق کیلئے اصافہ جوا کرتی ہے۔ اس سے کوئی عقلمند منکر نہیں۔ اسلامی مساجد (سجدہ گاہیں) صرف آہی جاوت کی جگہ میں اور شخص اللہ ہی کی رضامند کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ اسواسطے انکو بیوت اللہ اور ایک ایک کو بیت اللہ کہتے ہیں کیا مننے کہ ان گہروں میں صرف اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہو۔ اور بس مثلاً خانہ کعبہ میں اندھا کر

صرف دورِ کث نمازِ زیادہ مانگی جاتی ہے۔ اور اسکے اندر کسی مخلوق کا بُت نہیں رکھا گیا۔ اسلئے اس کو بھی بیتِ امدد کہتے ہیں۔ اور تمہارے ناموں سے زیادہ تر اس نام میں سچائی مَدِ نظر ہے۔ شفاء ویدک کلچ۔ اس کے معنی ہیں وید کا کلچ۔ بڑے بڑے ویدک عشاق نے اس میں عرسِ دقت کیں اپنی محنتوں کا روپیہ دیا۔ مگر کیا اس میں وید ہی سنایا جاتا ہے۔ اور کچھ نہیں!!! اسی طرح گرو گول میں بڑے بڑے ویدوں کے فدائی ہتھم میں مگر کیا اُس میں صرف وید کی تعلیم ہے!!!

نق ۲۔ مسلمان بڑو نکا کا تھ چوستے ہیں۔ اور یہ شرک ہے۔ الجھو اب۔ چومنا شرک ہے یا نہیں۔ اس کا جواب ہم منصف فرج بیابے لوگوں پر ڈالتے ہیں۔ گو آریہ ہوں بلکہ آریہ سراج ہوں مگر میتِ ترد و ضرور ہمیکا۔ کہ سنجی ۹۔۶۰ میں ارشاد ہے کہ بدن پر گھی لگا کر خاموش ہو کر کے بیٹا لینا۔ اور سنجی ۹۔۱۴ میں ہے کہ وہ بیٹا کام سے پیدا ہوتا ہے۔ تو دولت نہیں پاتا۔ اور کام کے پیدا ہوئے بیٹے کے معنی نارورشی نے پکے ہیں۔ کہ وقتِ جلعِ عورت کے موہنے سے موہ نہ لگا دی۔ نہ عصفو سے عصفو۔ صرف... اب جہتِ قدر آریہ لوگ اپنی والدہ کے خاوند و نکال دودلٹ لیتے ہیں۔ کہ کیونکر حلال ہوگا۔ اور کیونکر جائز ہوگا۔ کیا وہ اسی طرح پیدا ہوئے اور کیا اس بات کا کوئی گواہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں اور کیا آریہ کے عقلمند لوگ اس ترکیب و قانون کو پسند فرما دیتے۔ گو اس عیبِ غریب حکم کی تلافی جہاں ششی دانت جی کے اُس ارشاد سے ہو سکتی ہے جو ستیا رتھ پرکاش میں دیا ہے۔ ہم تو شرم کے ماری اسکو پورا نقل نہیں کر سکتے۔ مگر سپارش کرتے ہیں کہ اگر جہاد مان سنسکار کے فقرہ ۲۳ سلاس ۴ کا مطالعہ فرمائیں کہ کسطرح کوک شاستر اور اپنے پڑنے شیومت کو بنا ہے۔

پہراں۔ باپ۔ اچار کی سیوا۔ خدمت۔ پرتم پ (عبادتِ اعظم) ہے کارپتیہ اگنی پتہ کشنی اگنی مانا اور ہوتی اگنی۔ مگر وہیں پہلی عبادت ہے ہو لوگ۔ دوسری کا انتر کش لوگ۔ تیسری سے برہم لوگ ملتا ہے۔ منو ۲ شلوک ۲۲۹ اور ۲۳۱ اور ۲۳۳۔ آپ تو چوہنی پرسترض ہیں یہاں عبادتِ غیر امد موجود ہے۔

نق ۳۔ مذ قبلہ کو کرتے ہیں۔ اس کا مفصل جواب۔ دیکھو سوال نمبر ۱۔ اور صفحہ نمبر ۴۹۔ اور الزامات جو اب کے لئے دیکھو منو ۲۔ شلوک ۵۵ اور ۵۶۔ ۵۷۔ پورٹ موہنے کش کے آسن پر بیٹھ کر پوتر منتر سے پوتر ہو کر نین بار پرانا نام کرے۔ تب اٹھا رکھنے لائق ہوتا ہے۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸

کرے۔ اور اس کے حضور دعا و تعظیم کرے اور باجہت جسم یکسو ہو کر توجہ کرے۔ شاید آریہ لوگ ہون کے وقت آگ کی طرح پیٹھ دیکر دید منتر پڑھتے ہوں۔

س ۴۔ نبی کریمؐ پر الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں۔ جواب صلوٰۃ کے معنی ہیں خاص رحمت کی دعا اور ہر ایک مذہب الہامی میں مسئلہ دعا کر نیکان ثابت ہے تارک اسلام نے بھی بار بار کچھ میں دعا۔ اور : درود ! سے سامعین کو اپنی طرف متوجہ ہونے کے لئے دعا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ بلکہ عام دنیا پرست بھی جس کسی کو اپنا نفع رسا سمجھتے ہیں۔ انکے حضور اپنی امید و ہم کو بطور عرض پیش کرتے ہیں۔ پس حقیقت وہ بھی انکے آگے دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح صلوٰۃ ایک خاص دعا ہے۔ جو تمام متبعان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کا مطالعہ کر کے آپ کے حق میں بنا آتے ہیں کرتے ہیں۔ اور انہیں یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ دعا ضائع اور کارت نہیں جاتی۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو تیرہ سو سال سے کر دے کر دے مرد و زن سچے پورے دعائیں لگاتا رہتے رہے۔ اور کرتے ہیں۔ اور اس طرح دنیا کے کسی ہادی کے لئے دعائیں نہیں کی جاتی۔ پس وہ درج میں تمام دو سو سے زائدوں سے معزز و ممتاز ہیں اور ہونگے۔ بڑے بدقت ہیں وہ جنہوں نے صلوٰۃ علیہ وسلم کے امر کی تعمیل چھوڑ دی ہے۔ یہاں ہم سورہ ق کا ابتدائی حصہ لکھ کر مضمون کو ختم کرتے مگر مناسب معلوم ہوا کہ اسکا ابتدائی حصہ فقرہ ہشتم میں مرقوم ہو۔

س ۵۔ حجر اسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہونا۔ اور پتھر کا رنگ بسبب گناہوں کی سیاہی پر آنا معارج النبوۃ میں لکھا ہے۔ پس یہ اسلام کی خام خیالی ہے۔ المجواب۔ اول معارج النبوۃ کے حوالہ پر مکتذب نے اسلام پر الزام لگایا ہے۔ حالانکہ معارج النبوۃ قرآن کا نام نہیں۔ اور نہ کسی حدیث یا الہامی کلام کا قرآن کریم میں حجر اسود کا تذکرہ ہی نہیں اور اس وقت آپ اسلامی الہامات پر عمل کر رہے تھے۔ کیا آپ کو غضب و طیش میں کچھ یاد نہ رہا۔ کہاں نے کہاں نکل گئے۔ غور کرو۔ اپنا قول تکذیب جو صفحہ ۲۰۲ میں ہے۔ ”اسجد واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں بتاؤں“ پھر ان غلطیوں میں اس غلطی کو بھی درج کر دیا۔ بنظر آپ کے فقرہ مرقومہ تکذیب صفحہ ۱۰۱ میں بے اختیار کہا پڑا۔ کہ کذب کا یہ دعویٰ بھی شل اسکے اور دعاوی کے محض بے دلیل ہے۔ دوم۔ اصل بات یہ ہے کہ بہت مدت سے تصویریں زبان کا دنیا میں رواج تھا۔ اور اب بھی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اس دعویٰ میں کسی کو انکار نہ ہوگا۔ اور اگر کسی کو ہو تو سری رام چندر جی اور شیواجی کے تصویریں قصص ہندوں کے

۱۱ منہ یہ مضمون لکھ رام کے مقابلہ میں تصدیق کے حصہ دوم میں تھا وہی نقل کر دیا گیا۔ ۱۱ منہ

پاس خصوصاً ہند کے قدیم مصور دیکھئے پاس موجود ہیں دیکھ لے) رومی سکندر حبکو دانیال نے ذوالقرن
ایک سینگ کا کبرا خواب میں دیکھا ہے۔ دیکھو دانیال باب (۱) اور دارا ایرانی بادشاہ کی تصویر
زبان میں دگفتگو) عام نظموں میں موجود ہے پڑھ لو۔ اس تصویر کی زبان کی کتابیں اور اخبارات
ہند میں بکثرت موجود ہیں۔ تصویر کی زبان ان بلاد میں جہاں تسلیم کا رواج کم ہوتا ہے یا بالکل نہیں
ہوتا۔ زیادہ تر استعمال کیجاتی ہے بلکہ اکثر تصویر کی زبان پر نسبت تحریری کے زیادہ قوی ہوا کرتی ہے
اسی واسطے یادگاروں کو عتقار اور حکما، اکثر تصویر کی تحریروں میں ادا کرتے ہیں۔ میسائی جکے بہرہ دہ پر
آپ اسلام پر مترض بن بیٹھے ہیں۔ اور اس زمانہ میں جس قوم کے اطوار نیو فیشن لوگوں کے نزدیک آسانی
کتب سے بڑے حکم مستحکم اور قابل اتبع نظر آتے ہیں۔ وہ قوم تصویر کی زبان کی کیسی قابل ہیں کہ انکے اخبار
جنہیں گریک کہتے ہیں۔ تصویر کی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ یہودی میں ایک پولا ہلانے کی رسم تھی جسکا
ذکر اخبار ۲۳ باب میں ہے۔ میسائیوں نے اسکوسح کا جی اٹھنا یقین کیا۔ قرنی باب ۱۵ باب ۱۷ یوشع
بن نون نے یرون سے گذرتے وقت بارہ پتھر اٹھائے۔ یوشع باب ۱۷ بقول میسائیوں کے بارہ جولو
کی تھی۔ یہود اور میسائی غیر قوموں کو اور بعض خاص کو پتھر کہتے تھے۔ یہ انکا عاودہ تھا۔ بطرس کو پتھر
اسی واسطے کہا۔ کہ کلیسا کیلئے وہ فن ڈیشن سٹون ہوا۔ ان باتوں پر غور کرو۔

اب اس تہذیب کے بعد واضح رہے۔ کہ کتب مقدسہ میں ایک پیشگوئی پر نسبت حضرت خاتم الانبیاء
اصفی الاصفیاء بہت زور سے مندرج تھی۔ دیکھو لوتا ۲۰ باب ۱۷۔ وہ پتھر جسے راہگیروں نے رد کیا۔
وہی کوئے کا سرا ہوا۔ اور دیکھو زبور ۱۸-۲۲۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا کوئے کا سرا ہو گیا ہو۔
متی باب ۲۲ آیت ۴۴ و ۴۵۔ غرض یہ ایک بشارت ہے۔ جو کئی کتب مقدسہ میں مندرج ہے۔ اسی بشارت
اور اسی پیشین گوئی کے اظہار و تصدیق کے لئے مکہ معظمہ کی بڑی عبادت گاہ میں بطور تصویر کی زبان
کے حجر اسود کوئے پر رکھا گیا تھا۔ مجتبیٰ پہلے سالہا سال سے یہ پتھر ابراہیمی عبادت گاہ کے کوئے پر
منصوب تھا۔ اور عرب کے لوگ اسے چرتے اور اس سے ہاتھ ملتے۔ گویا قدیم زمانے میں نبی عرب سے
پہلے یہ فقرہ تصویر کی طور پر کہ معظمہ کی مقدس مسجد پر لکھا تھا۔ کہ اس شہر میں وہ کوئے کا پتھر جسے یہود
اور میسائی رد کریں گے۔ ظاہر ہو گا جسکا ذکر مقدسہ کتب میں موجود ہے اور روحانی طور پر یوں کہا
جائے گا۔ کہ نبوت اور رسالت کی عظیم الشان اور مستحکم عمارت جو انبیاء اور رسولوں کے وجود و جود
سے تیار ہوئی ہے۔ اس میں رسالت مآب کی گرامی ذات کوئے کی آخری اینٹ ہے جن سے وہ عمارت
پوری ہوئی۔ انکی بیعت رحمن کی بیعت۔ اور ان کی اطاعت رحمن کی اطاعت ہے کیونکہ جو کچھ وہ بولے

ابھی بلائے سے بولے۔ حضرت راس الختام نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے دیکھو شکوۃ وغیرہ مثلی و مثل
الانبیاء و مثل قصر احسن بنیانہ و ترک منہ موضع اللبنة الى ان قال فکنت اناس و
موضع اللبنة و فی روایة فاما تلك اللبنة (ترجمہ) میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس
محل کی ہے کہ وہ بہت خوبصورت بنایا گیا۔ اور ایک اینٹ کی جگہ اس میں خالی رکھی گئی۔ میں وہی اینٹ
کبھی صاف اور واضح صداقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ جہاں حد و مکہ چینی کے لٹو اٹھکی
رکھتا ہے۔ وہیں سے معارف کا خزانہ نکل آتا ہے۔ اگر مخالف خروہ گیری نہ کرتے تو یہ صداقتیں دنیا
پر کیونکر ظاہر ہوتیں۔ **فلله الحمد فی الاولی والاخرة۔**

فقہ ششم۔ آریہ کے احکام جنگ اور اسلام کا مقابلہ :- دہارک پرشوں کو چاہیے۔
کہ تجسوسی سبھا و کش راجا کے ساتھ نکلے بیگ سے اُن کے پدارتھوں کو ہرنی کہوئے سبھا و کیت
اور اپنے دجی کو اچا کر نیولے ڈاکوؤں کو بلا انکو پرہتہ آدی اکانت استخوانوں میں بیٹھو۔ گہر نہیں
گہسا کر اور باندھ کے انکو قید میں رکھیں (دیوانندی بہاش صفحہ ۷۰۳ سوکت ۳۶)
سبھا و کش آدی راج پرشوں اور پر جا کے فشتوں کو چاہیے کہ جس پر کار لگنی آدی پدارتھ
بن آدی کو بھسم کر دیتویں۔ (جصلہ آگ جھلک کو جلائی ہے) دیسا ہی دکھ دینے والے شتر و جن کو نباش
کے لئے اس پر کار برتیں کرے (دیوانندی بہاش رگوید صفحہ ۷۰۷ جبر و اکرا کا حکم جس طرح وید میں ہے اسکو
ملاحظہ فرمائیے۔

سبھا و کش کو چاہیے۔ کہ شانتی یجن کہنو ڈشتوں و ڈڈوینے اور شتروں کو پر سپر پھوٹ کر انکی
کرایا یوں سے نبی کو اچھے پر کار پاپت ہو سکے پر جاجنوں کے دکھ کو بت دہر کر نیکی لئے اوم کرے **لغٹ**
سینا و کش آدی لوگ (سپہ سالار) جیسے لوہا کے گھن سے لوی اور پاشان (پتھر) اوکون کو
توڑتے ہیں ویسے ہی ادہری ڈشت شتروں (بے ایمان و دشمنوں) کے انگوں (اعضا) کو چپن ہیں کہو
دن رات دہرم اتاپر جاجنوں کے پالن میں تہ پرہوں جس سے شتر و جن ان پر جاؤں کو دکھ دینے کے
ساتھ مرے نہو سکیں (دیکھو دیوانندی بہاش صفحہ ۲۹۹ سوکت ۶۳۶) اور دیکھو رگوید دیوانندی بہاش
و ستر کے فتوے (۷۱۸) جبر و اکرا و زور سے اپنے مذہب میں لانا ۱۹۹۶ و قتل اعدا ۵۳۶ و ۱۱۲
۱۰۶۲ استیصال اعدا ۵۶۸ و ۱۶۰۱ و ۵۹۲۔ معانی مانگے۔ تب بھی غصہ ترک مت کرو۔ ۴۰۲
غنائوں کو درست مت بناؤ۔ ۵۹۸۔ قید کے احکام ۶۲۰ و ۶۸۲۔ یہ تمام حوالے ہم نے دیوانندی بہاش میں
اسے راجہ تو دشمنوں کے ساتھ دوسرے کو دکھ دینے کے لئے کاٹ کہاں والا ہے۔ انکو جیت کی بھت مشرق

دہ کے احکام
نیک و لوگو چاہئے
تجزا کر کے ہوا
دوسرے اسباب
کو لئے ہوں کو
پاداروں میں تہا
کر دے ۱۲

دہ کا حکم ہے کہ
خاندانوں کو گائی
کی طرح جلا دے
دہ کا حکم خاندانوں
میں بہت ڈانٹنا
چاہئے۔

حکم وید و شتر کے
استیصال کر دے

پر چڑھائی کر بھروید باب نمبر ۱۔

۱۔ اے راجا تو دہن کی طرف چڑھائی کر۔ اور دشمنوں کو جیت باب نمبر ۱۱۔ اے راجا تو مغرب کی
 فتح سے مال و اسباب اور دولت فراوان حاصل کر باب۔ نمبر ۱۲۔ اے راجا تو شمال کی طرف چڑھائی کر۔
 باب نمبر ۱۳۔ اے راجا تو دشمنوں کے لئے عجم بھر بھجھا رہے باب نمبر ۱۴۔ اے راجا جیسے تو بروں کو
 رٹانے والا ہے۔ ویسے میں ہی ہوجاؤں۔ باب نمبر ۲۸۔

(پر مشورہ کہتے ہیں) جیسے میں بدصلت آدمیوں کے سر پہوڑتا ہوں ویسے تم بھی اُنکے سر پہ
 کو پہوڑو۔ باب نمبر ۲۲۔ اے لوگو جیسے تم دیکھو کہ ناس کر نولے ہو ویسے دشمنوں کا بل کا لٹو
 والا میں آپ لوگوں کا سنگار کر کے جہاد میں ہتھیاروں سے عذر دکر نولے لوگوں کو درست کروں
 جیسے تم بد مذہبوں بد ذاتوں بد ذاتوں کو مارتے ہو ویسے دشمنوں کی فوج کی تباہی دینے والا میں تمکو مکہ
 دیتا اور بد ذاتوں کو دور کرتا ہوں۔ جیسے میں فوج کو لوٹ پر لانا والا دشمنوں کو ماریاں تم کو ٹیکے کے
 سایہ میں ڈالکتا ہوں۔ ویسے ہی تم ہی کیا کرو۔ باب نمبر ۲۵۔ اے راجا جیسے میں رکشوں کے
 گلے کاٹتا ہوں۔ ویسے ہی تو بھی کاٹ باب نمبر ایک۔ اے راجا جس کام میں بڑی بڑی شکست دشمن ہار
 جائیں۔ اُسکے لئے توجہ واد وغیرہ کاموں میں باز پرندگی مانند لٹ جھپٹ مارنا والا ہو۔ دولت کی جمعیت
 کے لئے وغیرہ تجھ کو قبول کرتے ہیں باب نمبر ۳۲۔ اے راجا ویسے اور ویسے تو دشمنوں پر فتح پانا والا ہے
 باب نمبر ۳۔ ایشر کہتا ہے۔ اے راجا تو دشمنوں کا ناس کرنے میں عیون وغیرہ جو۔ خدا کی دلوٹانے
 والے جہاد کی میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں۔ خاص کرتا ہوں جہاد کیلئے۔ اور جس طرح ہوا مالوں کو متفرق
 کر دیتی ہے۔ اور سوچ ہر شے کا ست کھینچتا ہے ویسے ہی تو بھی ہر شے کا ست پی باب (جب شہر کا
 ست پایا تو حرام کی نیز کہاں رہی) اے راجا آگ کی مانند دشمنوں کو جلا نولے باب نمبر ۱۱۔
 اے اقبال مسند راجا تو سعادت مندی حاصل کر اپنے ہم مذہبوں کے لئے سکھ بھلا اپنے مذہب کے
 مخالفوں کو بہم کر ڈال۔ جو ہمارے دشمنوں کی حیات کرتا ہے۔ اُسکو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی
 طرح اُدھر جلا کر جدر سے اُس کی ہوا ہی نہ ہو باب نمبر ۱۲۔ اے بروں کو رٹانے اور دشمنوں
 کو ماریاں لے غصہ درجہ پہنچے بھر اور روزی حاصل ہو۔ تیرے ماتھے سے دشمنوں کو بھر لگے باب
 نمبر ۱۔ اے لوگو جو ہماری دشمن لوگ ہیں دسے دور ہوں۔ ان دشمنوں کو ہم ہوا اور بجلی کے
 ہتھیاروں اور داروں سے جیسے ہم بچ دیں ویسے ہی تم لوگ ان کو بچ پہنچاؤ۔ اور میری خدمت
 کرو۔ باب ۳۳ نمبر ۴۹۔ اے سپہ سالار تو اپنے ماتھے سے تیروں کو کمان کی چانپ میں لگا۔

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

ف
 ہٹ

دنیا کیلئے جنگ

اور زور سے دشمنوں پر چلا۔ باب ۱۶ منتر ۹۔ اے انسانوں جو بے حساب طرح کی عقل والا راجہ ہیں جس سے بحساب جانیں پرورش پاتی ہیں۔ ایسے ہتھیار اور اوزار جیسے بادلوں کو کھٹانے والا سوچ بادل کا ٹٹا ہے۔ ویسے ہی وہ بڑی دولت اور دنیا حاصل کر سکیں گے دشمنوں کو مارتا ہو۔ اور تمہارے لئے دولت غلہ و مال و اسباب حاصل کرتا ہو۔ اسکا تم سے شکار کرو۔ باب ۳۲ منتر ۹۔ بجز دید کے منتر تمام سچے راج سبھا اور رعیت پر واجب ہے کہ پریشور کو اور سبھا کو ہش (میر مجلس) کو راجا سبھیں اور میر مجلس کے جہنڈے تے جہ میں میں آکر شامل ہوں۔ فوج کے بہادر جوان بھی پریشور اور میر مجلس اور سپہ سالار کے زیر حکم رہ کر جہد کریں۔ اتر و ودید کا نڈ ۱۵۔ انوک ۲۔ واگ ۹۔ منتر ۹ پریشور قتل عام کا حکم فرماتا ہے۔ اس طرح کر کے دشمنوں کو مانے والے جنگ کے قواعد سے پوری پچھے ماہر بخوف و بے ہراس بے جاہ و جلال والے میرے پیارے جوان مرد تم سب اپنی رعیت کو خوش رکھو ایشور کے حکو پر ملو بد ذات دشمنوں کو شکست دینے کے لئے جہد کا پورا پورا بندوبست کر دینے پہلے میدان میں دشمنوں کی فوج کو جیتا دلوثا کھسوتا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور رو کو زمین کو فتح کیا ہے۔ تم رو میں تن ہشتاد بدن اور فولا بازو ہواپنے زور بازو سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تا کہ تمہارا زور بازو کے لطف سے ہماری مرام فتح رہے اور کبھی شکست نہ ہو (اتر و ودید کا نڈ ۹۔ انوک ۱۰ واگ ۹ منتر ۹) یہ میں نرم دلی کے احکام جھوٹے نفرت کرنیوالوں کے جھکے دل جانوروں کے ذبح کو کہاں پاپ یقین کرتے ہیں۔ ہمارے شہر کے ایک ممتاز وکیل صاحب کہا کرتے ہیں کہ جسطرح اسپین سے سلمان نکالے گئے۔ اس طرح انڈیا سے انکو نکالنا ہے۔

اب ان کے اساتذہ خاموش ترے کے اتباع جھکے کہاں کوئی گال پر ملنا چاہئے تو دوسری گال سامنے کر نیکا حکم ہے۔ انکی مقدس کتب کے احکام کا بیان نامناسب لگا کر ذکر کر دیں (مدائن ۱۲۲)۔
 و باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷

اَلَا تَقَاتِلُوْنَ فَمَا كُنْتُمْ اِيْمَانُهُمْ وَهَمَّتُوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهَمَّ بَدَاؤُا كُمْ
 اَوَّلُ قُرْءَةٍ (پہلے توہم نے ترجمہ لڑو اس کی راہ میں اپنی لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور حد سے مت
 بڑھو۔ اجازت دیجاتی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جارہی ہے کہ وہ بھی جنگ کریں، اس کی کوہ
 مظلوم میں اور یاد رکھیں کہ اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے۔ تم کیوں جنگ نہیں کرتے ان لوگوں سے جنہوں
 نے توڑ دیا اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد اور پختہ ارادہ کر لیا۔ رسول کے نکال دینے کا۔ اور اپنی
 لوگوں نے پہلی دفعہ تم سے جنگ کرنے میں ابتداء کی۔

اب ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کے احکام جنگ محض دفاعی اور خود حفاظتی کے
 طریق پر مبنی ہیں۔ باوجودیکہ ظالم موزی حملہ آوروں اور ابتدا کر نیوالوں کے مقابلہ میں ذرائع کا حکم دیتا ہے
 اور وہ دشمن ہی وہ ہیں۔ جو ناگفتنی ظلم کر چکے ہیں۔ پہر بھی اپنی جماعت کو حکم دیتا ہے۔ وَلَا
 تَعْتَدُوْا یعنی دفاع میں بھی لحاظ رکھو کہ تم سے کسی قسم کی زیادتی نہ ہو جائے۔ اور پہر ہم دعویٰ سے
 کہتے ہیں کہ اسلام کی کوئی جنگ دولت۔ ملک گیری۔ اور خواہ خواہ لوگوں کے پامال کرنے کے لیے واقع
 نہیں ہوئی۔ کوئی آیت اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایسی نہیں جس میں ایسی زیادتی اور اعتدا کی ہدایت یا
 اجازت ہو۔ کوئی رشید اور سعید ہے۔ جو خدا ترس دل سے ان آیات طیبات کا مقابلہ کرے۔ بعد
 کی اُن لڑائی کی ہدایتوں سے جو مذکور ہو چکی ہیں۔

فقہہ ہفتم حقوق شہوان میں آریہ اور اسلام کا مقابلہ:۔ منو باب ۱۸ شلوک ۱۸ میں لکھا ہے
 ”بدلتی کرنا عورتوں کی عادت ہے۔ یہ وید میں پہلے لکھا ہے“ ”عورت تدبیر نیک سے محفوظ ہوتا
 ہم اپنی براطواری دولتوں و بیوقالی و عادات ان باتوں سے شوہر کو رنجیدہ کرتی ہے“ باب شلوک ۱۵
 ”عورتوں کی کریمائتوں سے نہیں ہے۔ یہ دہرم میں داخل ہے۔ اندر ہی اور ستر ان دونوں
 سے عورت علیحدہ ہے دروغ کے مانند تا مبارک ہے۔ یہ شاستر کا حکم ہے“ منو باب شلوک ۱۸۔ اہل
 مطلب سفر کرنے سے پہلے عورت کے کہانے پینے کا بندوبست کرتے تب پردیش کو جائے کیونکہ بہرہ
 کی شدت سے حیادار عورت ہی دوسرے کمزور کی خواہش کرے گی۔ ۴۔ ”راتوں عورتوں کو شوہر
 وغیرہ کے وسیلہ سے بے اختیار کرنا مناسبت ہے۔ جو عورت بستیوں میں لگی اس کو اختیار میں کہنا چاہئے“
 ۹۔ ۲۔ ”لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑاپے میں بیٹا۔ عورتوں کی حفاظت کرے۔ کیونکہ
 عورتیں خود مختار ہونیکے لائق نہیں ہیں“ ۹۔ ۳۔ ”کینا دان کے وقت کینا کو نہ دیوے۔ تو باپ اسکا

اسکا پانی ہوتا ہے۔ اور حص سے فراغت ہوئی پر شوہر اس سے جماع نہ کرے۔ تودہ پانی ہوتا ہے۔ اور بحالت دفت شوہر کے بیٹا اپنی ماں کی حفاظت نہ کرے تودہ پانی ہوتا ہے۔ ۹-۴۔ عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان و اولاد و اتمانہ ہرم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ ۹-۷۔ حکم کر کے کچھ آدمی سے عورت گہر میں محفوظ کی گئی۔ اس پر بھی محفوظ نہیں ہوتی۔ ۹-۱۲۔ عورتیں صورت و عمر کو نہیں دیکھتی ہیں۔ خوبصورت ہو یا جھوٹ ہو۔ لیکن مرد ہو۔ اسی کو بہوگ کرتی ہیں۔ ۹-۱۴۔ گہر میں پیدائش کے واسطے بڑی قسمت والی پوجا کے لائق گہر میں تیج استری اور مکشی ہیں۔ ان دونوں میں خصوصیت کچھ نہیں ہے دونوں برابر ہیں۔ ۹-۲۶۔ عورت ظن کی صورت ہے۔ اور تخم مرد کی صورت ہے۔ ظن اور تخم کی آمیزش سے بہت جسم داروں کی پیدائش ہے۔ ۹-۳۳۔ تخم نر کی کیفیت جیسا تخم کہیت میں بویا جاتا ہے ویسا ہی مع اپنی صفات کے پیدا ہوتا ہے۔ ۳۶۔ منتر ”جطج گنو گھوڑا اونٹ لوندی۔ بینس بکری بھیر انہوں میں بچ پیدا کرنیوالی کا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسرے کی عمت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ دوسرے کے کہیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے فرق کو کبھی نہیں پاتا۔ منتر ۴۸-۴۹۔ اسی طرح دوسرے کے کہیت میں بیج بونے والا کہیت والے کا مطلب کرتا ہے۔ آپ پہل کو نہیں پاتا۔ ۵۱۔ اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہو دی ایسے خیال کو دل میں نہ رکھو جو پیدا کیا وہ لڑکا ظن والی کا ہوتا ہے۔ تخم سے ظن اھٹل ہے۔ منتر ۵۲۔ اس عورت میں جو پیدا ہو وہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا ہو دی۔ ایسا دل میں رکھو جو پیدا کیا۔ اسکا حصہ دار تخم والا اور کہیت والا دونوں ہوتے ہیں۔ ۵۳۔ تخم ہوا سے لڑکا جبکہ کہیت میں پڑا۔ اسکا پہل کہیت والا ہی پاتا ہے صاحب تخم نہیں پاتا۔ ۵۴۔ نیوگ۔ اولاد کے نہ ہونے میں سنسر وغیرہ کے حکم کو پا کر عورت پسند سے یا دیور سے اولاد دلخواہ حاصل کرے۔ والد کا حکم پا کر بدن میں گہی لگا کر خاموش ہو کر بیوہ عورت میں لڑکا پیدا کرے۔ سوائے ایک لڑکا کے دوسرا لڑکا کبھی نہ پیدا کرے۔ ۵۹-۶۰۔ نکاح ٹالنے۔ شراب پینے والی اور سادھوں کی سیوا نہ کرنے والی اور دشمنی کرنے والی اور بیماریوں سے بھری ہوئی اور گہات کرنیوالی اور ہر روز دولت کو نیست و نابود کرنیوالی عورت ہو تو دوسرا دواہ کرنا چاہئے۔ ۸۔ بانجھ عورت اور جس کی اولاد نہ جیتی ہو۔ اور جو حرف دختر ہی پیدا کرتی ہو۔ ایسی عورت ہوئے پر حسب سلسلہ آٹھویں دسویں گیارہویں سال دوسرا دواہ کرنا چاہئے۔ ۸۱۔ جو عورت مرلیں ہو۔ لیکن خیر خواہ اور بامروت ہو تو اسکی اجازت سے دوسرا دواہ کرنا چاہئے۔ مگر اسکی بے قدری ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ ۸۲۔ جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے

ف

ن

م
عورت کی کہیت

ن

ن
سینہ بوجا

ن

ن
جانب بوجا

کیا۔ اور وہ عورت غصہ ہو کر گہرے نکل جاتی ہو۔ لڑا سکو روگ کر گہر میں رکھنا خواہ خاندان کے رو بردار کر چاہیے۔ ۸۳۔ ”کشتری وغیرہ کی زوجہ شوہر وغیرہ سے محفوظ ہو اور شادی وغیرہ کاموں میں بھی ممنوع شراب کو پیوے۔ یا ناچ رنگ کے جلسہ عام میں چلی جائے۔ توجہ رتی سونا ڈنڈ دیوی۔ ۸۴۔ ایک آدمی کی پانچ زوجہ ہوں۔ ان سب میں ایک پتر دان ہو۔ تو اس کے ہونے سے سب زوجہ پتر دان کہلاتی ہیں۔ اس بات کو منوجی نے کہا ہے۔ ۱۸۳۔ ”بیٹا کے وسیلہ سے اندر لوگ وغیرہ کو فتح کرتا ہے۔ اور پوتا کے وسیلہ سے بے انتہا پھل کو پاتا ہے۔ اور پوتا کے بیٹے کے وسیلہ سے سوچ لوگ کو پاتا ہے۔ ۱۸۴۔ پت نام دونوں کا ہے۔ اتر بیٹے کا فظ کے ہیں۔ چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے۔ اس سبب پتر کہنا ہے۔ اس بات کو شری برہما جی کہا ہے۔ ۱۸۵۔ ”جس آدمی کا تخم بیماری وغیرہ سے خالی ہو گیا ہو۔ اُسکی عورت میں لا ولد و اور نہ والد وغیرہ کے حکم سے بیٹا پیدا کیا۔ اور پھر معالجہ وغیرہ سے لطف کی ترقی پا کر اس آدمی نے اپنی عورت سے بیٹا پیدا کیا۔ تب اس کی دولت کے مالک کشتی تریج دائر میں نام دو بیٹے ہوئے۔ اس پر جن جی کہتے ہیں۔ کہ جبکہ تخم سے جو پیدا ہوا ہو۔ وہ اُس کی دولت کو پلے۔ ۱۶۲۔ شلوک۔ ”مخت و بیمار و وفات یافتہ اس قسم کے آدمیوں کی زوجہ میں از روئے دہرم والد وغیرہ کے حکم سے دیور وغیرہ نے جو بیٹا پیدا کیا ہے۔ وہ کشتی تریج کہلاتا ہے۔ ۱۶۴۔ ”مخت وغیرہ کو شادی کرنے کی خواہش ہو۔ تو شادی کر کے حسب لیاقت اُس عورت میں بیٹا کر کے اس بیٹی کو حصہ دیکو۔ ۲۰۳۔ ”براہمن سے براہمنی میں جو لڑکا پیدا ہو وہ تیسرا حصہ لیوی۔ اور کشتی یا کا بیٹا دوسرا حصہ لیوی سے شوہر کا بیٹا ایک حصہ لیوی سے۔ ۱۵۱۔ ”براہمن کو کشتری دویشیہ ان تینوں درن کی عورت میں براہمن سے بیٹا پیدا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ لیکن از روئے دہرم کے شوہر کے بیٹے کو دشوین حصہ سوزیا وہ نہ دیوے۔ ۱۵۴۔ ”راجہ براہمن کی دولت کو کبھی نہ لیوی۔ مگر دیگر درنوں کی دولت کو بحالت عدم موجودگی انکے فرزند وغیرہ کو قوم بالا کے لیے لیوی۔ ۱۸۹۔ ”راجہ وقت مصیبت میں بھی براہمنوں کو خوشگین کرے کیونکہ انکے غصہ کرنے سے راجہ مع فوج و سوار یوں کے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ ۲۰۱۳۔ جن میں ہر ایک نے اگن کو سرب بھنکی اور ہما سندر کو کھاری اور چند زمان کو کہی روک والا کیا ان برہمنوں کو خوشگین کر کے کون خالی نہ ہوگا۔ ۳۱۴۔ ”جواری۔ واسی خواہ واسی کی داسی میں شوہر سے جو لڑکا پیدا ہو وہ والد کے حکم سے حصہ پاسکتا ہے۔ یہ دہرم میں داخل ہے۔ ۱۶۹۔ یہ ہیں تہذیب تعلیم یافتہ قوم کے احکام۔ اصل بات یہ ہے کہ ایرانی اور ترک اور ہندی قوموں نے عورت کو نہایت حقیر غلام اور قابل نفرت شے سمجھا ہے ان قوموں کے اصول میں داخل تھا۔ کہ عورت کسی وقت بھی قابل اعتبار نہیں ہوتی۔

مخت کی
اولاد

مخت
لاخا کو

دپ (احزاب)	ایسی لوگوں کی لمبی اسد و مغفرت اور بڑا جتیا رکھا ہے۔
تَحَبُّوْنَ دپ (ذخرف)	داخل ہو جاؤ جنت میں اور تمہاری بیبیاں بڑی خوشی اور امن میں۔
جَنَّتْ عَدْنٌ يَدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَّحْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ دپ (عدن)	ہمیشہ قامت کی جنتیں امن میں داخل ہونگے اور انکے ساتھ انکے صالح باپ اور بیبیاں اور اولاد بھی۔

صرف ان آیات پر غور کرنا کافی ہے کہ آیا عورتوں کے حقوق کس طرح قائم کئے ہیں۔ اور انکے اعمال اور اجر کو کیسے مساوی درجہ پر رکھا ہے۔ ان پادریوں کو غور کرنی چاہئے۔ جو نادانی یا تعصب سے غرض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کی روح کے لئے بقا اور خلوت نہیں مانا۔ انھوں نے اپنی اور انکے اتباع پر نشاندہ خود کریں۔ اس مساوات حقوق اور نگاہداشت حقوق میں اور مقابلہ کریں ان مکروہ باتوں سے جو عورتوں کے متعلق آریہ کی مقدس کتابوں سے مذکور ہو چکی ہیں۔

اور سنو۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ فِي مَعْرِفَةِ دِينِ بَقَرہ (ترجمہ) اور بی بیوں کے لئے پسندیدہ حقوق ایسے ہی ہیں۔ جیسے انہر کچھ حقوق ہیں۔ ماں مرد کو ایک درجہ انہر زیادہ ہے۔ وَعَاثِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَمِنْ تَحْتِهَا مَا اسْتَمْتَا وَيَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْلًا كَثِيرًا۔ (دپ نساء) ترجمہ عورتوں سے پسندیدہ معاشرت رکھو۔ پس اگر تمہیں نا پسند ہوں تو قریب ہے۔ کہ اگر کوئی بات تمکو مکروہ لگے تو اللہ تعالیٰ اس میں بہتری رکھے۔ وہ اور وہ آیات میں ہیں کہ لَا تُسَيِّدُوهُنَّ خِصْرًا (دپ بقرہ) ترجمہ عورتوں کو دو کہہ دینے کے لئے مت روک رکھو۔ اور جس میں ہے۔ وَلَا تَضَارُّوهُنَّ (دپ طلاق) ترجمہ۔ ان کو ضررت دو۔

اور جو کچھ آریہ سماج کی معتبر کتابوں میں ہے وہ یہ ہے۔ جو اوپر دکھا آئے ہیں۔

نکاح کے فواید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول شخصی منافع۔ دوم عمومی مقاصد۔ شخصی منافع میں مثلاً حفظ صحت بعض بیماریوں میں آرام یا رونگسار کے ساتھ ہونیکا۔ قوتائے شہوانی

ایک مختصر نوٹ کے اتقنا کا طوفین سے بلا فراحت پورا ہونا۔ ان قولے انسانہ کا نشو و نما جنکے باعث انسان دوسرے سے تعلق پیدا کرتا۔ یا تعلق پیدا کرتا۔ یا کسی کا لحاظ کرتا ہے۔ علم و مروت و بردباری کا اسی مدرسہ میں سبق حاصل ہوتا ہے۔ امور خانہ داری کی اصلاح۔ حفظ ننگ و ناموس و حفظ مال و اسباب و نوعی مقاصد مثلاً حفظ نوح۔ تربیت اولاد۔ کیونکہ یہ تحقیق لفظوں کی علی العموم

خبر گیری نہیں ہوا کرتی۔ روسی شاہی خاندان اول تو خصوصیت سلطنت کے باعث مستثنیٰ ہیں۔ پھر سولے جنگی کاموں کی کیا تربیت پاتے ہیں۔ اسلئے شادی کا حکم اول تو جسمی طاقت اور مالی وسعت پر مبادر ہوا ہے۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وَلَيَسْتَغْفِرِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ كَلَامًا حَقًّا يُعْطِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ دُپٹا (نور) اور فرمایا وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً دُپٹا دوم، اور فرمایا فَاِسْكُنُوا كُنُوزَكُمْ حَذَرًا لَكُمْ۔

پس عورت طلاق لے سکتی ہے۔ (۱) اگر مرد اسکی نفسانے ضرورتوں کو پورا نہ کر سکے (۲) قابل ولادت نہ ہو۔ (۳) معاشرت کے نقائص رکھتا ہو (۴) نان و نفقہ نہ دے سکے۔ ایسواسطے قرآن کریم میں ہے۔ وَلَا تَسْكُنُوا هُنَّ ضَرَارًا۔ اور ان احکام کی عام تعمیل پر فرمایا۔ وَلَا تَصَادُوهُنَّ وَلَا تَخْذُوا آيَاتِ اللَّهِ هَذَا اِذَا طَلَّقَ مَرُوطًا دے سکتا ہے۔

اگر عورت تقویٰ کے متعلق نفسانی اغراض پوری نہ کر سکے۔ قابل ولادت نہ ہو۔ معاشرت کے نقائص رکھتی ہو۔ تلاح کے منافع شخصیہ اور نوعیہ کی خلاف ورزی کرتی ہو۔ بد چلنی کے باعث فساد و مزاحمت کا باعث ہو۔ پہر کبھی طلاق فوری ہو سکتی ہے۔ جیسے لعان۔ واقعی ہم بستری پہلے وعدہ میں۔ اور کبھی تدریجی ہوتی ہے جیسے نہائش۔ شروط طلاق۔ اور منصفوں کے فیصلہ کو تعداد ازواج پر۔ منع تعداد ازواج کے نقصانات نمبرا۔ عورتوں کو قتل کے واقعات ہونگے۔ جب پہلی بی بی ناپسند ہو۔ اور کوئی دوسری پسند آجادی۔ تو ان بلا و اقوام میں جن میں دوسری بی بی کرنا ممنوع ہے اور بائیں قوم بہادر ہے۔ پہلی کو مار دیں گے۔ غلبہ خود کشی ہوگی جیسے اسٹریا کے دیعہد کو یہ مصیبت پیش آئی۔ جب پسندیدہ بی بی باینے کی اجازت قانون اور قوم نے مذی غلبہ ۳۔ یا بے غیرتی ہوگی۔ جیسے بعض ۱۰۰ انڈین کیلئے پیش افتادہ ہے کہ مرد دیکھتا ہے۔ اور بول بہت مضبوط رکھتا ہو۔ غلبہ ۵۔ یا آخر نیوگ کا فتویٰ ہوگا۔ جیسا آریہ میں ہوا۔ غلبہ ۶۔ قطع نسل بعض مالتوں میں ضرور پیش آئیگا۔ غلبہ ۷۔ دختر کشی کی رسم اسی سے پیدا ہوئی ہے کہ نہ لڑکیاں رہیں اور نہ مصائب پیش آئیں۔

نکتہ (۱) عورتوں مردوں میں ایک قدرتی فرق ہے۔ عورت جبر سے ہی اپنا کام... دے سکتی ہے۔ بخلاف مرد کے۔ ایسواسطے علی العموم مالتوں میں زنا با مجبر کے مقدمات میں عورتیں ہی مدعی ہیں۔ نہ جوان مرد (۲) عورت کے بہت مرد ہوں۔ تو اس کی صحت قطعاً نہ رہے گی۔ گنجینوں

کے حالات سے یہ تجربہ ہو سکتا ہے۔ (۳) اسکے لفظ بے تحقیق کی پرورش شکل ہوگی۔ کون ذمہ دار ہوگا۔
 (۴) ایک وقت میں اگر کئی طالب اسکے پیش ہو گئے۔ تو زاحمت اور جنگ ہوگا۔ بشرطیکہ قوم باہمت ہو
 (۵) قدرتی طور پر ایک عورت ایک برس میں ایک مرد کے لفظ سے زیادہ چند مردوں کے لفظوں کے بچے
 پیٹ میں نہیں رکھ سکتی۔ اور ایک مرد چند عورتوں میں اپنی بچہ وہ لفظ رکھ سکتا ہے۔ یہ قدرتی
 اجازت نقد و ازدواج کی معلوم ہوتی ہے۔ (۶) قرار حمل میں مشکلات ہونگے۔ وضع حمل کی
 ضرورتیں پیش آجائیں گی۔ اور حمل کے بعد مرد کو دیا نند جملع کی اجازت نہیں دیئے۔ اگر کثرت
 ازدواج نہ ہو تو قوی مردوں کی جماعت میں انکا فتویٰ کون سنیدگا۔ گو بچے تو اب بھی یقین ہو کہ باسیا پر
 لوگ جنگی ایک بی بی ہے۔ اور ندرست میں اس دیا نندی فتویٰ پر عمل درآمد کرتے ہونگے۔ ہاں لبتہ حیوانات
 میں خود ز حیوان اور انکی مادہ حمل کے بعد ضرور متغیر ہو جاتے ہیں۔ مگر انسانوں میں یہ تجربہ.... قابل غور ہے۔

فقہ ہشتم - استغفر اللہ ربی ! استغفر اللہ ربی ! استغفر اللہ ربی !!!
 لاحول ولا قوۃ الا باللہ ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ !

لاحول ولا قوۃ الا باللہ !!!

کیا ہماری کتاب عام پسند ہوگی۔

ابی اللہ عن یحییٰ عن غید کتابہ * وکل کتاب غیرہ ذل کا تبہ
 الہی کتابیں ہی اب تک عام پسند نہیں۔ لاہور جیسے دار السلطنت شہر میں کوئی قرآن کریم اب تک
 پوری صحت کے ساتھ طبع نہیں ہوا۔ نہ کوئی اعلیٰ علمی کتاب جو الکتاب قرآن کی خادمہ طبع ہوئی۔
 اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عام پسندیدگی کا کیا حال ہے۔ اور یہ امر کسی مامور و مجتہدین کو بھی
 نصیب نہیں ہوا۔ کہ اسکی محنت و کارروائی عام پسند ہوئی ہو۔ کیا یہ امر صحیح نہیں۔ کہ ہزاروں مہین
 جو نہ ہی باتوں کو جنون یقین کرتے ہیں۔ گو ہمیشہ غائب و خاسر ہیں۔ اور نہ ہی مقتداؤں میں تو وہ
 بھی ہے۔ جسکو کہا گیا۔ **يَسْمِعُ اللّٰهُ التَّخْفِيفَ التَّجْهِيمَ**۔ وَ اَلْعُلُوَّ وَ اَلْعَمَلُ وَ مَا
يَسْطَرُّوْنَ۔ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْمُوْنٍ۔ وَ اِنَّ لَكَ لَاجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ وَ اِنَّكَ
لَعَلَّ خَلْقٍ عَظِيْمٍ۔ فَسَتَبْصُرُوْنَ وَيَصْبُرُوْنَ بِاَيْكُمُ الْمَعْنُوْنَ۔ (دہل ۵)

دوات اور قلم اور وہ عظیم الشان صداقتیں جسکو لوگ لکھتے ہیں۔ اور لکھتے رہیں گے دانے
 مطالعہ کا نتیجہ تو یہی ہوگا کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں کیونکہ وہ تمام تحریریں تیری صدا
 کی گواہ رہیں گی اور دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ تیری محنت و کوشش کا بدلہ۔ اجر۔ اسکی مزدوری تیرے

لے غیر منقطع ابدی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جنون کی محنت و کوشش کا تو کوئی اجر ہی نہیں ہوا کرتا میری دلیل یہ ہے کہ جنون تو خلق نہیں ہوتے۔ اور تو خلق پر کیا خلق عظیم پر ہے۔ آپ کی مقناطیسی جذب اور آپ کے اخلاق ہی تھے کہ ارب عرب کا حکم پر اپنی خون کو پانی کی طرح بہاتے تھے۔ اور چوتھی دلیل کہ جنون کے افعال و اقوال شمر ثمرات خیر اور منہج کسی نیک نتیجہ کے نہیں ہوا کرتے۔ اور تیسرا قول اور تیسرے افعال کا نتیجہ تو یہی دیکھ لیگا۔ اور دوسرے لوگ بھی دیکھ لینگے۔ اور یہ کیسی سچی پیش گوئی تھی دنیا میں صرف آپ ہی کیلئے ایسے کامیاب ہو گئے۔ جنہوں نے اَمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَحْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نَفْسِي دُپٹ مائدہ کی آواز اپنی زندگی میں اپنے کانوں سے سنی۔ اور دَايَتْ النَّاسَ يَدْ خُلُونِ فِي دِينِ اللَّهِ اَخَوًا جَادَتْ۔ نفس کا نظارہ اپنی آنکھ سے دیکھا۔ صَلَّيَ اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم و بَادِكَ فَا نَا حَمِيدٌ حَمِيدٌ اس پر بھی نہ ماننے والوں نے نہ مانا پر نہ مانا۔

میں نہ مامور نہ مجبور۔ پھر میری اس کتاب کو اور اس کے جوابات کو مامور و مجبور۔ اور امام الوقت نے نہ دیکھا اور نہ سنا پچیس سو سال کے جواب تک ہمیں موقع لگا۔ کہ ہم اپنی جواب حضرت امام علیہ السلام پر عرض کر سکے بلکہ ہماری بزرگ سید محمد احسن صاحب نے بھی اس کو نہیں دیکھا۔ ہاں سیر ہمارے دوست اور میرے معزز حبیب مولوی عبدالکریم صاحب نے دیکھا۔ اور کہیں کہیں بقدر امکان اصلاح بھی کی۔ ہمارے مدرسہ کے علماء کو انھوں نے ان باتوں سے دلچسپی ہے اور نہ اپنی محدود کاموں سے فرصت ہے کہ وہ بھی اس کتاب کو سننے یا دیکھتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ سوائیہ کہ وہ اس کتاب کو ان سعید العظمتوں کے حق میں نافع کر لگا۔ جو اسکے علم میں ہیں۔ (عرض)

(۱) ہم اللہ تعالیٰ کو اسے ہیں کہ ہے اور وہ موصوف بصفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ہے اسی کے ارادہ اور اسی کے خلق سے یہ تمام مخلوق ہے وہ وراء الورا محیط کائنات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ وَهُوَ الْوَاقِعُ وَ أَنْ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى وَهُوَ لَا خَيْرَ فِيهِ۔ جبکہ یہ ہمارا یہ عقیدہ اور یہ ایمان ہے تو سو فطائی و ہر یہ سچی۔ اور وہ یونانی منطقی اور سائنس جو اللہ تعالیٰ کو علت۔ لا بشرط بشرط لازم کا مانتا ہے۔ اور وجودی۔ نیچری۔ آریہ سماجی جسکے نزدیک اللہ خالق ابدی خالق مادہ۔ خالق ناز۔ خالق فضا اور انکے گن۔ کرم سبھاؤ۔ خواص افعال۔ حواات کا خالق نہیں کیوں پسند کرنے لگا۔

(۲) ہم اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں کہ وہ شکتم ہے۔ اپنی پیاریوں سے کلام کرتا ہوا اسکے ارادہ و مشیت سے اسکے کام ہوتے ہیں۔ وہ کلام کرتا ہوا۔ کرتا رہتا ہے۔ اور کلام کر لگا۔ اسکے کلام و تکلم پر کبھی نہر

ہیں لگی۔ پس جو لوگ اُس کو لم صم۔ مانتے ہیں مثلاً برہمپوں اور نیچری۔ اور جو لوگ کہتے ہیں تخمیناً یا قریباً
 دو ارب برس سے وہ خاموش ہو۔ اور صرف چار ہی آدمیوں کی سرکشی کے ابتداء میں بولا تھا یا جو کہتے
 ہیں کہ مسیح یا نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک بات کر کے اب خاموش ہو اور جکا ہم ہو۔ کہ رنج
 کی طرح بے اختیار ہو۔ وہ کیوں پسند کرنے لگے۔ (۳) ہم مانتے ہیں کہ ملائکہ ہیں انہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام
 کتابوں اور رسولوں اور نبیوں پر ہمارا ایمان ہو۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین رسول
 رب العالمین مانتے ہیں پھر ان باتوں کے مخالف کیوں پسند کرنے لگے۔ (۴) ہمارا نزدیک ہر ایک شخص اپنے
 اعمال کا ذمہ دار اور جواب دہ ہوا ہم عفو مغفرت۔ شفاعت بالاذن کے معتقد ہیں۔ پس ہماری باتوں نے
 کفارہ کا قایل کب راضی ہوا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو (کھما، عفو والامنانے وہ کیوں کر راضی ہو۔

(۵) ہم صحابہ کرام اور تابعین عظام کو رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ابو بکر و عمر و لیکر معاویہ
 مغیرہ و ثکاف و حسن بصری سے لیکر ابراہیم غنی و نافع حکمرہ تک اور اہل بیت میں خدیجہ و زینبہ
 سے لیکر علی المرتضیٰ اور تمام ائمہ اہلبیت کو علیہم السلام ان سب کو محمد اللہ اپنا محبوب اور دل سے پیارا
 اعتقد کرتے ہیں۔ حال الامام امامنا علیہ السلام۔ جان و دلم فدائے جلال محمدت + عالم تمام
 کو چہ آل محمد است +

پس رافضی شیعہ۔ خارجی۔ ناصبی۔ جبریت۔ قدریہ۔ مرجئیہ۔ معتزلہ۔ تعامل اسلام کے منکر
 احادیث صحیحہ کے منکر اور انکو تو وہ طوفان کہنے والے کب پسند کر سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ معمولی کتب
 تواریخ بلکہ اموز تاریخہ لغت و کتب بیان کو اپنا مقتدا بنائے ہوئے ہیں یا انکے اختلاف روایات
 اور باہمی تعارض و تناقض و قوت کا قہر انہیں بھی ہو۔ اور یہ علوم بھی اب تک کسی
 ایک مجموعہ یا کتاب میں محدود نہیں۔ قہنی بنکر جیسا مشہور و معروف قصیدہ صدائے اختلاف اپنے اند
 رکھتا ہے۔ اور صرف جیسا محدود علم کیسے احاطہ میں نہیں اما اور نہ کوئی کتاب دعویٰ کرتی ہے کہ
 اس میں صرف و نحو کے مسائل آگئے۔ ہم ائمہ تصوف۔ ائمہ فقہ۔ ائمہ حدیث۔ ائمہ کلام کی تعظیم و تکریم
 کو ضروری یقین کرتے ہیں۔ اور انکی مشترکہ سبیل کو سبیل المؤمنین مانتے ہیں ان لوگوں کے
 ہمارا باقیہ۔ فتوح الغیب و فتح الربانی للسیّد الشیخ عبدالقادر الجیلانی عوارف الشیخ شہاب الدین
 السہروردی جسکو میرزا بن محمد حضرت فرید الدین گنج شکر حقی معیشہ اپنی دس بی بی کہتے ہو اور وہ نسخہ
 جبر حضرت سلطان نظام الدین نے پڑھا۔ اب تک جمالیوں میں موجود ہو۔ متنازل السائرین۔ شرح درایج
 الساکین۔ طریق البھترین۔ مجمع الفوائد زاد المعاد للشیخ الاسلام شیخ ابن قیم فصل الخطاب لخواجہ محمد بابا

کتوبات شیخ مشائخنا المجد و احمد السندی۔ و فتوحات کید لابن عربی الکتاب الصبیح للامام النجاسی
الموطا لام دار الهجرة امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے آثار باقیہ تصانیف امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ امام احمد
نقد و حدیث و تصانیف امام محمد الشیبانی و طحاوی الامام الشافعی محلی اور فضل لابن حزم السنن الکبریٰ
للیمینی۔ و رأ تعارض العقل والنقل۔ و الرد علی المنطقیین و منهاج السنۃ للشیخ الاجل رئیس
المحققین و الفقہاء المحدثین و المفسرین شیخ الاسلام شیخ ابن تیمیہ الحارثی و المطالب العالیہ للامام
الرازی۔ فتح الباری۔ لابن حجر فتح القدیرو تحریر لابن ہمام۔ اور تمام تصانیف حافظ ذہبی۔ جیسے
دول الاسلام۔ میزان و تذکرہ وغیرہ۔ حجتہ اللہ البالغہ شیخ مشائخنا شاہ ولی اللہ دہلوی۔ نیل الاوطار
لشوکانی الیمینی موجود ہیں۔ مصنف مذاہرست و کبیر لے ابن کثیر ابن المنذر ابن قدام ابو علی۔
میں اللہ تعالیٰ کو گماہ کرتا ہوں۔ اور میں سچے دل سے علی وجہ البصیرۃ کامل یقین کرتا ہوں۔
کہ بے ریب یہ لوگ مصداق تھے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اُمَّةً يَهْدُونَ بِاَمْرِ نَا مَتَّصِلِينَ وَكَانُوا
بِاٰيَاتِنَا يَتَوَقَّفُونَ (پک سجدہ) اور ان کی دعائیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا دیکھو
ضروری قبول ہوئی پس بڑے ہی بے نصیب ہیں وہ لوگ جو انسانی امامت کے منکر ہیں اور اِنِّیْ
جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (پک بقرہ) کے بید سے ناواقف ہیں۔ انکی عملی حالتیں خود انہر طاعت
کرتی ہونگی۔ اگر فطرت سلیمہ باقی ہے بجز اللہ ہم نے ان سب کے استغاثہ کو خوب غور سے پڑھا ہے۔ اور
ہم علی بصیرۃ اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کے برگزیدوں میں اور ائمہ دیوں
میں سے تھے۔ ہم نے لغت میں بخاری۔ اصمعی۔ ابو عبیدہ۔ مفردات راغب۔ نہایہ۔ مجمع البحار اور لسان
العرب اور صرف و نحو میں سیبویہ۔ ابن مالک۔ ابن ہشام اور سیوطی۔ اور قرآنہ میں شاطبی اور ابو عمر ودانی
اور معانی و بیان میں عبد القادر جرجانی مصنف دلائل الامجاز اور اسرار البلاغہ اور سکاکی مصنف مفتاح
العلوم اور ادب میں اخصی اور تفسیر میں روایت ابن جریر۔ ابن کثیر۔ شوکانی کی تفسیر القدر اور روایت
اور روایت دونوں میں امام بخاری رحمہ اللہ اور فقط و روایت میں تفسیر کبیر کو ائمہ سلف کے بعد انتخاب
کیا ہے۔ قریب زمانے کے ہندوستانیوں میں جو اصحاب تصنیف گذرے ہیں انہیں صاحب حجتہ اللہ علیہ
اور از اللہ الخفا شاہ ولی اللہ کو میں ممتاز الشان اور صافی الذہن جانتا ہوں میں حضرت مسیح کی
وفات کا قائل ہوں۔ اور سیرا کامل یقین ہے۔ کہ وہ قتل اور پھانسی سے بچ کر اپنی موت سحر ہو گئے اس
امت میں اَنْتُمْ عَلَیْہُمْ۔ مَقْصُوبٌ اور ضال۔ تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح
موجود علیہ السلام ہی موجود ہے جس نے ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی مہمود اور اس وقت کا

امام بھی ہے۔ اور اپنی میں موجود ہے۔ وہ اخلا فوں میں حکم۔ ہم نے اسکی آیات تیناں کو دیکھا۔ اور ہم کو یہی دیتے ہیں۔ اور اسد نقلے سے ذکر جز اسرا شرا جبا و حبت و نار اپنی بے ثبات زندگی کو لقب العین رکھ کر اسکو امام مان لیا ہے۔ ہم نے اپنے مقتداؤں میں ابن خرم اور ابن تیمیہ کو بھی شمار کیا ہے۔ اسکی تائید میں صرف دو قول یہاں لکھتے ہیں۔ اول ایک شخص اہل اسد میں سے تھے راستباز۔ صالح۔ اور ثقا امین انکا نام عبد اللہ العزیزی کر کے ہمارے ملک پنجاب میں مشہور ہے۔ ہمارا امام علیہ السلام نے ان کو خاتم النبیین رسول رب العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل پر رویا میں دیکھا ہے۔ اور یہ سبب انکی کمال اتباع سنت کے تھا۔ وہ بہت خوبیوں کے جامع اور علمی و عملی حصہ میں اسد نقلے نے انکو خصوصیت سے ممتاز فرمایا ہوا تھا۔ انہوں نے ابن خرم کے بارے میں توجہ کی کہ یہ بہت سخت الفاظ استعمال میں لیتے ہیں۔ اسپر عبد اللہ المرحوم کو الہام ہوا۔ ماں میں اسوقت تک عبد اللہ مرحوم کو صادق راستباز یقین کرتا ہوں۔ اور اسی یقین پر اس الہام کو شائع کرتا ہوں۔ ۵

گفتگوی عاشقان در باب رب	جوشش عشق ست نے ترک ادب
ہر کر کو دا ز جام حق یک جرعه نوش	نے ادب ماند و رونے عقل و ہوش
ناں و ماں ترک حسد کن باشہاں	ور ز ا بیسے شوے اندر جہاں
بادم شیرے تو بازی مے کنی	با ملائک ترک و تازی میسکنی

اس کہانی کی شہادت ایک شخص ساکن لاہور کو چکنندی گراں کے پاس بھیجی ہو اور اسکا نام عبدالحق ہے وہ بھی سخن ظن کے قابل میں ولا اذکی علی اللہ احداً و دم حضرت امام سیوطی نے اپنی بے نظیر کتاب لاشیاء والنظار کی جلد سوم صفحہ ۳۱۰ میں لکھا ہے۔ قال فیہ جواب سائلی سال عن حروف لوشیخنا وسیدنا۔ الا امام۔ العالم۔ العلامة۔ الاحد۔ المحافظ۔ المجتہد۔ الزاهد۔ العابد۔ القدوة۔ امام الامة۔ قد وہ الامہ۔ علامۃ العلماء۔ وادث الانبیاء۔ انھا المجتہدین۔ و احد علماء الدین۔ برکتہ الاسلام۔ حجتہ لاعلام۔ برہان ملتکابین۔ قاع المبتدعین۔ ذی العلوم الرفیعة۔ والفقون البدیعة۔ محلی السنة۔ ومن عظمت بہ علینا المنة۔ وقامت بہ علی الاعداء المنجة۔ واسباب یدرکتہ وهدیہ المنجة۔ جمعی الدین ابی العباس احمد بن عبد الحکیم ابن تیمہ الحارانی منارہ۔ وشید من الدین ارکانہ ۵۱۔

با انیکہ یفقرہ ہشتم نور الدین میں موجود ہے۔ پہر بھی ایک سلفی رکھتا ہے۔ کہ کتاب سلف کے مٹانے ہے اور اتنی ہی عقل اس میں باقی نہیں کہ صحیح مسلم والے مضمین حدیث پر بحث کرتے لکھو مبتدع فرما رہے

ہیں۔ اور وہ مبتدع امام ہی ہو۔ کہ نہیں۔ اور اصح الکتاب والے رحمہ اللہ بعض الناس کہہ کر کسپر زدیں مانتے ہیں اور وہ بعض الناس امام ہیں کہ نہیں۔ ایک اور فرماتے ہیں کہ مرزا کو مجموعہ انبیاء بنانا ہو حالانکہ اس کا جواب کیا صاف ہے۔ کہ مرزا کو نہیں۔ غلام احمد کو۔ مگر طینت انسان ہو تو یہی جب وہ ناپاک پڑیٹھے ہے۔ شیریں حصہ پر توجہ کرے۔

فقہ نمبر ۱

ہمارا آریہ سماج سے کیا اختلاف ہے۔ کہ وہ تمام دنیا کے مذاہب سے زیادہ تر اسلام کے اور اسلام میں سے مرزا یوں کے خطرناک دشمن ہیں۔ اول ہم سلمان اللہ تعالیٰ کو اس کے سب شکیمان (دوہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور بائیکہ دیا نند جی نے بہت جگہ مانا ہے۔ کہ یہ اشریاء جن کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ لینے ہو کر سامنے یعنی الہی طاقت میں بھاتی ہیں مانتے ہیں۔ اور یہ سب اشیاء و مادہ عالم کو غیر مخلوق کہتے ہیں۔ دوسرا اختلاف ہمارا ان سے یہ ہے کہ وہ جناب الہی کو دیا لو اور کپالو (دھماکا) دیا کو مانتے ہیں۔ مگر بائیں معزز و درگزر اور شفاعت کے منکر ہیں۔ تیسرا مسئلہ تاسخ کا اور جو چاہتا مسئلہ جس میں ہم ان سے اکٹھے میں نبوت کا ہے۔ مگر وہ اس بات کے قائل ہیں کہ چار ہزار شیوں کے سوا خدا کسی سے نہیں بولا۔ اور ہم اس تحدید کے قائل نہیں۔ پنجم ایک اخلاقی مسئلہ نیوگ کا جو وہ اسباب کو مانتے ہیں۔ کہ لفظ کسی کا ہو۔ تو بیا کسی دوسرے کا حقیقہ ہو سکتا ہو بلکہ ہوتا ہی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جبکہ ہم مٹا قرار دیتی ہو۔ نہ اس کے خلاف میں ہیں نہ وہ قوی نہ اسکا لفظ نہ اس کے عادات اور یہ امر اسٹ ہے کیا۔ ہم پھر گو گھوٹے کا پچہ کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ گو کہ گھوڑی ہی سے پیدا ہوا۔ ان امور جس کے سوائے انکو ہم یا سہکوائے کیا اختلاف ہے۔ یہ تو دیا نند جی اور اس کے بعد آریہ مسافر اور تارک اسلام کی غلطی ہے کہ کہیں ہمارے خدا کو گالیاں دیں۔ جو انکا ہی وہی خدا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں تو انکی ان محنتوں کا شکریہ کرتا ہوں جو انہوں نے شرک کے خلاف کیں۔ ہاں ایک چٹا اختلاف یہی ہے کہ میں عملی طور پر بہن سے لیکر خدائے مکتبہ اور متقی سے لیکر زندیوں تک سب کا سچے دل اور پرہیز سے علاج کرتا اور انکا پہلا چاہتا ہوں۔ اور آریہ سماج عملی طور پر مسلمانوں کو بہت سستی اور دکھ دیتی ہے۔ اسکا ثبوت یہ خود کلام میں اپنی ذات پر تجربہ کیا ہے۔ حالانکہ میرے ایسے وکیلوں پر حقوق تھے۔

فقہ دہم

آریہ سماج سے مواضع مشکل یہی ہے۔ اور آسان ہی۔ آسان فوائے ہو کہ حق حقیقت اور سچ اپنے ساتھ خود ایک روشنی اور صداقت رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کی کتاب میں اللہ تعالیٰ کا نظام وحدت حقیقی سائنس سچا فلسفہ پاک و جہان اور فطرت سلیمہ حق کے سچے

گواہ ہیں اور انکے اصول میں چوتھا اصل کہتا ہے کہ گرجی کو مان لیں اور زناحق کو ترک کر دیں۔ اور شکل
ایسے ہے کہ آریہ سماج مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہوئے اسلام کی جس کتاب سے چاہیں گو وہ خبیث کتاب
بہار دانش کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ اعتراض کو بڑھیتے ہیں اور اسکے ساتھ بہت سی گالیاں دیتی ہیں اور جب
تحقیق اور حق ثابت کرنے کیلئے ہم الزامی جواب دیں اور الزامی جواب بہت مفید ہو اگر تاہی کہو کہ سامع
کا دل حقیقۃً الزام سے اپنی باتوں اور معتقدات کے مطالعہ اور تنقید کی طرف بے اختیار متوجہ ہو جاتا اور
اضطرار حق کی تلاش اور پیاس لکے دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض جب ہم انہیں الزامی جواب دیں
تو اپنی مسئلہ کتابوں پر ہی دھمکتے صاف کرتے اور سب سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں ہم اس قوم
کے لئے الزامی جواب کہاں سے پیدا کریں۔ تمام آریہ دورتی تفاسیر وید کو خود غلط کہتی ہیں۔ مطلب کے
خلاف کوئی امر ہو۔ تو سنو اور آتماں اور مہا بھارت کو بھی لغو اور محرف بتلاتے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ مہارشی
دیوانند کے تفاسیر اور انکی علم کلام کی کتاب ستیا رتھ پر کاش اور ہو مکا۔ اس مباحثہ کے راستے کو بہت متنا
کر دیگی۔ چنے خود سوسے زائد روپیہ صرف اس حق کی جستجو کیلئے اور حق کے سمجھانے کے لئے مہارشی دیوانند کے
بہاش اور ستیا رتھ اور ہو مکا پر خرچ کیا۔ اور تینوں کی شکل پڑھا اور سنا۔ اور قریب تھا کہ ہم ایک بڑی لبط
کتاب اس فریب کے مقابلہ پر لکھتے اور ایک جلد تصدیق کی شایع ہی کی۔ لیکن اس کتاب کے بعد ہی ہمیں پیدا
ہو چکی کہ ستیا رتھ پر کاش غلط ہے اور اس میں پو پو کی لبط ہے۔ حالانکہ چھپوانے والے ایک اچھے اور اسکے بہتر دیکھ
جی کے شیش تھے۔ آخر میں سکند ڈیشن خریدنی پڑی۔ وہ ہم ابھی پوری پڑھا اور سن ہی نہ چکے تھے کہ
آواز آئی کہ اس میں بھی غلطیاں ہیں۔ پھر آٹھ اویس میں ہیں بڑی مایوسی ہوئی۔ جبکہ بڑی بڑی آریہ سماج
کے ہاتھ مالوگوں نے یہ شایع کر دیا کہ لیکھرام آریہ مسافر نے ثابت کر دیا ہے کہ مہارشی مہارشی من گری
ارتھ اور بباد ارتھ غلط ہیں۔ ایسے قابل محبت نہیں۔ انہیں ہتھمان مطبع کی شہادت ہے۔ ہم آریہ مسافر
کے علم عقل۔ فراست۔ سنسکرت اور ویدک دانی کو بھی خوب جانتے تھے۔ جنہوں نے ہابہاش کی
غلطیاں نکالیں اور اس بات کو بھی خوب جانتے ہیں۔ کہ دیا تدجی شہداء کے ارد گرد بمقام لاہور رتن چند
کی کوٹھی پر اپنی سوانح عمری لکھوا رہے تھے۔ اسوقت وہ نہایت لطیف برج بہاشا بولتے تھے۔ میرے
جیسا مسلمان پینتیس پشت کا مسئلہ بھی اس بہاشا کو خوب سمجھتا تھا۔ پھر ہمارے بعض دوست
آریہ سماجی وکیل بھی اس امر کے شاہد ہیں۔ کہ یہ باتیں ہماری مشاہدہ کی ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ دیا تدج
جی جب اپنے وطن سے نکلیں تو نیچے گئے۔ اور سالہا سال راجپوتانہ اور مالک مغربی شمالی ہندو پنجاب
اور بمبئی کا گھمٹے کی سیر کرتے رہے اور اسی میں عمر گزاری۔ بالآخر نہہ کیا سوامی جی ایسے کو دن بھر کہ وہ بہاشا

بھی نہیں جانتے تھے۔ اور ایسے غبی اور ابلہ تھے۔ کہ طبع کی مہمتان کی شرارت کو بھی نہ سمجھ سکے۔ اور ہمارے جیسے غریبوں کے ہزاروں روپے بھی تباہ کئے۔ اور پھر اس قوم کی کیسی بد قسمتی ہے۔ کہ لاکھوں روپیہ جمع کیا۔ مگر کامل تفسیر ویدوں کی نہ لکھ سکے۔ پھر قوم کی بد قسمتی سے مانس اور اس کے خلاف شدیدی اور اس کے خلاف ایسا تفرقہ بڑھا۔ کہ اب ایک دوسرے کے تراجم بھی ناقابل اعتبار ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ بہت سارے شریف الطبع اور عاقبت اندیش آریہ اس دیکھ کو محسوس کرتے ہونگے۔ جو بیان کیا ہے۔ اور امید قوی ہے کہ قوم کے ہمدرد وید کی صحیح تفسیر شائع کرینگے۔ کیونکہ سچا مذہب خواہ مخواہ کے حکم اور دھینگا مشتی سے تو پیر جمانا نہیں سکتا۔

دہر مہال کی تہذیب کا نمونہ - ان ناشایستہ اور تہذیب کش باؤوں کے لکھنے کی ضرورت اسوجہ سے پیش آئی۔ کہ پنڈت سوامی دیانند

نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کیا ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کو برا کہتا آنکشا شیوہ نہیں۔ اور بد تہذیب شخص کو وہ بہت برا سمجھتے ہیں۔ اس نامعقول منقول سے ہمیں دکھانا منظور ہے کہ خود پنڈت جی اور انکے سرگرم چیلے کس قدر پابند ان ہدایات کے ہوئے ہیں۔

اس راہ کے آداب و اخلاق کے سکھانے میں بھی قرآن کریم کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اس مبارک کتاب نے تعلیم دی ہے کہ الباطل سے جنگ کرنے کے وقت اس کے قابل اکرام معبودوں اور منظم معصوموں کی نسبت کس طریق پر کلام کرنا چاہیے۔ جیسے فرمایا۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (دہر مہال) ترجمہ تم لوگوں کے معبودوں کو گالی نہ دو وہ اس کے عوض میں جہالت اور زیادتی سے اللہ کو گالی دینگے۔ اس مبارک تعلیم سے وید اور دوسری تمام کتابیں محض جبرہ نہ ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کتابوں میں کوئی ذاتی خوبی اور جوہر نہیں۔ یہ کتابیں اپنی جگہ بے زبان ہیں۔ کوئی دعویٰ اپنی دلیل کے ساتھ نہیں نہیں۔ ہاں انکے وکیلوں اور حامیوں کے منہ میں لاریس سیاہ زہر دار کو برہ کی دو شاخی زبانیں۔ یہ لوگ پادری اور آریہ اپنی کامیابی اور ظفر اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ دوسروں کی عیب چینی کریں۔ اپنی کتابوں اور عقیدوں کے معارف و اسرار کے اظہار سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اگر مذاہب اور ملل سپر اتفاق کر لیں کہ تمام حامیان دین اپنے اپنے مذہب و کتاب کی خوبیوں کے بیان کرنے پر اتفاق کریں اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ تو یقیناً اس میدان میں گھسے سبقت قرآن کریم کے ہاتھ میں ہے۔

الفرض جو پیشلے نو تعلیم یافتہ دہر مہال کی شیریں کلامی کا نمونہ منشتے از خردوار ملاحظہ ہو۔ ذرہ

سی ساٹھ صفحہ کی کتاب اور اس میں دہر میال کے ناپاک الفاظ یہ ہیں۔ اور وہ یہی مختصر ”جب قرآن کے ریگستانی سایل میری پائیں کو نہ بچھا سکے۔ جب قرآن کی خلافت از قتل باتیں میرے بیقرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دیں۔ قرآن کے بہت سے دشمنانہ اور ظالمانہ سایل میرے نرم دل کو تسکین نہ دے سکے۔ جب قرآن کی ادنیٰ درجہ کی تعلیم میرے اعلیٰ خیالات کا ساتھ نہ دی۔“ صفحہ ۶

”جب میں اس وادیٰ خلقت سے ادھر ادھر ہاتھ مار کر حیران و سرگردان ہو رہا تھا۔ میں عرب کے ریگستانوں سے نکل کر لنگھا اور جہنما کے کنارے پر آیا۔ چاروں طرف عربی ریگستان کے سایل سے خشک شدہ دل اور دماغ ہی نہیں ہیں۔“ صفحہ ۷

”میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے پہلے درجہ پر پایا۔“ صفحہ ۹

”افسوس ہے ایسی گہوں کے لہو جبرائیل کے پرتھکے جائیں۔“ صفحہ ۲۰

”میں نے عرصہ دراز تک قرآن کی چہان بین کی مگر مجھے موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور ٹکڑے ہی ملے۔“ صفحہ ۱۰۔

پنجشنبہ

دین محمد

پنجشنبہ

”قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتیں چلتے دیکھتا ہوں۔“ صفحہ ۱۱

”قرآن ایک معمولی مستند کتاب ہے یہی نیچے گرا ہوا ہے۔“ صفحہ ۱۱

”ایک مذہب شخص کی معمولی کتاب ہے یہی نیچے گرا ہوا ہے۔“ صفحہ ۱۱

”قرآنی فلفلہ کو قرآنی بارود نے ہی اڑا دیا ہے۔“ صفحہ ۱۱

”ابھی کلام کا دم بہر نیواری کتاب میں ایسی ایسی لغویات کا ہونا سخت قابل اعتراض ہے۔“ صفحہ ۲۱

”میرے خیال میں عربی محض قرآنی بیوہ ہیں۔“ صفحہ ۲۳

”قرآن میں دو تین باتوں کے دہرانے کے سوا اور کچھ دماغ کے اندر سے نکل نہیں سکا آخر انسانی دماغ۔ انسانی دماغ ہی ہے۔“ صفحہ ۲۳

”یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں۔“ صفحہ ۲۶

”افسوس ہے ایسی الہامی قصوں پر افسوس ہے۔ ایسے الہامی گہوں پر۔“ صفحہ ۳۵

”مگر قرآن نے اپنے بڑے بھائی سے (پران) ذرا قدم آگے رکھا۔“ صفحہ ۳۶

”افسوس ہے کہ قرآن عیسیٰ ام الکتاب بجائے الہامی کتاب ہونے کے اس قسم کی گہوں سے ام الکپاپ بن رہی ہے۔“ صفحہ ۴۰

”بہشت کے بارے میں جو قرآن کی تعلیم ہے۔ وہ اور بھی مکروہ اور گہناؤں سے ہے۔ سچ پوچھو تو قرآنی تعلیم نے بہشت کو وہ خراب خانہ بنا دیا ہے کہ جہاں جانا ہی نہیں مانوس کا کام تو ہرگز نہیں ہے۔“ صفحہ ۲۶

”مگر میں اتنی بڑی گہوں اور خلافت از قانون گہوں کو ہرگز نہیں مان سکتا۔“ صفحہ ۳۴

”یہاں تو پرانوں سے بھی بڑھ کر کیا موجود ہے۔“ صفحہ ۳۴

”الہامی گہوں کا گہر ہے۔“ صفحہ ۴۰

”قرآن اور پران ہم وزن ہونے کے علاوہ فرضی قصوں کہانیوں سے کس قدر پرے ہیں۔ سچ پوچھو تو دونوں کے بھائی ہیں اور دونوں ہی زمانہ جہالت میں پیدا ہوئے۔“ صفحہ ۴۰

”مگر قرآن کا نیچہ معلوم نہیں کون اُدھر بیڑ لگایا۔“ صفحہ ۴۰

”مانیوالے

بھی ہوں تو اہل قرآن ہی ہوں جو پہلے قانون قدرت اور عقل سلیم کو پاگل خانے کے داروغہ کے ہاتھ گردی کر دیں۔“ صفحہ ۳۵۔ ”خدا فریب کرتا ہی۔ دہوکہ بازی کرتا ہی۔“ صفحہ ۱۶۔

”خدا بڑا اڑا کا ہے۔“ صفحہ ۱۴۔ ”اس سے بڑھ کر کروہ تعلیم اور کیا ہوگی۔“ صفحہ ۱۵۔ ”کیا خدا کی غفاری قیامت کے دن اڑ جائیگی۔ اور سنگدل ہو جائے گا۔ مگر خدا کے کان بہرے ہو گئی ہیں کچھ نہیں ہنستا صفحہ ۱۵-۱۶۔“ خدا کو شیطان کا شیطان بنا دیا گیا ہے۔“ صفحہ ۱۷۔ ”خدا بے گنہ و نہکا بے گنہ اجاں بھنگی بے گنہ پیکر ایک دوسرے کو محول کرتے ہیں وہاں خدا ہی بیچ میں آکودتا ہی۔ اور ویسا ہی بے گنہ اپن شروع کر دیتا ہی۔“ صفحہ ۱۷۔ ”قرآن کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکی روح ایک عورت کے رحم میں ہی جا سکتی ہے اور خون حصین کہا سکتی ہے۔ اور نوچنے غلاظت میں پڑی رہ کر برسوں تک انسانی جا میں ہو کر بذریعہ پانی نجات پا سکتی ہے۔“ صفحہ ۱۶۔ ”کتی بڑی گپ بلکہ گپ کا بہائی گپوڑا ہے۔“ صفحہ ۲۴۔ ”بہلا خدا ہی کنکریاں روڑے مارا کرتا ہی۔ روڑی مارنا نادان بچوں کا کام ہے نہ کہ عقل مند و نہکا۔“ صفحہ ۲۵۔ ”خدا خود دونخ میں جا لے۔“ صفحہ ۲۶۔ ”عورتوں کو محض جذبہ محضہ کی میری کا سامان تصور کیا گیا۔“ صفحہ ۲۵۔ ”معلوم نہیں عربی خدا نے عربوں کی کیوں تقلید کی۔“ صفحہ ۱۸۔ ”کیا وہ پاگل ہو گیا تھا۔“ صفحہ ۱۸۔ ”اب سزا کس کو ملے۔ خدا کو یا شیطان کو۔“ صفحہ ۱۰۔ ”اب خدا کو دونخ میں ڈالا جاوے۔ یا جسے خدا پر یہ سن گہڑت الزام لگائے۔“ صفحہ ۲۰۔

”پتا ہے کہ خدا خود دونخ میں پڑے انکے سمجھانے کو نبی بھیجا سراسر حماقت ہے۔“ صفحہ ۲۰۔ ”اس کے حضور خاصہ اور نگہ زیبی دوبار لگا ہی۔“ صفحہ ۲۰۔ ”مذکورہ بالا چند باتیں قرآنی خدا کے باری میں ہیں جنکو پڑھ کر قرآنی خدا کا اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ کیا بلا ہی۔ اور کس داغ نے اسکو گہڑا ہی۔“ صفحہ ۲۱۔ ”خدا کی اور کندہ بینی دیکھئے۔ قرآن میں آدم کی بیوی کا نام بحول۔“ صفحہ ۲۲۔ ”خدا ہی فضلی بیروں کی طرح ایک خاص موقع پر ادنے گہر میں ہوتا ہے۔“ صفحہ ۳۳۔ ”گپ مانگدی ہی۔“ صفحہ ۳۹۔

”قرآنی بابا آدم کوئی نئی بلا نہیں ہے۔“ صفحہ ۲۱۔ ”آدم کی بیوی کیونکر پیدا ہو گئی۔ خدا کے ہاں سے نطفہ نازل ہوا یا کسی فرشتے نے آدم کو حمل بٹھیرا یا۔ کیا پہر آدم کا بچہ دان گم ہو گیا یا۔ آدم کو مذکر کہیں یا مؤنث۔“ صفحہ ۲۲۔

فقہ دوازدهم

ہماری کرم معتمد دوست سید فضل حسین ڈپٹی کلکٹر جب آخر کو اوراق چھپ رہے تھے۔ قادیان میں تشریف لائے۔ اور اس سال نور الدین کو پڑھا۔ اور فرمایا کہ سوال نمبر ۲۸ کا جواب ادھورا رہ گیا۔ میں نے عرض کیا کہ ہر ایک پہلو پر گفتگو

کرنا۔ اور اس میں توسیع اس مختصر رسالہ کی شان نہیں۔ اہمیت لکھ اور اہمیت کی حد کے لئے انسان کا مل چاہئے۔ مگر ان کی خاطر ایک طرف اور دیا جہ کا آخری صفحہ خالی نظر آیا۔ ایک طرف اس واسطے یہ چند سطور گزارش ہیں: سوال ہے کہ اسپین۔ افریقہ اور ہندوستان کے ہاتھ سے تنگ کیا۔ اگر اسلام کے بلایا کہ کا نزول ہوتا ہے۔ تو کیوں اس وقت جب یہ بلاد ہاتھ سے نکلے فرشتہ نازل نہ ہوئے؟ میں کہتا ہوں۔ اسلام سچ۔ قرآن کریم سچ ہو۔ پس جو کچھ ہوا قرآن کی تصدیق ہوئی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنَا كُمْ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ ۖ هِيَ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ (دپ) ترجمہ۔ پھر کیا ہم نے تمہیں اس زمین میں جانسین ان پہلی قوموں کے بعد انجام یہ ہو گا۔ کہ ہم دیکھیں گے تم کس طرح کے عمل کرتے ہو اور عملوں کے متعلق تو بڑی بحث ہو کہ کیا کیا عمل میں جسے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہو۔ اور ملک بختنا ہے۔ اور انکی تفصیل ایک جگہ چاہتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ اور وحدہ کو پسند فرماتا ہو۔ وحدہ ہی پر بڑے انعام مرتب فرماتا ہے۔ مسلمانوں کو اس نے اول تو ارشاد فرمایا ہے۔ جو قرآن کریم میں ہے۔ وَأَعِصُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا (دپ ال عمران) توحید۔ الہی رسن (قرآن) کے ساتھ اکٹھے ہو کر اپنا بچاؤ کرو۔ اور الگ الگ نہ ہونا۔ اس بات کریمہ میں ایک حکم ہے۔ کہ ایسا کرو۔ اور دوسری یہی ہے کہ ایسا نہ کرو۔ اور حکم میں ارشاد ہو کہ ایک ہو جاؤ۔ پس شخصی وحدہ قویہ یہی کہ ہر ایک انسان کا دل و زبان اور اسکے تمام اعضا میں باہم وحدہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دل میں کچھ ہو۔ اور زبان پر کچھ اور اکٹھے کچھ اشارہ کرتی ہے اور اعضا کچھ اور کہتے ہیں اور قومی وحدہ یہی کہ باہم ایسے تنازع نہ ہوتے۔ امانت جسے رعایا کہتے ہیں عام تکلیف نہ پہنچتی۔ بلکہ اس امانت الہیہ کو ہر طرح آرام و راحت ملتی۔ اور خود غرضی اور لالچ دینا جو اس کی خطیبت ہے۔ پھوٹ کا موجب نہ ہوتا مگر اس اسلامی حکم پر عمل درآمد نہ ہوا۔ توحید زبان الہی جو قرآن میں ہے۔ وَلَا تَنَادُوا عَنِ الْأَعْنَاقِ فَتَنُفِلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ (پٹ۔ انفال) اس کا معنی ہے اور آپس میں تنازع مت کرو۔ اگر کر دے۔ تو پھیل جاؤ گے۔ اور تباہی ہو۔ (دقت۔ طاقت۔ رعب۔ نفاذ حکم) بگڑ جائے گی۔ سو حکم کی مخالفت و رزی کا صحیح نتیجہ نکلا۔ یہی کا منشا تھا۔ کہ باہم پھوٹ نہ کرنا۔ پس جب یہی کی خلاف ورزی ہوئی۔ اس کا ثمرہ ملا۔ اب یہی بعض ریاستیں صرف اس لئے قائم ہوئے کہ برباد شدہ ریاستوں کی وجہ بربادگی بیان کریں۔ مگر اسلامی یک جہتی۔ وحدہ کتاب۔ وحدہ کلید۔ وحدہ اعمال ضروری۔ اور ظہور امام واحد یقین دلاتا ہے۔ کہ بہار کے دن ہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کیا روز افزوں ترقی کو ہر روز ہم نہیں دیکھتے۔ دیکھتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے
ہیں۔ کہ اسلام کا انجسام بخیر ہے *

نُورُ الدِّین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سوال نمبر ۱۔ از طرف تارک اسلام

خدا کو معمولی آدمی تصور کر کے اس میں چند صفاتِ حسنہ کے وہ تمام صفات بھی پہلے ہوئے
دکھائے گئے ہیں۔ جو کسی آدمی سے آدمی میں پائے جاتے ہوں۔
مثلاً۔ مکار۔ فریبی۔ مکاروں کا مکار۔ فریبزن کا فریبی۔ اس کا ثبوت ہے۔ و مکر وہا
و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۳۔

الجواب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق اعلیٰ درجہ کے صفات اور اسماءِ حسنہ بیان کیے گئے ہیں۔

- | | | |
|---|--|--|
| ۱ | لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۱۵ | ترجمہ اس کی مانند کوئی شے ہی نہیں۔ |
| ۲ | لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَالْأَنْعَامِ ۱۶ | اللہ تعالیٰ کیلئے شایں نہ بنایا کر دے۔ |
| ۳ | قَسَمَ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۱۷ | تو اپنے عظمت والے رب کے نام کی قسمیں کر۔ |
| ۴ | قَسَمَ بِاسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۱۸ | تو اپنے اعلیٰ رب کے نام کی قسمیں کر۔ |
| ۵ | قَسَمَ بِحَمْدِكَ رَبِّكَ ۱۹ | بے عیب۔ پاک پوز رب کی تعریف کر ساتھ اس کی حمد کے |
| ۶ | وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۲۰ | اللہ کے اچھے نام ہیں تو اُسے اُن ناموں سے پکارا کر |
| ۷ | أَحْمَدٌ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۲۱ | ہر قسم کی حمد اللہ کے لئے ہے جو جہاں کا رب ہے۔ |

اسی طرح قرآن کریم کے ابتدا میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - أَحْمَدٌ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ
اور قرآن کریم کے آخر میں ہے۔

لیجئے سب صفات کا لفظ اس ہی کے لئے ہیں۔ سب سے جہاںوں کا رب۔ بے مانگے دینے والا۔ اور محنت کو نہ ضائع
کرنے والا۔ ایک وقت جزا و سزا کا۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ اور بالکل آخر میں ہے۔ قُلْ أَعوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ ۝

جلے غور ہو کہ ایک کتاب جو خدا تعالیٰ کی نسبت ایسے پاک اور بے عیب اسماء اور خوبصورت صفات کے اطلاق اور منسوب کرنے کی تعلیم ہے۔ ایک عقلمند کیونکر تصور میں بھی لاسکتا ہو۔ کہ وہی کتاب ایسی قدوس خدا کی نسبت معائب اندر ایسے اسماء اور صفات مندرج کرنا گوارا کرے گی جو اس کی اس تعریف اور تجذیر سے سخت مخالف اور مناقض پڑی ہوں۔ جو اس نے خدا تعالیٰ کی ذات کی نسبت کی اور ایک جہان کو اس کی طرف دعوت کی ہو۔ ۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۲۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۳۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۴۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۵۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۶۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۷۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۸۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۱۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۲۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۳۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۴۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۵۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۶۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۷۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۸۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۹۹۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝ ۱۰۰۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۝

ایسی صریح تناقض اور دیوانہ پن کی تعلیم سے سب سے اول نفرت سے گریز کرنیوالے وہ لوگ ہوتے جو اس تعلیم کے پہلے مخاطب تھے اور جن کے فہم کی جو دت اور ذکاوت دانشمند دنیا میں ضرب المثل ہے۔ مگر وہ اس لغت کو خوب سمجھتے تھے۔ جس میں خدائے قدوس نے اسے خطاب کیا اسلئے وہ ہر لفظ کو اس کے درست محل میں اتارتے ہیں۔ افسوس تارک اسلام نے نہ صرف کورانہ تعصب کا ثبوت دیا ہے بلکہ اس نکتہ چینی سے صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس آریہ قوم کو لغت اور محاورہ لسان عرب کے سمجھنے سے کس قدر دوری ہے۔ اگر تارک اسلام میں ذرا یہی حق بینی اور حق فہمی کا مادہ ہوتا تو پہلا سوال اسکے دل میں یہ پیدا ہونا چاہیے تھا۔ کہ لفظ مکہ اور کید اور ایسے الفاظ کے معانی لغت عرب میں تلاش کرنے چاہئیں اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ قرآن کریم کی وجاہت اور صاف دعویٰ اور عام اور متن تعلیم اور عام اصول اور واضح عرف کو مد نظر رکھ کر ان الفاظ کی حقیقت اور مغزی کی پیروی کرنی چاہئے۔ مگر افسوس خود غرض جلد باز نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس منشاء اور معنی کو لیا ہے۔ جو ہندوستان اور پنجاب کی دو کیدوں نے ان الفاظ کو زبردستی سے بخشا ہے بہادر اور جری قوم عرب کے الفاظ کے معنی ہند کی کمزور دل مغلوب مفتوح قوم کی دشمنی میں ڈھونڈنے اور پھر صحرانہ ناچھے علوم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہندو پنجاب نے لفظ مکہ کے جو معنی کیے وہ ان کے اپنی فطرتوں اور

لئے تو کبھی کہہ بہت جگہ نام اس کی تمام کمالات کی موصوف تمام بریوں سے منزہ و مجود ہو جئے، ایک ہی ذات پر کتنا صفات و افعال پر ہے ہوتا، اسد اصل مقصود و نتائج الہیہ مراد نہ کسی کو اسے جناور نہ کسی سے جنا۔ کوئی بھی اس کے جوڑ کا نہیں لے تو کبھی مخالفت چاہتا ہوں تمام لوگوں کے رتبے تمام لوگوں کے بادشاہ ہی تمام لوگوں کے ایک ہی مجود ہے۔

بُزولِ طبیعتوں کے سچے عکس اور نتائج میں عربی لسان میں انکا وہ مفہوم نہیں۔ عربی زبان میں انکا وہ مفہوم ہے۔ جو انکی واضح اور بہادر فطرت کے مطابق ہے اور انکے علمدراہ پر رسولِ کریم اور صحابہ کی زندگی سچا گواہ ہو۔ اور جسے ہم عنقریب عرب کی مقبر لغت سے پیش کرتے ہیں۔

اب خدا ترس ناظرین پر ہم اس امر کا فیصلہ موقوف رکھتے ہیں۔ کہ قرآنِ کریم کے عالمِ اصول اور محداتہی کو مد نظر رکھ کر اور لغتِ عرب سے مشورہ لیکر فرمائیں کہ کہاں ہیں وہ گندی فقرے اور ناپاک معنی جو تارکِ اسلام نے لکھے ہیں۔

اور سنو۔! مکار کا لفظ اور باقی آپ کے الفاظ اگرچہ قرآن مجید میں قطعاً نہیں مگر ویدیں اوٹم کے آخری لفظ کو آپ کے یہاں تمکار کہتے ہیں۔ اور وہ بھی آدھا مکار۔ ہوش کرو و ترک کرنا تو اس کتاب کا جس میں بسمِ الرحمن الرحیم ہو۔ اور لینا اس کتاب کا جس کی ابتدا میں تیسرے حرفِ مکار کے اَلِہِیْم یا رِہِیْم پر دہنم ہے۔

پہر تارک اپنی کبلی جیٹی میں لکھتا ہے کہ ”ہم لغت اور مفسرین کی تاوہیں نہیں مان سکتے۔“ بہت اچھا تو آدھا مکار۔ اور اگ۔ نی۔ کیسا صاف لفظ ہو۔ جسکے معنی پنجابی سے اردو میں ”آدھو مکار“ اور ”اواگ“ کے ہیں۔ پنجابی زبانہ بولی میں یوں ہوا۔ اگ۔ نی۔ اڑے“ نیز اگنی تیسرے خاوند کو کہتے ہیں۔ تو بتاؤ کیا یہ معنی درست ہیں۔ دیکھو ستیا رتھ صفحہ ۱۵۳۔

آپ کے اس قاعدہ کے موافق آپ کا حق نہیں کہ لغت وید سے برہمنوں۔ اور بہا بہاش تفسیر سے ہمیں جواب دیں۔ پہر گائتری کے ابتداء جو جُبُوڑ۔ بہوہ۔ سُوہ ہے۔ اسکی تشریح لغت اور تفسیر سے تو کرنی نہیں چاہیے۔ اسلیئے کہ یہی آپ کے قاعدہ باندھا ہو۔ اب بولو کہ پنجابی میں یہ کیا الفاظ ہیں۔ پہر اسکا آخری نام بظاہر سُوہ ہے۔ جسکو اردو والے راکھ کہتے ہیں۔ کیا۔ پریشر سُوہ ہو پس سوچو! ہتھار ا طریق بحث کیساتھ غلط ہے اور حق طلبی سے کس قدر دور۔

ستیا رتھ پر کاش میں پنڈت ویانندنے جن جن رنگوں سے اس قسم کے الفاظ کو توجیہات کی کرسی پر بٹھالیہ۔ وہ کارروائی انکے لئے اہل اسکے جانشینوں کے لئے عجیبت کا مقام ہے۔ کہ کس طرح وہ ایسے الفاظ پر منہ آتا ہو۔ جب دوسری کتابوں میں انہیں پاتا ہو۔ مگر انہیں وید میں پاکر کس طرح بٹھاتا ہے۔ بر خلاف اس قاعدہ کے جو تارک نے پیش کیا ہو۔ ستیا رتھ کے مستند ترجمہ سنجانب ہرتی ندھی سبھا میں نو لکھا ہے۔ ”ویاکرن (علم اللسان) بُرُگت (وید کے لفظ) برہمن گرتھ

قدیمی تفاسیر دید) سورت وغیرہ رشتی مینوں کی شرحوں سے، اگنی وغیرہ ناموں کے مقدم منے سے پر مشر ہی مفہوم ہوتا ہے۔

اب اسے تارک دیکھ۔ تمہارے مادی تو علم اللسان۔ لغات۔ تفاسیر۔ یادداشتوں۔ اور بزرگوں کے اقوال کو پسند کریں۔ اور تم نا پسند کرو۔

تحقیقی جواب

مفردات راغب عزلی کی مستند لغت قرآن میں لفظ ”مکر“ کے نیچے لکھا ہے۔
۱ | (المکر) صرف الغیر عما یقصدہ بجملة | مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روک دینا۔ مکر ہے۔

آپنا لاخیر جس نے لغت قرآن و حدیث پر کتاب لکھی ہے کہتا ہے۔
۲ | (مکرا للہ) ایقاع بلائہ | الہی مکر کے منے ہیں مخالفان الہی پر عذاب کا ڈالنا۔ اور باعدائہ دون اولیائہ | مقربوں کو ان عذابوں سے بچانا۔

تسان العرب میں ہے۔ جو عزلی لغت کی بڑی مستند کتاب ہے۔
۳ | المکر احتیال فی خفیة | یعنی مخفی تدابیر کو کہتے ہیں۔

بلکہ قرآن کریم نے ان معانی کی خود ہی تفصیل فرمائی ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔
وَ اِذْ یُکَِّرْکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیَقْتُلُوْکَ وَ لَیَقْتُلُوْکَ اَوْ یَحْجُزْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ
وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌ لِّمَا کُوْنُ فِیْہِ
یعنی جب تیرے مقاصد کو ان لوگوں نے جو تم کو
ہم نے تدبیر سے روکنا چاہا۔ اس طرح پر کہ تجھے
قید کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا وطن سے

تجھے نکال دیں اور وہ تدبیریں کرتے ہیں اور کرینگے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیریں کرتا ہے۔ اور کر لگا اور
اللہ تعالیٰ ان مخالفوں کی تدبیر و نہر غالب آئے والا اور اس کی تدابیر ہمہ گیر ہوتی ہیں۔
اور دوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کے یہ منے یہ ہوئے۔

”جب تم کو تجھے بلاؤں میں پہنسانے لگے کہ تجھے قید کر لیں یا تجھے قتل کر دیں یا تجھے نکال
دیں اور پہناتے ہیں۔ اور پہناتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بہلا ہے اپنے مقربوں کے بچانے

۴ | یہ بے بہا کتب محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابن الاثیر کے نہایت لغت قرآن و حدیث کے حاشیہ پر مصر میں طبع ہو گئی ہے
والحمد للہ رب العالمین ۱۲

۵ | یہ کتاب علیحدہ اور مع مفردات راغب اور تقریب النہایہ مصر میں چھپ گئی ہے۔

اور دشمنوں کے عذاب دینے میں۔

تیسرے معنی کے لحاظ مخفی تدبیر سے آیت کے یہ معنی ہوئے۔

جب مخفی تدبیر کر رہے تھے تیری نسبت وہ جو منکر ہوئے۔ کہ تجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا تجھے نکال دیں۔ اور مخفی تدبیر کرتے ہیں۔ اور کرینگے۔ اور اسد مخفی تدبیر کرتا ہی اور اسد بہت ہی بہلا مخفی تدبیروں میں سے ہے۔

مکر کا معظ بلا اضافہ عام مفہوم رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں شریعوں کے ارادوں کی طرقت منسوب کیا گیا ہے۔ وہاں مکر الشیء یعنی مکر بد کر کے ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکر برا ہی ہوتا ہے۔ اور بہلا بھی۔ اس میں قرآن کریم کا خود ارشاد ہے۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ
فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِهِمْ
أَفَأَنْتُمْ نَآهِمٌ وَقَوْمُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۱۹

اور بُرے منصوبہ کرنے والوں کا وبال خود ان ہی پر پڑتا ہے
پس تو دیکھ کر ان کے منصوبہ نگار انجام کیا ہوا سمجھئے
اُن سب کو مع اُن کی قوم کے تباہ کر دیا۔

اور مفردات راغب میں ہے۔

وذلك ضربان مكر محمود وهو ان يتحوى
بذل لك فعل جميل وعلى ذلك قال الله
تعالى والله خير الماكرين۔

اور مکر کی دو قسمیں ہیں ایک مکر محمود ہے جس کو نیک اور
عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے۔ چنانچہ ان ہی معنوں
سے خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا واللہ خیر الماكرين۔

ومد موم وهو ان يتحوى به فعل قبيح قال
الله تعالى ولا يحيق المكر السيئ الا باهله

اور دوسری قسم مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ
کرنا یہی معنی ہیں اس کے لفظ ولا يحيق المكر السيئ۔

اصل بات یہ ہے کہ نبی کریم نے اقوام عرب کو عبادت الہیہ کی طرف بلایا۔ اور بت پرستی اور
چرچلنی کے اقسام سے روکا۔ اور باہمی خانہ جنگیوں سے ہٹا کر ان میں وحدت و اتحاد کی روح پہنچی
شروع کی۔ اس پر مشرک نادان احمقوں نے آپ کے مقاصد کے برخلاف بڑی بڑی تدابیر شروع کر دیں۔
اور آپ کو اس پاک ارادہ سے ہٹانا چاہا۔ اور آپ کو اور آپ کے اہلار کو ذبح دینے۔ اور مخفی تدابیر سے اسلامی
کارخانہ کو نابود کرنا چاہا۔ اس پر اسد تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و طمانیت بخشی کہ میرے
مقاصد و مطالب کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اور یہ لوگ ناکام رہینگے۔ اور انکی مخفی تدبیریں خود ان کے
پڑ پڑیگی۔ آجیک اور جگہ قرآن کریم نے اس واقعہ کا بیان فرمایا ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ قول شکایت کیا ہے:-

هَلْ تَتَّقُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ أَمْنًا بِاللَّهِ ۖ

اسے غافلہم اسی سبب سے ہزار ہوں کہ ہم صد پر ایمان لائے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ لوگ ہم سے جینیوں اور وید کی شرح ساکتوں کا بدلہ لیتے ہیں جنہوں نے انہیں مکار کہا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۵۲۹۔ ”مکاروں کے بنائی ہوئی وید میں“ وید کے بنائے مکاروں جن لوگوں نے لیکھام کی کتابوں کو پڑا ہے۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ تارک مرتد نے تنقیہ و دفع منہ سے یہ نابکار اور لغو کتبہ چینی سیکھی ہے اور گرد بواہٹ ہونے پر سخت بد نما داغ لگایا ہے۔

سُؤ۔ وہ تمام صحیح صفات الہیہ جو ستیارتھ کے مصنف نے اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے قرآن کریم میں موجود ہیں۔ مثلاً ہوا لله احد۔ اللہ الصمد لہ ید ولہ ویلد ولہ ین ولہ کفوا احد سوال نمبر ۲۔ ”خدا فریب کرتا ہے۔ دہو کہہ بازی کرتا ہے“

جواب نمبر ۲۔ پہلے اعتراض ہی کو دوسرے لفظوں میں تنے ادا کیا ہے۔ غالباً منبروں کا۔ ایذا مطلوب ہوگا۔ یا کوئی اور امر اس کا باعث ہے۔

کید کے تعلق مفردات راغب میں ہے۔ الکید ضرب من الاحتيال۔ وقد یكون محمداً ومن موماً وكن لك الاستدراج والمکر۔ لسان العرب میں ہے۔ الکید المکر وكل شیء تعالجه فانت کیده والاحتیال والاجتهاد وبه سمیت المحرب کیداً والمتدبیر بباطل او بحق۔

کید کے معنی مکر ہوئے۔ اور کر کے لفظ پر ہم سوال اول میں بحث کر چکے ہیں تو اس سوال کا کرنا ہی لغو ہوا۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کِیْدًا وَّاَکِیْدُ کِیْدًا فَمَهْلُ الْکَافِرِیْنَ اُمِّهَلُمُ دُوْدًا ۝ تحقیق منکروں نے تدابیر۔ حیل۔ کوشش اور جنگ خطرناک کرنا ہے۔ اور میں بھی تدابیر۔ حیل۔ کوششیں اور جنگ کر رہا ہوں۔ پس تو چوڑی منکروں کو۔ انہیں چوڑے تہوڑی دیر کے لٹی۔ اور لسان العرب میں کید کے معنی ارادہ کے بھی ہیں۔ پس معنی ہوئے تحقیق یہ منکروں کو دیر کے لٹیے ارادی اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں بڑا ارادہ۔ باقی ترجمہ بالا لارٹا۔ ان دعویوں اور تحیلوں کو دیکھو کس طرح پورے اور صاف پورے ہوئے۔ مخالفان اسلام نے کیسے کیسے خطرناک ارادی۔ تدابیر۔ حیل اور کوششیں اور بڑے بڑے جنگ اسلام کو دنیا سے اٹھا دینے کے لٹی کئے۔ اور کس طرح اقوام عرب۔ یہود۔ مسیحی۔ مجوس اور خود وہ قوم جو نبی کریم کی ہم شہر اور رشتہ دار تہی جان توڑ کر سعی کر رہی تہی۔ مگر اتنی ارادہ نے

ملہ۔ جیسے دنا کا ذوا یفعلون۔ میں ہر انکو کر نیکا ارادہ ہیں تہا۔ ۱۲

کس طرح سب کو خاک میں ملا دیا۔ لیکن اس کے خلاف عزت و کبر و رتبت میں آریہ سے ڈشٹوں نے جنگ کی مگر آریوں کی تمام شلپ و دیا (فنون جنگ کا علم) بیکار ہو گئی۔ اور آخر وہ ملک چھوڑ کر غیر ملک انڈیا میں انکو آنا پڑا اور اب تک پہرہ رتبت کا ملک فتح نہ ہو سکا۔ بخلاف اس معاملہ کے بانی اسلام سے جن منکروں نے تدابیر اور ارادہ بد سے مقابلہ کیا وہ سب ملیا میٹ ہو گئے۔ اب دیکھ لو کہ تمام بلاد عرب اور اسکے نواحی میں اسلام کا جھنڈا لہراتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے فرمایا۔ اَلْکُفْرُ یُجْلِبُ کَیْدَ ھُوْٓرٍ فِیْ قَهْلٍ لِّیْلٍ ۚ اس آیت پر سوال نمبر ۱۱۶ کے دو ستر حصہ میں مفصل بحث ہے۔

سوال نمبر ۳۳ ”فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ“ ۱/۲ روحانی بیماری بڑھاتا اور عذاب بھی دیتا ہے۔ یہ بے رحمی اور ظلم ہے۔

جواب نمبر ۳۳۔ انسان کو تباہی سے دیا نندنے خود مختار مانا ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۵۰۔ اور سزاؤں میں تابع مرضی الہی قرار دیا ہے۔ دیکھو صفحہ سابق اور نویں سہلاں کے نمبر ۳۳۳ میں لکھا ہے۔ ”جیو یکساں ہیں مگر پاپ اور پن کی تاثیر سے ناپاک اور پاک ہوتے ہیں“ پھر لکھتا ہے ”جب پاپ بڑھ جاتا ہے۔ اور پن کم ہوتا ہے تو انسان کا جیو حیوان وغیرہ کی درجہ کا جسم پاتا ہے“، قواب آپ انصاف سے کہیں کہ روحانی امراض کا نتیجہ نیک ہو یا بد ہو اے اگر بدکاری نافرمانی اور شرارت کا بدلہ نیکی حاصل ہو تو تمام لوگ چاہیے کہ بدکاری کریں۔ تاکہ نیک ثمرات حاصل کریں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔

تحقیقی جواب | اصل بات یہ ہے کہ جب ہماری نبی کریم اور رسول رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مغلطہ سے مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔ تو چند دشت۔ منافق۔ دل کے کمزور جن میں نہ قوت فیصلہ تھی۔ اور نہ تاب مقابلہ آپ کے حضور حاضر ہوئے۔ اور نبلا ہر مسلمان ہو گئے اور آخر بڑے بڑے فسادوں کی جڑ بن گئے۔ وہ مسلمانوں میں آکر مسلمان بنجاتے اور مخالفان اسلام کے پاس پہنچتے تو مسلمانوں کی بدیاں کرتے جہاں سے آپ نے یا آپ کے کسی پیشوانے فی قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ دپل بقرہ کا فقرہ نقل کیا ہے۔ وہاں یہ سارا ماجرا مفصل لکھا ہے۔ اس شریہ گروہ کے متعلق یہ آیت ہے۔ جب کو اپنے نقل کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سر دست جماعت اسلام تعداد میں بہت ہی قلیل اور تہوڑی سی ہے اور مسائل اسلام بھی جو پیشیں ہوئے ہیں۔ بہت کم ہیں۔ یہ بد بخت منافق اگر اس قلیل جماعت سے کیا نہیں کر دیا انکی تدابیر کو انہیں کے ہلاک کا باعث۔

”سبعاد کیش آدمی راج پرشوں (بادشاہ سپہ سالار کی یکم تمام مہبران سلطنت) اور پر جا کے مشنوں (درمایا کے لوگوں) کو چاہیے کہ جس پر کاراگنی آدمی پدارتھ در آگ اور آگ جیسے سامان) بن آدمی کو (جگل وغیرہ کو) محسوس (خاکستر) کر دیتے ہیں۔ دیسے ہی دکھ دیو والے شتر و جنوں کے نباش (تباہ) کے لئے اس پر کار (طرح) پر تین (دکوش) کریں، رگوید بھاش صفحہ ۷۷۔

”جیسی بھلی میگہ (بادل) کے آدمیوں کو تیکھن بیگ سے چن بہن اور ہومی پر گیر کر اسکو دس میں کرتی ہے وہی ہے ہی سجھا سینا (حکمت) (در سپلا ر فوج) کو چاہیے کہ بدھی شریر۔ بل۔ وینا کے بیگ سے شتر و جن کے بیگ چن بہن اور شتر و جن سے اپنے پر کار رٹا سے پر تھوٹی پر کار اگر اپنی معنی میں لادیں“ رگوید بھاش صفحہ ۷۷۔

اسی طرح صد بار اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور لڑائی کی تاکید کی ہے پس جو لڑائی سے نفرت کرتا ہے وہ ہرگز اس ویدک تعلیم کو دیکھ کر ویدک کے نزدیک نہ جائے۔ جیسے پال۔

باس کے معنی عربی زبان میں عذاب کے ہیں۔ قاموس میں ہجو الباس

تحقیقی جواب

العذاب اور دوسرا لفظ آپ کے سوال کی حوالہ کردہ آیت میں تشکیل

ہے۔ اور قاموس میں ہے +

نکل بہ تنکیلا صنع بہ صنعاً یجذ وغیرہ۔ ایسے طور سے بدکار کو سزا دینا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ اسکا ثبوت نیچے میں موجود ہے۔ کیا صاف ظاہر نہیں۔ کہ ایک زانی۔ بدکار۔ بدکاری اور زنا کرتا ہے۔ اور آتشک کے خطرناک نتائج میں گرفت رہتا ہے۔ بدکاری کی سزا دیتا۔ اور آتشک کے خطرناک دکھوں میں مبتلا کرنا خود بدکار کے لئے عاقبت اندیشی کا سبق اور دوسروں کے لئے۔ مقام عبرت ہے۔ غرض دیکھا خدا ہی لڑا کا ہے۔ اور شتر و جن کا خدا ہی لاکن ایک کامیاب اور دوسرا ناکام ہے۔

سوال نمبر ۵ ”خدا لوگوں میں دشمنی ڈالتا ہے۔ اور قیامت تک باہمی کینہ پہلے دیتا ہے“
الجواب۔ اس کے سلق دیکھو نمبر ۱۲۔ اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ دِیْت مایہ کے ماقبل ایک ہدایت کا پاک کلمہ آپ نے ترک کیا۔ تو آپنا فہمی کی مرض میں مبتلا ہوئے۔ اور وہ کلمہ یہ ہے۔

وَنَسُوْا حَظْلًا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۙ فَاعْرَضْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ دِیْت مایہ

طاعت۔ اور فوج۔ زور۔ مخالفت۔ زور۔ تباہ۔ شکست۔ زمین۔ جماعت۔

کیا معنی جب لوگوں نے ترک کر دیا۔ اس پاک راہ کو جسکی انکو تعلیم دی گئی تھی۔ تو پھر پہنے ان میں باہمی عداوت اور بغض کو مسلط کر دیا۔ پہلا شیر اور اسکے شکار۔ جی۔ چوہے کا خالق کوئی صلح کر نیا لایا ہے۔ یا لڑا کا جو کوئی قوم باہمی محبت دین کی و ہمہ ردی و اخلاص اور دوستانہ برتاؤ۔ کی تقسیم کو ترک کر دے اور نہ ملنے تو امنیں باہمی عداوت و بغض لا بدی ہے یا نہیں آریہ سابق و صرم کے درمیان کے درمیان۔ آریہ بدھوں۔ آریہ جینیوں۔ آریہ اور مسیحی لوگوں۔ آریہ اور مسلمانوں کے درمیان۔ عداوت و بغض آیا ترک احکام الہیہ سے ہے یا کسی اور باعث سے ہے۔ اسپر دیکھو نمبر ۱۱ سوال کا جواب وغیرہ۔

سوال نمبر ۶۔ توبہ اور بے انصافی۔ ایک چیز ہے۔

الجواب۔ مفردات راغب میں ہے۔ التوب ترک الذنب علی اجل الوجوب دھوا بلغ وجہ الاعتذار۔ یعنی توبہ کے معنی ہیں بہت ہی عمدہ وجہ سے گناہ کو چھوڑ دینا۔ اور اس سے بڑھ کر عذر خواہی کی اور کوئی عمدہ راہ نہیں ہو سکتی۔

ایک بدکار۔ نافرمان۔ جب اپنی فلتط کار یوں سے الگ ہو جاوے۔ تو انصاف کا مقتضار ہے کہ اب اسکو بری بھی کیا جاوے۔ مگر محدود العقل۔ محدود العلم آدمی دلوں کی اندرونی حالت سے ناواقف اگر کسی کے عذر کو نہ مانے تو یہ اُس کی نادانی ہو۔ مگر علیم بذات الصدور جو درتہ کو جانتا ہے وہ جب جان لے کہ اب یہ شخص سچا بدی کا تارک ہو چکا ہو۔ تو پھر توبہ قبول نہ کرنا انصافی کیا توبہ اور ترک الذنب ہی نجات اور مکتی کا ذریعہ نہیں۔

اس میں پہنے الزامی جواب اسلئے نہیں دیا۔ کہ اس پاک تعلیم کے سمجھنے کیلئے معمولی عقلیں کافی نہیں۔ ورنہ ستیا رتھ میں اسکا مذکور ہوتا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اسلام کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ اُس نے انسان کے دل کی سچی آرزو یعنی مسئلہ توبہ کی تبلیغ کی ہے۔ ہر ایک فطرت خطا اور سیئہ کے بعد دلی جوش سے چاہتی ہے کہ اس کا آقا جسکے حکم کو اُس نے توڑا ہو۔ اسکی خطا معاف کر دے اور آئندہ اُسے تلافی یافت کا عمدہ موقع دے۔ قرآن کریم نے انسان کی فطرت کی سچی آرزو کے موافق رحیم کریم تو اب آقا پیش کیا ہے۔ **متناسخ** اور **کفارہ** کا بیہودہ مسئلہ توبہ کی **فلاسفی** کے نتیجے سے پیدا ہوا ہے۔ بعض بیماریوں کو دیکھو بدی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جسمانی طور پر جب انکا علاج کیا جاتا ہو۔ تو وہ بیماریاں دور ہو جاتی ہیں پس توبہ روحانی علاج ہے روحانی بیمار دُعا جسمانی سلسلہ سے کاش تم لوگ روحانی سلسلہ کو سمجھو۔

سوال نمبر ۷ غفار ہے۔ اور توبہ نہیں سکتا۔ بہرہ اور سنگدل ہے۔
الجواب۔ لطیفہ۔ اگر توبہ سُن لے اور درگزر کری تو تبار سے نزدیک جیسے تخی
 نمبر ۷ میں بتایا ہے بے انصاف و ظالم ہوا۔ اب نمبر ۷ میں آپ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہرہ و
 ظالم ہے۔ سنگدل ہے۔ توبہ کیوں نہیں مانتا؟ دیکھا حق کی مخالفت سے انسان کیسا بہکتا ہے کہ
 متغدا و با تو نکا مانو والا بنجاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ **وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ**
وَعَمِلَ صَالِحًا تَتَذَكَّرُ (پکا طہ) جو توبہ کر چکا اور ایمان لایا اور اُس کے عمل اچھے
 ہوئے۔ پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہوں پر ثابت قدم رہا۔ اُس کے لئے میں غفار ہوں مغفرت
 راغب میں لکھا ہے۔

الغفر۔ اَلْبَاسُ الشَّيْءُ مَا يَصُونُهُ عَنْ
 الدُّنَى لِمَغْفِرَةٍ مِنْ لَدُنْهُ تَعَالَى۔ اِنْ يَشَاءُ
 الْعَبْدُ مِنْ اَنْ يَمْسَهُ الْعَذَابُ۔
 غفر کے معنی ہیں ایسی شے کا پہنا نا جو میل کچیل سے
 بچائے۔ خدا کی مغفرت کے یہ معنی ہیں کہ بندہ
 عذاب کے لگنے سے بچا یا جائے۔

اسی سے مغفرت مشتق ہے جو لوہے کی خود کو کہتے ہیں۔ اور غفار وہ اس کپڑے کو کہتے ہیں۔ جسے
 سر پر رکھنے سے کپڑوں کو چمکنا تیل نہ لگ سکے۔ دیکھو مغفرت جس سے غفار کا لفظ نکلا ہے۔ کس طرح
 توبہ اور انصاف اور درگزر کو بیان کرتا ہے۔

کیا معنی جب انسان بدی اور نافرمانی سے کبھی رجوع کرتا ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر
 کامل ایمان داری کے ساتھ اچھے اچھے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ تب اسکی حفاظت کی جاتی ہے۔ اور
 خدا کا فضل اور اس کی حمایت کا ہاتھ گناہوں اور انکی سزا کے مقابل اس کے لئے محفوظ ہو کر
 رومال اور خود بن جاتا ہے۔

سوال نمبر ۸ اُسکو (خدا کو) بدی کا پیدا کرنا یا امانا گیا ہے۔ نادان لوگ تقدیر
 تدبیر اور آزمائش وغیرہ کا ڈھکوسلا بیچ میں لاکر خدا کو الزام سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔

الجواب۔ اصل آیت جس کا تھے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے۔
 اَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ
 فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ وَاِنْ تَتَّبِعْتُمْ حَسَنَةً
 يَّكُنْ لَّكُمْ اُحْذِيهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تَتَّبِعُوا
 سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّكُمْ اُحْذِيهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
 وہاں ہو گے تم کو موت دہیر نیگی۔ اگرچہ تم مستحکم
 برجوں میں ہو گے۔ اور اگر انہیں کوئی شکستہ مل
 جائے تو کہتے ہیں۔ یہ خدا کی طرف سے ہی اور
 اگر کوئی دکھ پہنچے تو کہتے ہیں یہ تیر لپٹ سے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ فَمَالِ هَؤُلَاءِ
 الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا
 مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ
 وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
 وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا (دب نہا)
 ہے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہی پس کیا ہوا ان
 لوگوں کو کہ بات کو نہیں سمجھتے۔
 جو سکھ (فائدہ) تجھے پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے۔
 اور جو دکھ پہنچے وہ تیری ہی طرف سے ہے۔
 اور ہم نے تجھے لوگوں کیلئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت میں حقیقت و واقعہ اور سچائی کا کامل اظہار اور جناب الہی نے فرمایا ہے۔ جو
 لوگ دینی اور قومی لڑائیوں سے مستی اور غفلت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ چند روز ہ
 زندگی تو گذرے دو۔ انکو کہا۔ کہ آخر تم نے مرنے کا بھی کیا اظہار فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ
 ایسے ہیں اگر ان کو سکھ پہنچے تو بول اٹھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مل گیا اور اگر نہیں
 دکھ پہنچے تو پکار اٹھتے ہیں۔ کہ یہ دکھ تیرے (نبی کریم سے) سبب سے پہنچا تو کہہ دے کہ دکھ
 اور سکھ تو اللہ تعالیٰ سے پہنچتا ہے۔ یہ نادان بات کی تہ کو نہیں پہنچتے۔
 پھر فرمایا کہ ہر ایک قسم کا سکھ اللہ تعالیٰ سے تجھے ملا ہے۔ اور جو دکھ تجھے پہنچا ہے تیرے
 اپنے ہی طرف سے پہنچا۔ اور تجھے ہم نے لوگوں کے لئے رسول بھیجا ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سکھوں اور دکھوں کا دینے والا حقیقت میں تو اللہ تعالیٰ
 ہے اسلئے کہ اصل۔ خالق اور پیدا کر والا اسباب رنج و راحت کا وہی ہے۔ اور یہی نہایت
 سچی بات ہے۔ کہ سکھ سب اللہ تعالیٰ ہی کے عنایت سے ملتے ہیں۔ اور وہ کہ تمہاری اپنے ہی سبب سے
 تپرتے ہیں۔ اب ہم آریہ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا آپ کے یہاں مسلم نہیں کہ دکھ خود انسان
 کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہوا کرتا ہے۔ اور کیا آپ کو یہ مسلم نہیں کہ سکھوں و دکھوں کو دینی
 والا پڑتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہاں مسلم ہے پس تمہارا اسلام پر اعتراض کرنا کیا دانستہ حق
 کی مخالفت کرنا۔ اور جھوٹ کو پالنا نہیں؟ البتہ اس قدر ہی اس آیت سے نکل سکتا ہے کہ سکھ
 ابتداء ہی جناب الہی سے آسکتے ہیں۔ اور یہ امر آپ کا مسلم نہیں۔ مگر اس بات پر آپ نے سوال
 نہیں اٹھایا شاید کہیں آگے آجائے۔ اور ہمارے یہاں مسلم ہے کیونکہ اس کی صفت رحمن ہے۔
 البتہ یہ نئی بات ہے۔ اور سچا اور واقعی سائنس ہے جو اس آیت سے نکلتی ہے تمام سکھ ابتداء
 ہی جناب الہی کی طرف سے آتے ہیں۔ حقیقی چشمہ ان کا وہی اور غلٹ چشمہ ان کا وہی اس کی رحمت
 کا تقاضا ہے۔ مگر یہ سچا اور روحانی علم بجائے خود ایک مستقل معنوں کا تقاضا ہے اور چونکہ تارک

نے اس پر سوال نہیں اٹھایا ہم سے چیڑنا پسند نہیں کرتے۔

تقدیر۔ تدبیر اور امتحان تو سب کچھ مسالہ میں اور مطابق واقع ہیں۔ اور تمام نظام عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آرہے ہیں انہیں ڈھکوسلا کہنا اپنی عقلندی کا ثبوت دینا ہے۔

سنو! تقدیر کے معنی میں اندازہ بنا دینا۔ اس کا ثبوت قرآن کریم میں یہ ہے۔

خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رَآهُ تَقْدِيرًا (پٹ فرقان) کیا معنی ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا۔ پہر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس واسطے سب محدود اور اسکے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کرو۔ کہ یہ مسئلہ ڈھکوسلا ہے یا تمام ترقیات دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے پوری ہیں اگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی فرمانبرداری اسلئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ پہچان کر ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو تو پھر نیک کیوں کیجاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے اور بڑے علیم و حکیم نے تمام کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔ اس میں کوئی حرکت اور سکون جھٹ اور بے نتیجہ نہیں یہ آیت ہر شخص کو چٹ اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہو کہ قدرنا بیانی یا اعتراض کرنیکی ٹہیکہ داری ہے کہ ایسے حقائق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو دراستبازی سے کقدر تعلق ہے اور ان کی عملی حالت کیا۔

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار۔ اور بے دین اللہ تعالیٰ کو ملنے والے اور نہ ملنے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں اور تدبیر کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ تقدیر کے مطابق تہیہ اسباب کیا جاوے۔

آپ نے ہی تقدیر اور تدبیر پر اپنی خیال میں عمل کیا ہے پہلے یقین کیا کہ ترک سلام اور آریہ طریق پر ہر پھر یہ بنا آپ کے لئے مفید ہوگا۔ پھر اسکے مطابق آپ نے یہ تدبیر کی کہ آریہ سے تعلق پیدا کیا۔ پھر آریہ بنے پھر لکچر دیا۔ اور آپ نے یا آپ کے رفقاء نے اسکو طبع کرایا کہ مفید ہوگا۔ اب آپکی تدبیر تقدیر کے موافق ہوگی نہ ہوگی۔ اسکا پتہ لگ جاوے گا۔ بہر حال تقدیر اور تدبیر دونوں پر غلط رائد کیا۔

اور امتحان کے اصل معنی میں۔ محنت کا لینا۔ ایک نیا دار امتحان کیلئے کو افذا امتحان کے

جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اسلئے کہ طالب العلم کی محنت کا اسکو پتہ لگ جائے۔ اور محنت کا نتیجہ اسکو ملے اور اللہ تعالیٰ بھی امتحان لیتا ہو۔ یعنی محنت کرنا چاہتا ہو سستی کو ناپسند کرتا ہو۔ ہاں علیم و خبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہو۔ جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جناب الہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے۔ ۵

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافاتِ عمل فاضل مشو
اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہو۔ اور اسی سچے علم کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہو اور انسان کو اسکی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملیگا اور یہ پختہ بات ہے کہ اسکی سعی دیکھی جائیگی پھر اسی کے مطابق وقوع اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔

اور فرمایا۔ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِرٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ (پہلے انبیاء) ترجمہ اور جو شخص نیک کام کریگا اور وہ مومن ہی ہوگا۔ تو اسکی سعی کی نافرمانی نہیں کی جائے گی۔ اور ہم اسکی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔
پھر تقدیر کے معنی علم الہی کے یہی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم جناب الہی کو قبل از ایجاد اور وجود ان اشیاء کے حاصل ہو۔ اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں مگر اس بحث کو طول کے باعث سر دست ترک کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹۔ جو بوتا ہو خدا کے حکم سے پس زنا۔ چوری۔ شراب۔ ڈاکہ قتل۔ خون۔ سب کے حکم سے بڑا شیطان بچا رہی کو کیوں بدنام کیا جاتا ہو۔

الجواب۔ اس سوال کے متعلق جو اپنے حوالہ دیا ہو۔ اسکا تذکرہ قرآن کریم میں نہیں شاید سبھو کاتب ہو۔ مگر اتنا بتا دیتے ہیں کہ تمام قرآن مجید زنا کا کاری۔ شراب نوشی۔ ڈاکہ۔ چوری۔ قتل۔ خون اور لوٹ مار کے ناپاک مکملوں سے پاک ہو۔ اور ان حرام کاریوں کا عمل استیصال کرنے والا ہے۔ اور ایک ہی کتاب ہے، جس نے سچی پاکیزگی اور تقویٰ کی تعلیم دینا کو دی سُنو اور غور کرو۔
۱۔ لَا تَقْرَبُوا الزَّانَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَسَاءَ سَبِيلُهُ ۝ ۲۔ بنی اسرائیل

۲۔ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمُ الْمُتَسِينَ وَالْأَنْصَابَ وَالْأَكْثَمَ
شراب اور خا اور بُت اور قرصہ کے تیرے پیسید

رَجُسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا ۖ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ (دپ - ماندا) سناخ پاؤ۔

۳۔ اِمَّا جَزَاءُ الَّذِينَ يَحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (دپ - ماندا)

۴۔ السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنْ اللَّهِ ۚ (دپ - ماندا)

۵۔ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ ۖ إِلَّا بِالْحَقِّ (دپ - انعام بنی اسرائیل ۱۷)

شیطان کی نسبت تینے بھاری کے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس طرح تم سے پہلے تمہارے آریہ مسافر نے بت پرستی کے حامی۔ حق کے دشمن۔ راستبازوں کے دشمن۔ ابوالجہل کو باہکم کہا۔ اور اسی سے ولی دشمن اور ترک حق کا ثبوت دیا۔ دانشمند آخر اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے۔ کہ بت پرست ترک سلام کس حق مبنی اور حق جوئی پر مبنی ہے۔

سنو! شیطان کا لفظ نکلا ہے شطن سے یا شیط سے۔ پہلے لفظ کے معنی ہیں۔ ایسا شخص جو جناب الہی سے دور ہے۔ اور دوسرے لفظ کے لحاظ سے شیطان سے مراد ہے۔ بدکار یونین ہلاک ہونے والی چیز۔

پس آپ کو اختیار ہے۔ اسے پیارا بناؤ۔ بچا رہ ناؤ۔ اس پر رحم کر کے اس کے ساتھ اپنا جہنم مرن مستحکم کر دیا۔ اس سے الگ ہو جاؤ۔ اور اگر تم آیت قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي خَيْرًا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَّا شَاءَ اللَّهُ (دپ یونس) کو زیر نظر رکھ کر اعتراض کرتے ہو۔ تو اسکی کیفیت بھی سن لو اس آیت کو سوال سے کوئی تعلق نہیں یہ تو ایک پیشگوئی ہے اور اس میں جناب الہی نے بتایا ہے۔ کہ ہر قوم کے لئے ایک شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا آیا کرتا ہے جسے وہ آتا ہے۔ تو لوگ

اسکے موافق بھی ہوتے ہیں۔ اور مخالف ہی آخر دونوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غا طبین کو سناتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ اگر تم اس پیشگوئی کے کرنے میں صادق ہو تو بتاؤ۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اس پر خدا تعالیٰ اپنی نبی سے فرماتا ہے۔ کہ یوں جواب دو۔ اور کہو کہ میں خود نفع پہنچانے اور ضرر دینے کا مالک نہیں۔ کہ میں وقت بتا دوں۔ ہاں اللہ ہے جو اسد چاہتا ہو۔ دوسری مل رہتا ہو۔ ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہو۔ اس میں کم و بیش نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ وہ آیات اس طرح ہیں۔

وَبِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا أَجَاءَ رُسُولُهُمْ فَبُغِضَ بَيْنَهُمُ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يَظْلُمُونَ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ قُلْ لَا أَتْلُوكَ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ بِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا أَجَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (دپ یوسف)

ہر ایک گروہ کے لئے ایک رسول ہے جب وہ رسول انکا آتا ہو۔ تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاتا ہو اور آپس میں ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ میں تو اپنی جان کے لئے نفع اور ضرر کا مالک نہیں۔ مگر جو کچھ چاہے اللہ ہر ایک گروہ کے لئے وقت اور ميعاد مقرر ہے۔ جب انکا وقت آ جاتا ہے۔ اسے ایک

گہری سچے نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس گہری کو آپ آگے لا سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۔ گمراہ کتندہ تو خود خدا ہے۔ پہر نیوں کو ہدایت کیلئے اور کتا بوں کو نازل کرنا لغو ہے۔ اور شیطان کو خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھو یہ آیت۔ وَمَنْ يُضِلُّ فَلَنْ يَجْعَلَ لَهُ وَلِيًّا قُرْآنُ شَدَّادٍ (دپ بنی اسرائیل)

الجواب۔ اضلال جس سے یضلل نکلا ہے۔ نتیجہ ہے۔ ضلال کا اور ضلال پیدا ہوتا ہے اُن انسان طاقوتوں سے جو انسان کے تابع ہیں۔ قرآن کریم نے اس معنوں کو خوب بیان کیا ہے جہاں فرمایا ہے۔

۱۔ وَمَا يُضِلُّ إِلَّا الْفَاسِقِينَ (دپ بقرہ)۔ یعنی اس سے وہ انہیں لوگوں پر ضلال اور گمراہی کا حکم لگاتا ہو۔ جلسے حدود اور احکام کو توڑتے ہیں۔

۲۔ يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ (دپ آل ابراہیم) اس ظالموں پر گمراہی کا حکم لگاتا اور انہیں گمراہ پھیرتا ہو۔

۳۔ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (دپ مومن) اس گمراہ پھیرتا ہے ایسے شخص کو جو حد سے نکلنے والا مسرود ہوتا ہے۔

ان آیات سے یہ بات کس قدر صاف ہو جاتی ہے اور خدا ترس دانشمند کے نزدیک حرف رکھنے کی جگہ نہیں رہتی۔ جو لوگ بدکار اور ظالم اور سرف اور کذاب ہوتے ہیں۔ وہ اپنی اعمال سے کیا ہر ایک سلیم الفطرت کے نزدیک اس بات کے مستحق نہیں ہوتے۔ کہ وہ انہیں دیکھتے ہی حکم لگا دے۔ کہ یہ تو ہلاک اور تباہ ہو نیوالے لوگ ہیں۔ کون ہی جو چوروں اور بدکاروں کو دیکھ کر ان کی نسبت بڑی قوت سے یہ حکم نہیں لگاتا کہ یہ برباد ہو نیوالا گروہ ہو۔ اسی طرح خداوند بزرگ کی حکیم کتاب فرماتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اُسے گمراہ کر نیوالا کہا جائے۔ اس لیے کہ خود قرآن مجید نے مختلف مقامات میں بڑے بڑے لوگوں اور شریعوں کی نسبت کہا ہے کہ وہ گمراہ اور ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو آیات ذیل کو۔

بیشک وہ دشمن ہر ہلاک کر نیوالا۔ کھلا کھلا۔	إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (دہ۔ قصص)
فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔	أَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ (دہ۔ طہ)
سامری نے انہیں ہلاک کیا۔	أَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ (دہ۔ طہ)
اگر تو زمین کے بہت عوام لوگوں کی بات مانے تو وہ خدا کے راہ سے ہٹا کر تباہ کر دیں۔	إِنْ تَطِيعُ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يَضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (دہ۔ انعام)
جو لوگ منکر ہوئے۔ اور اسد کے راہ سے روکتے ہیں۔ اسد نے انکے عمل باطل کر دیے۔	الَّذِينَ كَفَرُوا أَصْدَقُ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلُّ أَهْجًا لَهُمْ (دہ۔ محمد)

نیز اس کے علاوہ اضلال کے معنی ابطال اور ہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَكَالُوا إِذْ أَضَلُّنَاكَ فِي الْأَرْضِ أَنْ تَأْتِيَنَا لِنُخْلِقَ جَدِيدًا (دہ۔ سجدہ) ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہو جاویں گے۔ کیا ہم نئی پیدائش مانگیں۔ اس صورت میں آیت مندرجہ سوال کے یہ معنی ہوئے۔ ”اور جب کو وہ ہلاک کرنا ہو تو اس کا کوئی اور والی و راہ نما نہیں پائیگا۔“ اور تمام گزشتہ آیات میں یہ معنی صاف ظاہر ہیں انصاف تو کرو جب کامل بدکاری کا پہل پانے جاتا ہے۔ تو بدکار کو اپنی بدکاری کا لازم پھل پانے کے راستے سے کون ہٹا سکتا ہے۔ کیا اعمال سے ہوا ہوا سورا (جیسے آپ مانتے ہیں) ہٹا سکتا ہے اور کیا دید کے راہ نما اسے اپدیشک کر سکتے ہیں۔

بعثت انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کی شان یہ ہے کہ جب کوئی مخلوق سچی محنت و سعی کرے اللہ تعالیٰ اس کی سعی و کوشش پر پاک ثمرات مرتب فرماوے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں مکہ پہنچانے کے لئے جس طرح ہر کو بہت سی قوتیں اور طاقتیں ظاہر یہ اور باطنیہ عطا کی ہیں اسی طرح سکھ حاصل کرنے کو طرح طرح کے اور سامان بھی بخشے ہیں۔

منجملہ ان سامانوں کے پاک کتابیں پاک رو میں اور مزیں اور مطہر کر نیوالے انبیاء و رسل میں جنکا کام علاوہ بریں کہ ہمیں اہم کلیات طبقات پڑ کر سنا دیں یہ بھی ہے کہ انکے معانی بھی ہمیں بتائیں۔ اور یہ بھی ان کا کام ہے کہ اپنی مقناطیسی طاقت اور سچی دعاؤں اور کامل کوششوں سے ہمیں مزیں اور مطہر بھی کریں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں ایسی پاک جماعت پر نازل ہوں۔ ایسی کہلی تسلیم اور واضح اصول ایک کتاب کے ہوں اور اس پر اعتراض کیا جائے۔ حقائق سے ٹھٹھہ بازی اور سنگدلی کا ثبوت دینا ہو۔ سچی اور خدا کی طرف سے کتاب کا کام اسکے سوا نہیں کہ وہ مطابق واقع امور اور حقائق کو بیان کرے یعنی خدا تعالیٰ کے کام کو جو نظام کائنات میں نظر آتا ہو۔ اور اسکے دقائق کا سمجھنا عام سمجھوں پر آسان نہیں صاف لفظوں میں واضح کرے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے بدی اور اس کے محرکات اور اس کے چشموں کا اور نیکی اور اس کے محرکوں اور بواعث کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ پہلے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ قرآن کریم میں مذکور ہوا ہے کہ دنیا میں بدی ایک شے ہے اور اوس کا محرک بھی کوئی وجود ہے۔ جسکا نام شیطان ہے یہ امر واقع ہے انسان کو خدا کی طرف سے استطاعت ملی ہے کہ وہ بدی کی تحریک سے بچ سکے۔ یہ امر واقع ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل ہے کہ وہ اصلاح عالم کے لئے مصلح اور مادی بھیجا کرتا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ انسان کی استطاعت اور وسعت میں ہے۔ کہ ان راہنماؤں کی آوازوں کو سن کر نیکی کی راہ پر قدم مار لے یہ امر واقع ہے خدا تعالیٰ کی صفات میں داخل نہیں کہ وہ جبر اور اگر اسے خواہ مخواہ کسی کے دل کو ہدایت کی طرف کھینچے۔ یا کشاں کشاں ہلاکت کی طرف لیجاوے۔ یہ امر واقع ہے۔ تمام مذاہب کے نزدیک مسلم ہے کہ خدا کو نیکی سے پیارا اور بدی سے نفرت ہے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کی سلطنت میں کوئی شریک اور اس کے ارادوں کے راہ میں کوئی مانع نہیں۔ باوجود اسکے یہ امر واقع ہے کہ بدی ہے اور ہو رہی ہے اور زور سے اس کی رُو چل رہی ہے اور خدا کے فعل میں اس کی قادر مطلق حکومت میں اس کے آثار اور

ظہور نظر آرہی ہیں۔ اور اُس کے مقابل ایک گروہ ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ جو اُس سے کشتی کرتا اور لوگوں کو اس کی طرف جانے سے روکتا ہے یہ امور ہیں جو قانون قدرت میں اور خود انسان کی فطرت میں صاف صاف دیکھے جاتے ہیں۔ اپنی نفس الامری باتوں کا نقشہ قرآن کریم نے اس مخفی محرک اور طاقت کے ظہور وں کی حقیقت بتا کر دکھایا ہے۔ بدی کا جو محرک اس کا نام شیطان ہے۔ اور نیکی کے محرک ملائکہ اور نیک لوگ ہیں۔

آریوں کا یہ فرض تھا۔ اور اُن کے ذمہ بڑا بھاری قرضہ ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس سچے فلسفہ کے مقابل وید سے دکھاتے کہ وہ انسانی فطرت اور قانون قدرت کے مطابق نیکی اور بدی اور اُن کے محرکات اور نزلیات کا یہ فلسفہ بیان کرتا ہے یہ سقیا تہ طریق جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے کہ تمام حقائق پر بے باکی سے زبان طعن کھولتے ہیں۔ یہ طریق سچو علوم اور تحقیق حق کا دشمن ہے۔ آریہ کو تو ویدوں کے تراجم سے بھی مضائقہ ہے۔

سوال نمبر ۱۱۔ خدا پاکیزگی پسند ہے۔ پھر ناپاک کو پاک کرنا نہ چاہا۔ ناپاکی اور گمراہی بڑا مانا اچھا ہے۔ تارک نے آیات ذیل سے تمسک کیا ہے۔ اور قرآن کریم کی زبان نہ سمجھنے سے ضلالت کے گڑھے میں گرا ہے۔ اس کا اعتراض منْ یُردِ اللہُ فتنۃً دیکھ مائدی پر ہر اب ہم پوری آیتیں لکھ کر اصلی حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔

اے رسولؐ غمگین کریں تجھ وہ لوگ جو کفر میں تیزی سے بڑھتے ہیں اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے مذہب کو کہا ہم ایمان لاؤ ادا کی ملایان نہیں اے۔ وہ لوگ کان لگاتے ہیں کہ یہاں سے سن کر باہر جا کر بیٹھ پھیلاؤ یا دو سکر مخالفوں کی ہی مان لیتے ہیں جو ابھی تیرے پاس نہیں آئے ٹھیک موقعوں سے بات کو الٹ پلٹ کر دیتے ہیں کہتے ہیں اگر تم کو یہ تعلیم ملے تو لے لو۔ اور اگر یہ نہ ملے تو پرہیز کرو۔ اور جسے اسد عذاب دینا چاہے تو اسے اسد سو بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اسد انکے دلوں کو پاک کرنا نہیں چاہا انکے لئے دینا

۱۔ یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَنبِيَائِهِمْ وَكَذَّبُوا عَنْ قُلُوبِهِمْ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا۔ سَمِعُوا بِكَ لَكَذِبًا لَمْ يُؤْمِرُوا بِالْإِيمَانِ۔ لَمْ يَأْتُواكَ بِشَيْءٍ فَوَظَنُوا أَنَّهُمْ مِمَّنْ بَدَلْ مَوَاضِعَهُ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا أَخَذْتُمُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتُوهُ فَاخْذُوا وَادُّوا مَنْ يُرِيدُ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

میں رسوائی ہے اور آخرت میں لٹکے لئے

عَذَابٌ عَظِيمٌ (بڑا عذاب)

بڑا عذاب ہے۔

اور جب کوئی سورۃ اتاری جاتی ہے۔ کوئی تو ان میں سے کہتا ہو تباد تو اس سورۃ نے تم میں سے کسکے ایمان کو بڑھایا جو تو مومن ہیں۔ انکے ایمان کو تو وہ سورۃ بڑھا دیتی ہے اور وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور جبکے دلوں میں رنگ ہیں وہ سورۃ انکی پلیدی اور بد بطنی کو بھی

۲ - وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيْنَكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِلَّا مَأْتَانَا فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا فزادتهم إيماناً وهم يستبشرون - فَمَا الَّذِينَ كَفَرُوا قَلَوْا بِهِمْ قُرْصٌ فزادتهم رجساً إلى رجسهم وماتوا وهم كافرون (دپ توبہ)

بد بطنی کے ساتھ ملا کر بڑھاتی ہے اور وہ کفر میں ہی مرتے ہیں۔

عمدہ عمدہ تندرستوں کے کہلنے بیماریوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور موسم بہار کی عمدہ ہوا بعض بیماریوں میں ضرر کا موجب ہے۔

فِتْنَةٍ کے سننے کیلئے دیکھو مفردات راغب کو جو قرآن کریم کی معتبر لغت اور بہت پرانی کتاب

۱ - اصل الفتن داخل للذهب الناس

لیظہر جود تہ من ردائتہ۔

اور قرآن کریم میں منسب آیا ہے۔

يَوْمَهُمْ عَلَى النَّارِ يَفْتَنُونَ (دپ زاریت) جب وہ آگ میں ڈالے جا کر عذاب کی جانینگے۔

۲ - الفتنۃ العذاب

اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی اس آیت کو پڑھو۔

ذَوَقُوا فِتْنَتَكُمْ (دپ زاریت) اپنی سزا کا مزالو۔

۳ - اسباب عذاب کو بھی فتنہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

أَكَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا (دپ توبہ) دیکھو وہ عذاب کے موجبات میں جا پڑے ہیں۔

۴ - امتحان لینا۔ محنت لینا بھی فتنہ کے معنی ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَفْتَنَّاكَ فِتْنَةً - (دپ ط) اور پہنچے تیرا خوب امتحان لینا۔

وَنَبْلُوكُمْ بِالْأَشْرَافِ وَنَخْبِرُ فِتْنَةً نَّبَا دیکھو امتحان کو طوط پر تمہیں بدی اور نیکی میں متلا کر تو ہیں

۵ - فتنہ کے معنی دیکھو بھی قرآن کریم میں آئے ہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ بِبَعْدِهِ
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ بَلَّغَهُ

اور دیکھ دینا قتل سے بھی سخت تر ہے۔

اور ان لڑائیوں میں تم بھی لڑو تاکہ ایذا رسانی بند ہو جائے

اب واضح ہو گیا کہ فتنہ کے معنی بلا، مصیبت، قتل، عذاب کے ہیں۔ اور معان آیات کے کہوں
دیاسے۔ کہ وہ کون سے اسباب ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے آپ جمع کئے جن پر جناب حق تعالیٰ
کا غضب بہر کا اور ان کی سزا اور عدم تقہیر کا فتوے اُنکے حق میں لگایا۔ اب آیت من یرد اللہ
فتنۃ کا مطلب صاف صاف یہ ہوا کہ جسکو اللہ تعالیٰ عذاب سے اسکو کون بچا دے گی تم ہی بتاؤ
اور اپنی اصول کو مد نظر رکھ کر جواب دو کہ کیا جہنم کے عذابوں سے کوئی بچا سکتا ہے کیا سور اور کتے
کو کوئی دہر سپال کیسے جہنم میں لاسکتا ہے؟ علاوہ برائوں ان آیات کہ یرد اللہ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ
دیت مائدہ اور زائد تم رجسماً دیت توبہ کا ثبوت تو آپ ہی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم راہ نما اور
یقیناً ددی ہے۔ مگر تمہارے لئے وہ باعث ہلاکت و ضلالت ہوا۔ اور اگر تمہارے خلاف یہ کہو کہ دیدہ ہوا
کے لئے آئے تھے۔ مگر دیکھ لو وہاں مارگیوں اور مہی دہر و غیرہ کے لئے وہ بھی دیا اللہ کے نزدیک رحمت اور
مرض کا باعث ہوئے۔ تو بعینہ یہ بات تمکو اسلامیوں کی طرف سے کیوں سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ غور کرو تمام
حکما اور تمام طبیب اور دانا جانتے ہیں کہ بیمار کے لئے سندر سندر نکاح عمدہ کہا نا ہی مضر ہوتا ہی۔ اگر تمکو
اتنا علم نہیں۔ تو کسی آیر وید خالے سے پوچھ لو۔

سوال نمبر ۱۲ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیطان لوگوں کو بہکا تا ہے۔ شیطان کا گمراہ کنندہ

خدا ہے۔ شیطان نے خدا کے موندہ کہد یا الخ

انجواب۔ شیطان کی نسبت ارشاد الہی قرآن شریف میں یوں ہے۔

۱۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ (دیت بنی اسرائیل) اس کے منی یہ ہیں کہ بچے
رب میرے بند و نیر تیرا کوئی تسلط نہیں۔

خود ہی شیطان کا ایک قول قرآن مجید میں ہے۔

مجھے تم پر کوئی غلبہ اور قدرت نہیں ہے بل تنہا بات
ہے کہ میں نے تمہیں بلایا سو تم نے میری بات مان لی
اب مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنے تئیں ملامت کرو۔

۲۔ مَا كَانَ لِیْ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا
اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاَسْتَجِبْتُکُمْ لَیْ فَاَلَا تَذٰکُرُوْنَ
وَلَوْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ (دیت ابراہیم)

ہر ایک بدکار گمراہ کنندہ جو ناپاک باتوں کی طرف لوگوں کو بلاتا اور ہلاکت پر چلاتا ہے ہر دقت
اور ہر زمانہ میں ایسے وجود کو قرآن کریم میں شیطان کہا گیا ہے کیا کوئی انکار کر سکتا ہے کہ ایسے

شریر موزی وجودوں سے کبھی کوئی زمانہ خالی ہوا ہے۔ جیسے اس وقت میں مضل اور مغوی وجود میں اور سب قوموں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے اسی طرح آدم کے وقت میں بھی ایک شریر بلکہ موزی وجود آدم کے مقابل تھا۔ بھکاریوں کے وجود کا کائنات میں موجود ہونا امر واقع ہے۔ کوئی شخص نادانی سے قرآن شریف کو اصرار سے اگر چہ نہ سمجھے تو کیا وہ واقعات عالم کی یہی تکذیب کر سکتا ہے۔

ان مغوی شریروں کا ایک نمونہ اور اسکے افعال۔ اقوال اور نتائج قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور اس طرح لوگوں پر احسان کیا ہے کہ بہ کاروں کی راہ سے بچنے کی تدبیر بتائی ہے۔ ادھر کے مقابل جو شریر تھا اسکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

اَلْبٰی وَاَسْتَخْلَفُوْا مِّنْ اَکْثَرِ الْغٰفِرِیْنَ پل بقرہ | یعنی اُس نے سرکشی کی اور انکار کیا اور وہ کافروں میں سے تھا یا ہوا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہلاکت کو خود اسنے اپنی سرکشی سے خرید لیا۔ خدا نے اُسے بھلا کر نہیں کیا۔ ہاں ممکن ہو کہ بد فہمی کی وجہ سے لفظ اَعُوْذِیْ سے جو آیت ذیل میں ہے یہ بات تم نے اخذ کی ہو۔

سُورۃ اور غور کرو وہ مقام کیا محل اعتراض ہے۔

قَالَ رَبِّ اَعُوْذِیْ لَا زَلَّیْتُ لَہُمْ
فِی الْاَدْنٰی وَاَعُوْذِیْ لَہُمْ اَجْمَعِیْنَ

(پاک۔ محسن)

شیطان نے کہا میری سبب اس کے کہ تو نے مجھ کو غوی ٹھہرایا۔ میں بھلا کر دکھاؤنگا ان کے لئے اور ضرور غوی ٹھہراؤنگا ان کو سب کو۔

غی مجبور ہے۔ اور اس کے مزید کہتے ہیں۔ اضلال ہلاک۔ افساد۔ نامر اور کرنا۔ بد مزہ کر دینا۔ زندگی کا تلخ کر دینا۔

پھر اُس باری تعالیٰ کی مقدس بابرکت ذات پاک نے انسان کو استطاعت نیک و بد کی تیز عقل اور فطرت رحمت فرما کر ہزاروں ہزار انبیاء اور رسول اور کتابیں اور اپنی رضا مندی کے اسباب بنا کر دنیا میں ہدایت کو پھیلایا ہے۔ اور انبیاء اور اسکے سچے اتباع اور فرمانبرداریوں کی ہمیشہ نصرت اور اعانت فرمائی ہے۔ ان با استطاعت انسان پر جبر نہیں فرمایا کہ اس کی گردن پکڑ کر اس کو نیک اعمال کرائی۔ شیطان اور اس کے ذریات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ انسانوں میں فرمانبرداری و نافرمانی کی برادری کی خلعت و عزت عطا فرمائے۔ مگر پھر بھی شیطان کو یہ اختیار نہیں دیا۔ کہ لوگوں کو بھیر گمراہ کرے۔

لے۔ قرآن کریم میں ہے شیطان چٹے کر دکھاتا ہو۔ بد عملوں کی بد عملی۔ نہ لے۔ نہ لے۔ میں۔ منال۔ ہلاکت۔ نامرادی۔ بد مزگی۔ حیش تلخ۔ یہ اعتقاد کی جہالت۔ ابن الاثیر۔ رافع۔ تاج لسان العرب۔

جو کلمہ انسان بڑے درجات کا طالب تھا اور بغیر صدق و صفا انعام نہیں مل سکتا اس واسطے دو محرک
نیکی و بدی کے بیٹے فرشتے اور شیطان پیدا کئے۔ قانون قدرت اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ سب
لوگ اپنے نفس میں دو محرک محسوس کرتے ہیں۔ قاتل پہلے قتل کرتا ہے جبہ اور بچتا ہے۔ بین المقتضی
فرشتہ و شیطان کا وجود عالم میں ہے۔ اگر وید کامل ہے۔ تو اس میں ضروریہ فلسفہ ہوگا۔ فرق الفاظ میں
تو کوئی بات نہیں۔ و لکل ان یصلح۔ ان محرکات کی اصلاح تم میں کیا ہی تباہ اور کہول کرتاؤ۔

شیطان کی منہ درمنہ
بات کا جواب

کافر دیو و اُس سر کا یُدھ کوئی مخفی راز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہایت کیلئے اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ با اسبہ ایک
عالم کے مقابلہ کے لئے بھی اُنہ لکڑا ہوتا ہے۔ تم اپنی جگہ دیکھ لو۔ وید جسے تم کلام الہی مانتے اور قدرت
کو اُس کی سچائی کی بڑی دلیل بتاتے ہو۔ ہندوستان کے فرزندوں نے اُسکے مقابلہ کیلئے تیار نکالے
اور اُسے رو کیا۔ اور اسکی قدامت اور صداقت کے ابطال کی غرض سے تہاڑی بھائی صنئی اپنی نوشتوں
اور دیو کی اتنی لہنی مدت بیان کرتے ہیں۔ کہ اُسکے مقابلہ ریاضی دان ہی حیران ہو جاتے ہیں اور
مجھ میں اپنی کتابوں کی مدت قدامت کے بیان کرنے میں یہاں سنگھ کے آگے اور شرو صفر بڑھاتے
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جنگ اور مقابلہ اس عالم میں طلحی امر کی طرح ہمیشہ سے قائم چلا آتا ہے۔ اور یہی
ثابت ہو گیا۔ کہ آپس میں جنگ تو ایک طرف رہی۔ اشرار ہمیشہ خدا سے مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ایک عظیم
الشان ناصر خود انسان کے اندر موجود ہے مگر اُسکے ساتھ ہی وہ مقابلہ ہے کہ الامان الامان تہڑی دیر
کے لئے کچھ یوں میں عبرت دیکھیں۔ بازار کے لین دین کو دیدہ بصیرت سے مطالعہ کریں۔ لیکچراروں
کی لغاطیاں اور اسکے ساتھ انکا عملدرآمد غور سے ملاحظہ کریں۔ محکمہ جات میں کم سے کم ان لوگوں کی
عملی کارروائیوں کو دیکھیں۔ کہ جن کی تمام تعلیم اس بنا پر مومن دہرا (دھر ہی اعلیٰ مذہب ہے) اور با اسبہ
ایک جاؤر (گائے) کی لفظی حفاظت کی ٹھیک داری کے بھیس میں اپنے خیال کے خالغوں غریبوں کیلئے
کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

میں نے ایک ہندو ریاست کے ایک بڑے با اختیار پنڈت سے سوال کیا۔ کہ مساوی الاستعداد
مگر مدت کے امیدوار فتح محمد اور سنے امیدوار فتح چند کے لیے آپ کے ٹکدے میں اگر موقع پرورش ہو تو آپ
کس کو مقرر کریں گے۔ کہا فتح چند کو۔ میں نے کہا آپ تو بد مذہب کے آدمی ہیں۔ اور آپ نے ہنوز مذہب

ہیں کیا کہ فتح چند بد مذہب کا آدمی بھی ہے یا نہیں۔ کہا سولویا صاحب! ہمارے بچن کی تسلیم
ہیں ایسے سبق سکھا چکی ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اس بحث کو ختم کر دیں۔ اس قسم کی صدائے فطریں اور واقعات
ہیں جو دانشمند کو کافی سبق سکھاتے ہیں۔

غرض یہ مسلم امر ہے کہ الہی فرمان پاک لوگوں کے مفید کلمات۔ نور قلب عقل۔ نظارۃ قدرت
تجربہ صحیحہ اور بدی کی خطرناک سنرائیں موجود ہیں۔ مگر شریر کائنات سے باز آنا کو سوں بلکہ ہر حال
دور ہے۔ اس جنگ کو ستیا رتھ میں دیا نند نے ہی مانا ہے۔ اور اسکا دیو اُس سرنگرام نامہ کہہ ہیچ
داچہول اور بُروں کی جنگ غرض نور و ظلمت۔ نورانی و ظلمانی۔ صدق و کذب کا یہ حصہ ہے۔ ابلیس
و شیطان وہی ظلمت اور شرارت ہے۔ یا یوں سمجھو کہ ظالم و شریر۔ کاذب و جاہل اور تاریکی
کے فرزند کے القاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے علم کامل۔ رحمت۔ قدرت اور تصرف سے ہر جگہ موجود ہے اور شریر جب قدر کو کر
کرتا ہے۔ وہ سب خدا کے سامنے کرتا ہے۔ اور رو در رو کرتا ہے۔ گویا اوس سے بالمشافہ جنگ کرتا ہے
کیا تھے جو بد کلامی رسالہ ترک اسلام میں کی ہے۔ کہیں خدا سے مخفی اور خدا کے بندوں سے مخفی کی ہے۔
ہو ہو یہی بات ہے۔ جو قرآن کے اندر شیطان و ابلیس کے متعلق بیان ہوئی ہے۔ اسکا مطلب صاف
کہ اُس نے خدا کے بندوں سے جو شرارت اور جنگ کی اُن سے نہیں کی۔ بلکہ خود خدا سے بالموافقہ
تکرار اور جنگ کی۔ قال کے لفظ سے یہ سمجھنا کہ شیطان نے خدا سے بالمشافہ مکالمہ کیا۔ سخت غلط
بات ہے۔ قرآن کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ خدا کے مکالمہ سے وہی لوگ شرف اندوز ہوتے ہیں۔
جو خدا کی نگاہ میں پاک و صاف ہوتے ہیں۔ پھر شیطان جیسی نجس ذات کا یہ رتبہ کہاں کہ اُسے خدا
کی ہم کلامی کی عزت ملے۔ سوائے قرآن میں کلمہ تکلیما کا کوئی صیغہ شیطان کے کلام کے بارہ
میں مذکور نہیں ہوا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ لفظ قال عزلی کی زبان میں ہر ایک بات اور کام اور اشارہ
اور زبان حال پر بولا جاتا ہے چنانچہ عربی کی لغت میں لکھا ہے

القرب تجعل للقول عبارة عن جميع الأفعال یعنی قول تمام افعال پر بولا جاتا ہے۔

اسکی آنکھوں نے کہا کہ ہم سنتے اور مانتے ہیں۔
صحابہ نے کہا سچ کہتا ہے اور یہ بات سر کے اشارہ سے بھی
بادل نے کہا۔ کیا سے بے سا۔

قال اس خیال پر بھی بولا جاتا ہے جوابی لفظ میں نہیں آیا۔

قَالَ لَهُ الْعَيْنَانِ سَمْعًا وَ طَاعَةً
قَالُوا صَدَقَ وَأَوْثَارُ بَرِّ سَمِمْ
قَالَ السَّمَاءُ جَادَتْ وَأَنْسَكَبَتْ
وَيَقَالُ لِلنَّفْسِ فِي النَّفْسِ قَبْلَ لَمْ تَفْعَلْ۔

فَيَقَالُ فِي نَفْسِي قَوْلَ لَمَّا أَظْهَرَ -

وَأَلَا عَمَقَادِيْقَالُ فَلَانُ يَقُولُ يَقُولُ لَمَّا

وَيَقَالُ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الشَّيْءِ -

أَمْتَلَا الْمُحَوِّضُ فَقَالَ قَطْنَةُ -

قَالَتْ لَهُ الطَّيْرُ تَقْدَمُ دَامَتْ دَا

کہا جاتا ہے میرے دل میں بات ہے جو کہیں ظاہر نہیں کیا۔
فلانا اعتقاد کرتا ہے شافعی کا اعتقاد۔ قول کو سننے کا اعتقاد ہو۔
علی العموم دلالت کو بھی قول کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے حوض جب پانی سے بھر گیا تو اس نے کہا اب کب۔
پرندوں نے اسے کہا اقبال مندی سو آگے بڑھو۔

غرض جب لفظ قال اتنے بڑے وسیع معنوں پر بولا جاتا ہے۔ تو کس قدر ضروری امر ہے کہ ہر موقع
و محل کے مناسب کے معنی کیے جائیں۔

شیطان ایک کافر۔ متکبر احکام الہی سے منکر نفیست نوع ہے۔ حدود و بغض سے اس نے آدم جیسے
راست تراز کا مقابلہ کیا۔ اور اس مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی بدی کو منسوب کر دیا۔ اور یہاں کی
سے بد کلامی کی اور اسی طرح کی ناپاک زبان سے کام لیا۔ جیسا کہ تم نے۔ اور ہم انشاء اللہ تمہاری
گالیوں کی فہرست میں دکھائی گئے۔ اور تمہیں خدا تعالیٰ نے بایں ہمہ ذیل سے رکھی ہے اور اغوا کی
مہلت دی ہے۔ چنانچہ تم نے یہ رسالہ شائع کیا۔ اور ایک وقت معلوم تک مہلت دی۔ یہ ایسا صفت
نظارہ ہے کہ اسے ہر ایک دانشمند اس جہاں میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنی بڑاؤ سے اس کی
صدافت کی شہادت دے رہا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم مسلمان نیکی کے محرک کو دتم کچھ نام رکھوں ملک یا فرشتہ کہتے ہیں۔
اور بدی کے محرک کو شیطان و ابلیس۔ ان معنوں کے لحاظ سے ملک و ابلیس کا کون منکر ہو سکتا ہے۔
یہ پختہ اور یقینی بات ہے۔ کہ جہاں قرآن کریم نے شیطان و ابلیس کا ذکر کیا ہے وہاں انہیں اس قدر
اور بدی کے محرکوں سے مراد ہے۔ ان واقعات پر اعتراض کرنا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت و اس
کے نظام کی نکتہ چینی کرنا ہے۔

سوال نمبر ۱۱ ”خدا۔ مسخرہ۔ مخولیا۔ ٹھہول۔ بھنگڑا۔ بھنگیوں میں آکودتا ہے۔ بھنگرپن
شروع کر دیتا ہے“

الجواب۔ لعنت اس گندہ دہنی پر۔ کیا یہ انصاف ہے۔ آہ کاش تم لوگ آدمیت کو اختیار
کرتے اور حق کے سچے طالب بنتے کیا آپ کے خیم نمبر ہم۔ کا یہ عملدہ آہ ہے جس میں لکھا ہے۔

”ست کے گم ہن کرنے اور اسٹ کے چوڑنے میں سروداوت رہنا چاہیے“ میں تنکو یقین
دلاتا ہوں کہ ایسے اسماء صفا تیرے ہرگز ہرگز قرآن مجید میں نہیں اور میں خود یقین کرتا ہوں کہ اتنی

بڑے جھوٹ سی جو تمہارے ہمارے سے بھی بڑا ہے۔ تم اسلام کو جیت نہیں سکو گے۔ تم اس گندے طریق سے جیتنا چاہتے ہو۔ اور یہی تمہاری ہلاکت کا موجب ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

طاعون تمہارے گوجر انوالہ کے علاقہ میں آیا۔ مگر تمکو اب تک اس سے نصیحت نہیں ملی۔ تمہارے بد لگام آریہ مسافر نے جو ناکامی دیکھی۔ اُسے تمکو کچھ سبق نہ دیا۔ **سنو بد بخت** دیا تہ نے وید کی زالی اور گہنونی بات کے سیدھا کرنے کے لئی استعارہ اور مجاز کا دروازہ کھولا اور بڑے زور سے یہ دعویٰ کیا اور لوگوں کو سکھایا کہ وید کے بہت ساری الفاظ کو استعارہ سمجھنا چاہیے۔ ایسے ایسے گندے الفاظ وید کے جن کا ذکر ہم دیا جہ میں کرینگے۔ اور وہ الفاظ جنہیں دام مارگیوں اور ساتن و ہرمیوں نے اُنکے ظاہر پر انہیں حمل کیا اور بت پرستی اور انگ پرستی اور رنگ پرستی اور بہک پرستی کے ثبوت وید سے نکالے۔ ماں سے بہن سے۔ بیٹی سے بہوگ کرنے کے ثبوت وید سے نکالے اور اب تک کروڑوں ہندو صدق دل سے وید کی اس تعلیم پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے مطابق عملدرآمد کرتے ہیں مگر دیا تہ نے ان سب الفاظ کو **الشکا** یعنی استعارہ قرار دیکر شرمناک دماغ سے وید کو بچانے کی کوشش کی۔ وید کے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے سے قبل کیا ضروری نہ تھا کہ آریہ اپنے گرد کی چال کو اپنا رہنما بناتے۔

سنو۔ اقرآن کریم تمہاری ناپاک زباں و رازی سے کس قدر پاک ہو۔ اور اصل حقیقت ان الفاظ کی کیا ہے اور تمہارے بد زبان حملہ آوروں سے صدیوں پہلے قرآن کی لغتیں ان الفاظ کے کیا معنی کرتی تھیں۔ لیکن اسکے مقابل وید کے الفاظ کے کیسے تان کے ثبوت میں دیا تہ کے پاس **لغات** کے ایسے کھلے ثبوت نہیں۔

۱۔ ذکر حجة الاسلام الغزالی۔ ان الاستہزاء۔ الاستحقار والاستہانة والتنبیہ علی العیوب والنقائص علی وجہ یضحک منه ۷ روح المعانی۔ تحقیر کو استہزاء کہتے ہیں۔
۲۔ المیزانۃ۔ اصلہ الخفة۔ وهو القتل السریع۔ هذا۔ یخبر اُلمات۔ فجاءة وتخرأ بہ نامۃ ای تسرع بہ وتخف۔ فقہ۔ ہلکا۔ سمجھنے جلدی قتل کرنے اچانک مرنے کو ہز و کہتے ہیں۔

پس اللہ یستہزئ بہم دپ بقوہ کے معنی ہوئے۔ استحقیر کر لگا۔ اُلمات کر لگا۔ اور انکے عیوب و نقائص سے خلقت کو ایسی آگہی دلیگا کہ ان کی ہنسی ہو اور اللہ تعالیٰ انکو خفیف کر لگا۔ جلد ہلاک کر دے گا۔

یہ بیان ہے منافقوں کے حالات کا جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ دل میں کپٹ ہوتی

ہے اور ظاہر میں ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ مومنوں کی تحقیر و امانت اور تخفیف کرتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ اُن کی تحقیر و امانت اور تخفیف کرتا ہی۔ اور کرتار ہیگا۔ اور ہلاک کر دیگا اور انکے عیوب و نقائص کی اطلاع دیتا ہے اور دیتا رہیگا۔ اسلئے کہ دنیا میں اُن کی ہنسی ہو۔ یہ بڑی بھاری پیشگوئی ہے اور وہ روز روشن کی طرح پوری ہوئی۔ کہ تمام وہ لوگ جو اسلام پر ہنسی اُڑتے۔ اور اس کی تحقیر کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں ضعیف و حقیر کر دیا۔ صدائقوں اور واقعاتِ حقہ پر اعتراض کرنا سخت ناپاکی اور جہالت نہیں تو کیا ہے۔

اور سناؤ۔ دیا نند نے ستیا رتھ پر کاش میں کیا قواعد قرار دیئے ہیں کیا تمہارا فرض نہیں کہ اعتراض سے پہلے اُن قواعد کو آنکھ کے سامنے رکھ لیا کرو۔ چنانچہ دیا نند لکھتا ہے۔

”پس جس جس موقع پر بہرہ دانی وغیرہ کے اوصاف پائے جاویں اس موقع پر پرانا اور جہاں خواہش۔ نفرت۔ جدوجہد۔ راحت۔ سنج۔ اور ناقص العسل وغیرہ کے اوصاف ہوں وہاں جیو (روح) کے معنے لئے جلتے ہیں۔ ایسا ہی ہر جگہ سمجھنا چاہیئے صفحہ ۶۔

مثلاً کسی نے کسی سے کہا۔۔۔۔۔ یعنی اے نوکر تو ”سیندھو“ لے آ تو اس وقت اور فحوائے کلام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ”سیندھو“ دو چیزوں کا نام ہے ایک گہوڑا ایک دوسرا نمک کا۔ اگر مالک کی روانگی (سیر وغیرہ) کا وقت ہو تو گہوڑا۔ اور اگر کہا نیک کا وقت ہو تو نمک لانا واجب ہے لیکن اگر سیر کے وقت نمک اور کہا نیک کے وقت گہوڑا لائے تو اس کا مالک اس پر خفا ہو کر کہیگا۔ کہ توبہ عقل آدمی ہے۔ سیر کے وقت نمک اور کہا نیک کے وقت گہوڑا لانے سے کیا مطلب تھا۔ تو فحوائے کلام نہیں سمجھتا۔ ورنہ جس موقع پر جو چیز لانی چاہیئے تھی۔ اسی کو لانا۔ تجھ کو فحوائے کلام کا خیال کرنا لازمی تھا۔ جو تو نے نہیں کیا تو بے وقوف ہے۔ میرے پاس سے نکلیا۔ اس سے ثابت کیا ہوا کہ جہاں جس سے کو لینا واجب ہو وہاں اسی کو لینا چاہیئے۔ تو اندر میں صورت ہو گیا اور آپ سب کو ایسا ماننا اور عمل میں لانا چاہیئے“ صفحہ ۲ و ۳ ستیا رتھ ترجمہ رگوید آدھی بھاشاں بھومکام میں ہے صفحہ ۱۳۶۔ اُردو ترجمہ منشی رام جلیا سو۔

لطیفہ: ”اور جو کم عقل۔ کم علم۔ اور متعصب انسان کا کیا ہوا ارتھ پر وہ خراب اور جھوٹا ہوتا ہے۔ اسلئے اس کی عزت کسی کو نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ بیک نہیں ہوتا۔ اور اس کی عزت کرنے سے انسانوں میں غلطی گہر کر جاتی ہے“

دیا نند نے اور اس کے آریہ نسا فر۔ اور آخر ہر سہال نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قرآن کریم

پر اعتراض کرتے وقت آگاہی چھپا۔ نعت وغیرہ پر کچھ دہیان نہ کیا۔ اور کم عقل۔ کم علم دُعا ربی کے علم سے کمی، اور متعصب انسان کی طرح اعتراض دراعتراض کر دیئے۔

سوال نمبر ۱۴ ”قمنوں پر اعتراض۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ پہاڑوں رشتوں۔ کتابوں ہواؤں۔ سورج چاند۔ ستاروں کی پے دوپے قسمیں کہا تا ہے۔ مہنسی کی بات ہے“

الجواب۔ اگر قسم مہنسی کی بات اور بُری ہے تو جو بحر وید بہا من چٹا باب منتر بائیس میں بائے آریہ سماج نے لکھا ہے۔ وہ تو ضرور رد کے قابل ہے ”ہے“ (دورن) نیا کر نیوالے سمجھا سکتی (منصف باجہ) کے ہوئے میں نیا لکھنا مارنے یوگ گنٹو آدمی پشتوں کی پشت (قسم سو گند) ہے

اتنی اسی پر کار (اسی طرح) جو آپ کہتے ہیں اور ہم لوگ بھی شام ہی پشت کرتے ہیں۔ آپ بھی اس پر تنگی (قانون) کو مت چھوڑیئے۔ اور ہم لوگ بھی نہیں چھوڑیں گے۔“

غور کرو۔ گنٹو آدمی پشتوں میں کس قدر گنتے پتل۔ برتن۔ بکرتی۔ اونٹ۔ سور۔ کوس۔ ترخ چیل کپڑے کوڑے داخل ہیں۔ اضماف کرو۔ اور پھر سوچو وہ جو منوجی اور بہرگ جی کی جامع سنگھت میں بُرا بول بولا۔ جسے کہا اور ویدک قانون بتایا۔ دیکھو منوجی ۸۔ ۸۸ گنٹو بیج اور سونا کی قسم دیکر ولشیہ پوچھے۔ منو ۸۔ ۱۰۹ میں ہے۔ سو گند کے وسیلے سے اصلی بات کو دریافت کرے۔ اور کیا غلط کہا۔ جو منو ۸۔ ۱۱۰ میں ہے۔ دیوتا اور بڑے بڑے رشی لوگوں نے کام کے واسطے سو گند کہا ہی ہے۔ اور سوا تر کے جھگڑے میں بششٹ رشی نے پیون کے بیٹے سدھان راجہ کے رد پر وقسم کہا ہی تھی۔

ہماری پاک کتاب میں قسموں کا ہونا ایک معجزہ ہے اور عظیم الشان معجزہ ہے بلکہ اسلامی اصطلاح کے مطابق ایک آیت اور نشان نبوت ہے۔ اور عظیم الشان نشان نبوت ہے۔ کیونکہ عرب میں ایک مثل تھی۔ ان الايمان تدع الاارض بلا قوم۔ قسمیں ملک کو ویران کر دیتی ہیں۔

اور منو کہتا ہے ۸۔ ۱۱۱ کیونکہ جو بھٹی قسم کہانی سے اس لوگ میں اور پر لوگ میں نشٹ ہوتا ہے۔ پنجابی میں مثل ہے۔ جو بھٹی قسم تال پٹ مار دی لے۔ اب سوچو اور خوب سوچو کہ قرآن اور صاحب قرآن اس قدر قسموں کے ساتھ کیسا فاتح اور کیسا کامیاب ہوا کہ اسکے دشمنوں کا نام و نشان نہ رہا۔ ذرا اسپر غور و تامل کرو۔ ان قسموں کا ثبوت تجارت و ضرب المثلوں اور منوں کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ اور تبار سے خیال میں ایک محضوں اور جھوٹے کا فعل ہے۔ جلسہ جمہوریتوں کے اسلامی مضمون میں امام مہدی نے اور بھی واضح فرما دیا ہے۔ اور بانی اسلام تو تمہاری نزدیک جیسے لکھنا مارنے کے لائق لگائے وغیرہ جازد نہ لگی۔

ہیں۔ تنہا ہی اقوال و افعال سے ظاہر ہے۔ مگر دیکھ لو کہ کس طرح روز افزوں ترقی اسلام اور بانوی اسلام اور عرب کو ہوئی۔ پس اگر قسم زہر تھی تو اس نے تریاق کا کام دیا۔ اور اگر حق ہے۔ تو کیسی حقیقت حق کی ظاہر ہوئی۔ کہ تنہا ہی ملک میں ہی آج رہا۔

سنو۔ مطالبہ دو قسم کے ہوتے ہیں اول بڑے ضروری دوسرا ان سے کم درجہ کے بڑے ضروری مطالبہ کو یہ نسبت دوسرے مطالبہ کے تاکید اور براہین اور دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ میرا دعویٰ بہت صاف اور ظاہر ہے۔

تاکید کے لٹری زبان میں مختلف کلمات ہوا کرتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لٹری بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائی زبانوں میں علی العموم قسم سے بڑھ کر کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں بھی قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا اسلئے اس میں عربی محاورات پر ضروری مطالب میں قسموں کا استعمال بھی ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ ہم اور ضروری امور میں برائین اور دلائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہو۔ سو یاد رہے۔ جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہو وہاں جس چیز کیساتھ قسم کہاں لکھی ہو۔ وہ چیز تو نون قدرت میں قسم والی مضمون کیلئے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہو اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں انہی مطلب کی مثبت ہوتی ہو جو قسم کے بعد مذکور ہو گا۔

مثلاً۔ اِنَّ سَعِيَكُمْ لَشَتَّىٰ اِذَا الْكُلُّ مِنْكُمْ رَاٰ الْقُرْآنَ يَشِيْءُ مِثْلَ آبٍ تُؤْتٰهُ السَّمَاءُ زَمْزٰمًا يَّسْقٰى مِنْهَا لَوْ لَا الْفَلَاحُ ۚ
اور انکے نتائج ہی الگ الگ ہیں۔ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے اس طرح ثابت کرتا ہے۔
وَاللّٰلِیْ اِذَا یُنْزِلُ الْوَحْیَ اِذَا تَرٰهُ مِنْ غَیْبٍ مُّکِنٍّ ۚ
کیا معنی رات پر نظر کر دجیب کی کالی گٹھا چھا جاتی ہے۔
وَمَا خَلَقَ الذَّکَرُ وَالْاُنْثٰی (ذٰی و الیل)
پھر دن کی بناوٹ پر غور کر دجیب اپنا اوکر نکلا کر تار کر
پھر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر نظر ڈالو۔ اور ان کے قدرتی خزانوں اور درجات کو سوچو۔ تو
تمہیں صاف طور پر عیاں ہو گا۔ کہ بے رب تمہاری کوششیں الگ الگ اور ان کے نتائج علیحدہ
علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باری تعالیٰ کے نام پر جان و مال کو دینے والے اور نافرمانیوں سے بچنے والے
اور اعلیٰ درجہ کی نیکی کے مصداق اور اس کے مقابل جان و مال سے دریغ کر نیوالے نافرمان اور
اعلیٰ درجہ کی نیکی کے مکذب بھی الگ الگ نتیجہ حاصل کریں گے۔

حضرت امام محمد الحانام نے توضیح میں فرمایا ہے ”تمام قرآن شریف میں یہ ایک عام عادت و سنت الہی ہے کہ وہ بعض نظری امور کے اثبات و حقائق کے لئے ایسے امثال و ادبیات جو اپنے

خواص کا عام طور پر بتین اور کھلا کھلا اور بدیہی ثبوت رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اس میں کسی کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ سوچ موجود ہے۔ اور اسکی دھوپ بھی ہے۔ اور چاند بھی موجود ہے۔ اور وہ نور آفتاب حاصل کرتا ہے۔ اور روز روشن بھی سب کو نظر آتا ہے اور رات بھی سب کو دکھائی دیتی ہے اور آسمان کا پول بھی سب کی نظر کے سامنے ہے۔ اور زمین تو خود انسانوں کی سکونت کی جگہ ہے۔ اب چونکہ یہ تمام چیزیں اپنا اپنا کھلا کھلا وجود اور کھلے کھلے خواص رکھتی ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ اور نفس انسان کا ایسی چپی ہوئی اور نظری چیز ہے۔ کہ خود اسکے وجود میں ہی صدہا جگہ کے برابر ہو رہی ہیں۔ بہت سے فرقے ایسے ہیں۔ کہ وہ اس بات کو مانتی ہی نہیں کہ نفس میں روح انسان ہی کوئی مستقل اور قائم بالذات چیز ہے جو بدن کی مفارقت کے بعد ہمیشہ کیلئے قائم رہ سکتی ہے اور جو لوگ نفس کے وجود اور اسکی بقا اور ثبات کے قابل ہیں وہ بھی اسکی باطنی استعدادات کا وہ قدر نہیں کرتے جو کرنا چاہتے تھے۔ بلکہ بعض تو اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ ہم صرف اس غرض کے لئے دنیا میں آئے ہیں کہ دنیا کی طرح کہانے پینے اور خطوط نفسانی میں عمر بسر کریں وہ اس بات کو جانتی ہی نہیں کہ نفس انسانی کس قدر اعلیٰ و جبر کی طاقتیں اور قوتیں اپنی اندر رکھتا ہے۔ اگر وہ کسب کمالات کی طرف متوجہ ہو تو کیسے تہوڑے عرصہ میں تمام عالم کے متفرق کمالات و فضائل و محاسن پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو سکتا ہے جو اللہ جل شانہ نے اس سورۃ مبارکہ میں نفس انسان اور ہر اسکے بے نہایت خواص فاصلہ کا ثبوت دینا چاہا ہے۔ پس اول اس نے خیالات کو رجوع دلانیکے لئے شمس اور قمر وغیرہ چیزوں کے متفرق خواص بیان کر کے پھر نفس انسان کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ جامع ان تمام کمالات متفرقہ کا ہے۔ اور جس حالت میں نفس انسان میں ایسے اعلیٰ درجہ کے کمالات و خاصیات تمام ہوا موجود ہیں جو اجرام سماویہ و ارضیہ میں متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ تو کمال درجہ کی نادانی ہو گی۔ کہ ایسے عظیم الشان اور مستجمع کمالات متفرقہ کی نسبت یہ وہم کیا جائے کہ وہ کچھ بھی چیز نہیں جو موت کے بعد باقی رہ سکی۔ یعنی جبکہ یہ تمام خواص جو ان مشہود و محسوس چیزوں میں ہیں۔ جنکا مستقل وجود ماضی میں نہیں کچھ کلام نہیں یہاں تک کہ ایک اندازہ بھی دھوپ کا احساس کرنے آفتاب کے وجود کا یقین رکھتا ہے نفس انسان میں رکے سب کی بجائی طور پر وجود ہیں۔ تو نفس کے مستقل اور قائم بالذات وجود میں نہیں کیا کلام باقی ہے۔ کیا ممکن ہے۔ کہ جو چیز اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں وہ تمام موجود بالذات چیزوں کے خواص جمع رکھتی ہو۔ اور اس جگہ قسم کہانے کی طرز کو اسوجہ سے اللہ جل شانہ نے پسند کیا ہے۔ کہ قسم قائم مقام شہادت کے ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے حکام مجازی بھی جب دوسرے گواہ موجود نہ ہوں۔

تو قسم پر انحصار کر دیتی ہیں۔ اور ایک مرتبہ کی قسم سے وہ فائدہ اٹھا لیتے ہیں جو کم سو کم دو گواہوں سے لے سکتے ہیں۔ سو چونکہ عقلاً و عرفاً و قانوناً و مشرعاً قسم شاہد کے قائم مقام سمجھی جاتی ہے لہذا اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے اس جگہ شاہد کے طور پر اسکو قرار دیدیا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا یہ کہنا کہ قسم ہے سو بیچ کی اور اس کی دہوپ کی درحقیقت اپنی مرادی معنی یہ رکھتا ہے۔ کہ سو بیچ اور اس کی دہوپ یہ دونوں نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونیکے شاہد حال ہیں۔ کیونکہ سو بیچ میں جو جو خواص گرمی اور روشنی وغیرہ کے پائے جاتے ہیں یہی خواص معشے زائد انسان کے نفس میں بھی موجود ہیں۔ مکاشفات کی روشنی اور قوج کی گرمی جو نفوس کاملہ میں پائی جاتی ہے اسکے عجائبات سو بیچ کی گرمی اور روشنی سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ سو جبکہ سو بیچ موجود بالذات ہے تو جو خواص میں اسکا ہم مثل اور ہم تہ ہے بلکہ اس سے بڑھ کر نفس انسان ہے۔ وہ کیونکر موجود بالذات نہ ہوگا۔

اسی طرح خدا کا یہ کہنا کہ قسم ہے چاند کی جب وہ سو بیچ کی پیروی کرے اس کے مرادی معنی یہ ہیں۔ کہ چاند اپنی خاصیت کے ساتھ کردہ سو بیچ سے بطور استفادہ نور حاصل کرتا ہے۔ نفس انسان کے موجود بالذات اور قائم بالذات ہونے کے شاہد حال ہے کیونکہ جس طرح چاند سو بیچ سے انکسار نور کرتا ہے۔ اسی طرح نفس انسان کا جو استعداد و ظاہر خیر و ایک دوسرے نشان کامل کی پیروی کر کے اسکے نور میں سولے لیتا ہے۔ اور اس کے باطنی فیض سے فیضیاب ہو جاتا ہے۔ بلکہ چاند سے بڑھ کر استفادہ نور کرتا ہے کیونکہ چاند تو نور حاصل کر کے پھر چھوڑ بھی دیتا ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں چھوڑتا۔ پس جبکہ استفادہ نور میں یہ چاند کا شریک غالب ہے۔ اور دوسری تمام صفات اور خواص چاند کے اپنا اندر رکھتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ چاند کو تو موجود بالذات اور قائم بالذات مانا جائے۔ مگر نفس انسان کے مستقل طور پر موجود ہونے سے بجلی انکار کر دیا جائے۔

غرض اسی طرح خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جنکا ذکر نفس انسان کے پہلے قسم کہا کر کیا گیا ہے اپنے خواص کے دوسے شواہد اور مطلق گواہ قرار دیکر اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نفس انسان واقعی طور پر موجود ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک جگہ جو قرآن شریف میں بعض بعض چیزوں کی قسمیں کہائی ہیں۔ ان قسموں سے ہر جگہ یہی مدعا اور مقصد ہے کہ تا امر بدیہ کو اسرار مخفیہ کیلئے جو انکے ہر رنگ میں بطور شواہد کے پیش کیا جائے۔ (توضیح مرام)

سوال نمبر ۱۵۔ ”کن سب کچھ بنا نوا لا تھا۔ تو آسمان درمیں کو چہ دن و تین و نین کیوں بنایا“

المجواب۔ کن کے معنی ہو جا۔ فیکون کے معنی ہو جاتا ہو۔ اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود کو چاہتا ہو۔ اسی طرح وہ چیز ظہور میں آ جاتی ہو۔ مثلاً بقل دیا تہ کے جیسا کہ اوسو ستیارتہ پر کاش میں لکھا ہو۔ ابدالے سرشٹی میں بہت ساری آدمیوں کا وجود ایک دم چاہا۔ توان کا وجود دیکھ کر ہو گیا۔ اور ۲۴ برس یا چوالیس کے بلکہ اہتالیس برس کے جوان پیدا کر دیئے۔ لکن اب ہمارے زمانہ میں اوصہر مہال کے لمبے تجوز کیا کہ بی اے ہو کر کچھ دن مدرسہ ہر اور مسلمانوں کا مال کہا کر برہمچریہ بنے بچے ٹہیک عمر تو معلوم نہیں۔ مگر میں میں کے درمیان یہ وجود نصیب ہوا۔ ان حوالہ جات کی تصریح حواد آدم کی پیدائش میں دینگے دیکھو ستیارتہ صفحہ ۵۲۰ پس سوال کا جواب تو ہو چکا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ کن کا تعلق بعد الموت ہو ا کرتا ہو۔ تمام قرآن کریم میں مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے پر کن فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ (پانچواں)
اور فرمایا۔
وَأَنصَبُوا بِاللهِ جَهْدًا إِنَّمَا لَهُمْ كَيْفَ يَبْعَثُ
اللهُ مَن يَمُوتُ۔ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا
وَلَكِنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

اور عظیم الشان امر یہ ہے کہ وہ اللہ جسے پیدا کیا۔
آسمانوں۔ بلندیوں اور زمین کو حکمت کیساتھ اور
جب کہیں گے تو پھر ہونیوالی چیزیں ہو پڑیں گی۔
اور کئی قسمیں کہہ چکے ہیں کہ اللہ زندہ نہ کرے گا مردوں
کو مٹاں ایسا نہیں بلکہ زندہ کرنا وعدہ صح ہے ولکن
اکثر لوگ بے خبر ہیں۔

لَيَسْئَلَنَّهُمُ الَّذِي خَلَقَهُمْ فِيهِ وَ
كَيَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّمَا كَانُوا كَاذِبِينَ
يَوْمَ قَوْلِنَا لِلشَّيْءِ إِذَا ارْتَدَّاهُ أَنْ يَقُولَ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ خُل

تو کہہ دے گا جس نے ان کو پیدا کیا ان سے کہ ان کو
منکر جان لیں کہ وہ کہتے تھے۔
بے ریب ہماری بات کسی چیز کے پیدا کر نہیں یوں
ہے کہ جب کریں اسکا ارادہ تو کہتے ہیں کہ ہو پس تعالیٰ
ہے کہہ کہیں پڑیوں کو کون زندہ کرے گا۔

اور آخر کہا ہے۔ اسکی بات ہے کہ جب ارادہ کرتا
ہے کسی شے کا تو فرماتا ہے کہ ہو پس ہو پڑتی ہے۔
وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس جب جاری کرتا
ہے۔ حکم تو کہتا ہے ہو جا۔ پس ہو جاتا ہے۔

اور آپ کے یہاں تو یہ ایش کا طریق ایسا لکھا ہے۔ جسکی دلیل ہی مفقود ہے۔ دیکھو ستیارتہ صفحہ ۵۲۰

”پر کرتی سے اکاش اکاش کے بعد والیو دایو کے بعد اگنی۔ اگنی کے بعد جل۔ جل کے بعد پرتیو۔ پرتیو سے نباتات۔ نباتات سے اناج۔ اناج سے نطفہ۔ نطفہ سے انسان۔“

کیوں دھرم پال یہاں بھی کچھ ستہ ایام کا پتہ لگ سکتا ہو کہ نہیں۔ اور ہر ایک کمال چھ مراتب طے کرنے کے بعد کمال ہو کر تلے۔ اور اچکل تو پرائمری۔ ڈٹل۔ انٹرنس۔ ایف آئی بی۔ ایم۔ ای۔ یہ بھی چھ مراتب ہی رکھے گئی ہیں۔ اور یوم کے معنی وقت کے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶۔ خدا کی روح عورت کے رحم میں جاسکتی ہے۔“

الجواب۔ اوجیاجب خود تمہارا خدا ہر جگہ ہے تو کیا عورت کے رحم میں نہیں اور کیا انکی روح وہاں سے الگ ہے؟ سن تمہارے دیا تد گرو نے سیتار تہ میں لکھا ہے پریشور کا نام ہے کھم۔ اور یہ پریشور کا نام اسلئے ہو کہ مثل خلا محیط ہے۔ پھر کیا رحم میں خلا نہیں۔ وشنو۔ ہر جگہ محیط ہونے کے باعث وہ وشنو ہے۔

بلار کا وٹ محیط ہونے کے باعث برہم ہے۔ نیز اگر پریشور اندر ہی ہے اور باہر بھی تو نسبت دیا تد کے ہاتھی اور مہل مہل میں زیادہ ہوگا۔ تو یہ چیزیں دیا تد سواچی ہوئیں۔

اور اصل بات یہ ہے۔

ہر ایک عمدہ چیز اور پاک شے کو الہی شے کہا جاتا ہے۔ اسی واسطے تم لوگ دیدوں کو الہی کتب الہی علم اور ان کے جاننے والوں کو الہی علماء کہتے ہو۔ اور سلمان الہی کلام کو بھی روح کہتے ہیں تختنا فیہا من ث و جنا دپ انبیا کے معنی ہوئی کہ حضرت مریم میں۔۔۔۔۔ الہی کلام کو بیچا دیا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت بھی وَنَخْتُ فِیْہِ مِنْ دُوْحِی دپے میں، آیا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے اور جب میں اپنا کلام: اُس میں بیچا دوں۔ یا پونک دوں۔ اسکی تفصیل آدم کے قصہ میں ہے۔ دوسرا طریق۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو یہ دو لوگ بڑی کتہوں میں اور کتہے تھے۔ اسد تلے نے ان کی تردید میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح تو ہماری جانب اور ہماری طرف سے ایک پاک روح تھی جو ہماری حکم سے پیدا ہوئی۔ اور انکی والدہ ہی صدیقہ تھیں۔ پاک رو میں اسد تعالیٰ کی طرف نسبت پانچ زیادہ ترستی ہیں۔

اس بات کا ثبوت کہ قرآن میں روح کلام الہی کو کہتے ہیں یہ ہے۔ ا وَکُنَّا لَکَ اَدْجِنًا اَلِیْکَ دُوْحًا دپے مشوری، یُکْرَلُ اَلْمَلٰئِکَةُ بِالرُّوحِ مِنْ اَمْرِہِ عَلٰی مَنْ یُّشَاءُ مِنْ عِبَادِہِ اَنْ اَنْزِلُوْا دپے مغل،

سوال نمبر ۱۲ (۱) خدا زمین و آسمان پر کرسی نشین ہو گا یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو۔
 (۲) عرش پر ہی (۳) اس کو آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے (۴) جبرائیل خدا سے نازل ہوا ہے
 (۵) جیسے آسمان پر آگ لگی (۶) محمد عربی براق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر اور خدا سے باتوں کے
 لئے گئے (۷) شیطان چہر کر آسمانوں کی باتیں سنتے ہیں۔ (۸) فرشتے ستاری توڑ کر شایطین
 کو مارتے ہیں۔“

الجواب۔ یہ ایک سوال ہے جس میں آٹھ سوال ہیں اور بعض سوال ایسے ہیں کا پتہ تفصیل
 چاہیے۔ مگر یہ رسالہ جہت قدر گنجائش دیکھا اسکے مناسب حال کہتے ہیں۔

پہلا سوال محض غلط فہمی اور علوم الہیہ حقہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک
 ایسا مسئلہ ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اس پر متفق ہیں۔ ہاں تارک اسلام کو علوم اسلامی سے نا بینا کی
 وجہ سے کرسی سے ہٹو کر لگی۔ اور منہ کے بل جہالت کے گڑھی میں گر رہے۔ سنو! ہمارے کرم
 کتاب صحیح بخاری میں جسے ہم کتاب اللہ کے بعد اہم المکتب مانتے ہیں لکھا ہے۔

کو سیتہ علمہ۔ یعنی کرسی کے معنی علم کے ہیں پس معنی وَسِعَ کُرْسِيُّہُ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضَ دہے کہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام بلندیوں و زمین کو وسیع و محیط ہو رہا
 ہے۔ اب بتاؤ اس مسئلہ میں جو مذاہب اللہ تعالیٰ کے مانتے والے ہیں اور صفات الہیہ کے منکر نہیں
 ان میں کس کو کلام اور بحث ہے۔

سوال دوم پر الزامی جواب کو اور سوال سوم کے الزامی کے بعد حقیقی جواب کو ملاحظہ کرو
 تمہاری بحر وید اکتیسویں اوصیلے میں لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ۱۲۔ اسے منسوب پرانیونکی ہزاروں
 ۲۰۰۰ میں ہزاروں پاؤں جس سرور تر بیا یک جگہ ویشور میں ہیں وہ پُرش ہی وہ تمام لھوگوں میں
 طیبے بیات یہ پانچ استھول پانچ سو گیشم۔ دس بہوت جس کے انگ ہیں اور وہ سب بگت
 کو اولنگہ کر ٹیڑا ہے۔ ۱۶۵

اور نمبر ۳۔ اس ویشور کی سب زمین وغیرہ چار چھت ایک جزو ہیں اس بگت بنا نیوالے
 کے تین حصہ ناش رہت ہما اپنے منور سروپ میں ہے۔

اور کہا ہے نمبر ۴ تین حصوں والا پر ویشور سب اوتھ سنسار سے الگ مکت سروپ نکلتا
 ہے۔ اس پرش کا ایک حصہ سو ایک جگت میں پیر ہریدائش اور پرلے کا پکر کہا تا ہے۔
 نمبر ۵ میں ہے۔ اس براٹ سنسار کے اوپر سروار پورن برہم رہتا ہے اسکے بعد ہی وہ پوری

ظاہر پریش۔ جگت سی ملحدہ رہتا ہے، غرض سترہ ستر تک ہی مضمون کر کر کیا گیا ہے۔
 پہلے ستر میں یہ لفظ کہ وہ سب جگت کو اولنگہ کر بیٹا ہے۔ مضعف انسان کیلئے قابلِ غور ہے اسکا
 ترجمہ یہ ہے کہ وہ خدا پریش سب جگت کو پہا نڈ کر بیٹا ہے۔ اور تیسرے ستر کا مطلب ہے کہ خدا پریشوں کے
 چار حصہ ہیں ایک حصہ خلق میں اور تین حصہ بالاتر ہیں۔ اور نمبر ۴ کا مطلب ہے کہ پریشوں رسنسا
 سے الگ ہو اور اسکے تین حصہ خلق سے بالاپس۔ اور نمبر ۵ میں ہے اوپر پورن برہم رہتا ہے۔
 اور دیوتہ۔ امرت ناستونا س ترشے دھام لوگ مذہریم کا مطلب اور عرش پر کا مطلب
 اگر ایک نہ ہو تو ہم ذمہ دار ہیں۔

سوال سوم۔ اگر قرآن کریم نے آٹھ کا ذکر کیا ہے۔ تو وہاں فرشتوں کا تذکرہ نہیں۔ مگر آپ
 کے ہاں صاف ہے کہ آٹھ دیوتا اسکے تحت سلطنت کو اٹھا رہے ہیں۔ دیکھو ستیا رتہ پرکاش
 صفحہ ۴۴ میں ہے کہ یا گو لکیہ جی نے شا کلیہ کو فرمایا ہے۔ آٹھ دسویہ ہیں۔ پہر انکی تفصیل کرتے
 کہا ہے کہ ان سب کو دسواں کہتے ہیں۔ کہ ان میں یہ گنج کائنات محفوظ اور قائم ہے۔ یا گو لکیہ
 کے معتقد و انسانی بات کو ماننا اور خدائے پاک کی بات کو نہ ماننا کیسی بے انصافی ہے
 اور حقیقی بات سناتے ہیں۔

سُٹو! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے۔ جیسے خدا
 بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اور میں ہرگز نہیں پاؤں گے کہ عرش کوئی
 چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدانے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی
 ہے اُسکا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور روح و انکی تمام قوتوں کا خالق
 ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرا ہی قائم ہے ہر ایک ذرہ اور ہر ایک
 چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا۔ کہ عرش ہی کوئی جسمانی چیز
 ہے۔ جسکا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سو نکال دے کہ عرش بھی
 کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اسکے جو قادیان سے باہر جاؤں ایک ہزار دفعہ
 افعام دوں گا۔ میں اُس خدا کی قسم کہتا ہوں۔ جسکی جوہڑی قسم کہا نا نصی کا کام ہے کہ میں قرآن
 شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دوں گا۔ ورنہ میں بڑے زور سے کہتا ہوں
 کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا۔ جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔
 اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی ملحدہ چیز ہے جیسے

خدا بیٹھا ہوا ہے اور حجب یا مٹا بت نہ ہو سکا۔ تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی ہے۔ اور کسی چیز پر نہیں۔ بلکہ اپنی وجودی آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا انکا خدا ہے۔ جہاں بائیس ہوں تو چھٹا انکے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔

اور فرماتا ہے۔ اٰیْمًا تَوْتُوْا فَاَتَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ لِیْ بُرْہٰنِہٖ عَلَیْکُمْ ۚ اِنَّہٗ لَیَّوْفٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۸۷﴾ اور جو تم نے اس کی طرف سے امان لے لی ہے، اسے اللہ نے تم پر پوری کر دیا ہے۔ اور وہ اپنے وعدوں کا پورا کرنے والا ہے اور اسے علم ہے۔

وہ تم سے تھاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی جی پہلے ہی اور وہی جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے۔

اور پھر فرماتا ہے: - اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ دَعْوَةَ الدَّاعِ
(اِذَا دَعَاكَ بِتَعَرُّفِهِ) یعنی جب میری بندہ میری باری میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب دیکر کہ ایسا نزدیک
ہوں کہ مجھے زیادہ کوئی نزدیک نہیں۔ جو شخص مجھ پر ایمان لاکر مجھ کو پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں
ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے۔ اور میرا علم سب پر محیط ہے میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اٹھا
رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو ہتھیں شکی تری میں اٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا انکو جاننا اور پڑھنا ہی۔ جسکا حاجی چاہے وہ ہم سے آکر حاجی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اس پر اعتراض کر دینا۔ کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دنیا میں کون مسلمان ہو جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں نہیں کہ خدا کو کوئی فرستہ اُتھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے۔ کہ خدا ہر ایک کو اُتھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتی اُتھا رہی ہیں۔ دانستہ انداز سے سمجھ سکتا تھا۔ کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرض اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔

اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرض کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے منظر چار ہیں۔ جو دید کے دُوسے چار دیتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے ساتھ ان کا نام فرشتے ہی ہے اور وہ یہ ہیں۔ ان کا تشریح کا نام

یہ ہی ایک مصلحت ہے اور اس کے علاوہ کسی

اندر ہی ہے۔ سوچ دیوتا جسکو عربی میں شمس کہتی ہیں۔ چاند جسکو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دہرتی جسکو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں خدا کی چار صفوں کو اسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جسکو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اٹھا رہی ہیں یعنی عالم پر یہ ظاہر کر رہی ہیں تصریح کی حاجت نہیں اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں (۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں (۲) اکاش۔ سوچ چاند زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں (۳) اُن سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبریل۔ میکائیل وغیرہ نام رکھتے ہیں جسکو دید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں۔ یعنی اکاش اور سوچ وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفوں کو اٹھا رہی ہیں یہ وہی چار صفیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے۔ مگر یہ لوگ خوب ویدوان ہیں جو اپنے گہر کے سلسلے سے ہی انکار کر رہی ہیں۔

اخیر میں سنو۔ بہو لوگ۔ انترکش۔ برہم لوگ جبکا ذکر منو ۲۳۳ میں ہوا اسکے اوپر کسکی حکومت ہے۔

سوال چہارم۔ جبرائیل کا ہے۔ دیوتا ہے۔

ملایک اور دیوتا اسکے متعلق تمہاری گرد و یا نند کا یہ مذہب تھا۔ کہ وہ مظاہر قدرت ہیں۔ ویکرو دیو جو مکا صفحہ ۳۴۔ اسکے علاوہ (خدا کے) اور جسقدر دیوتا بتائی گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائینگے وہ سب اسی ایک آتما کے درمیشوں پر تکی انگ (مظاہر اجزاء قدرت) ہیں۔ کیونکہ وہ اسکے ایک ایک انگ قدرت کی جزو کو ظاہر کرتے ہیں۔ انتہی ان دیوتا کا قیام درتھ۔ رمن۔ ہیرے کی جگہ آتما یعنی پریشتر ہے۔ جبرائیل کے اصلی معنی جاؤر ایل ہیں یعنی خدا کا قریب جس طرح تمہاری بہا آگ فاصدہ ہے۔ اور ہوم کے ذریعہ تم لوگ (ہب) کستوری۔ نگہی۔ شہد۔ اور خوشبودار چیزیں وغیرہ اگنی دیوتا کے ذریعہ اور دیوتا کو پہنچاتے ہو۔ اور اُن سے نفع حاصل کرتے ہو یا حصول منافع کا خیال کرتے ہو۔ اسکے بالمقابل انبیاء و رسل اور انکے ابلع اولیا، اسد دیوگی جن، اپنی محنتوں عبادات و ذکر الہی توجہات اور مراقبوں سے سچو علوم حاصل کرتے ہیں۔ اور جناب الہی ان مظاہر قدرت کو انبیاء و رسل داولیا کیلئے مفید بناتا ہے۔ ان میں سے یہ جبرائیل ہے۔

تمہاری ہوم اور ہب سے مخلوق دیوتا اگر برسن ہو سکتے ہیں یا نفع بن سکتے ہیں۔ تو ذکر الہی اور عبادت سے خالق دیوتا برسن ہو کر مکالمہ کا شرف بخشتا ہے۔ اور جبرائیل آدمی دیوتا و ساطع ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۔ میں آسمان پڑ گئے۔ جواب۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اُٹے قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہو۔ قرآن ایک قلی قاعدہ ہر ایک ذمی حیات کے لئے باندھنا ہو۔ اور اس قاعدہ کلیہ سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کرتا۔ اس کے خلاف اعتقاد رکھنے والا قرآن کریم میں بتائی ہوئی خدا کی سنت کا کذب اورے ایمان ہے وہ آیت یہ ہے۔

اَلَّذِي يُخَالِفُ اِلَّا رُضًى كَيْفَا ثَا اَحْيَاكَ. وَ اَمُوَا ثَا دُفًى مِرْلَا تِ ہم نے زمین کو مردوں اور زندوں دونوں کو اپنی طرف جذب کرنے والی بنایا۔ اسکی کشش ثقل کسی کو اپنے اندر اور اپنے اوپر لینے اور رکھنے کے سوا چھوڑتی ہی نہیں۔

پھر خدا تعالیٰ نے اسی اپنی سنت کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نمونہ سے اور یہی صاف کر دیا جب کفار مکہ نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تو آسمان پر چڑھ جا تو خود خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو ارشاد کیا کہ یوں جواب دو۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلُ سُوْلَا تِ (پٹ بجا سائیل) تو کہہ میرا رب ایسے ناجائز سوالوں کے جواب اور ایسی لغو حرکات سے پاک ہو۔ کہ اپنی سنت کو توڑے۔ یہ اسکی مصلحت کے برخلاف ہے۔ میں تو بشر رسول ہوں۔ اور بشر رسول کا آسمان پر عجب غصہ جانا سنن الہیہ کے خلاف ہے۔

سوال پنجم۔ ہمارے نبی کریم براق پر سوار ہوئے اور خدا سو بات جیت کی اور آسمانوں کی سیر کو گئے۔ اس پر سننی اور مستحضر کیا ہے۔

الجواب۔ یہ سب امور حق ہیں انکی معافی کے لئے اس علم کی لغت کو دیکھو جسکو علم الرویا کہتے ہیں علم الرویا کی معتبر کتاب تفسیر الانام میں لکھا ہو۔ جو کوئی دیکھے کہ براق پر سوار ہوا وہ مراتب عالیہ پر پہنچ گیا۔ اور اسکو سفر میں عزت ملے گی۔ اور جہان سے گیا وٹاں با عزت واپس ہو گا۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا کہ آپ مکہ سے نکلے۔ اور پہر کس شان کے ساتھ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں با مراد اور منظور کہ میں داخل ہوئے۔

پراسی میں لکھا ہے جو دیکھے کہ وہ پہلے آسمان پر گیا۔ اسکی عمر بہت بڑی نہ ہوگی۔ اور جو دوسرے پر جاوے وہ عالم اور حکیم ہو اور جو تیسرے پر جاوے اسکی عزت و اقبال زیادہ ہو اور جو چوتھے پر جاوے وہ بادشاہوں کی نظیروں میں مغرور ہو۔ اور جو پانچویں پر جاوے۔ اسکو جبرع و فزع اور مشکلات پیش آویں۔ اور جو چھٹے پر پہنچے اسکو سعادت و جاہ حاصل ہو۔ اور جو جناب الہی کا دشمن کرے اسکا انجام بخیر ہو۔ یہ ساری باتیں جو عزت اور جاہ اور علو اور انجام بخیر اور کامیابی کو متعلق

ہیں۔ وہ سب ہمارے بنی کریم کے حق میں احسن وجہ سے پوری ہوئیں۔ یہ سیر آسمان ایک مکاشفہ ہے۔ اسکی تادیل و تعمیر اسی علم کی کتابوں میں دیکھنی چاہیئے۔ افسوس تم پر تنہ خواہ مخواہ اعتراض کا ہلکا لیکر ثابت کر دیا ہے۔ کہ کسی سچے علم سے تمہیں کوئی مناسبت نہیں اور التزام کر لیا ہے کہ ہر ایک حق اور حقیقت کا انکار کر دیا جاوے کوئی قوم ہے جو علم مکاشفہ سے انکار کر سکتی ہے اور اس مکاشفہ کا تو انکار ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ واقعات نفس الامریہ نے اسکی تصدیق کر دی ہے۔

پہر یا در کہو کہ معراج فقط ایک خواب ہی نہیں۔ بلکہ حقیقی معراج تو حضور کی فطرت میں موجود تھا فِذَاهُ اَبْنِیْ وَ اُمِّی صمدہ علیہ وسلم اور یہ معراج اس حقیقت کا اظہار تھا۔ اور اعلیٰ اظہار تھا اور واقعات نے اسپر ہر لگا دی۔

فائدہ۔ معراج میں ایک لطیف جسم ہوتا ہے۔ جو اس جسم کثیف سے الطف اور قویٰ میں قوی تر ہوتا ہے ہم نے کسی سوال کے جواب میں دکھایا ہے کہ نفس انسانی (روح) کے ساتھ جسم لطیف اور قویٰ قائم رہتا ہے اور ثبوت استیعظ کا لفظ جو اصح الکتاب بعد کتاب سید میں جو اس ہماری بات کی تصدیق کرتا ہے۔

سوال نمبر ۱۸۔ ”اسد تعالیٰ نے شوک کرایا کہ آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرایا“

الجواب۔ اول تو اسد تعالیٰ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہو سکتا کیا ایک پویت کرتا ہے کیا برہمچریہ کیا سنیا سی ہو کیا دواہ یا نیوگ کرتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ دوم۔ سجدہ کے معنی تو فرمانبرداری کے ہیں۔ خود قرآن میں ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (پٹ ج) اور اسد کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (پٹ ج) اعلیٰ اسد کی فرمانبرداری کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور زیر اخیل قصیدہ میں ہے۔ ۵

بجمع فصل المبلوٰی فی حجاتہ۔ - - - - - تری لا کہ فیہا سجد اللحوافر

پہر کیا اچھے لوگوں کی خصوصاً ان لوگوں کی فرمانبرداری جو اسد کی طرف سے خلیفہ۔ بادشاہ حکام رسول۔ ہو کر آتے ہیں شرک ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

اگلی خلفاء کی اطاعت و انقیاد۔ و فرمان برداری سیاست و تمدن کا اعلیٰ اور ضروری مسالہ ہے۔ بلکہ اگلی فرمانبرداری۔ خود اگلی فرمانبرداری ہے قرآن میں ہے۔ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطاع الله و اطاع رساء اور فرمایا اَطِيعُوا الله وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ

منکندہ دھس نہ کیا تھے نہیں سنا یا استیارتہ میں نہیں پڑا۔ جہاں لکھا ہے کہ عورتوں کی ہمیشہ پوجا کرنی چاہیے۔ اگر کوئی سستی پوجا کے کئے جاسکتے ہیں۔ تو سجدہ کے کیوں نہیں کئے جاتے۔ آج ایسا اعتراض کرنا اور ایسے شخص کے منہ سے ایسا اعتراض نکلنا جو انگریزی پڑھ لکھنے کا کس قدر شرم کی بات ہے انگریزی زبان میں ورشپ کا لفظ کس قدر وسیع اور وزمرہ کی بول چال میں آتا ہے۔ حتیٰ کہ بچوں کو ہر ورشپ کہا جاتا ہے اسکے منہ سے سوائے اسکے اور کیا ہیں۔ کہ وہ قابل اطاعت شخص میں فرق میں آئی ہے۔ کہ درخت اور چار پائے اور آسمان زمین کی ساری چیزیں خدا کو سجدہ کرتی ہیں اور امرا العلیس کے شعر میں ہے۔ کہ تمام جنگل اُن گھوڑوں کے سموں کو سجدہ کرتے تھے اب صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ سجدہ عرفی نہیں۔ جو زمین پر گر کر پیشانی کو زمین سے ٹکرا کرتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ دُجَّاجٌ غَلَّ اسد کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ دُجَّاجٌ اور اسد کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ جو آسمانوں میں ہے۔ اور جو زمین میں ہے۔ تو کیا آسمان آسمان کی چیزیں اور زمین کی زمین پر گرتی ہیں۔

تمہارے آریہ مسافر کے جواب میں اور ترقیہ والے کے دفاع میں بننے ایک مضمون لکھا تھا۔ جب وہ مر گیا تو ہم نے اس مباحثہ سے اعراض کیا اور یہ مضمون پڑا۔ اب جو تھے نئی چیئر کی قواس مضمون کو مختصراً لکھ دیتے ہیں۔ آریہ مسافر اور ترقیہ والے کا اعتراض حسب ذیل ہے۔ یہ جس زمانہ میں کہ آنحضرت محمد صاحب ہوئے تھے۔ اس وقت بُت پرستی بہت پھیلی ہوئی تھی۔

الی ان قال

”مگر چونکہ انکی سرشت میں بُت پرستی بہری ہوئی تھی۔ احکامات مندرجہ میں بُت پرستی کے خلاف صادر ہوئے“

پہلا حکم۔ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ یہ آدم پرستی ہوئی۔
دوسرا حکم۔ وَ عٰمِدْنَا اِلٰی اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِیْ لِلطَّٰعِیْنَ وَ اَلْعٰکِفِیْنَ وَ اَلْزٰکِیْنَ السَّجُوْدِ بِقَرۡبِیْ یہ کہہ پرستی ہوئی۔
تیسرا حکم۔ وَ اِذْ قُلْنَا لِمُوسٰی کَ اٰتِیۡکَ اَنْ تَسْتَبِیۡحَ اِلٰی نَارِ اَسٰتِیۡکَ مِنْہَا یُخْرِیۡ اُذۡ اٰتِیۡکَ بِسَہَابٍ فٰتِیۡسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ۔ فَلَمَّا جَآءَہَا فَوَّیۡ اَنْ یُّوْرِیۡکَ مِنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَہَا وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیۡنَ مَا یُمُوۡسٰی اِنَّہٗ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیۡزُ الْحَکِیۡمُ

دپ اعلیٰ یہاں آگ کو خدا جانا۔

- ۱۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (دپ۔ نساء)
 - ۲۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا - دپ۔ نساء)
 - ۳۔ وَالَّذِينَ يَزُؤْنَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (دپ توبہ)
 - ۴۔ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ نَكْمًا لِّئَلَّا يُرْضَوْهُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُمْ (دپ توبہ)
 - ۵۔ إِنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ دپ۔ توبہ) یہ سب رسول پرستی
- یہ خلاصہ تنقیہ دماغ کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ اکابرے۔

الجواب۔ قرآن مجید اور اہل القرآن حسب قدر شرک و بت پرستی کے مخالف ہیں اتنا تو درکنر اس کے قریب قریب ہی کوئی مذہب دنیا میں بت پرستی کا مخالف نہیں۔ سوچو کس کتاب میں یہ کلمہ لکھا ہے۔ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ دپ (الحکم السجدہ) ترجمہ) سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو۔

کیا وید میں ایسی باتیں ہیں کہ وایو د آگ۔ جل۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی پرستش نہ کرو اگر ان مادیات کی پرستش کی مخالفت ہوتی۔ تو جل پرست وغیرہ کہاں سے پیدا ہوتے اور کس کتاب میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ
يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ اُمَّةٍ

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا عَظِيْمًا (دپ۔ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا۔ وہ سخت بہک گیا۔

اِنَّهُ مِنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا فِيْهَا النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصَابٍ (دپ مائدہ) یہ نجات بات ہے کہ جو اللہ سے شرک کرے۔ اللہ جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا (دپ نساء) اور جس نے اللہ سے شرک کیا اس نے بڑی بدی کی بات تراشی۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (دپ احقاف) اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہو جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ لَوْلَا قَدْ حُورًا دِہا بنی اسرائیل) اور تو
اس کے شاہتہ اور معبود مت ٹہم اور نہ تو ذیل اور راندہ ہو کہ جہنم میں گرایا جائیگا۔

وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا (آیت ۲۹-الحج) اور حبیب اللہ کا
 بندہ اسکی عبادت کے لئے اٹھا قریب تھا۔ کہ اسپر ٹوٹ پڑے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ ۚ اللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٩﴾

کہہ حمد اللہ کے ہی اور سلام اُس کے برگزیدہ بندوں پر تھا اور خدا خیر و برکت ہے یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔

اَمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَآءً اَفَاَنْتُمْ اَنْتُمْ اِلٰهٌ خَدَّيْكُمْ
بِهَاجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْبِئُوْهُمْ شَيْئًا ۚ اِلَّا مَعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعِدِلُوْنَ ۚ
الفل) کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہاری لئے بادل سے پانی اُتارا۔ پہرے اُس
سے خوشنما باغ اُگلے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا۔ کہ تم درختوں کو اُگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے
ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

اَمْثَنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ
الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا اِعَالِهَ مَعَ اللّٰهِ لَبَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (درجہ کے زمین کو
تمام چیزوں کے لئے قرار گاہ بنایا اور اس میں دریا رواں کئے اور اسکے لئے پہاڑ بنائے اور دو
دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے اصل بات یہ ہے
کہ یہ نادان لوگ ہیں۔

اَمَنْ يَحْيٰى الْمَظْطَرَّ اِذَا دَخَا وَ يَكْشِفُ السُّوْمَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ اَلْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِيْنَ مَا تَدْرُوْنَ كُنْ اَوْ اَنْتَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ۔ کون ہے جو بجا پرہ کی آواز سنتا ہے۔ جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کے دکھوں کو دور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ تباہ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔

اَمَنْ يَهْدِيَكُمْ فِي ظُلُمَاتٍ الْبَرِّ وَالْجَنَّةِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَّاحَ بُشْرًا لِبَيْنِ يَدَيْ رَحْمَتِهِ
عَالِمٌ مَعَ اللَّهِ عَالِمٌ كَوْنُ مَا كُنَ هُوَ جَوْدٌ بِحُرِّ تَارِكِيوں میں نہیں راہ دکھاتا
ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت (باران) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو پہنچاتا ہو
بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ ان کی مستام شرک

کی باتوں اور شر کیوں سے۔

أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ لَقَدْ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مَا إِلَهُ مَعَهُ اللَّهُ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ مَا قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ دپٹ۔ النمل) کون ہر جوتہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہر تباؤ کوئی مسبود اور کے ساتھ ہے۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں۔ وہ غیب کو نہیں جانتے سوا اللہ کے انہیں کوئی پست نہیں۔ کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

یہ نمونہ ہے ان کلمات لقیات کا جن میں شرک کا استیصال کیا گیا ہے اور قرآن میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہیں۔ پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ایسی صریح اور پرشکوہ تعلیم کے خلاف یہ الزام لگایا جائے کہ اس میں شرک کی تعلیم ہے اگر آریہ میں غیرت ہے تو ہم انہیں بلا تے ہیں کہ ایسی پاک تعلیم شرک کے خلاف وید سنی کا لکھ دکھائیں۔ کاش وید میں کوئی صاف فقرہ ایسا ایک ہی ہوتا۔ تو اتنی مخلوق ناپاک بت پرستی میں گرفتار نہ ہوتی۔ یہ وید کی بقول دیاتند کے استعارہ آمیز تعلیم کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان نامعلوم برسوں سے طرح طرح کی مخلوق پرستیوں کی محسوس میں مبتلا ہے۔ قرآن کریم اپنی نسبت دعویٰ کرتا ہے۔ جیسے فرمایا۔

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ دپٹ نساء) اگر قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بلکہ قرآن مجید کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۝ دپٹ۔ النمل) قرآن اسی لئے آنا رہا ہے۔ کہ لوگوں کی تمام اختلافی باتوں کا حکم نیکو فیصلہ کرے۔

اس صورت میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں شرک کی تعلیم ہے۔ کہ بَوت کَلِمَةً تَخْذِيحُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ دپٹ کہتے

اب اس اعتراض کا جواب سنئے جبکو تنقیہ کے نہایت ناہم مگر تکذیب مخالفی سے کس قدر مہذب نے بیان کیا ہے۔ تنقیہ کا مولف کہتا ہے۔ کہ قرآن مجید اور حضرت مہدی اسلام نے آدم پرستی۔ کہہ پرستی۔ آگ پرستی۔ رسول پرستی سکھائی ہے۔ لاجول ولا قوۃ الا باللہ یعنی

تکذیب والے سے تنقیہ والے کو مہذب اس لئے کہا ہو۔ کہ اس نا فہم نے تکذیب کے صفحہ ۲۱۰ میں پرستی۔ سخی سرور پرستی۔ شمس پرستی۔ تابوت سکیہ پرستی کو اسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ یا حیرائیل کا وظیفہ کرتے ہیں۔ مؤلف تنقیہ کو تو دلیل کا خیال بھی آیا ہے۔ مگر کذب نے سب کچھ بے دلیل ٹانگ دیا۔ بہر حال سنو! پرستش کے معنی عبادت اور پوجا کے ہیں۔ عبادت عربی زبان میں کسکو کہتے ہیں۔ قاموس اللغة اور اس کی شرح تاج العروس میں لکھا ہے۔ اَلْعِبَادَةُ فعل ما یرضی بہ الرب عبد عبادۃ وعبودۃ وعبودیۃ اطاعۃ اعبدا وارتبکم اطیعوا ربکم

پھر سوچنا چاہیے علاوہ بریں آدم علیہ السلام کا قصہ ایک تاریخی واقعہ کا بیان ہے اس واقعہ کے بیان سے یہ کہاں سے نکلا کہ حضور علیہ السلام ہمارے بنی کریم نے ملائکہ کو آدم کے سجدہ کا حکم دیا۔ بُت پرستی اور بتوں کو قرآن نے رُجس فرمایا۔ جیسے فرمایا فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ (دپ جمع) اور اَنْ طَهِّرُوا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (دپ بقرہ) کا مطلب یہ ہے۔ کہ مکہ معظمہ کو بُت پرستی اور بتوں سے پاک کر دو۔ یہاں بُت پرستی کا استیصال ہوا یا بُت پرستی ہے؟

نیز ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنا اور اہل اسلام کا بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا یا مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا اور پیغمبر صاحب نبی بات کو ماننا کیا اپنے نفس و ہوا کی فرمانبرداری ہے کیا آدم کا حکم ہے کیا کعبہ کا حکم کیا حضرت نبی عرب کا اپنا حکم ہے۔ یا حسب عقدا اہل اسلام کے اللہ تعالیٰ کا حکم۔ اگر باعقاد اہل اسلام اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اللہ کی عبادت ہوئی۔ نہ آدم اور کعبہ اور رسالت مآب کی۔ ہاں بُت پرست کی بُت پرستی شرک ہوگی۔ کیونکہ اس پر اتنی فرمان نہیں۔

پھر حضرت سیدنا ابوالبشر آدمؑ خلیفہ تھے۔ انہی خلفاء کی فرمانبرداری اور انہی رسولوں کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری ہوا کرتی ہے۔ کیا تم کو اتنی ہی خبر نہیں کہ رسول کے معنی ایسی ہی کے ہیں۔ ایسی ہی پیام رسال کی اس امر میں فرمانبرداری جس میں وہ پیام ہو کر کسی کے حکم کو پہنچاتا ہے۔ حکم بھیجنے والے کی فرمانبرداری ہوا کرتی ہے۔ اس واسطے صحابہ کرام کو جب حضرت سرور عالم کوئی حکم فرماتے تو بعض وقت وہ پوچھ لیا کرتے۔ کہ اَرِحْنَا امْرُؤًا مَشُورًا آگ پرستی کا تو قرآن میں کہیں ذکر ہی نہیں اور حیلِ نبی سے استدلال

کیا ہے اس آیت کی تفسیر تفصیل میں تقدیر برائین احمدیہ جلد ۱ کے صفحہ نمبر ۱۵۰-۱۵۵ میں کر دی جا
 علاوہ بریں کعبہ پرستی کے اہتمام پر گزارش ہے کہ اہل اسلام کا کعبہ کی طرٹ موبند کر کے نماز
 پڑھنا کعبہ پرستی ہرگز نہیں ہو سکتی ۱۔

اول۔ تو اسلئے کہ استقبال کعبہ کے صرف اتنے میں ہے کہ کعبہ کی طرٹ موبند ہر
 اور بت پرستی کا حاصل یہ ہے کہ بت مسبود ہوں۔

دوم۔ نمازیں کعبہ کی طرٹ موبند ہونا چاہئے۔ اس امر کی نیت بھی شرط نہیں کہ کعبہ کی طرٹ
 موبند ہو چہ جا کہ کعبہ کی عبادت کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی عبادت کی نیت ضرور ہے۔

سوم۔ ابتداء نماز سے نماز کے آخر تک اسلامی نمازیں تنظیم کعبہ کا کوئی لفظ نہیں۔ نماز
 اللہ اکبر کے حفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اور رحمۃ اللہ کے لفظ پر ختم ہو جاتی ہے اللہ ہی کے نام سے
 شروع اور اسی کے نام پر ختم ہوتی ہے۔

چھارم۔ کعبہ کی دیواروں کا نمازی کے مقابل ہونا بالکل مشروط نہیں اگر بالفرض کعبہ
 کی دیواریں منہدم ہو جاویں جیسے حضرت عبداللہ بن زبیر کے وقت نئے سرے کعبہ کی تعمیر کے
 وقت اتفاق ہوا تو بھی نماز ادا کی جاتی ہے۔ اگر کعبہ کی دیوار معبود و سجد ہوتی تو ضرور تباہ کرتے
 دنیا نماز متوقف رہتی۔ غور کرو۔ اگر شیڈ وارے اور رگنا تہ جی کے مندر کی بت اٹھا کر
 کیسی اور جگر کھوادیں۔ تو بہر بت پرست لوگ تمام بت پرستی کے ذرائع اوسى دوسری جگہ
 ادا کرتے ہیں۔ اور پہلی جگہ کو کدئی نہیں پوچھتا۔

پنجم۔ خانہ کعبہ کو اسلام نے بیت اللہ کہتے ہیں اور بالکل ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی کے
 مکان کو جاتا ہے۔ تو اس کا مطلب مکان والا ہوا کرتا ہے۔ کسی تخت نشین بادشاہ اور بزرگ
 کے آداب و نیاز اس کے تخت کے سامنے تخت کے آداب نہیں ہوا کرتے۔ اور بت پرست بتوں کو
 خدا نہیں جانتے۔ بلکہ جن کے بت ہوا کرتے ہیں۔ ان کا منظر جانتے ہیں۔

ششم۔ مستحق عبادت اسلام کے نزدیک صرف وہ ہی۔ جو خود موجود کل کے نفع و ضرر کا
 مالک و مختار ہو اور اس کا نفع و ضرر کسی سے ممکن نہ ہو۔ وہی جس کا کمال جلال و جمال ذاتی ہو۔
 اور تمام اسے سوا اپنے وجود و بقا میں اسی کے محتاج مسب کے کمالات جمال و جلال سی کے عطا ہوں
 اور اسی چیز اللہ تعالیٰ کے واسطہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی بھی نہیں۔

سب سے افضل۔ اکمل۔ اتم حضرت سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود و وجود

انہی پاک جناب کو بھی سلامی اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہی اعتقاد کرتے ہیں۔ اسلام کا اعتقاد ہے کہ ایک ذرہ کے بنانے کا بھی اختیار انہیں نہیں۔ ایک رتی برابر کسی کے نقصان لینے کی قدرت نہیں۔ آپ خالق کائنات نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو متہکما رو۔ اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کیلئے اٹھتا تو اس پر ٹوٹ پڑنے لگے۔

وَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا
وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا
يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا

کہہ میں خود ہی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ کہہ میں تمہاری ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ کوئی مجھ کو خدائی خدا سے پناہ نہیں دے سکتا اور نہ میری موت کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہو میرا کام تو مشرک کے پیغام پہنچانا ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَكَأَشْرِكُ بِهِ
أَحَدًا ۚ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَ
كَارَ شَدًّا ۚ قُلْ إِنِّي لَنْ يُخَيِّرَ بَيْنِي وَ
بَيْنَ اللَّهِ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا
إِنَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتٍ لِّأَهْلِ

عبادت و اطاعت اور فرمانبرداری کا اصل باعث اللہ ہی ہے۔ اسی واسطے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ کہ ان سے انکو نفع کی امید و ضرر کا ڈر ہے اور اہل اسلام کو کعبہ کی نسبت یہ اعتقاد نہیں۔

ہندی بت پرست اور عیسائی قوموں کا یہ حال ہے کہ ہندو بت پرست تو پر مشرکوں کو کرتا اور زنگھار شترنا اور مترت سے پوتر جان کر شیوا اور بشنو وغیرہ ہزاروں دیوتا کی پرستش کیا کرتے ہیں۔ جن سے انکو امید و خوف ہوتا ہے۔ اور عیسائی باری تعالیٰ کو ایسا عادل و بجات نہ دے سکے۔ یقین کر کے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کو منجی بجات دینے والا اعتقاد کر کے انہی پرستش کرتے اور عبادت کر کے شرک میں گرفتار ہیں۔

ہفتم۔ علم اگر معلوم کا تابع ہے تو حکم معلوم کا تابع نہیں۔ حکم ہمیشہ حاکم کا تابع ہو کرتا ہے۔ کیا منے علم میں عالم کی رضا و اختیار کو دخل نہیں۔ جیسا معلوم ہوتا ہے ویسا ہی حکم علم ہوا کرتا ہے اور حکم میں حاکم کو اختیار ہوتا ہے۔ اپنی مرضی کے مطابق جو چاہے حکم کر دے۔ محکوم کی مرضی کو اس میں دخل نہیں۔ محکوم کا فرض ہے کہ حاکم کا حکم سنکر اس میں چون و چرا نہ کرے بلکہ حاکم کی مرضی کا تابع رہے۔

مگر ہاں قابل لحاظ یہ امر ہے کہ اگر وہ حکم ایسے علم و اعتقاد پر مبنی ہو جو خلاف واقعہ ہے تو پھر اس حکم کو بلا تاثر اغواء شیطانی سمجھئے نہ ارشاد و ربانی۔ کیونکہ لاجرم علم معلوم کے تابع ہوا کرتا ہے بمثل حکم تابع حاکم نہیں۔ اگر یہ بات ہے۔ تو پھر استقبال کعبہ میں حکم الہی کی تعمیل لازم ہے اسلئے کہ اس حکم کا مدار کسی اعتقاد و خلاف واقعہ امر پر نہیں بلکہ کسی واقعی اعتقاد کی ہی ضرورت نہیں۔ فقط حکم کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر اسلام میں استقبال کعبہ بن کعبہ پرستی ہوتی تو بے ریش مثل بُت پرستی کے یہاں بھی اس اعتقاد کی ضرورت ہوتی کہ کعبہ عبادت کا مستحق ہے مگر اسلام میں استقبال کعبہ کا مطلب اتنا ہے کہ خدا کی عبادت اس طرف کرو۔ کیونکہ اول تو انسان مقید نے ابھرتے ہیں۔ اگر اس کو اندر نقلے کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جہت سے علیحدہ ہو کر حسانی عبادت کرے۔ تو انسان پر تکلیف مالا یطاق کا بوجھ ڈالا جاتا اسلئے جسم کے لئے چونکہ جہت لازمی تھی اسکے لئے جہت تجویز ہوئی۔ تب تک مفاہیم العلوم۔ ہاں پُرب کو مُنہ کر کے عبادت کرنا سوج پرستی معلوم ہوتی ہے۔ منو ۲۔ ۷۵۔ اور ہوم کے وقت آگ کی طرف مُنہ کر کے اہوتی دیتے ہو۔ جو آگ پرستی ہے۔

سوال نمبر ۱۹۔ ”ظالم نہیں۔ توفیق کی خاطر تمام دنیا کو کیوں غرق کیا“

الجواب۔ تمام دنیا کو غرق کر دینا قرآن کریم میں ہرگز نہیں۔ اس کی عربی تو افقاً الدُّنیا کُلُّھا ہے اور یہ لفظ قرآن میں ہرگز نہیں۔ مگر تباؤ و جل سے سرشتی کیونکر ہوتی ہے۔ اور کیوں ہوتی ہے جل پرلے اور اوج کے نیچے کی پرلے آپ کو معلوم نہ ہوں۔ تو دیکھو ستیا رتھ صفحہ ۲۹۰

”جب مہا پرلے ہوتا ہے تب اُسکے بعد اکاش وغیرہ کی ترتیب ہے اور جیہا کاش اور وایو کا پرلے نہیں ہوتا۔ اور اگنی وغیرہ کا ہوتا ہے تو اگنی (حرارت) وغیرہ کی ترتیب اور جب ودیت اگنی (حرارت برق) کا بھی ناش نہیں ہوتا۔ تب پانی کی ترتیب دینا پیدا ہوتی ہے یہاں دیکھ لو۔ کہ ایک وقت میں تمام دنیا پر جل آتا اور سب کچھ ہلاک ہو جاتا ہے۔ گو ہم ایسی باتوں کے قائل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ طاعون کی سزائیں پہلے کپڑے کوڑے۔ پھر چوہے ہلاک ہوتے ہیں۔ سفوف خالق کو جس طرح پیدا کر نیکا اختیار مارنے کا ہی ہے۔

سوال نمبر ۲۰۔ ”خدا نے خود و لوہ پُر مَر لگا دی اور کافوں میں پروے ڈال دیئے

تو انہی کا بھیجنا حماقت ہے۔ خدا خود دوزخ میں جاوے“

الجواب

۱۔ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوا و دپ
دالہ برہم کا لفظ یہاں تین بار آیا ہے اور یہ ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے جسکے معنی ہیں۔ وہ
لوگ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ ذکر ایسے لوگوں کا ہے جنکا پہلے کوئی ذکر آچکا ہو۔ اسلئے ہم کے
معنی سمجھنے کے لئے ضرور ہوا کہ ماقبل کو ہم دیکھ لیں۔ تو جب پہلے ماقبل کو دیکھا تو یہ آیت موجود
۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ؕ اَآذَنَّا نُنْزِلُ الْہٰکِمَ الَّذِیْنَ مَنُوْنَ
دپ الد۔ اس بیان سے اتنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے منکر لوگ ہیں جنکے لئے ختم اللہ کا ارشاد
ہے عام نہیں۔

پھر تشریح کریم نے صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ جہاں ارشاد کیا ہے۔
بَلْ طٰیْعَ اللّٰہِ عَلَیْہِمْا لَیْکُفِّرْ ہُم دپ نساء) یعنی انکے کفر کے سبب انکے دلوں پر ہر
لگا دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر کا باعث کفر ہے۔ انسان کفر کو چھوڑے۔ تو ہر
ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح فرمایا۔

کَذٰلِکَ یُطٰعِ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبٍ مُّشٰکِلٍ جَبَّارٍ دپ مؤمن)

پس تعظیم و دونوں آیتوں کی یہ ہے دپ بقرو،

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا د تحقیق جن لوگوں نے کفر کیا، یاد رکھو کہ کفر کرنا کافر انسان کا اپنا
فعل ہے۔ جیسے قرآن کریم نے بتایا۔ اور یہ پہلی بات ہے۔ جو کافر سے سرزد ہوئی ہے اور یہ کفر
خدا اور وحانی قوتوں طاقتوں سے کام نہ لینے سے شروع ہوا جو دل کی خرابی کا نشان ہے
سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ؕ اَآذَنَّا نُنْزِلُ الْہٰکِمَ الَّذِیْنَ مَنُوْنَ برابر ہو رہا ہے انکے نزدیک خواہ ڈرایا
توئے یا نہ ڈرایا توئے، یعنی تیرے ڈرانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ دوسرا فعل کافر انسان
کا ہے۔ کہ اس نے اپنی عقل و فکر سے اتنا کام بھی نہیں لیا اگر اس میں یہ خوبی نہ تھی کہ ایمان کے لئے
خود منکر کرنا سوچا۔ عقل سے آپ کام لیتا۔ تو کم سے کم رسول کریم کے بیانات کو ہی سنتا کہ کفر
کا نتیجہ کیسا برا اور اس کفر کا انجام کیسا برا ہے۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ ہ نہیں ملتے یہ تشریف لے کر کافر انسان کا ہے اول تو ضرور تھا کہ قلب سے کام
لیتا۔ جو روحانی قوت کا مرکز ہے اگر اس موقع کو ضائع کر چکا تھا تو مناسب یہ تھا کہ نبی کریم
کی باتیں سنتا پس کان ہی اسکے لئے ذریعہ ہو جاتے کہ ایمان دار بن جاتا۔ اور یہ دوسرا موقع

حصول ایمان کا ہونا۔ پھر اگر یہ بھی کہو بیٹھا تو مناسب تھا۔ کہ کہے ایمانداروں کے چال چلن کو دیکھتا جو ایسے موقع پر اُسی کے شہر میں موجود تھے اور یہ بات اس کافر کو آنکھ سے حاصل ہو سکتی تھی مگر اس نے یہ تیسرا موقع بھی ضائع کر دیا۔

غور کرو۔ اگر کوئی دانا حاکم کیسکو مختلف عہدے سپرد کرے لاکن وہ عہدہ دار کہیں یہی اپنی طاقت سے کام لے تو کیا حاکم کو مناسب نہیں کہ ایسے نئے شخص کو عہدہ سے اس وقت تک معزول کر دے۔ جب تک وہ خاص تبدیلی نہ کرے۔

اب اسی ترتیب سے دوسری آیت پر غور کرو۔

خُتَمَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوْبِهِمْ دُپُ الثَّامِنَ لَمَّا دِي اَسَدْنِ اَنَّهُ دِلُونِر۔ اس لے کہ انہوں نے پہلے دل کا ستیاناس خود کیا اور کفر کیا۔

وَعَلَىٰ صُغَيْرٍ۔ اور انکے کا نوپڑ۔ یہ دوسری سزا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کافوں سے کام نہ لیا۔ وَعَلَىٰ اَبْنَارِہِمُ غَشَاوَةٌ۔ یہ تیسری سزا ہے کہ انکے آنکھوں پر پٹی ہے کیونکہ انہوں نے آنکھ سے بھی کام نہ لیا۔

ظاہری مثال آپ نے قرآن کریم کے فہم میں دل سے اب تک کچھ کام نہ لیا اور یہ بات بچے تھارے سوالوں سے ظاہر ہوئی ہے۔ اور نہ یہ کوشش کی کہ پہلے ان سوالات کے جوابات کسی شکم سے نشتے۔ اب میں آپ کے آگے آپ کی آنکھ کے آگے یہ رسالہ رکھتا ہوں۔ دیکھئے آپ روحانی آنکھ سے کام لیتے ہیں یا نہیں اگر توجہ کی اور کفر جوڑا تو دیکھ لینا پھر ٹوٹ جائیگی بات یہ ہے۔ کہ ایک عام قافون جناب الہی نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جس سے یہ تمام سوال حل ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

قُلَّمَا ذَا عَوَّا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبُہُمْ دُپُ الثَّامِنَ (صفا) جب وہ کچھ بولے خدا نے انکے دلوں کو کھجایا۔ یہ بات انسانی فطرت کے دیکھنے سے عیان ہوتی ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ قوتیں عطا فرما کر ان قوتوں کے دینے کے بعد ان قوتوں کے افعال کے متعلق انسان کو جواب دہ کیا ہو اور انہیں طاقتوں کے متعلق نافرمانی کے باعث انسان عذاب پاتا ہے مثلاً ایک ہوا دار روشن کمرہ کی کپڑ کیاں عمدہ طود پر بند کی جاویں تو اس بند کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کمرہ کے اندر اندر ہوا اند کمرہ کی ہوا ترک جاوے۔ یہ مثل ٹھیک ان اعمال پر صادق آتی ہے۔ جنکا انسان جوابدہ ہے۔ اسی طرح آتشک اور غاص سوزاک اُن لوگوں کو ہوگا۔ جو بدی کے مرتکب ہوئے۔

پس جب کہڑکیاں کہو لدی گئیں اور پورا اور صحیح علاج کر لیا گیا۔ تو کمرہ پہرہ و دار روشن اور مرعین اچھا ہو جائیگا۔ مہرین اسلام کے رو سے ٹوٹ ہی جاتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن کریم میں آیا ہے۔ هَذِي لِلْمَآئِسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى دُبِّ بَقَرَةٍ مَّهْرٍ يٰۤهٰٓؤُمِ۔ تو بنی کریم سے لیکر کہو در در کر ڈ آجک مسلمان ہوئے۔ مال۔ تمہارے مذہب کے رو سے مہر کا ٹوٹنا ضرور محال ہے کیونکہ اگر مہروں کا ٹوٹنا محال نہیں تو آپ کم سے کم اپنی گاؤ ماما کو اسکے بہر شٹ جنم سے چھوڑتے۔ ہیں اسے بند تانی بنا کر دکھاؤ تو سہی۔ اس بیجاری کا جنم صرف سزا ہی ہوگ رہا ہے۔ کاش اس کی مہر ٹوٹتی تو نہ انگریز اسے مارتے اور نہ ہم پراتنی مقدمات قائم ہوتے۔

سوال نمبر ۲۱ خدا کے ہاں سفارش منظور نہیں پر کہا بعض کی منظور ہے۔ کیا سفارش اور گناہ کا کیا تعلق ہے؟

”قرآنی خدا مطلق العنان ہے قیدی لائے جاتے ہیں۔ وزیر سفارش کر رہا ہو۔ اور لڑکے زہی دربار لگا ہے۔“

الجواب۔ میں اپنے فن طبابت میں دیکھتا ہوں۔ کہ میری کوشش کی سفارش۔ میری دی ہوئی دواؤں کی سفارش کہیں منظور ہو اور کہیں نامنظور ہے۔ اسی طرح سائنس دانوں کی سفارش کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ بادشاہوں کے وزراء اور امرا سپہ سالاروں کی سفارشیں کہیں منظور ہیں کہیں نامنظور۔ وعالمیں کہیں کامیاب کر کے شکر کے انعامات کا موجب ہوتی ہیں اور کہیں ناکامی سے صبر کے انعامات دلاتی ہیں۔

پس اس قاعدہ کے مطابق بعضوں کے حق میں لکھا ہے۔ کسی کے لئے سفارش نامنظور ہے۔ اور بعض کے لئے سفارش منظور ہو۔ اسی طرح بعض کی سفارش منظور اور بعض کی نامنظور۔ سفارش اور گناہ کا یہ تعلق ہے کہ گناہ اخذ کا موجب ہے۔ اور سفارش گنہگار کی سفارش اسکے نیک اعمال کے باعث ابھی عفو دکھا، کو حاصل کر کے ایک قسم کے گنہگار کے لئے تو کہا کا موجب ہوتی ہے۔ اور سفارش گنہگار کے واسطے باعث اعزاز و امتیاز۔

شفاعت ایک دعا بلکہ دعا سے بڑھ کر ایک درجہ کی پراگتھا ہے۔ پس اس پر انکار کیا۔

سوال نمبر ۲۲ آدم کی پیدائش۔ اور اس کی روح انسان ہے؟

الجواب۔ نادان انسان استیارتہ پر کاش میں لکھا ہے۔ صفحہ ۲۹۴۔ ۲۹۵ سوال کے جواب میں۔ سوال یہ ہے آواز دُنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے۔ اور جواب یہ دیا ہو کہ کئی

اور پہر دو سوال کے جواب میں کہا ہے: ”ابتدا دنیائیں انسان وغیرہ کی پیدائش یحییٰ جوانی یا بڑاپے کی عمر میں ہوئی۔ جواب جوانی کے عمر میں۔“

تم کو ایک بابا آدم کی پیدائش سے یہ دکھ پہنچا۔ کہ ترک اسلام کیا اور یہاں تم کو آریہ سملی جننے کے لکھ کئی آدم ماننے پڑے۔ یہیں نے قرآن کریم کے مخالفوں اسلام کے مخالفوں کی نسبت یہ تجربہ کیا ہے کہ جو کوئی وہی طور پر قرآن و اسلام پر اعتراض کرتا ہو۔ اس نادان کو بڑھچڑھ کر قتل کرنا کائنات نہ بننا پڑتا ہے۔ جو وہی طور پر کئے تھے۔

مثلاً مسیحی لوگوں نے اعتراض کیا کہ فلاں جزوی اور فردی مسالہ میں قرآن و اسلام بائبل کا خلاف کرتا ہے اسلئے ہم اسے نہیں مان سکتے اسکا نتیجہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام شریعت کو وہ لوگ لعنت اور پرانی چادر یقین کر کے از سر تا پا چھڑ بیٹھے۔ اور مثلاً آریہ نے ہماری توحید پر اعتراض کئے۔ تو انکو مانتا پڑا ازلی ہستیاں تین ہیں۔ بلکہ بلوچ بلکہ لاکھوں لاکہ۔

اللہ تعالیٰ ازلی۔ تمام رو میں ازلی غیر مخلوق تمام ذرات عالم روحوں کے صفات۔ افعال اور عادات۔ ذرات کے صفات اور افعال اور عادات۔ بلکہ زمانہ اور کاش ہی سب کچھ الہی مخلوق نہیں۔ اور رنگ زیب کو اپنے رسالہ میں بہت یاد کیا ہے۔ مگر تباری قوم نے جہاں جہاں کچھ طاقت پائی ہے۔ کیا کیا ماتحت مسلمانوں کے ساتھ بد سلوکیاں کیں اور کر رہے ہیں۔ اسپر اگلا آنے والا جہنم یاد کرو۔

سوال نمبر ۲۳ : خدا نے آدم سے اوس کی بی بی پیدا کی :

اجواب : دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲۔ جہاں ہزاروں ہزار لاکھوں لاکہ جوان جناب الہی نے پیدا کئے۔ آپ کو کب صاف معلوم ہوا کہ کن بچہ دانوں اور رحموں سے پیدا ہوئے اور وہ لاکھوں لاکہ لطفے کہاں سے آئے۔ اور بچہ دان کیونکر گم ہو گئے۔ جہاں سے اگنی۔ وایو۔ انگلو تیب وغیرہ پیدا ہوئے۔ اب دماغ سے کیوں نہیں ہوتے۔ اب ہم ان وسائل کو نہ کر کہیں یا مائنٹ وغیرہ پسلی کا لفظ بھی قرآن کریم میں نہیں۔ ہاں خَلَقَ مِنْهَا ذُرِّيَّتَهَا رِطًا۔ نسا کا لفظ ہے۔ مگر

اس من کے معنی سمجھنے کے لئے قرآن کریم میں جا بجا ہدایت نامے موجود ہیں۔ غور کرو!

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ (پ۔ فاطر) خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا۔ (پ۔ روم)

اور سُنُوا مَنُوا۔ ۱۔ ۲۲۔ میں لکھا ہے : پہر برہا جی نے اپنے قالب کے دو حصے کئے نصف سے صورت مرد و نصف سے صورت عورت پیدا ہوئی ان دونوں کے ملانے سے شخص و راجی

کو پیدا کیا۔ اور ۳۳ شلوک میں لکھا ہے۔ کہ وہ خود منوجی کے باپ تھے۔ تماشا نیست ویدنی۔

سوال نمبر ۲۴ ”آدم کو مع اس کی بی بی کے بہشت میں رکھا۔ مگر ایک درخت سے منع کیا۔ اسکا نام کیوں نہ بتایا۔ پھر بائبل دیکھنی پڑتی ہے۔“

الجواب۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو کیسا ہلاک کیا۔ غور کر۔ تو بائبل ڈھونڈنے لگا تھا۔ پھر کہاں چلا گیا۔ اور اصل اعتراض سے الگ ہو گیا۔ کیا تم کو پہلے پر میشر نے ملک تبت میں نہیں رکھا تھا۔ پھر تم کیوں آریہ ورت میں آ گئے۔ سستیا رتہ صفحہ ۲۹۶ میں لکھا ہے اس کے پہلے اس ملک کا نام کچھ بھی نہ تھا۔ اور نہ کوئی آریوں سے پہلے اس ملک میں بستے تھے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے عالم میں کچھ عرصہ کے بعد تبت سے سیاحی اسی ملک میں آکر بسے تھے۔ ہمارے سردار رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم سے جن نابکاروں نے مکہ والوں سے چھٹی کی تھی دیکھو کس طرح خائب و خاسر ہو کر دنیا کے پردہ سے نابود ہو گئے۔ اور وہ فتح کا جھنڈا ماتہ میں لے کر کس طرح مکہ میں جا رہے ہیں اس کو انشا اللہ تعالیٰ مقدمہ میں زیادہ واضح بیان کریں گے۔

سوال نمبر ۲۵

”آدم کا قصہ مسلسل نہیں۔ حالانکہ بیسیوں دفعہ شروع ہوا۔“

الجواب۔ قرآن کریم تاریخ کی کتاب نہیں جس قدر روحانی تعلیم کے متعلق کسی قصہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف اتنا ہی قرآن کریم میں بیان ہوتا ہے مجھے پہلے خیال تھا۔ کہ گریجویٹ ہے۔ مگر اب یقین آ گیا کہ تجھے اکائی کی گنتی بھی نہیں آتی۔ تو لکھتا ہے کہ بیسیوں دفعہ آدم کا قصہ شروع ہوا میں تجھے سچ کہتا ہوں تو جھوٹا اور احمق ہے ایک میں دفعہ ہی نہیں نصف میں دفعہ نہیں۔ اب قرآن مجید پر نظر کر۔ البتہ سحر و جادو میں ہزاروں باریک کا بیان ہے اور تمام میں اندر۔ اگنی۔ سوم کی ہزار بار تکرار سے شاعرانہ تعریف ہے۔ رگوید کی اگنی۔ وایر۔ جل کا تکرار کثرت سے بے ترتیب پایا جاتا ہے

سوال نمبر ۲۶ ”ایک دن زرسنکھا پہونکا جادو لگا۔ اور لوگ مرجائینگے۔ سوالات

کس جگہ۔ کس طرح آواز پہنچے گی۔ کیونکر مرینگے۔ یہ واقعات کب ہونگے کیا خدا معطل ہو جائیگا“

الجواب ”یہ سوال ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ پال مرجائیگا۔ تو آپ اسے انکار کر دیں کہ کس جگہ۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کب اور کیا پھر خدا معطل ہو جائیگا۔ کیا یہ سوال چاہے آپ کو پیش نہیں آیا۔ دیکھو جواب سوال نمبر ۲۲

سوال - وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ (الفجر) وَيَجْلِي عَنُكَ رَبُّكَ فَتَقْتُمْ

يَوْمَئِذٍ ثَمَرًا ۚ (پلٹ - المحاقة)

الجواب { جَاءَ فعل ہے۔ افعال اور صفات کا طریق کیا ہے۔ یہ ہے کہ فاعل اور موصوف کے بحال
سے افعال اور صفات کا رنگ اور حالت بدلتی رہتی ہے۔ غور کرو مثلاً بیٹھنا ایک
فعل ہے۔ ایک آپکا بیٹھنا ہے۔ اور ایک کسی جانور کا بیٹھنا۔ دیکھو اس بیٹھنے میں ایک جسم خاص
کی ضرورت ہے۔ مکان کی ضرورت ہے۔ پر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بڑا سا ہو کا رہتا۔ مگر اب بیٹھ گیا ہو۔ دیکھو
یہ بیٹھنا اور طرح کا ہے یا کہا جاتا ہے۔ کہ آج کل ہندو انگلستان کے تخت پر ایڈورڈ ہفتم بیٹھا ہے۔
اس بیٹھنے میں ایڈورڈ سوتا ہو۔ چلتا ہو۔ کہیں کھڑا ہو۔ بہر حال بیٹھا ہے۔

اب اس سے بھی لطیف موصوف اور فاعل کا حال سنو۔ تمہارے دل میں سلام
کا بغض بیٹھ گیا ہے۔ تمہارے دل میں آریہ سملج کی محبت بیٹھ گئی ہے کیا محبت کوئی جسم ہے؟ نہیں
اسی طرح آنا اور حرکت کرنا ایک صفت اور فعل ہے۔ فلا نا آدمی آیا۔ یہ آنا ایک طرف ایک مکان کے
چھوڑنے کو چاہتا ہے اور دوسری طرف ایک مکان کی طرف آنے کو۔ سرور میرے دل میں آیا۔ علم
میرے قلب میں آیا۔ مجھے سکھ ملا۔ اگر بولا جاوے تو یہ لازم نہیں آتا کہ سرور اور علم اور سکھ کوئی
جسم ہے اور اس نے کوئی مکان ترک کیا۔ اور سنو! تمہارے گردنے تو اپنی دعاؤں میں ابھی
حرکت کو ہی مانا ہے دیکھو صفحہ نمبر ۸ ستیا رتھ پر کاش۔

”اے پرہیزگار جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں اس

مقام سے ہمارا خوف دور ہو“

سنو! ہاں اگر پریشہ حرکت کر سکتا ہو۔ تو ملائکہ (دیو) تو محدود ہوتے ہیں انکا حرکت کرنا کیوں
حیرت انگیز ہے۔ اگر حرکت کے کوئی معنی سماج کر سکتی ہے اور روپک انکار میں اسکو لے سکتی ہے
تو قرآن کریم میں مسلمان کیوں مجاز نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر قدرت میں جلوہ گری کرتا ہے۔ وہ حلول و اتحاد سے منزہ و راہ الوراہ
مظاہر قدرت میں اپنی قدرتوں۔ طاقتوں بلکہ ذات سے جیسے اسکی لیس کثرت ذات اور انویم کی
شان ہے آتا ہے۔ اور کہیں سے جاتا ہے کیا جیسے وودان و مارک کے ہر دے میں آتا ہو ویسا ہی
دشٹ انارٹی کے ہر دے میں بھی ہوتا ہے اور آتا ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ تمہارے ماں تو پہاڑ کر
ہی جاتا ہے۔ پراتنا کیا مشکل ہے۔ بحر وید اکتیسواں اویہا کے پہلے اشلوک میں لکھا ہے وہ ب

جگت کو الٹکھ کر بٹیرا ہے، پورا ترجمہ پہنے سوال نمبر ۱۷ میں لکھا ہے۔

عرش اور آٹھ فرشتوں کے متعلق بھی سوال نمبر ۱۷ میں جواب دیا ہے۔

سوال نمبر ۲۸ { مرنے جاگ اٹھنے کے جو حلا دیئے گئے جنکی راکھ اڑادی گئی۔ جن کو شیر بھی کہا گئے۔ کیوں کر اٹھنے کے؟

الجواب { تو کیا آپ لوگ سزا و جزا کے قائل نہیں۔ اور کیا جب آپ مر جائیں گے تو کیا آریہ کا پر میشر معطل ہو جائیگا۔ یا تھارے سر سوئی نام مادی نے جھوٹ

بولی ہے۔ جہاں کہا ہے دیکھو جواب نمبر ۲۲۔

اور کیا مرکزی اٹھنا غلط ہے۔ اور جھکو آرن جلاتے ہیں وہ پہر نہیں اٹھنے اور کیا جب تکو جلا یا گیا۔ تو تم بالکل فنا ہو جاؤ گے؟ مجھے معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ تم کس مذہب کے آدمی ہو۔ کیونکہ تمام ایسے مذاہب جو خدا کے قائل ہیں مردوں کے جی اٹھنے سے منکر نہیں۔

سوال نمبر ۳۳ { خدا ترازد لیکر بیٹھے گا۔ خدا کو کڑی بٹے کی کیا ضرورت پڑی۔ اعمال کوئی مادی چیز ہیں؟

الجواب { بٹے کا ذکر تو قرآن مجید میں نہیں۔ اور نہ یہ کہ اعمال مادی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَنُصَعِّ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ دُب۔ (انبیاء)

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھیں گے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو جب تم نے حساب پڑا تھا اس وقت تم کو جمع کی میزان۔ تفریق کی میزان۔ ضرب کی میزان۔ تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے۔ اور کیوں میزان کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔ کہ وہ بہت ہی وسیع ہوگی پھر تم نے مذہب اسلام اور آریہ مت پر میزان نہیں لگائی اور ترک اسلام ایک رسالہ نہیں لکھا جس میں ان موازن کا تذکرہ کیا پھر وزن اعمال میں تمہیں بٹوں کا خیال کیوں پیدا ہوا۔

اب فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ دُب (الاعراف)۔ دیکھئے جسکی میزانیں بھاری ہونگی اس کا

بیان سن لو۔ تمہاری سستیارتھیں لکھا ہے۔ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پُن کم تو انسان کا جیو

وغیرہ نیچے درجہ کا جسم پاتا ہے۔ اور جب دہرم زیادہ اور ادھر کم ہوتا ہے۔ تو وہ یعنی عالموں کا

جسم ملتا ہے اور جب پُن پاپ برابر ہوتا ہے تو معمولی انسانی جسم ملتا ہے۔ ۳۳۳

اب یہ بڑھنا اور گھٹنا پر میشر کو کس طرح معلوم ہوا۔ اور کیا یہ موازنہ نیکی اور بدی کا نہیں اور

کیا پر میثرنے ان اعمال کے لئے میزائیں قائم نہیں کی ہیں۔ اسے نادان تارک اسلام تجہر افسوس کس نے تجھے سر کھایا کہ تو آئینے غضب سے ان زبان کی چالاکوں سے بچ جائیگا؟

سوال نمبر ۳۱۔ ”پہاڑ روئی کی طرح اوڑھینگے۔ بہلا بہلا بھی اور یورپ امریکہ کے پہاڑ بھی“
 ﴿تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ﴾ استیارتھ پر کاش کے صفحہ ۲۷۴۔ آہٹوں سہلا س کے ابتدا میں ہے۔

﴿اے دانگ﴾ انسان! جس سے یہ گونا گون خلقت ظاہر ہوئی ہے۔ جو اس کو قائم رکھتا اور فنا کرتا ہے۔ اور جو اس دنیا کا مالک ہے۔ جس محیط کل میں یہ سب دنیا اتنی دیر اندیش ستہتی (قیام) پر لے (فنا) پاتی ہے وہ پر مشورہ ہے۔ اوسکو تو جان اور دوسرے کو صانع کا نشان پھر کہا ہے۔ جس کے ماتھے میں اس عالم کی پیدائش قیام اور فنا ہے وہی برہم جاننے کے لائق ہے اور کہا ہے یہ سب سو عالم پیدائش سے بیشتر تاریکی میں چھپا ہوا بشکل رات قابل تمیز اور کائنات کی مثل تھا۔ اور کچھ۔ غیر محدود پر میسر کے مقابل میں محدود اور اس سے محاط تھا پھر سوچو! اس قادر کے مقابل یہ بہالہ اور کوہستان یورپ و امریکہ کیا ہستی رکھتا ہے۔ آہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا پتہ ہی نہیں اور معلوم نہیں کہ تم کس مذہب میں تھے۔ اور کس میں ہو۔ کیا تمہاری خیالی پرلے اور جہا پرلے میں سب فنا نہونگے؟

سوال نمبر ۳۲۔ چاند سورج سے جالے گا۔

الجواب۔ جس آیت کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں تو ہے جَمِيعُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿دُپٔ قِئْمَۃ﴾ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ چاند سورج سے جالیگا۔ اسکے تو معنی ہیں۔ کہ چاند اور سورج جمع کئے جائینگے۔ اور جو نئے ترجمہ کیا ہے اسکے خلاف قرآن مجید میں یہ لکھا ہے۔ اور تمہاری تردید کی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿دُپٔ یَسْ﴾ ترجمہ۔ سورج کو تو طاقت نہیں کہ چاند کو دبوچ لے یا اس سے جالے اور نرات دن سے آگے نکل سکتی ہے بلکہ یہ سب کے سب اپنے اپنے فلک میں تیرتے ہیں۔

اور منہر مایا ہو۔ وَالْقَمَرَ قَدْ رَأَيْنَا مُنْأَنِي حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿دُپٔ یَسْ﴾ اور چاند کے لئے ہنسنے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ آخر کار وہ چاند پورا ہی سہی کی طرح ہو جاتا ہے۔

اور منہر مایا ہے۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿دُپٔ دُجْن﴾ اور سورج اور چاند

اپنے اپنے محوروں پر چکر کہاتے ہیں۔

پس دونوں یوں توجع نہیں ہوتے جیسے تم نے غلطی سے دہم کیا ہے۔ بلکہ انکا اجتماع بعض صفات میں ہوتا ہے۔ مثلاً دونوں کا گرجن ایک ہینہ میں ہو جاوے۔ جیسے چاند گرجن کیلئے تین تاریخیں جناب الہی نے مقرر کر دی ہیں۔ تیرہ چودہ اور پندرہ قمری ہینہ کی تاریخیں۔

اور سورج گرجن کے لئے بھی سنسن الہیہ میں تاریخیں مقرر ہیں ۲۴-۲۸-۲۹۔ ستائیس اٹھائیس درائیس چاند کی تاریخیں سنسن الہیہ میں مقرر ہیں انکے خلاف نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اب جمع کی صورتیں تو بہت ہیں ان میں سے جو اس زمانہ میں آیات اللہ کی طرح جو صورت واقع ہوئی ہے وہ یہ صورت ہے کہ ہماری کتب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ہدی کے زمانہ میں چاند گرجن پہلی رمضان میں اور سورج گرجن نصف رمضان میں ہوگا۔ اور یہ ہدی کا نشان ہوگا۔ چنانچہ ۱۳۳۲ھ ہجری میں رمضان شریف کی ۱۳ تیرہ تاریخ کو چاند گرجن کے لحاظ سے پہلی تاریخ ہے اور اسی رمضان کی اٹھائیس تاریخ کو جو سورج گرجن کے لئے درمیانی وقت ہے اور تواریخ سورج گرجن کے لحاظ سے نصف ہے۔ سورج گرجن ہوا۔ اور یہاں قد ایشیا یورپ اور افریقہ کے لٹو ظہور ہدی کا نشان ہوا۔ اور پھر ۱۳۳۲ھ ہجری میں اسی طرح امریکہ میں گرجن ہوا۔ اور یہ دوسرا آسمانی نشان ہدی کا تھا۔ جو ظہور پذیر ہوا۔ اور وہ ہدی جسکا یہ نشان ظاہر ہوا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود میں صلوات اللہ علیہ وعلیٰ مطہرہ محمد سید الرسل و خاتم الانبیاء۔

سوال نمبر ۳۳ سارے گرج پڑینگے۔ گر کر کہاں جائینگے۔ کیا زمین پر اگر

ہاں

الجواب۔ اگر ہاں کا مفاد آپ بھول گئے۔ سنو! انشر کے معنی میں جو انشرت میں آیا ہے۔ تفرق کے ہیں۔ کیا معنی انکا اجتماع اور نظام ہو جو وہ متفرق ہو جائینگا اب اس میں تو قیامت پرلے کا حال ہوا۔ پھر آپ کو کیوں کر انکار ہو سکتا ہے ہاں سائیس دان ہو کر۔ اسٹرانجر ہو کر اعتراض کرتے تو بجا تھا۔ میرا یقین کامل ہے کہ مذاہب میں ایک مذہب ہی نہیں۔ جو اسلام پر کوئی اعتراض کرے اور خود اس کے گھر میں اس سے بڑھ چڑھ کر نشانہ اعتراض چیز موجود نہ ہو۔

سوال نمبر ۳۴ زمین باتیں کرے گی۔ سورج چاند کیوں نہ کرینگے۔ سارے کیوں خاموش ہیں؟

الجواب - ۱ - اول تو سورج - اور چاند کی خاموشی کا ذکر نہیں جو آپکا اسپر تعجب ہوا۔

۲ - دوم ستارے ہی تمہاری دیانتد کے اعتقاد میں زمین ہی ہیں۔ پس انکی خاموشی ہی ثابت نہیں۔ کیونکہ ہر زمین ہیں یا زمین کی طرح ہیں پس جیسے یہ زمین باتیں کریگی وہ ہی باتیں کریں گے۔

۳ - سوم یہ بات تھ اوپا دی ہے اگر تمکو اس کی سمجھ نہیں تو پڑھو ستیارتھ پکا ش صفحہ نمبر ۲۵۔ اہم برہم اسمی کے ارتہ میں لکھا ہے۔ اس موقع پر بات تھ اوپا دی داستعارہ غلط و منظور کا استعمال ہے۔ جیسے

دُنْجَا کر ی سَترِتا، مَنج پکارتے ہیں۔ چونکہ منج جڑ میں ان میں پکارنے کی طاقت نہیں اسلئے منج کے جاگزمین آدمی پکارتے ہیں۔ پس اسی طرح اس موقع پر بھی سمجھنا چاہئے۔

۴ - چارم۔ تَحَدِثُ اَخْبَادِہَا کے ساتھ ہر بیان کرے گی زمین اپنی خبریں اس لئے بِانْ ذَلِکَ اَوْحٰی لَہَا دِت۔ ذلوال کہ تیرے رب نے اسوحی کے ذریعہ حکم کیا ہے۔ پس ہر سامعہ۔ سرب مشکتیال۔ جو دوسرے کا محتاج نہیں۔ اگر وہ زمین کو فرماوے کہ تو بیان کر تو کیا وجہ ہے کہ ہر بیان نہ کر سکے۔ تم ہی تو قوی خدا داد سے ہی بولتے ہو۔ زمین ہی قوی خدا داد سے بول سکتی یا بیان کر سکتی ہے۔

۵ - پنجم۔ تحدت میں یہ ضرور نہیں کہ ہماری تمہاری طرح پنجابی یا اردو بولے ہر ایک کا بولنا اس کے مناسب حال ہر اکڑتا ہے۔ پھر الفاظ کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک لسان الحال اور ایک لسان الافعال ہی ہوتی ہے۔ اب تم خود سمجھ لو کہ زمین کی لسان کس نوع کی ہے جس سے وہ بول سکی اور ظرف و منظور کے استعارہ پر کیوں تم خود سمجھ نہیں سکتے۔

سوال نمبر ۳۵ - شَہِدَا عَلَیْکُمْ سَمْعُہُمْ وَابْصَارُہُمْ۔ وَجُلُوْا دُھُہُمْ تَحْتَہُمْ عَلٰی اَھْوَاہُمْ۔ بڑی عجیب بات ہے کہ آدمی کے اٹھ پاؤں وغیرہ زبان کا کام دینگے۔ یہ ڈھکوسلا ہے۔ قرآنی بہشت خراب خانہ ہے۔

الجواب - شہادت تحریری ہی ہوتی ہے۔ اور تقریری ہی۔ اور تقریر زبان سے اور ایمار و کنایہ سے ہی اسی طرح یاد رکھو کہ کلام ہی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایسا ہی لفظ ہی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایسے ہی شہادت۔ تحدیث اور قول کے اقسام ہی ہوتے ہیں۔ تم ایور وید تو پڑھے ہوئے نہیں۔ مگر سنو! ایک آتشک کا مارا ہوا ہمارے سامنے آتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کے نقش و نگار جو آتشک سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کے آنکھ کان کی حالت صاف صاف

گواہی دیتی ہے کہ یہ آشک کا مبتلا ہے۔ ایک شخص مجبوق اور جریان کا مبتلا ہمارے سامنے آتا ہے اسکی آنکھ سے ہم تہہ لگا سکتے ہیں اور اسی طرح ہزاروں بیماریوں میں یہ امر مشہود ہے۔ پھر کیا علیم و خیر ذات پاک کے سامنے ہی سمع و بصر گواہی نہیں دے سکتے۔ یہ کیا عجیب بات جو اس میں ڈکھو سلا کیا ہوا۔ بہشت کے متعلق جو کچھ تم نے کہا ہے اس کا جواب آگے آتا ہے دیکھو نمبر ۳۶۔

سوال نمبر ۳۶ بہشت میں رہو۔ جہاں غم کا نشان نہیں۔ انسان ایک حالت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ دما کی خوشی و بال جان ہو جائے گی۔ انسان نعمتوں سے تھک جاتا ہے۔

الجواب) اللہ تعالیٰ ہمیں فہم دے۔ اب تمہاری تبدیل مذہب کا باعث معلوم ہوا۔ جب تم ایک حالت پر نہیں رہ سکتے۔ تو تمہارا آریہ سماج دہرم پر استقلال بھی معلوم ہو گیا۔ اگر دما کی خوشی و بال جان ہے تو جو پشیمانند ہے۔ پس وہ ہمیشہ کی خوشی چھوڑ کر ضرور کسی نہ کسی دکھ و اناک جسم میں جاتا ہو۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وہ ضرور جنم دہری ہے اور پرانے آریہ ورت والے اوتاروں کے ماننے میں وجہ رکھتے ہیں۔

بنی اسرائیل پر اگر قیاس ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ چالیس برس کی خوشی پر بھی انسان کو رہنا محال ہے کہ کوئی پسند کرے تو اس سب سے کئی ارب کی کئی ایک عذاب ہے جو روچر کسی ظالم کا کام ہو گا۔ تعجب تعجب۔

اصل بات سنو بنی اسرائیل مدت تک مصر میں فرعون کے تحت ذلت میں رہے ہو۔ اسلئے انکے واسطے موسیٰ علیہ السلام کا منشا تھا۔ کہ یہ قوم کسی طرح فاتح بنے تو منے رسول اللہ کی افغانی کی تو جنگل میں سزا دیو کی طرح چالیس برس رہنا پڑا۔ اس پر وہ تنگ ہو گئے تو زمیندار بننا چاہا۔ نہ خوشی کے باعث۔ اس پر حضرت حق سبحانہ نے فرمایا۔ اہبطوا مصرًا۔

بہشت کے متعلق اور حور اور ولدان قصور اور غلمان کے متعلق بحث

۱۔ حقیقی بہشتی۔ علیم اور ہم سرور۔ یہ خدا کے وہ صفات ہیں جسکو آریہ ماننے میں ۱۲ منہ ۱۳۔ اربوں برس خوشی و آزادی سے رہنا آریہ کی نجات ہے۔ ۱۴۔

اس بحث پر میں ایک طویل مضمون لکھنا چاہتا تھا۔ مگر اصل سالہ جسکا جواب دینا ہی چاہتا ہے۔ اور یہ مضمون نباتات خود ایک بڑے رسالہ میں درج ہونے کے قابل ہے اُنکے ایک ایک سوال پر اگر جواب لکھا جائے۔ تو جلد ضخیم چاہیے اس لئے ہم اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کر کے یہاں مختصراً لکھتے ہیں۔

اول۔ صرف آریہ کو خطاب کرتے ہیں۔ کہ جان جسکو عام لوگ روح کہتے ہیں۔ اور سنسکرت میں جیو آتا ہے۔ اس کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ ہے اور رہیگا۔ یہ امر ساری آریہ کی مسلمات میں ہے اور یہ بات کہ یہ جان ہم سے پہلے تھی اور اس جسم سے سابق اس کا وجود تھا۔ یہ امر ایسا ہی۔ کہ اسکا یہاں بیان کرنا کچھ ضروری نہیں۔

ماں جان ہے اور رہیگی کا ثبوت ستیا رہتہ پرکاش نویں سہاس کے پندرہویں سوال میں لکھا ہے۔ ”مکتی میں جیو لے ہو جاتا ہے۔ یا قائم رہتا ہی“ اسکا جواب خود دیا نند دیتا ہے۔ کہ قائم رہتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ وہ جیو ایک لطیف جسم ہی رکھتا ہی۔ اور پہر ہی رکھے گا۔ ستیا رہتہ پرکاش کے صفحہ ۳۱۴ میں لکھا ہے۔ ”جینی اچار مکت پریش کے لطیف جسم حواس اور پران وغیرہ کا جی مثل من کے موجود رہنا ملتے ہیں نہ کہ معدوم ہو جانا“

اور صفحہ ۳۱۳ میں سترہ سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ ”کہ جیو میں مقدم تو ایک قسم کی طاقت ہے۔ مگر جو بیش قسم کی طاقتیں جیو رکھتا ہی۔ اسوجہ سے مکتی میں ہی آئند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر مکتی میں جیو لے ہو جاتا تو مکتی کے سکھ کو کون ہو گنا اور جو جیو کے فنا ہونے کو مکتی سمجھتے ہیں۔ وہ تو سخت جاہل ہیں“ یاد رکھو۔

اور پہر یہ بھی لکھا ہے۔ چھٹیس سوال صفحہ ۳۲۱ کہ ایک جیو عالم نیک نہاد صاحب شمت راجہ کی رانی کے حمل میں جاگزین ہوتا ہے۔ پر صفحہ ۳۴۲ میں لکھا ہے کہ جو متوسط درجہ کے رجو گنی ہوتے ہیں۔ وہ راجہ وغیرہ کا جسم پاتے ہیں۔ اور یہ باتیں مکت اور نجات سے بھی پیشتر حاصل ہوتی ہیں اب ان اصول کو مد نظر رکھ کر کوئی شخص مسلمانوں کے اُن عقاید پر جو وہ مابعد الموت بیان کرتے ہیں کیا اعتراض کر سکتا ہے۔

ان باتوں سے جو خود پندت دیا نند نے تسلیم کی ہیں کیسی صفائی سے ثابت ہو جاتا ہی کہ جنت کی نعمتیں سچی اور حق ہیں صاف ظاہر ہے کہ جب ارواح اپنی طاقتوں اور خواہشوں کے لئے دیکھو صفحہ نمبر ۷۴۔

ساتھ موت کے بعد بھی قائم رہتے ہیں۔ اور اگر وہ طاقتیں نہ ہوں تو قبول دیا نند کے کئی کے تند سے کیونکر مخلوط ہو سکیں تو از بس ضروری ہے۔ کہ ان طاقتوں کے مظاہر بھی موجود ہوں جس قدر جو اس روح اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ضروری ہے کہ ان جو اس کو سرور و مخلوط کرنے کے سامان اور آلات اور جلوہ گاہیں بھی ہمایوں۔ کمان کے سرور اور اتد کے سامان اگر ضروری ہیں۔ تو انکہ کے سرور اور اتد کے آلات بھی از بس ضروری ہیں۔ پھر قوت لامسہ اور قوت ذائقہ اور تہا کو بھی اپنے مظاہر سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ اور جب ان طاقتوں کے لمو اسباب سرور کا ہونا ضروری ہے تو کیا وجہ ہے کہ دوسرے جذبات اور قوی کے سامان نہ ہوں۔ جنہیں اس عالم میں زندگی کے خطوط میں اعلیٰ ترین مانا گیا ہے۔ اور موت کے بعد بھی وہ طاقتیں اور جذبات روح میں مرکوز ہو کر اسکے ساتھ ہوں گی۔ اب ہم کسی قدر تفصیل کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک بہشت نام ہے۔ اس جگہ کا جہاں جیود نفس، یا روح کو ہر طرح کی راحت اور آرام ملے وہ ایک اعلیٰ سرور کا مقام ہے جس میں انسانی حالت خدا تعالیٰ کے متعلق تو یہ ہوگی۔ جسکا بیان قرآن میں یہ آیا ہے۔

دَعَوْنَهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ وَاخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پت یونس) اور ان کی پکاراؤں میں یہ ہوگی۔ کہ اے اللہ تو پاک ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر انکا قول سلام اور سلامتی ہوگا۔ اور آخری پکاراؤں کی یہ ہوگی۔ کہ سب حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔

اس آیت پر غور کرنے والا غور کرے کہ کس طرح بہشت میں جناب الہی کی تسبیحیں اور تحمیدیں کیجائیں گی۔ اور کس طرح روحانے فرہ اٹھایا جائے گا۔ اور باہمی بہشت میں وہ تعلقات ہونگے جسکا بیان آیت ذیل میں ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ أَدْخُلُوهُمْ بِسَلَامٍ أَمِينٍ ط وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (پت جبر) تحقیق متقی لوگ باخوں اور حشیوں میں ہونگے۔ انہیں کہا جائے گا۔ کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ اور امن میں رہو۔ اور جو کینہ اور کپٹ و نیامیں انکے دلوں میں تھا۔ بہشت میں ہم انکے دلوں سے نکال ڈالیں گے وہ بہانی بنکر تحقیق پر آنے سے سانسے نہیں گے۔

اور اسی پر غور کرو کہ جب غیروں کے ساتھ بہشت والوں کا یہ سلوک ہوگا۔ جس کا ذکر آیت

بالا میں ہے تو اپنوں کے ساتھ کیا ہوگا۔ مگر مزید تشریح کے لئے ہم دو تین حوالے دیتے ہیں۔ جو سعادت مند کے لئے کافی ہیں۔

فِيهِمْ خَيْرَاتٌ حَسَنَاتٌ (ڈپے۔ الرحمن) اُن اعلیٰ درجہ کی نہایت خوبصورت عورتیں ہونگی۔ عَزُّوْا اَنْتُمْ اَبَادًا (ڈپے۔ واقعہ) خاوند سے پیار کر نیوالیاں ہم عمر۔

قُصُوْا الطَّرْفَ (ڈپے۔ الرحمن) جھکی نگاہیں پر بدری سے کوتاہ ہوتی ہیں۔ صرف خاوندوں تک محدود ہیں۔

جس جنت میں ایک نیک سیرت خدا پرست مخلوق سے کمال سلوک کر نیوالا رکھا جاوے اور اس میں کئی قسم کے قوی موجود ہوں تو اسے کیا بیوی نہیں ملنی چاہئے۔ ہمارے نزدیک تو تمام قوی قوی جو اس وقت انسان کو دینے لگے ہیں۔ وہ نہایت اعلیٰ مدارج پر وہاں ہی عطا ہوں گے۔ مگر سر دست ہم اُن قوتوں کا بیان کرتے ہیں۔ جنکا کئی کیمالات میں بھی روحوں کے ساتھ موجود ہونا تمہارے ہاں ثابت ہے۔ دیکھو۔ ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۳۱۳ جواب سوال ۱۷۔ مقدمہ تو ایک قسم کی طاقت ہے۔ مگر زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوت۔ امتیاز۔ فعلی۔ جو فعلی یاد۔ یقین۔ خواہش۔ محبت۔ نفرت۔ ملاپ۔ جدائی۔ ملنا۔ جدا کرنا۔ سننا۔ چونا۔ دیکھنا۔ چکھنا۔ سونگھنا۔ اور گیان یہ جو میں قسم کی طاقتیں جو در کہتا ہے۔ اسی وجہ سے کئی میں بھی تند کے حصول سے محفوظ ہوتا ہے۔ اب ان قوی کو پسند بار مطالعہ کر جو زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ جوت۔ خواہش۔ محبت۔ ملاپ۔ ملنا۔ جدا کرنا۔ ذرا ان سب کو ملاؤ تو وہی پیر جوروں پر اعتراض کرو۔ یہ تو مانتا ہوں کہ لفظوں کے معانی اونٹے ہی ہوتے ہیں۔ اور واسطہ اعلیٰ بھی۔ مگر خدائی عبادت میں تو کسی جوت اور ملاپ چھونے ملاسنے اور مٹا کر گھنے کا کچھ ذکر کم ہی آتا ہے۔ اور اگر کہانے پینے کے تذکرہ میں آئے آپ کو ہمارے بہشت سے انکار ہو۔ تو کیا چکھنا سونگھنا کچھ اور ہوتا ہے۔ کہانے اور پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتا۔

اور اگر بہشت میں خوبصورت آوازوں کا سننا آپ کے نزدیک میو بہشتے تو روح کو سننا وہاں کیوں لگایا گیا ہے۔ اور ستیا رتھ پرکاش میں تو اور ذریعہ بھی لکھا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳۵ اور اتنا سننے۔ جس طرح دنیوی کاہنہ بسم کے سہارے سے بھونکتا ہے۔ اسی طرح پیشہ کے سہارے جیو آتما کتی کے آواز کو پاتا ہے۔ وہ کت جیو غیر متناہی محیط کل برہم کے اندر اپنی خوشی کے موافق گہو متا ہے پاک علم سے تمام کائنات کو دیکھتا ہے۔ دوسرے کئی پائے

ہوؤں کے ساتھ ملتا ہے۔ علم پیدائش کو ترتیب وار دیکھتا ہوا تمام مختلف دنیاؤں میں بیٹے جتنی یہ دنیاؤں نظر آتی ہیں۔ اور نظر نہیں آتیں ان سب میں گہو متا ہے وہ تمام اشیاء کو جو اس کے قریب ہوتی ہیں۔ بخوبی معلوم کرتا ہے۔

اب مکش اور نجات کے درمے اس جنم کے بعد اگر کوئی شخص ان نیک اعمال کو کرتا ہو مگر جابے جن کے بدلے وہ ہندوستان کا راجہ بنے اور اسکی بہت سی بی بیایاں جو نیک بنیاد اور پاک سرشت ہوں۔ اور ان بیبیوں کے ماورائے کچھ اور بی بیایاں بھی جن کے اعمال نیک ہوں۔ اور وہ نیکی کے باعث اپسر (حوریں) بنیں اور اُس راجہ ہند کے کچھ عمل ایسے بھی ہوں۔ جنکے باعث ان اپنی بیبیوں اور چند غیر بیبیوں کے باہم تعلقات پیدا ہوں۔ تو ایسی صورت میں آپ کسی وید کے بہاگ منتر سے یا برہمنوں اور سوتروں سے کیا ایسا جنم محال ثابت کر سکتے ہیں۔ انصاف سے غور ہو۔

بہشت اور دہاں بیبیوں کے ہونے اور عمدہ کہانے پینے کا انکار وہ کرے۔ جو موت کے بعد روحوں کے فنا ہونے کا قائل ہو۔ پھر وہ کرے جو روح میں کسی لطیف جسم کے ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ جب اسکے نزدیک روح کے پاس کوئی آد خوشبوئی کے حاصل کرنے کا نہیں۔ تو وہ حوروں کو کیا کرے گا۔ کیونکہ روح بلا جسم ایسے کام کچھ نہیں کر سکتی۔

پھر بہشت کی ایسی نعمتوں سے وہ انکار کرے جسکو بی بیوں سے صدقات شدیدہ یا خفیفہ پہونچنے ہوں۔ پھر وہ کمزور انسان بہشتی بیبیوں سے انکار کرے۔ جسکو جیران سرعت انزال اور اُس خاص جسم کی خاص خاص کمزوریاں لاحق ہوں۔ پھر اُسے ہزاروں ہزار روپیہ اشتہاریوں کو دیکر کچھ کامیابی حاصل نہیں کی۔

پھر وہ جسکو یہ تہلا آیا ہے کہ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے شادی کی اور اس سے لوگ ہی متمتع ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بائیں کچھ بول نہیں سکتا۔ آخر اسکو نیوگ کرنا پڑا۔

پھر وہ جسکو تمام دن کی مزدوری سے اپنا پیٹ بھی پھرنا مشکل ہے وہ بی بی اور بچوں کو کس طرح اور کہاں سے پرورش کرے۔

پھر وہ بڑا جسکو بچھے۔ نہایت گندے شہابی بدنام کنندہ خاندان ممکن ہے۔ اسکی فطرت نے اسکو بتایا ہو۔ کہ یہ صاحبزادے تھیں اپنی کو بیبیوں سے بھی نکال دینگے۔ اور اُسپر کوئی ایسا وقت آئے گا کہ وہ پکار اُٹھے گا۔ کاش کہ کوئی پھوس کاہی گہر ملتا

پروہ اپنا ہوتا۔

پروہ کاہل و کاسل جنکو نشہ چنڈ و مڈک نے بیکار کر دیا۔ اور وہ اور گہروں کی لکڑی مانگ کر لایا۔ اور کہا کہ سورا۔

پہر یورپ کے مزدوری پیشہ انکار کریں جنکو سارے دن کی ہلاکت کے بعد بھی رہنے کو عمدہ مکان نہیں ملتا۔

پروہ انکار کریں جن کو صبح اُٹھتے ہی اخباروں میں پڑھنا پڑتا ہی کہ فلا نا فوجی خدمات کے سبب لاڈ بنا فلا نا مسٹر ہو کر قومی خدمات سے گورنر بنا فلا نا ملکی نفع رسائی کی باعث مارکوئینس فلا نا جدید ایجاد کے سبب آج ملک میں ممتاز ہو آہ وہ ہمارا ہم مکتب تھا۔ یا ہمارا غریب پڑوسی تھا۔ اور انکی طبیعتیں ان اخباری حوالوں کے ساتھ سُست و کاہل ہی نہیں ہیں جوش میں اُٹھے سلیپ ہلپ کی خوبصورت جگہ تہہ میں آئی تو وہ اور بھی تانیا نہ ہوا۔ ادھر دیکھا کہ بیوی بچے ان ترقیات کے خارج ہیں۔ جب اس چند روزہ زندگی میں یہاں ترقیات کی خارج ہیں۔ تو بہشت میں ہی غالباً وہ ہیں حرج و مرہر جنکو شادی کے اخراجات نے پہر بچوں کی شادیوں کے اخراجات نے حیران کر دیا ہے ہمارے سامنے اچھے سا ہوکاروں نے ماتھے بازہ کر درخواست کی ہے۔ کہ کوئی انسداد اولاد کی راہ بتاؤ۔ ہم شادیوں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔

سر تقدم الانکیز کتاب میں ایک فرانسیسی دادیلا چاتا ہے کہ شادیوں کے اخراجات نے ہماری نسل کو انگریزوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم تعداد اور کمزور کر دیا ہے۔

پروہ جنہوں نے دوسروں کی بیبیوں سے عیاشی کی اور یقین کر لیا۔ کہ جس طرح ہم دوسرے کے غمگسار کو اپنے کاموں میں لاتے ہیں۔ اسی طرح وہ دوسرے ہماری غمگساروں کو اپنے کام میں لائیں گے۔ پروہ جنکی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں۔ مگر قومی رواجوں اور بے پروہیوں میں عورتوں کو خطرناک

آزادیوں میں دیکھتے ہیں۔ تو گہرا کہر بہشتی بیبیوں سے ہی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جنکو یقین ہے کہ الطَّبَاتُ لِلطَّبِیْنِ وَالطَّبِیُّونَ لِلطَّبَاتِ دہش۔ خون اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور انکا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پڑوسی ہی طیب ہیں۔ یہاں ہی طیب آپ ہی طیب اور ضعف و پیری کا نام نہیں نہ ان خطرات کا کوئی موقع ہے جو صدقات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں اور انکار اور افلاس کاہلی اور سستی ترقیات کے مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقعہ وہاں نہ ہو گا۔

اور وہ لوگ ہی کیونکر انکار کریں۔ جنکا اعتقاد ہے کہ پریشہر سرشت بستی مان ہے اور وہ اپنے کاموں میں کسی کا محتاج نہیں۔ اگر ان کے دل میں آوے ہی کہ ان بیبیوں کے لئے ہم پریشی کپڑی سلوائیں گے۔ تو وہ کپڑے کہاں سے آئینگے۔ اور اتنی کلیں کہاں سے آئیں گی ان کا ایسا انہیں بہت جلد مطمئن کر دیتا ہے کہ ہمارا پریشہر سرشت بستی مان ہے اور پرکرتی کی نہایت عظیم الشان ساگر تھی اسکے پاس ہے۔ اور اسکا وہ خالق ہے۔ اسکو کیا فکر ہے۔ اب ہی کس قدر گاہتوں و ہیل چھلیوں بھلیوں روشنیوں ایتر دلوں اور اربوں کیڑوں کوڑوں کا اور جیون کا سامان کیا اسکے پاس نہیں۔ روح ہے اور رہیگی ہمارے آریہ مخالفوں کو یہ امر مسلم ہے۔ دیکھو حوالجات بالا پر روح کو بقا اور آئندگی خواہش ہی ہے۔ ہم سب یا کم سے کم میں تو اپنے اندر یہ شوق پاتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسی طرح آؤروں میں بھی یہ خواہش ہوگی پر ہم ایشرست چٹ آئند کے پاس کچھ کمی نہیں اور ہماری خواہش بقا اور آئند کے علاوہ اس میں دیشا کی صفت بھی ہے پھر اس دیشا کے ساتھ آئندگی بھی ہے۔ اور بھل نہیں اور نہ کنجوس پھر جس شخص کی نیک اعمال میں دیاں عاجز ہی نہ ہوں تو اسکو سرگ میں پہنچنے کے لئے شکلات کیا ہیں۔ ہم اور پرناٹ کرتے ہیں کہ آریہ کے نزدیک بھی یہ چار صفات روح میں موجود ہیں روح کی طلب موجود طلب کنندہ موجود اس روح کے مطالب کے لئے نفع اٹھانے کے لئے قوتیں موجود۔ پھر پریشہر جیسا داتا موجود طالب بھگت ہے شر نہیں۔ پس کیا ہے جو وہ چاہے اور وہ نہو ہم تو یقین کرتے ہیں کہ جہاں شیو ہیں رانا پارتی بھی ہیں۔

ہمارے نزدیک نہیں مگر روح ابتدا سے غیر متناہی زمانہ سے ہی۔ اور یہ تمہارا مسلم اصل ہی۔ اور آئندہ کے لئے ہی غیر متناہی ہے یہ ہی تمہارا ہمارا مسلم سکہ ہے۔ اور ہر روزہ ترقی ہمارا شاہد ہے۔ پھر سوچو کہ ترقی کن ہستی کو ترقی پسند ہے یا تنزل۔ اور سوچو کہ بہشت کی نعمتیں قوی کی ترقی کے نتائج ہیں۔ یا نہیں۔ اور اسکے ذمے والے اور ساتھ جانے والے جذبات کے مغا ہر ہیں یا نہیں؟ اور ہونگے یا نہیں؟۔

ہم ہمیں ایک بات سناتے ہیں۔ دیا تندنے لکھا ہے۔ سرشتی کی ابتداء سے لیکر ایک ارب چھیانوے کوڑ برس تک آریہ لوگ چکر درقی راجہ رہے ہیں۔ صرف پانچ سو برس سے بد بختی اور شقاوت نے انہیں دبا دیا ہے اور قمر نے کہا ہے کہ لبا ملکہ ہی ایک مصیبت ہے۔ بنی اسرائیل

کی پہرتے مثال ہی دی ہے۔ وہ بچا رہے تو صرف چالیس ہی برس جنگل میں رہے تھے۔ تم دو ارب برس ہی مزہ اٹھا کر پہر بھی چین نہیں لیتے۔ اور ہنوز مزہ اور آئندہ سیر نہیں ہوئے۔ ہیں تو تہا بک آریہ درت میں آئندہ ہو گئے ہوئے گیارہ سو برس بھی نہیں ہوئے ہیں۔ اور ابھی گویا ہم تہوڑے دنوں سے یہاں جہان ہو کر آئے اور تم لوگ دو ارب برس سے ہو۔ پہر ہی آریہ درت کے پہلے سکھ تہیں یاد آتے ہیں اور انکے حاصل کرنے کی فکر لگی رہتی ہے۔ اور آریہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ دوسروں کی جگہ جہنم کے خود ہر قسم کے سامان کے مالک ہو جائیں۔ اگر میری بات میں شک ہو تو اپنے افسروں مہارشیوں سے پوچھ لویا اگر وہ علانیہ اعتراف نہ کر سکیں۔ تو ان کے چال چلن اور برتاؤ سے خود تہا لگاؤ کہ وہ اپنے ماتحت مسلمانوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ اور تہا رہے دکلا اور جج اور افسر کن پسندیدہ اطوار سے مسلمانوں کے پاس آتے ہیں۔

الانسان علی نفسه بصیرہ ولوالقی معاذیرہ۔

فقہ نمبر ۲ میں ارادہ تھا۔ کہ برہمنوں لوگوں سے بہشت کے باری گفتگو کریں کیونکہ وہ صرف روحانی بہشت کے قائل ہیں۔ حالانکہ روح اور جان آدمیوں میں بلا جسم کوئی راحت اور رنج حاصل نہیں کر سکتی۔ اور فقہ نمبر ۳ میں نیچریوں اور حکما سے گفتگو کرتے جو برہمنوں کے قریب قریب ہیں مگر یہ آریہ کے بجا اعتراضوں کا دماغ ہے۔ اسلئے انہیں معلوم ہوا کہ ایک خاص رسالہ بہشت و دوزخ پر لکھا جاوے۔

سوال نمبر ۳ ”دنیا میں روح کو فنا کر نیا لاسب سے بڑا گناہ یا جہاں پاپ گوشت

خوری ہے“

الجواب۔ اس مضمون پر میرے دل نے دو چار کرنے اور غور و تامل سے کام لینے کے بعد جو راہ اختیار کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ہماری رحم دلی اور نیکی اور سلوک بہر حال اسد تعالیٰ کو وسیع رحم اور اس کی نیکی اور اسکے سلوک کے مقابلہ میں سچ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے قانون میں جبکو ہم دیکھ سکتے ہیں۔ اور اس سے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں ذبح کرنے اور جان نکالنے میں کس طرح کا سلوک ہمیں تعلیم دیکھا یا ہے۔ اس میں غور کرنی چاہئے۔ ہم اپنے قریب زمین کے اندر بنی اور چوہ کی حالت کو مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بچوں کی ابتدائی تعلیم میں پیارے بچے پڑھتے ہیں۔ بلکہ اسکی اس حالت کو جب وہ اپنے بچہ کو چہ کا شکار کرنا سکھاتی ہے اس کا نظارہ کراتے ہیں۔ کہ کس طرح

ایک چوہ کو پکڑ کر اپنے بچہ کے آگے ڈالتی ہے۔ اور وہ اسکے پیٹ کو سلستا اور پھر وقفہ کے بعد اُسے چھوڑتا ہے۔ اور جب وہ آہستہ آہستہ اُس سے جدا ہوتا ہے۔ تو پھر کس طرح اپنے بچہ کے آگے لاکر ڈالتی ہے۔ پھر کس طرح قتل کرتی ہے۔

اور بڑا سانپ جنگلی جانوروں اور دوسرے مرغوں کو پکڑ کر کس طرح اپنے پیچوں میں لاکر انکی ہڈیاں توڑ کر انہیں لقمہ بناتا ہے۔

پانی کے مگرچھ اور بڑی مچھلیاں کس طرح اپنے سے چوٹے جانوروں کو ہلاک کرتے ہیں۔ جنگلوں میں چیتے اور شیر اور کتے اپنے شکاروں کے ساتھ کیا کیا سلوک کرتے ہیں۔

اور باز اور شکرہ پرند جانوروں سے کیا معاملہ کرتا ہے۔ اس نظارہ اور اس نظارہ کے متعلق رجم دیا لو کی دیا لٹا کو دیکھ کر اور اس فسانوں بنانے والے کی مہربانیوں پر نظر کر کے خدا کے پرستار کے اندر کیا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ نیچرزم کی سزائیں ہیں۔ تو اول تو نیچرزم خود گور کہہ دینا ہے۔

دوم دیا لو نے ایسی خطرناک نرا کیوں تجویز کی اور اور راہ کیوں نہ نکالی۔ آریوں نے جینی الگ ہو کر اسی رحم کا مطالعہ کر کے غلطی میں پڑ گئے۔ اور خدا کے منکر ہو گئے۔ ہمیں ایک بڑے عالم جوں کے پنڈت کا یہ قول اب تک یاد ہے۔ جس نے کہا تھا کہ گوشت خوری و شراب اور خدا کا ناتنا لازم ملزوم ہے۔

دوسرا نظارہ وہ ہے۔ جو بچے خود علم طلب میں ہر روز کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ ہر ایک انسان کے کسی زخم میں ہزاروں کیڑے پڑتے ہیں۔ اور ان کیڑوں میں صدمہ۔ قسم قسم کے اسوقت ہمارا سچا رحم اقتضا کرتا ہے۔ کہ اس شخص کی مہر دہی کی جائے۔ اور میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ان کیڑوں کی جان کا خیال تک بھی ہمیں پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس تو جینی اور آریہ سماج بہت سے ایسے امراض کے مبتلائے۔ اور سینے خدا کی بنائی ہوئی وہ دوائیں جو ہمیں آئور وید نے سکھائی ہیں استعمال کیں۔

جب ہم نے ایک جان کے بدلے ہزاروں کو قتل کیا۔ تو اس جینی یا آریہ نے بڑی خوشی اور شکر سے جبر کہ ہمیں یہی کہا۔ کہ آپ نے بڑی کرپاکی۔ اور آپ تو ہمارے پریشتر ہو گئے اور آپ کی دیا لٹا سے ہمیں امن ملا۔

تیسرا نظارہ اُس وقت ہمارے سامنے آیا۔ جب ہم نے جہازوں کا سفر کیا اور بعض وقت

مچھل کے سوا کچھ بھی نہ مل سکا اور لاچار گوشت خوری سے کام لینا پڑا اور نہ ہلاکت کا موہنہ
دیکھنا پڑتا۔

اور چونکہ انظارہ ہیں اُن تعلیمات سے حاصل ہوا ہے جنکو ہر ایک عقلمند مذہب نے سیاست
اور راج نیستی دہرم کے اندر بیان کیا ہے۔ ایک راجہ اور اُس کی پر جا کے خاطر اور اُن کے فتنہ کرنے
کے لئے کس قدر فوجیں اور آگ اور بجلی اور اُس سے بھی بڑا ہر دشمن کش ہتھیار ایجاد کئے
گئے اور اُن کی تعریف کی گئی ہے۔ اور خود منوجی اور ستیا رتھ کے مصنف اور یورپ کے
غریب دل برے کے اتساع نے تجویز کئے ہیں۔ اور رات دن ایک عالم سیاستوں کا اُنکی
ایجاد میں مصروف ہے۔ یہ فطری تحریک بھی جو ہر زمانہ اور ہر قوم میں جاری رہی ہے۔ گوشت
خوری کی بڑی مؤید ہے۔ اسکے خلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا ہے۔ کہ
لَا يُعَذِّبُ بِالْإِسْخَارِ إِلَّا رَجُلٌ لَّدُنَّهِ آگ کے ہتھیار بنانے کی تاکید قرآن کریم نے
کی ہے۔ مگر منوجی اور وید نے بقول دیانند کے بڑے زور سے ہتھیاروں کے بنانے کی
تاکید کی ہے۔ دیکھو ستیا رتھ صفحہ ۳۷۰۔ چنانچہ جیسے کوئی ایک لوہے کا بان یا گولا بنا کر اُس
میں ایسی اشیاء رکھے کہ جو آگ کے لگانے سے ہوا میں دھواں پھیلنے اور سورج کی کرن یا ہوا کے
مس ہونے سے آگ روشن ہو جائے۔ اسی کا نام اگنی آستر (د آگ کا ہتھیار) ہے

جب دوسرا اسکا دفعیہ کرنا چاہے تو اُسی پر وارن آستر چوڑے لیٹے جیسے دشمن نے
دشمن کی فوج پر اگنی آستر چوڑ کر تباہ کرنا چاہا۔ ویسے ہی اپنی فوج کی حفاظت کے لئے سیدنا
پتی (سردار فوج) وارن آستر سے اگنی آستر کا دفعیہ کرے وہ ایسی اشیاء کے ملائے
سے ہوتا ہے۔ کہ جگا دھواں ہوا کے مس ہوتے ہی بادل ہو کر جبٹ برسنے لگ جائے اور آگ
کو بجھا دیوے ایسے ہی ناگ پھالٹس یعنی جو دشمن پر چوڑے سے اُسکے اعضاء کو جل کر
مابذ رہ لیتا ہے۔ ویسے ہی ایک موہن آستر یعنی ایسی تسلی پیرس ڈالنے سے دنیا آباد ہو
جکے دھوئیں کے گھنے سے دشمن کی سب فوج سو جائے یعنی بے ہوش ہو جائے اسی طرح سب
شستر آستر ہتھیار اوزار ہوتے تھے۔ اور ایک تار سے یا شیشے سے یا کسی اور
چیز سے بجلی پیدا کر کے دشمنوں کو ہلاک کرتے تھے۔ اسکو بھی اگنی آستر نیز یا ششو
پتاستر کہتے ہیں یہ توپ اور بندوق یا نام غیر ملک کی زبان کہیں۔ سنسکرت اور آریہ ورت ملک کی

سطح اس میں اقسام شرابوں کے بنانے کی جانت پائی جاتی ہے ۱۲ سنہ

بہا شہ کے نہیں۔ البتہ جس کو غیر ملک والے توپ کہتے ہیں۔ سنسکرت اور بہا شہ میں اسکا نام
 شتگمینی اور جسکو بندوق کہتے ہیں اسکو سنسکرت اور آریہ بہا شہ میں ہشتندی کہتے ہیں۔ جو
 سنسکرت دیا نہیں پڑے دے غلطی میں پڑ کر کچھ کا کچھ لکھتے اور کچھ کا کچھ کہتے ہیں۔ اسکو
 دانا لوگ مان نہیں سکتے۔

پانچواں نظارہ موت ایک شندی اور ضروری بات ہے۔ جو ذی روح کے واسطے لازمی
 ہے کوئی دوسرا اُسے قتل کرے یا نہ کرے کیونکہ اُسے دیا لو کر پالنے آخر ضرور مارنا ہی پس
 اگر جانور دوسرے کے قتل سے نہ مارا جاوے۔ تو بھی اسکو ایک مدت کے بعد قسم قسم کے دکھ نہیں بستا ہو کر
 آخر مرنا ہوگا۔ اور اسکو جو بیماری میں کیڑے پڑینگے۔ وہ ہی آخر ہلاک ہو جائینگے۔ اور اُسکے نقیض سے
 بہت سے ذی روح اور انسانوں کو شدید تکلیف پہنچے گی۔ پس کیا مناسب نہیں کہ جانور و کمون انہوں
 سے بچانے کے لئے قتل کیا جائے۔ اور پھر اُسے کوئی کام بھی لیا جائے قتل کا دکھ بہر حال عام بیماریوں
 سے بہت ہی تھوڑا ہے کیونکہ وہ آتی ہے اور شندی۔ مرض الموت کا آخر ایک زمانہ کے بعد اور زمانہ
 تک آنا ضروری ہے۔ اگر کہا جاوے کہ آدمیوں کے لئے بھی کیوں ایسی موت تجویز نہ ہو۔ تو اول تو
 یہ ظاہر ہے کہ ایسی اضطراری موت فوجی جانوروں کے لئے تجویز کی گئی ہے۔ اور عام اس لئے نہیں۔ کہ
 انسان کے ساتھ بہت سے حقوق متعلق ہوتے ہیں۔ انکا ضائع ہونا زیادہ دکھوں کا موجب ہے۔

چھٹا نظارہ دیانندی طرز پر یہم ہر کہ درخت بھی انکے نزدیک وہی رو میں رکھتی ہیں جو ان
 رکھتی ہیں دیکھو صفحہ ۴۴ میں تیار تہ پر کاش جہاں لکھا ہے (جو نہایت درجہ کے تو گئی ہیں وہ غیر متحرک
 درخت وغیرہ کیڑے کوڑے کا چھلی۔ سانپ۔ کچھوڑی۔ مویشی۔ اور مرگ (جنگلی چوپایہ) کا جیم پاتے ہیں سو
 اس قانون اور اعتقاد کی بناء پر ایک درخت کا کاٹنا اور مویشی اور مرگ کا قتل کرنا برابر ہو جاتا ہے۔
 اس اصول کو مد نظر رکھ کر آریوں پر فرض ہے کہ ایک درخت کے کاٹنے پر بھی وہی کائی کاٹیں کریں
 جو گاؤں کے قتل پر حشر برپا کرتے ہیں ورنہ دیانند کے بنائے ہوئے اصول کو وہ جو تینوں کے منہ پر دوندتے
 ہیں اور رختوں میں بیہوشی کا دعوے بیدلیل ہے۔

سوال نمبر ۳۸ ریشمی کپڑے اتنا سامان کہاں سے آئیگا۔ کون بنگیا۔ ریشم کیڑوں کا
 - سناہ اور لعاب ہے۔

الجواب۔ سرشت کیمان کے خزانہ سے جہاں تو تمام جگ کو ملتا ہے۔ سوچ کی تیزی قائم کر کہہ کیلئے

نباتات کو اٹکانے کے لئے اور حیوانات کیلئے کس قدر چیزوں کی ضرورت ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ الہی کا رُخا میں سب کے لئے پورا سامان موجود ہے۔ زمین۔ پانی۔ ہوا اور غلامیں جس قدر ذی حیات ہیں۔ سب کے لئے کس قدر کثرت سے سامان مطلوب ہے۔ مگر سب شکستیاں ہمہ قدرت کے کارخانہ میں سب کچھ موجود ہے ذرہ کی نہیں۔

سب شکستیاں اور قادر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسکے ارادہ سے سب کچھ ہوتا ہے۔ اور سنو یہ ریشمی کپڑی وغیرہ نعمتیں تو عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ عرب بخشن بیٹے کپڑے اور سادہ لباس کے عادی تھے۔ خدا تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کی جڑیں انکو بشارت دے گی کہ غفریشام و ایران کے شاہ ریشمی لباس تنکو دینے جائینگے۔ یہ فتح مذہبی کا وعدہ ہے مگر ریشمی لباس اسیکو پہنا جاتا ہے جسکے مناسب مال ہوتا ہے۔

ہمکو بعض وقت ریشمی لباس۔ ریشمی تہان۔ اور زیور اُمرانے دے میں مگر کبھی ہمارے یا انکے خیال میں نہیں آیا۔ کہ وہ لباس یا زیور ہم پہننے کے وہ جن کے مناسب حال تھا انکو پہنا دیا گیا۔ اور سنو! یہ قبل از وقت ہمارے سرور کا مشاہدہ ہو اور قبل از وقت نظارہ کو عربی میں دیا کہتے ہیں۔ اور ریشمی لباس کے متعلق علم رویا کا پرمان یہ ہے۔ اسکو خور کر داور دیکھو کہ ہمارے نبی کریم کے مکاشفات آخر کار کس قدر صحیح اور صادق ثابت ہوئی۔ اور جو باتیں اس جہان میں قبل از وقت بطور دعویٰ کے بتائی جا کر روز روشن کی طرح اپنا ثبوت آشکار کر دیں اسے بڑھ کر اور کون شو صدق کی مہر اپنے اوپر رکھ سکتی ہے اب اُن معانی کو رویا کی کتابوں میں دکھاتے ہیں۔

النَّيَابُ الْخَصْرُ قُوَّةٌ وَدِينٌ وَذِيادَةٌ
عِبَادَةُ لِّلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ حَسَنٌ جَالٍ
عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى رَجَبُ الْكَلَامِ

دیباچہ اور ریشم اور قہریم کے ریشمی کپڑی فقہاء کے سوا اوروں کے لئے بہت اچھی ہے انکو معنی یہ ہوتی ہیں کہ وہ لوگ ایسے عمل کرنے کے جن سے جنت کے حقدار بن جائینگے اور اسکو علاوہ انہیں ریاست بھی ملے گی۔

اور سنو! اوچاندی کے ساتھ نبی ہوئی کپڑوں سے مراد بہتر چیزیں ہیں اور دنیا میں اور مقصد پر پہنچ جانا۔

وَالنَّيَابُ الْمَنَسُوجَةُ بِالذَّهَبِ الْفَضَّةِ
صَلَاحٌ فِي الدِّينِ وَالْدُنْيَا وَبُلُوغُ الْمَنْفَعَةِ

ومن رای انه یملک حلالا من حدید اذ
استبدق او یلبسها علنا نہ تاج او کلیل
من یاقوت فانه دجل و درم متدین غایز
وینال مع ذلک ریاسته (متخب مث)

جو شخص دیکھ کر اسکی ملک میں ریشم و استبرق کے
لباس میں یا انہیں پہن کر کہا ہو یا یاقوت کا تاج سر پر دیکھو
ایسا شخص پر ہیز گار دیانت دار غازی ہوتا ہو اور
ملاوہ برائے اسے سلطنت بھی نصیب ہوتی ہو اور
دیکھو سوال نمبر ۳۹ کا جواب۔

سوال نمبر ۳۹۔ بہشت میں نہریں ہونگی۔ بعض کہتے ہیں کہ دودھ اور شہد کی نہریں۔

الجواب۔ اور بہشت اسلامی نہروں سے محروم۔ دیکھ تیرے سام دیئے تجھے اب وید
سے بھی متغیر کرانیکے تجویز کی ہے۔

جو کوئی کہ اس خلاصی یعنی پوسن (سوم) بھجن کو جسے خدارسیدہ لوگوں نے جمع کیا پرستار
اسکے لئے سرسوتی۔ پانی۔ مکھن دودھ اور مدہ برساتا ہے۔ دیکھو سام وید پر پانٹک سوم پوسن ص ۱۰۰۔
دپر پانٹک (سرسوتی)۔ مان اس سات بہنوں والی پیاری نہروں میں نہایت پیاری سرسوتی نے
ہماری تعریف حاصل کی ہے۔

وہ رس کی نہر کے ساتھ اپنے تئیں صاف کر کے زرد و سرخ رنگ ہو کر چمکتا ہے اسوقت جبکہ
وہ درج گویوں کیساتھ بہتات موبند رکھتی والا تعریف کر نیوالوں کے ساتھ کل شکلوں کا احاطہ کرتا
ہے۔ صفحہ ۵۱۔ مضبوط پہاڑی ڈنٹھل مستان خوشی کیلئے نہروں میں نچوڑا گیا ہے باز کی طرح وہ اپنی
جگہ قرار پذیر ہوتا ہے۔ صفحہ ۵۲۔

اے اندر تیری نہر قوت کے ساتھ دیوتاؤں کی ضیافت کیلئے بہتی ہوئے سموم مدہ و مال
ہمارے برتن میں نشست گاہ اختیار کر صفحہ ۶۴۔

دودھ انہی طرف اس طرح دوڑا ہے۔ جس طرح طغیانیاں کسی چٹان پر دھکیلتی آتی ہیں۔ وہ
اندر کے پاس صاف ہو کر آتے ہیں۔ صفحہ ۹۴۔

نیز اگر نہروں والی بہشت ناپسند ہے تو تباری آریہ کو جو بت میں بادھتو۔ جبا نی ملکوں کو اپنی کرپوں
انسانوں کے (تاریخ اعمال) جلا وطنی کا انعام ملتا تھا۔ تو چاہئے تھا۔ کہ افریقہ کے ریگستان میں جانے
انہوں نے انڈیا کو کیوں پسند کیا۔ جس میں دودھ اور شہد اور ہر قسم تعیش اور تنعم کی نہریں
بہتی ہیں۔ تم کیسے شریر ہو۔ کہ معظمہ کا تذکرہ ہو۔ تو اُسے ریگستان سمجھتے ہو۔ اور اگر نہروں کا تذکرہ
ہو۔ تو اس پر ہنس ٹھٹھا کرتے ہو۔ تم اس پر راضی ہو کہ تمہیں نرگ میں پیچید یا جاوے۔

حقیقی جواب کہہ کر معنی کثرت کے ہیں۔ اور نہر کے معنی ندی کے ہیں۔ اور وہ نہایت جن میں نہروں کے علیہ کا تذکرہ ہے۔ وہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے حق میں انکی محنتوں و مشقتوں اور تکالیف کے بدلہ جو انہوں نے اپنی پاک بنی کی اتباع میں اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ تھا۔ کہ انہیں اسی خیم میں ریگستان عرب کے بدلہ۔ نہروں والے ملک عطا کر دینگا۔ چنانچہ جیسے فرمایا تھا۔ و سیاہی ہوا ادا کیے جو ادر خلص اتباع ان بلاد کے مالک ہو گئے جن میں مدجلہ۔ فرات۔ جہوں۔ سیحون۔ یروں۔ اور نیل بہتے تھے۔ اور اسی پروی کی برکت سے مسلمانوں نے آریہ ورت کو بھی لیلیا۔ جس میں گنگا۔ جینا۔ اور سرسوتی بہتے ہیں۔

سوچو۔ اور غیبِ خمیر گو۔ کیسے قبل از وقت بتایا ہوا وعدہ پورا ہوا۔ اور مفصل شریکِ معنوں میں آج کا
اور صیغہ کرم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ان الفاظ کے حقائق کے سمجھنے کیلئے ہمیں کتبِ تعبیر اور دیبا کی طر
ف کو کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہر کے حقائق کی نسبت ان میں ہم یہ پاتے ہیں۔

النهر يدل على اقليمه كسيمون وجيمون
والفمات والنيل -

والنہر فی المنام حمل حاملہ اور رزق
ونہر اللبن دلیل علی الغلۃ ونہر الخمر
دلیل علی السكر من حب اللہ تعالیٰ والبغض
عن محارمہ ونہر العسل دلیل علی العلم
والقرآن ۳۲۶ تفسیر الانام

فمنهم الكوثر في المنام نضرة على الأعداء بقوله
 تعالى إنا أعطيناك الكوثر (تفسير مشرق)

نہر سو را دیہ تو کہ ایسی قالین جنس نہرین بی حدیجوں اندر چھو
 اور فرات اور نل اسلام کے قصبہ میں جا لگی ادا خود آگئیں
 اور شرب میں نہر کو دیکھنی سو را دیہ تو ہا ہی علی صالح اور امی زہر
 و دودھ کی نہر دیکھنی سو را دیہ تو غلظۃ عیدہ اور شرب کی نہر سو را
 ادا تعالیٰ کی محبت کے نشاء ہی سرشار ہونا اور اس کی حکم کر دہا
 سے بغض کہنا اور شہد کی نہر سو را دیہ علم اور قرآن کا حاصل
 ہونا۔

ہر کوثر کا رویہ ایسی دیکھنا پسند ہے تو ماسی احمد پر خط لکھ کر بھیج دیتا ہوں
جیسا کہ خدا تعالیٰ کو کلام انا اعطینا انکو شہرت ملو تو شکر مقبول ہوتا

پہنچنا پڑھا پارگی اور ایسے سالانی کے زمانہ میں جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منظر میں دشمنوں کو ہاتھوں سے شکار لائے کی طرح دکھانا ہوتا ہے۔ یہ وحی آپ کو عالم الغیب کا وہ خدا کی طرف سے ہدایت کہ ہم نے تم کو انکو تر حاضریا ہے۔ دینا جانتی ہے کہ وہ مظلوم کیسے انسان جیسے اپنے بھائیوں نے پاؤں کے نیچے مسلاتا چاہتا تھا۔ کس طرح اپنے اعداء پر منصور و مغضرب اور ادر کے قوی اور شکر و دشمن خاکیں مل گئے سوچو اور غور کرو۔ کہ یہ غیب کی بات کس طرح حقائق پر پوری ہوئی اور خدا کے غضب ڈرو۔

من رائے المفارقة بدخلون عليه ويسبقون جو کوئی دیکھو کہ فرشتے خبیث میں اس پر داخل ہوتے اور سلام کر دے میرے

حلیہ فی الحجۃ فانہ یصل الی امر یصل
بہ الی الحجۃ لقولہ تعالیٰ والمدشکۃ
وہ ایسے کام کر چکا جسکے باعث جنت میں پہنچے کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

یدخلون علیہم من کل باب الا یتوخم
لہ بالخیر مشۃ تنجب کلام
اور فرشتے داخل ہونگے انہر ہر ایک دروازہ سے اور
ایسے آدمی کا انجام اچھا ہوگا۔

ومن رای علما نہا یطوفون حولہ نال ملکۃ
ونعیما لقولہ تعالیٰ ویطوف علیہم ولدان
اور جو کوئی جنت کے نوجوانوں کو دیکھو کہ اسکے ارد گرد پرتے
ہیں۔ وہ بادشاہ ہو جائیگا اور نعتیں طے کرے گا کیونکہ اللہ
مخلد دن (تنجب کلام مبادل مشۃ)

سوال نمبر ۴۔ حُلُوا اساور من فضۃ
کف۔ پہلا کوئی شائستگی ہے کہ عورتوں کا گناہ آدمی پہننے لگ جاوے۔ کیا بی اسے مولوی پیر
کی طرح لنگن پہن کر پیرنگے پر رہنی کی ہے۔

الجواب۔ حُلُوا کا ترجمہ زبردستی گئے۔ یُحَلُّون کا ترجمہ ہے زبردستی ہائینگے۔ یہ بھی خریب
کو ایک وعدہ تھا۔ اور زبردست پیشگوئی ہے چنانچہ ایک شخص سراقد بن مالک بن جشم المدلجی نامی کو
حضرت نبی کریم نے اسکے خالی ہاتھ دیکھ کر دان پر بال بہت تہو۔ اور ہاتھ نہایت پتلے تھے، فرمایا۔
کانی بک قد لبست سوادۃ کسرے | میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے کسری کے لنگن پہنائے گئے۔

موتوں کے بعد جب خدا قتل کے وعدہ کے دن آئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں نے آریوں کے
بیانی ایرانیوں کے ملک کو فتح کیا۔ اور فتوحات ایران کا مال سونا۔ باقت۔ زبرد۔ اور لوگوں کو کثرت
آیا۔ اور اس میں خاندان شاہی کے زیورات آئے۔ تو حضرت عمرؓ نے خاص کسے شہنشاہ کو لنگن
اس عربی مدلجی کو پہنائے۔ اسلئے کہ وہ مشکوئی پوری ہو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اور جو
قرآن کریم میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو امام شافعی کی روایت ازلة المختصو ۱۳۰ جلد ۲
اب ہم اسے روایا کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

سوار ان کان اسورة من فضۃ فهو
رجل صالح للسعی فی الخیرات
موتوں کے بعد جب خدا قتل کے وعدہ کے دن آئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں نے آریوں کے
بیانی ایرانیوں کے ملک کو فتح کیا۔ اور فتوحات ایران کا مال سونا۔ باقت۔ زبرد۔ اور لوگوں کو کثرت
آیا۔ اور اس میں خاندان شاہی کے زیورات آئے۔ تو حضرت عمرؓ نے خاص کسے شہنشاہ کو لنگن
اس عربی مدلجی کو پہنائے۔ اسلئے کہ وہ مشکوئی پوری ہو۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ اور جو
قرآن کریم میں مفصل مذکور ہے۔ دیکھو امام شافعی کی روایت ازلة المختصو ۱۳۰ جلد ۲
اب ہم اسے روایا کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔

لہ خدا ہی کو کہتے ہیں جسکے ہاں میں سفیدی آگئی ہو۔ نہ

یفتم علی یدیه مع ذکر وصوت تو اے معنی ہونگو کہ اُسی فتوحات نصیب ہونگی اور
وانکان لہ اعداء فان اللہ یعینہ اُسکا آوازہ و شہرت دینا میں شہر اور شائع ہونگی اور
(منتخب الکلام جلد ۱) اگر اُسکے دشمن ہونگو تو اللہ تعالیٰ انہیں اُسکو تختہ کرے گا۔

واقعات عالم اور ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لایف ہر نگاہ کر کے دیکھ لو کہ یہ ساری باتیں کس
احسن طریق سے پوری ہوئیں اور بعد الموت اس کی اتم اور اکمل طور پر پوری ہو گئی۔

سوال نمبر ۴۴ - حور نہر اقرض - گوری - کنواری - ہم عمر - نوجوان - سیاہ آنکھوں والی و شیرہ
عورتیں - بیٹنگی - برہمچاری اس قسم کی شیل با توں کو منہ پر لانا ہی جہاں باپ سمجھتا ہے - قرآن کریم
کے کلمہ طیبہ - آنکھ ڈا - غرٹا - آتر آتا پرا اقرض کیا ہے۔

الجواب کیا آہی کتب حرف برہمچریہ کیلئے ہوا کرتی ہیں نادان انسان اگر خاص خاص مذاق کے لئے
آہی کتابیں ہوں - تو وہ سب مذاق والے کیا کریں وہ شتر بے ہمار ہیں - بتان کی اصلاح کو نہ
نیز چاہیے کہ نہ تم نے ستیا رتھ پر کاش پڑھنا اور نہ منو کا شاستر اور چاہو کہ تم دید کو بہی نہ پڑھو کیونکہ
۱۰۴ - اور ۱۰۵ صفحہ ستیا رتھ پر کاش میں لکھا ہے۔

اشونی - بہرنی وغیرہ ستاروں کے نام والی - منسی گلابی وغیرہ پودوں کے نام والی - گنگا جنا
ندی کے نام والی - پاربتی پہاڑ کے نام والی - پرندوں کے نام والی - اور اس قسم کے نام والیوں کو نسل کرنا
نمبر میں کہا ہے نہ زردنگ والی - نہ بھودی آنکھ والی وغیرہ

نمبر ۱۱ میں کہا ہے جسکا نام زیبا جیسے بشودا - سکھدا وغیرہ ہنس اور ہتھکنی کے برابر جسکی چال ہو جس کے
باریک بال - سر کے بال اور چوٹے دانت والی ہو - اور جس کے سب اعضا ظاہر ہوں ایسی عورت کے ساتھ
بیاہ کرنا - اس قدر حوالے غالباً اگر تم شریف الطبع ہو تو کافی ہیں - پس بڑا اور جہاں باپ کیا اُس پالی نے
جسے ست کے ارتھ میں ایسی شیل با توں کا ذکر کیا - اور اس کے پڑھنے کو کہا۔

بدبخت ! کامل کتاب ضروریات اور حقیقی راحت بخش بات کا بیان نہ کری تو کیا چند الونگی کتابیں
سجائی بیان کریں - کامل کتاب وہ نہیں ہو سکتی جس میں حرف برہمچریہ زندگی کا ہی تذکرہ ہو نہ وہ جس
میں حرف چند اخلاقی باتوں کا ہی تذکرہ ہو - نہ وہ جس میں حرف سوشیل امور کا بیان ہو نہ وہ جس میں
صرف سیاست و انتظام کا معاملہ بیان ہو - نہ وہ جو صرف امور آخرت کے متعلق بحث کرے نہ وہ
جس میں صرف عبادات کا ذکر ہو - کامل کتاب تو وہ ہے جس میں انسانی اخلاق و عادات - معاملات
سیاست - تمدن - امور بعد الموت اور آہی تعلیمات کی تعلیم بوجہ اتم بیان ہو - یہ بھی ایک موقع اہم

پراعتراض کا بعض احمق کو ملا ہے۔ مثلاً کسی نے دیکھا کہ عورتوں کے متعلق قرآن شریف میں بحث ہو چوٹ لگتی ہے۔ تو ایک نامور و نامراد کس پرس بول اٹھا کہ ان مباحث کی کتاب الہی میں کیا ضرورت ہے، صرف بھبن اور توصیف الہی کے گیت کافی تھے۔ چند لڑکے انکو یاد کر لیتے۔ اور وہ ڈھونڈھو کی پرگاتے اور جگر کیرتن کرتے۔ ایک کنجوس اور غریب مفلس بول اٹھتا ہے کہ زکوٰۃ اور اعطاء صدقات کا کیوں قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

ہمیشہ کا مفتوح ملک اور جسے کبھی ذرہ سر اٹھایا تو موہنہ کے بل گرا۔ شریروں۔ بد معاشوں سے جنگ کا تذکرہ سنکر کیا خوشی حاصل کر سکتا ہے۔ جبکہ کبھی مکالمات آہیہ کا شرف حاصل نہیں ہوا وہ برہموت کا آدمی یا عام طور کا غافل یا جبکہ یقین ہو۔ کہ الہی مکالمہ کا شرف دو ارب برس کے قریب ملہاں دیدے کے بعد پھر کیوں ہی نصیب نہیں۔ وہ انبیاء کی وحی و مکالمہ کو ڈھونڈھو سنانہ سمجھے تو کیا کرے یا جس قوم کو باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور نہ انکو ضرورتیں پیش آئیں اور وہ نہیں جانتے ہرگز کہ بعض جگہ گلے کا دودھ اور جو کے ستوا اور ساگ نہیں مل سکتا۔ گو بیہودہ لاف زنی سے کہتے ہوں کہ ہمارے بزرگ پکرو رتی راج تھے۔ وہ اُحِلَّ لَكُمْ الْكَتَبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِمَّا مَلَآ کُمْ تَرَکْسُ طَرَحَ سَمِجْ۔ تجربہ کے سوا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

غرض جامع کتاب کو سب کچھ جو انسان کیلئے ضروری البیان پر بیان کرنا پڑتا ہو۔ اگر وہ کتاب بیان نہ کرے جو اپنے آپ کو کامل و جامع کہتی ہے۔ تو کون بیان کرے۔ اگر آپ نہ سمجھیں یا نہ چاہیں۔ تو آپ کی خاطر کئیوں ضرورتوں کے بیان کو ترک کیا جاوے۔ کیا ساری دنیا پر پھر یہ مذہب رکھتی ہے امتقلانے و مانع بریں اور اعصاب میں مختلف خواص رکھیں ان خواص کو مد نظر رکھنا کامل کتاب کا کام ہو۔

شکیل کہنا تہا ری شیریں کلامی کا ثبوت ہو۔ اَبْکَارًا عُرْبًا۔ اُنْتَرَابَاکے معنی کنواریاں اپنی خاندان سے محبت کر نیوالیاں۔ قریب العزم کیا نیکو انکو ایسی نہ ملیں تو چڑھیں ملیں۔

سوال نمبر ۳۳ {يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا دَارَآ اَنْتَهُمْ حَسْبُهُمْ فَاَمَّا مَلَكُوتُ الْمَلٰٓئِكَةِ} ہی جواب دیا ہے۔ کہ تارک اسلام کے نزدیک انصاف ہو کہ عورتوں کو بیت نوجوان یکدم بطور خاوند پتی کے ملیں۔ کیونکہ جب ایک ایک آدمی کو بہت سی عورتیں ملیں تو ایک ایک عورت کو بہت نوجوان لڑکے ملنا چاہئیں۔

الجواب۔ آپکا انصاف ایک شریف الطبع انسان پسند نہیں کر سکتا۔ نادان عورت کر! ایک عورت

ایک خاوند کے ایک بچہ کو یا اسکے دو تین بچوں کو ایک وقت میں شکل سیٹ میں رکھ سکتی ہے۔

ایک مرد آج کسی عورت کے بچہ دان کو اپنے نطفے سے مشغول کر دی۔ اور دوسرے دن دوسرے کے تیسرے دن تیسرے کے۔ علیٰ ہذا سال بہترین سوسائٹی کے مختلف رجمنوں میں پرورش کیلئے دلیکتا ہے۔ ہاں مرد قوی بہت عورتوں کے رحم میں بیج ڈال سکتا ہے۔ اسلئے عورتوں کو بہت فوجوانوں کا ملنا بے انصافی ہے اور اس پر دیکھ ہے۔

نیز مرد ایک گونہ عورت پر حکمران ہے۔ پس ایک مرد کیلئے بہت عورتیں ہوں تو عورت کو آرام ہے
کمر و کی حکومت اسکے سر سے کچھ ہٹ گئی۔ یا ایک عورت کے لئے بہت خاوند ہوں تو کیا عورت کو آرام
مل سکتا ہو۔ کیا جسکے اوپر بہت ساری حکمران ہوں وہ آسودہ حال ہو سکتا ہو۔ علاوہ اسکے خاوند کیا آپس
میں جنگ نہ کریں گے۔ کیونکہ اگر بہت سارے مرد ایک عورت کے خاوند ہوئے تو ایک وقت ایک چاہتا ہو کہ یہ
عورت میرے پاس اور دوسرا چاہے کہ میرے پاس آئیے اسلئے اول تو وہ آپس میں جوت پینا کر نیگیں پہرہ
عورت بہر حال مصیبتوں میں مبتلا ہوگی۔ نا فہم انسان سوچ اور غور کر۔ مگر نیکو غور کا مادہ کیونکر مل سکتا۔ تہنار
ذہب تو ایسے امور کی پردا بہن کرنا۔ کیونکہ نگوں میں ایسے امور بہت پیش آتے ہیں۔

سُننِ نبیؐ میں مسلمان بایں کرتا ہو۔ کہ بڑی نعمتِ خدا کی رضا مندی ہو۔ دیکھو قرآن کریم۔

اور اس کی خوشنودی تمام غصوں کی بڑی ہجوہ اس کی پاکیزگی
بیان کرے گی اور آپس میں سلامتی اور صلح کی برہنہ گے۔
اور آخری پکاراؤ کی یہ سوگئی کہ محمدی اسد پر دگار کیلئے۔

پس سچے مسلمان اہل بی رضا مندی کے گرویدہ ہو کر اس کی عبادت کرتے ہیں نہ اس بات کیلئے جس کی نسبت تم نے فضول گوئی کی ہے۔ ہاں دنیا کی نعمتیں اور دنیوی عیش و آرام اور دولت مندوں کے لوانہات میں داخل ہیں۔ پس کیا تم یقیناً نیکیوں کا پل ہے اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولت مند بندوں کے لوانہات میں داخل ہیں۔ پس کیا تم یقیناً یہ الزام آپ کو کو نہر نہیں ہو سکتا؛ بلکہ جب دیا تمہد کے نزدیک ہی دنیا ہی سوداگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہ ہو۔ گو چند اعمال کے بدلے ارماع چندے شواغل دینے سے ہی آزادی اور امتیں پہنچے تو اس صورت میں دیا تمہدی فتنہ کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں؛ بات یہ ہے۔

کہ سخت عداوت کے سبب انہیں علمائے کافہہ سمجھ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے اور نہ سمجھا ہے۔ انہوں نے کہ اس ادعا کا تہذیب کے زمانہ میں یہ درست نہ رہا: تمام قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہی تم دیکھ لیتے اور تہوڑا سا ماقبل سے پڑھ لیتے تو بشرط الفصاح تم ایسے خلاف تہذیب و مر کے ترکب نہ بنے

سنے قرآن میں ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عِلْمِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلِّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينَ وَالْمَرْءُ نَارٌ يَقَاهُ وَكُلَّمَا نَشَأَ لَبِثَهُمْ يَوْمَئِذٍ سَاعَةً يُنْفَخُ عَنْهَا كِتَابٌ لَكُمُ الْفَعْلُ فِيهَا تُخْلَفُ وَبَيْنَ يَدَيْهِمْ عِلْمٌ غُلَامًا تَتْلُو مِنْهُ مَا كَانُوا يَلْعَنُونَ ذُرِّيَّتَهُمْ

ہم مومنوں کے ساتھ انکی مومن اولاد کو ملا دینگے۔ اور انکے عملوں کو کچھ ہی کم نہ کریں گے ہر شخص کو اپنی اپنی کمائی کا بدلہ دیگا اور ہم انہیں میوہی اور انکے پسند کے گوشت دینگے اور اس میں ایسے پالے پینگے کہ انکا نتیجہ یہودہ خیالات اور بدکاری نہیں۔ اور انکے ارد گرد موتیوں کے دانہ جیسے بھر پھرینگے۔

بارتعالیٰ فرماتا ہے بہشتیوں کی اولاد ان کے پاس پھرگی۔ وہاں مومن اولاد کی جلالی کاغذ نہ دیکھیں گے اور انکے لئے ترسیں گے جب لفظ تِلْثُمِ صریح اس کی صفت میں موجود ہے جسکے معنی ہیں تین۔ میں ڈالنا۔ پھر آپ کو ایسا ناشایاں خیال کیوں گنڈا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ ہر میں اور لفظوں کے ساتھ کی ہے اور وہاں علان کے بدلہ ولدان کا لفظ جو دلایا ولید کی جمع ہے فرمایا دَيُّوْفُ عَلِيْمٌ وَلَدَانٌ تَخْلُدُ وَذُرِّيَّتُهُمْ حَسْبُهُمْ لَوْزُوءٌ مِّنْهُنَّ ذُرِّيَّتُهُمْ وَدَيُّوْفُ عَلِيْمٌ وَلَدَانٌ تَخْلُدُ وَذُرِّيَّتُهُمْ دَا بَارِيْقٌ وَكَامِيْنَ مِنْ مَّعِيْنٍ دَبُّوْفٌ

اور ان کے ارد گرد عمر دراز بچہ پھرگیں تم انہیں دیکھ سکتے ہو۔ یہی سمجھو کہ بہرے ہوئی موتی ہی اور سورہ واقعہ میں ہے۔ اور ان کے ارد گرد عدد دراز بچے کو دلوں اور لوٹوں اور خالص تھری صاف پانی کو لئے پھرینگے۔

اور اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بشر ت ہو۔ جو فتوحات ایران و روم میں اپنے جلال کیساتھ ظاہر ہوئی جوان اور ادبیر شاہی خاندان کے شاہزادے اور شہزادیاں مسلمانوں کے خادم ہوئے۔ غلہ و میٹر کو بھی کہتے ہیں جسکے بال سفید ہو گئے ہوں۔

اور سن حضرت زکریا فرماتے ہیں۔ دَبُّوْفٌ یٰکون لی غلام لے اسد محبوب ک بچہ عطا ہوئے اور ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہو۔ دبشرناہ بغلام حلیم یعنی ابراہیم کو خوشخبری دی ایک عقلمند بچہ کی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہو۔ لقیا غلاما فافتلہ موسیٰ اور خضر کے سامنے ایک جوان آیا اور خضر نے اسکو قتل کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ میں دیکھو۔ اولاد اور جوان کو غلام کہا گیا ہو بلکہ قاموس میں لکھا ہے کہ غلام وہ ہوتا ہے جسکی مویں نکل چکیں۔

نیز مجھے خبر نہیں کہ عورت اور مرد میں جناب الہی نے قدرت میں مساوات رکھی ہی نہیں بچہ جنت میں جو تکالیف عورتوں کو ہوتی ہیں ان میں مردوں کا کتنا حصہ ہو گیا مساوات ہو۔ کیا تو ہی میں مساوات

ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں ہمیشہ حیران کہ صرف دعوت میں مساوات کا خیال کس احمق نے نکالا۔

سوال نمبر ۴۳۔ قربانی لغو حرکت ہے۔ جس کا گلا کاٹ دیا جائے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔

الجواب۔ یہ کلمہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب کا گلا کاٹ دیا جاوے وہ باعث آرام کیونکر ہو سکتا ہے۔ قربانی کے مضمون کو ہم تین حصوں پر منقسم کرتے ہیں تو کہ سہولت ہو اور آسانی سے جواب سمجھا جاوے۔

حصہ اول

قربانی کا مسئلہ بھی عجیب و غریب مسئلہ ہے۔ تمام دنیا میں بساط عالم سے لیکر اعلیٰ مرکبات تک کی قربانی ہو رہی ہے۔ اور ایشیا کا مذہبی دارالعلوم مع یورپ و قدیم امریکہ افریقہ اور پولینڈ کے اسکا عامل ہو کر آج کل کی دنیا انکار کی طرف مائل ہے۔ اور کسبچن ہر تنفس میں انسانی آرام کے لئے قربان ہوتی ہے۔ کاترین درختوں کیلئے قربان ہوتی ہے۔ کر دڑوں میں لکڑی اور کوئلہ لگنی دیر تاکے لئے اسٹیم رولیں اور درک شاپوں میں قربان ہوتا ہے۔ تب انسان کے سامان لگنی جی کی پرستار پر ہیں مگر ہر آدمی دیکھنے والے کہے جاتے ہیں قربانی لغو حرکت ہے۔ اور ہمارے نزدیک تو ہر ایک چیز میں روح ہوتی ہے اور آریہ ہی درختوں میں روح مانتے ہیں۔ ستیا رتھ میں بھلا منوجی لکھا ہے جو نہایت درجہ کے تنوگی میں وہ درخت کیڑے مکوڑے کا جنم پاتے ہیں۔ اسلئے درختوں کا کاٹنا اور اپنی کام میں لانا ایسا ہی ہوا جیسا حیوان کا مارنا۔ پس درخت کیوں قربان کئے جاتے ہیں اور انسان کی خاطر ان کی قربانی کیوں جائز ہے۔ غدر کیا جاسکتا ہے۔ کہ انکی روح بیہوشی کی حالت میں ہے۔ پس یہ قربانی اسلئے جائز ہے۔ جیسے ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۶۰۲ میں ہے۔ اپنے مطالب حل کر نیکو خوب عذر ہے۔ بھلا اس دعویٰ کا ثبوت کیا۔

کند مول وغیرہ چیزوں میں رہنے والے جیون کو سکھ دھم محسوس نہیں ہوتا دیکھو صفحہ ۵۹۹ تو کیا پھر بیہوش کر کے قربان کر لیں اور اسی طرح بیہوشی کے بعد قربانی کا فتویٰ آریہ سماج کیا دیگی؟ پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو حیوانی قربانی کا سلسلہ بھی وسیع نظر آتا ہے۔ ایک انسان کو ویدان کا مرض ہوتا ہے۔ تو الہی کا رخا نہ میں ہزاروں ہزار ایسی دوائیں ہیں جنکو استعمال کر کے ان جانوروں کی قربانی اس مریض کے لئے کی جاتی ہے۔ اور ہزاروں ہزار جانور اس ایک جان کی خاطر ہلاک کئے جاتے ہیں تب وہ جانور ہلاک ہو کر مریض انسان کو اور حکیم کو راحت بخشن ہوتے ہیں صرف تقریریں بنانا تو رحم کو ضرور جوش دیتا ہے۔ مگر عملی حالت بتاتی ہے۔ کہ انسان اپنی ضرورت و آرام کیلئے کس قدر جانوں کو قربان کرنا لا بد سمجھتا ہے۔ اس سے آگے چلکر دیکھیں تو سیاست مدن میں اگلے آدمی اگلے کے

لئے ہمیشہ قربان ہوتا ہی۔ سفر مینا اور دیسی ادنیٰ سپاہی پہلے ماری جاتے ہیں پھر انے افسر اور اسی طرح درجہ بدرجہ اور بادشاہ کی نوبت نہیں آتی۔

ہم نے دیکھ احکام دیکھے ہیں ویدوں میں لکھا ہی کہ جس طرح پہلی بادلوں کو اور آگ بن کے گہاس کو فنا کرتی ہے۔ اسی طرح سپہ سالاروں کو چاہیے۔ کہ مخالفوں کو ہلاک کر دیں دیکھو ہمارا صفحہ ۱۰ رگوید ۶۱۶ بلکہ دیانندی خیال کے مطابق تو جانوروں در مویشی بلکہ گائیوں اور آدمیوں کو بھی مار کر اپنی فتح و اقبال کی خاطر قربان کرنا جائز ہے۔ دیکھو ستیارتھ صفحہ ۲۱۱

اور فوج کے وقت جمل تھل کرنے پر اعتراض کہ بہت جیو اس وقت مارے گئے ہونگے اور یہ ظلم ہے۔ ایسے واقعات بیان کر نیوالی کتاب خدا کی نہیں ہو سکتی۔ کیسے تو مناسب سمجھو تو دشمن کو چاروں طرف محاصرہ کر کے روک رکھو اور اس کے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی اور سیرم کو تلف و خواب کر دے۔ منو ۱۹۶۔

دشمن کے تالاب شہر کی فضیل اور کھائی کو توڑ پھڑ دیو۔ رات کے وقت انکو خوف دیکو۔ اور فتح پانسیکی تجویز کو منو ۱۹۷ ذرہ ان الفاظ د ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ۔ خوراک۔ پانی سیرم کا تلف کرنا تالاب توڑ دینا پر غور کرو کیا نرم دل کے مناسب حال قواعد ہیں جیسے پال کا دل ہے۔ آہ دوسرے مذہب کی تردید کیونکہ کہنے کو انسان کو نرم دلی کا وعظ یاد آتا ہی۔ مگر اپنی گہر کی ضرورتوں پر کیسے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔ اور جب اپنا نفع و نقصان ملحوظ ہو تو کون فوجی سے کام لیا جاتا ہو۔ دھرمپال کا نرم ریمدل اور جنگوں سے متنفر دیکھئے۔ کیا تاویل گہر تا ہے۔ یا ویدک مت کو ترک کرتا ہی مگر اغراض کے سامنے ایسے لوگ میری کیونکر سنیں گے۔

انسائیکلو پیڈیا برطانیکا کی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ اور انسائیکلو پیڈیا بینیکا جلد ۴ صفحہ ۴۸۷ تا ۴۹۰ میں ہو۔ ایران انڈیا۔ یونان۔ روم عرب۔ افریقہ۔ قدیم امریکہ اور روم میں قربانی کا عام رواج تھا۔ اور قربانیاں رضا الہی۔ کفارہ۔ معاصی۔ ازالہ غضب اصرام کے لئے غریب کی غربت شاعر کی قوت بڑھانے۔ بیمار کی شفا کے واسطے قربانی ہوا کرتی تھیں۔

عبرانیوں میں۔ شکریہ۔ کفارہ اور حمد الہی کے لئے رٹکے کے تولد۔ ختنہ۔ شادی پر اور مہمان کے آنے پر۔ فقہ مذہبی۔ زمین کے جوتے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ۔ مردہ کی سالانہ رسم شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانی ہوا کرتی تھی۔

بابی لوگ قیدیوں میں ایک انسان کی قربانی اور افریقہ میں حسین آدمی کی قربانی ہوتی

تھی۔ بالیوں میں ہرن کی قربانی اور عبرانیوں میں بادشاہ اور رعایا کی طرف سے شاہی قربانی چھیلے اور ایک دہنہ ضروری تھا۔ سوفنی قربانی بھی اگنی دیوتا کے لئے ہوتی تھی۔ اور اسکو عولی کہتے تھے۔ حضرت سلیمان نے جب سیکل تیار کی تو قربانیوں کی نوبت لاکھوں تک پہنچی۔

روما میں سور کی۔ یونان میں شراب کی قربانی بھی معمول تھا۔ مکسیکو میں تین منزلہ مندر میں سبز پتھر پر قربانی ہوتی تھی۔ بڑا نیکا جلد ۱۶-۲۱۰ ضرور ملاحظہ ہو۔ دعا اور قربانی لازم و ملزوم جلد ۲۴-۳۰۰

ڈا ہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمی کی قربانی ہوتی ہے جلد انمبر ۵۵۔ انگلستان میں دو روایڈس قوم میں قربانی تھی۔ انڈیا کی تمام اقوام میں جلد ۲۹-۲۸۱ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قربانیاں ہوتی تھیں۔ سینے اپنی آنکھ سے جیسور کے پرنے محلات میں وہ مقام کیا ہے۔ جس میں انسانی قربانی ہوتی تھی۔ ادرا ب امن کے باعث دکان ہر روز ایک بکرہ کی قربانی ہوتی ہے۔ سینے جب اس بیچ در بیچ مکان کو دیکھا۔ تو بچے انگریزی حکومت کی بعض برکتیں پا گئیں۔ مہاراج کشمیر کی بیماری میں جب قند قربانیاں چرند اور پرند کی بیماری سانسے پنڈت لوگوں نے کرائی ہیں انکی تعداد کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ اور مذہبی نامکوں میں جتنے بچوں کی قربانی اور اسپر دلین کا منگل گانا ہماری آنکھ کے سانسے کا نظارہ ہو۔ اور وہ نامک والے بھی پنڈت دیانند کے ملک کے ہی تھے۔ مسیحی دین میں مسیح نے قربانی کا بہت لحاظ رکھا ہے۔ اور تمام انبیاء نبی اسرائیل قربانی کے موید رہے مگر مسیحی مذہب میں آپ کے ہمنام صاحب پال نے انکار کیا۔ پھر بھی ابتداء میں مسیحی لوگ قربانیاں کرتے رہے اور بے کی اتباع اور نرمی میں خدا کی اقتدا ہوتی رہی۔ اور سچ پوچھ تو مسیحائیوں کی نجات ہی ایک انسانی قربانی یا خود کشی پر موقوف ہے۔ جب نیا طبعی غالب ہو گئی۔ تو قربانیوں کا روپیہ قربانیوں کے قائم مقام ہو گیا اور اس بہار کے بدلہ اصل قربانی موقوف ہو گئی۔ برائی نام بحقیقہ اب بھی مسیح کا لہو اور گوشت عشاء ربانی میں کھایا جاتا ہے۔

پر جیسے آپ نے حق کا خون کیے ہزاروں ہزار مسلمانوں کا دل دکھایا ہے کیا تمہاری دل اور نرم دل نے اسے جائز کر لیا ہے دل سے پوچھو؟ اگر ستیا رتہ کے مصنف کو کوئی حقارت سے یاد کرے۔ تو کس طرح آریہ سماج آگ بیولا ہوتی ہے۔ مگر کیسی بے انصافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور قرآن اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحقیر کرتے ہوئے آپ لوگ دل کی نرمی اور شیریں کلامی اختیار نہیں کر سکتے اللہ کروڑوں مسلمانوں کا اس سے زیادہ دل دکھاتے ہیں جتنا کہ مذہب

حافور اور اسکی مان بہن کا دل دکھتا ہو کیا حیوانات کا دل دکھتا ہے۔

برٹانیکا انسائیکلو پیڈیا کی جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۵۵ میں لکھا ہے۔ اسحاق کی قربانی کا باب اصلی نہیں اور نہ پُرانا ہے۔ اور سچ یہی ہے کیونکہ اسمعیل کے جیتے اسکی جوانی کے قریب زمانہ میں اسحق کا بیچ کرنا کوئی عظیم الشان امر نہیں۔ ایک تیرہ برس کا بچہ موجود ہے۔ اسوقت ایک سالہ کا قربان کرنا ایسا خطرناک نہیں۔ جیسے تیرہ سالہ اکلوتے کا قربان کرنا، پھر اسی کے جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ کنعانیوں میں جو قدیم بائبلستان فلسطین کے تھوڑے تھوڑے انسان قربانی کا رواج تھا۔ جناب براہیم علیہ السلام نے اپنی روایات کے مطابق جب بجائے لٹکے کے منڈھا ذبح فرمایا تو اس طریق سے انسانی قربانی کا ازالہ کرکے حیوانی قربانی اسکے قائم مقام کر دی۔ **ٹان پال** : یہ تو بتاؤ کہ تمہاری مہیاں اگنی کندی میں اگنی دیتا کیلئے جو کچھ ڈالاجاتا ہے۔ اور اسے تم لوگ بہت بکھتی ہو۔ اور میں کیا ہوتا ہوں دیکھو بکھرید صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے کہ منتر نمبر ۱ کی تفسیر خوشبودار کیسر کستوری وغیرہ۔ میٹھا گوشت۔ شکر وغیرہ پشت گہبی دودھ وغیرہ روگ ناشک گورچ وغیرہ چاقوم کا ساکل۔ اس پر غور کرو۔

جب گہر گہر تمام دنیا میں ہر روز کستوری جلائی گئی تو اس قیمتی چیز کے طبع پر کس قدر کستوری کے ہرن ہار جائیں گے اور شکاری ان کے تباہ کرنے میں کس قدر کوشش کریں گے۔ شہد کے لٹو کس قدر کھیلوں کی خانہ دیوانی کرنے پر پڑیگی۔

اب ہم اسلامی قربانی اور اسکے مقابل آریہ ورتی قربانیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قوم کے مصلح ہو کر آتے ہیں۔ وہ کل رسومات سابقہ کا استیصال کرنا نہیں چاہتے بلکہ انہیں جو رسم محض غلط اور قوم پر مبنی ہوا سکھ تو باطل کر دیتی ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھ کر مضمون آئندہ پر نظر کرنا۔

دوسرا مضمون قربانی پر

اسلام نے بعض قربانیوں کو قطعاً حرام اور نیست و نابود کر دیے۔ اول وہ قربانیاں جن میں بت پرستی اور شرک ہو۔ کیونکہ شرک میں قبلہ انسان بحیثیت مشرک ہونے کے حقیقی اسباب کو ترک کرکے اپنی دیوی دیوتا سے امید و آس کا مہیا بنی کا ہوتا ہے۔ اسلئے حقیقی کامیابی سے محروم رہتا ہے۔ اور دوسرے ان مشرکوں اور تجاریوں کو اپنی اپنی دکان گرم کر کے لٹے صدے جھوٹے قصے بنانے پڑتے ہیں۔ اسلئے توحید کی حامی شریعت نے ایسی تمام قربانیوں کو باطل کر دیا۔ اور محرمات میں اس کو رکھ دیا اور منسربایا۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اللَّحْمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِيرِ | حرام کیا گیا تمپر مردار اور خون اور سور کا گوشت

وَمَا أَهْلَ لَيْعِبِ اللَّهِ بِهِ بِمَاءِ مَائِدَةٍ | اور وہ چیزیں جن پر اللہ کے سوا کا نام بکا یا جاوے
اور ہمارے صوفیا کرام نے تو یہاں تک احتیاط اور تاکید کو اختیار فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا کَالْفِظِ
جَوْمًا أَهْلَ مِیْنِ آیَاہِ۔ وہ عام اور وسیع ہے۔

پھر حضرت شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے دیکھو فتوحات مکیہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۱ باب ۳۹۹
وَالشَّعْرُ فِي عَيْنِ اللَّهِ مَا أَهْلَ لَيْعِبِ اللَّهِ بِهِ | غیر اللہ کی شے کہنا مَا أَهْلَ لَيْعِبِ اللَّهِ سِوِیْہِ کیونکہ
فَائِدَةُ لِلنَّبِيَّةِ بِهِ أَتَرَفِي الْأَشْيَاءَ وَاللَّهُ | نیت کا اثر چیزوں میں ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
يَقُولُ وَمَا أَمْرٌ إِلَّا أَكَلِ لَيْعِبٍ وَاللَّهُ مُخْلِصٌ | فرماتا ہے اور ہمیں حکم گئے گئے وہ لوگ مگر اس بات
لَهُ الدِّينُ (پتہ بدینہ) | کا کہ عبادت و پرستش کریں اللہ کی صرت اسلئے خالص
کر بیولے ہوں اپنے دین کو۔

ہم نے اپنی کتاب میں ایسے شعروں سے پرہیز کیا ہے۔ جو کسی محبوب مجازی کے حق میں یا غیر اللہ کے
لئے وہ شعر بولے گئے۔ کیونکہ وہ ما اہل لعیب اللہ ہیں اور وہ حرام ہیں دوم ان تمام سو فتنی قربانیوں
سے روک دیا گیا ہے۔ جو اشیاء آگ میں تباہ کیجاتی ہیں اور جن کا ذکر صدمہ بلکہ ہزار بار بحرِ رگ
سام ویدوں میں ہوا ہے۔ تہا ری مشرک بیانیوں نے اس وقت بھی حضرت نبی کریم پر یہی اعتراض کیا
جیسے انکا قول خدا تعالیٰ نے نقل کیا اور فرمایا۔

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ دَيْكُ الْغُلَامِ | اللہ نے سنی بات انکی جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے
اور ہم دولت مند ہیں۔ اور پر یہ تہا ری اعتراض نقل کیا
الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَمْدُنَا أَنْ | اور کہا ہے۔ وہ جنہوں نے کہا کہ ہم رسول کی بات
لَا نُوْعِمِنْ لِرَسُولٍ حَتَّى يَأْتِنَا بِغُرَبَانِ | نہیں مانیں گے جب تک ہمارا پاس ایسی قربانی نہ آئے
تَا كَلَهُ النَّارُ قُلْ فَذْءَ جَاءَ كَقُرْءُلْ | جسے آگ کہا جاتی۔ (سو فتنی قربانی) تو کہہ مجھے پہلے
مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ | بیانات دیکھو اور تہا ری مانگی ہوئی چیز (سو فتنی قربانی)
فَلَمْ قَاتِلْهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ دَيْكُ الْغُلَامِ | کو بھی دیکھو کہ یہ پرستی نہیں کیوں قتل کیا اگر تم صادق ہو۔
تیسری وہ تمام قربانیاں موقوف کر دیں۔ جن میں یہ خیال پیدا ہو سکے۔ کہ وہ ترکیب ہمارا گناہوں
بدکاریوں نافرمانیوں کا کفارہ ہو گئی۔ ایسی ہی قربانیوں نے جو ایک ترسے کی ہوئی یا نہ ہوئی
تمام عیسائیوں کو دیر و بے باک کر دیا ہے۔

ایسی ہی قربانیاں بعض جگہ منوجی نے ویدوں ہی بیان کی ہیں چونکہ منوجی ایسی معتبر کتاب ہے۔

جسکے ذریعہ سے تمام ستیا رتہ بہر اڑ رہے ہیں امید ہے کہ آریہ سماج اسکول تعلیم کریگی والا دکھائیگی۔ کہ منوجی کے وہ اقوال کس ویدک منتر کے درود ہیں۔ منوجی اوصیائین شلوک نمبر ۶۸۔ میں کہتے ہیں۔ گرسٹھ کے گہر میں چوٹ لہا۔ شل۔ بٹہ۔ جھاڑو۔ اوکھٹی۔ موسل۔ پانی کا گہڑا ان سب کام لینے میں جو مرتے ہیں۔

شلوک نمبر ۶۹

ان پانچوں کے پراشپخت کے لٹو پانچ جہاں گیکہ کو گرسٹھ لوگ نیتہ ہی کریں۔ شلوک نمبر ۷۰۔ پانچ ہایگہ یہ ہیں۔ وید کا پڑھنا۔ برہم گیکہ۔ پیروں کا ترپن۔ نپر گیکہ۔ ہون کرنا دیو گیکہ۔ بل دینا۔ اتھ کا پوجن۔ منشتہ گیکہ۔ شلوک نمبر ۷۱۔ جو کوئی سامر تہ کے موافق ان ہایگہ کو کرتا ہے وہ روزمرہ کی ہنسدا جان کشی کے پاپ سے چوٹا رہتا ہے۔

قربانی کے مضمون کا آخری میسرابقیہ

ہم نے اس مضمون کے پہلے حصہ میں بتایا ہے۔ کہ قربانیاں کرنا انسانی فطرتوں کا متفقہ ہوا اور اسکواضح کر کے دکھایا ہے۔ کہ قربانی کرنے میں شایسوں۔ یافت اور حامیوں کی کوئی خصوصیت نہیں پھر دوسرے حصہ میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ اسلام نے قربانی میں کیا اصلاح فرمائی ہے اور کن قربانیوں سے روکھا ہے اب ہم سیرے حصہ کو جو اس مضمون کے متعلق ہے بیان کرتے ہیں۔ اور دکھاتے ہیں کہ اسلام نے کن قربانیوں کو جائز رکھا ہے۔ سواول انسانی قربانی کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ اسکا بیان کریں قربان کے لفظ کی جس قربانی کا لفظ نکلا ہے تشریح کرتے ہیں۔ سنو اس لفظ قربان کو لغت عرب میں کیا معنی ہیں۔

قرب الشی قرباناً

القربان بالضم ما قرب الی اللہ

وما تقرب بہ

والقربان جلیس الملک وخاصۃ

ومنہ الصلوۃ قربان کل نفعی

خوب ہی نزدیک ہوئی یہ چیز۔

قربان پیش کے ساتھ جوامہ کی طرز نزدیک کرے۔

اور قربان وہ ہے جسکے ذریعہ تو اس کے نزدیک ہو۔

قربان بادشاہ کا مجلس اور اسکا ممتاز

اسی محاورہ پر ہے کہ نماز ہر ایک متقی کیلئے قربان ہے۔

اور حدیث میں آیا ہے۔

ما يزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتیٰ یرلنہ تفلون کے ذریعہ میری قرب ہو تا ہے یہاں تک کہ میں احببتہ۔ فاذا احببتہ کنت معہ الذی اس پر پاریکرا ہوں اسکے کان بجا ہوں جس سے وہ سستا

يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَبَدَاهُ الْهَيْئَةُ
يَبْطِشُ بِهَا وَرَجُلُهُ الَّتِي يَبْشِي بِهَا (بخاری)

پس قربان کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا مند یوں میں اپنی آپ کو محو کر دینا اور اس خیر علیہ سر اپنی آپ کو
اُسکے نزدیک کرنا اور اسکے خاصوں میں ہو جانا۔ جب کوئی انسان ایسا ہوتا ہے کہ نہ اس کو کسی کیساتھ مخلوق
میں ذاتی رنج و غضب ہوتا ہے۔ اور نہ کسی کیساتھ مخلوق میں کو ذاتی محبت اور تعلق ہوتا ہے۔ اس کی
محبت خلق سے ہوتی ہے مگر بلند و بالہ و فی اللہ ہوتی ہے۔ اور اس کا بغض بھی ہوتا ہے مگر بلند و
بالہ و فی اللہ ہوتا ہے وہ فانی باللہ اور باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا کہا نا صرف اسلئے ہوا کرتا ہے۔ کہ
جانب الہی نے کُلُّوا کَاکُم دِلہے۔ اور ایسے آدمی کا پینا اسلئے ہوتا ہے کہ اس کو پینے میں الہی ارشاد ہے۔
وَأَشْرَبُوا۔ اور اس کا یہی سے محبت و پیار اسی واسطے ہوتا ہے کہ عَاشِرُ دَاهُنَ بِالْمَحْرُوفِ (دیکھنا)
کا حکم ہے۔

پس شہوت و غضب طمع و خزع۔ عجز و کسل۔ بے استقلال و غیرہ رذائل اس میں نہیں رہتے۔
وہ انعامات کے وقت اگر شکر کر لے۔ تو ارشاد الہی سے اگر مصائب پر صبر کرتا ہے تو رضا الہی کے لئے وہ
اپنے اور دوسرے کی محاسن پر اسلئے ناراض ہوتا ہے کہ اس کا مولیٰ ان باتوں پر ناراض ہے۔ وہ مشرکوں بے
ایمانوں شریروں پر تلوار اٹھا تا ہے۔ مگر الہی ہتیار بن کر۔ یہی قربانی ہے جس کے باری ارشاد ہے۔

إِذْ قَرَّبْنَا قَبْلَئِكَ مِنْ أَحَدِهِمْ لِيَقْبَلُ
مِنْ الْأَخِيْرِ قَالَ لَا قَبْلَئِكَ قَالَ لَا تَقْبَلُ
يَقْبَلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (دیکھنا)

دوسری انسانی قربانی جس کو اسلام نے جائز رکھا ہے جو انسان قوم اور مدبران ملک کی قربانی ہے۔ مگر
اس وقت کی بڑے بڑے سیاسی بلا و یورپ و امریکہ ٹاں عام بلا و کا ذکر کیوں کریں خود انگلستان نے
میری ذرہ سی شخصی زندگی میں جہاں انڈیا۔ کابل۔ پنجاب۔ دہلی کے صدر۔ سوڈان۔ خرطوم۔ ترنسفال
اور سمالی لینڈ وغیرہ جزائر میں صرف تجارت یا یوں کہو۔ حکومت کیلئے لاکھوں نیر اور دیر قربانی کئے
ہیں۔ تو وہاں ان ترانے گلوں نے اپنی ملک قوم کو تو دنیا کے حوط پر سو کیا گزارا دنیا کی جنت میں پہنچا دیا ہے
اور وید کی تعلیم نے تو ہزار ہا منستروں میں اس زبیدہ انسانی قربانی کی تاکید لکھی ہے جس کا نہانگ گن
کر دکھاؤں۔ مرنے بطور نمونہ یا دانا از خروار سے لکھتا ہوں۔

اول دیکھو سوال نمبر ۴۵ میں منبر منقل حوالے دیئے ہیں بتیار تہ منبر ۳۵ گویہ بابت نمبر ۶۱ اور

نمبر ۷۰۷ و نمبر ۶۱۶ اور اسکے علاوہ دیکھو بحر ویداد و حیا نمبر منتر ۵ حصول راج اور لکھنوی کیلئے کیا شغل ہو گیا
اور اسی ادھیلے منتر نمبر ۶ و منتر ۲۶ میں جہان دشمن کے بازو اور نہ چھوڑنے کا حکم ہے قابل غور ہے اور منتر
۲۸ میں ہے۔ بغیر لڑائی اور طاقت کے دشمن کبھی نہیں ڈرتے۔ بحر ویداد حیا پانچ منتر ۲۲ میں ہے جیسے میں دشمن
سبھاؤ دشمنوں کے شر کا شکار ہوں۔ تو بھی کاٹ۔ بحر ویداد حیا نمبر ۶ منتر ۲۲ جیسے میں بد اطواروں کی
گلو تراشی کرتا ہوں ویسی ہی آپ بھی کیجئے۔

اسلام نے اس قربانی کو صرف دفاعی جنگوں میں منحصر اور محدود کر دیا۔ جب مخالف دشمن مسلمانوں
کو قتل کریں اور اسلام کا استیصال کرنے لگیں تو اس وقت کیلئے فرمایا۔
اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلُمُوا وَأُولَٰئِكَ أَجَازَتُ دِيْنُ اُنْ لُّوْگُوں کو جن کو لڑائی کی گئی اسلئے
اللّٰهُ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ پ (ج) اگر وہ مظلوم ہیں اور امداد انہیں دشمن پر غالب کر دینی پر قادر ہے۔
اور فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُوْكُمْ وَلَا تَقَاتِلُوْهُمْ اِنْ سَلَمُوْا اِلَيْكُمْ
وَلَا تَقْعَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِيْنَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے جانشین نے یہ کئے ہیں کہ لوگ عورتیں۔ بڑھی۔ فقیر اور تمام صلح جو نہ مارے جائیں۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنُوْا فِتْنَةً ۙ بَقُوْا اور فرمایا متعادل کرو یہاں تک کہ فتنہ اور شرارت نہ
اسلام کا خدا تعالیٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکھانا چاہا ہے ایک وقت تھا جب دشمن نے اسلام کے
استیصال کیلئے تلوار اٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت
سے روک دیا۔ کہ فخر کرنا اسمک سے نکلیجاؤ۔ جہاں تکلیف ہے۔ اسلئے کہ معظمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا
جب دشمن کو اسپر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اٹھائی اور کامیاب ہو گیا۔

پھر اس وقت چودھویں صدی میں صرف حج کے اسم سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام
کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتھیاروں سے اب کام نہیں لیتی تو اسلام نے ہی براہین نیرہ
اور حج ماطعہ اور دلائل واضح (ترک رشتی) سے مقابلہ شروع کیا۔

بنت پرست قومیں اسلام کے مقابلے سے مار کر بنت پرستی کے دعوے سے باز آرہی ہیں اور بالکل
اس سالہ میں صلح جو ہو رہی ہیں۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برہمنوں ہو گئے ہیں۔ اور کچھ آریہ سماج
اور ہر یورپ و امریکہ میں یونی ٹرین۔ فری ٹھنکروں کا سمندر موج مار رہا ہے اور کیا خوب ہوا
حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے۔ یُخْرِجُوْنَ بَنُوْا تَهْجَرُوْا بَايْدُ بَيْتُمْ وَاَيْدِيْ

الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (پس حشر، مخلوق اسلام کے مقدس مذہب میں کر رہی ہے
وہر سپاہ یا اور اسکے چند بہائی اس طرح اسلام سے نکل گئے۔ جس طرح بال کس سے الگ ہو جاتا ہو تو کہ
مقدس مذہب اسوقت خس و خاشاک سے پاک ہو جاوے۔

ہمارے مولوی قذافی کے اعموم سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اگر اسوقت وہ مہدی آئیو لاہوتا۔ جسکو خونی جنگ
کرنی ہے۔ تو ایجاد اسلحہ اور اتحاد قومی و ملکی اور عصیت کا جلوہ مسلمانوں میں روز افزوں ہوتا نہ یورپ
میں عصیت کے سولے جنگ کی وساطت سے دنیوی سلطنت کا ملنا خیالست و محالست و جوں
میرے سمجھتے ایک طرف سلطنت اوہ و دہلی۔ زنجبار مراکش۔ مسقط۔ مصر اور دوسری طرف
یافند۔ سمرقند۔ خیوا۔ بخارا۔ سرویہ۔ مانتھی نیگرو۔ ہرزگوینا و خزاں ساپرس۔ کرٹ بکد اور
حصص مملکت ترک بھی اور عرب کے حصہ ہائے کویت اور عدن و یمن بتدریج کچھ نکل گئے اور
باقی نکل رہی ہیں۔ اس واسطے تو مہدی صادق علیہ السلام نے یہ نظم لکھی ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

دین کے لئے حرام ہو اب جنگ اور قتال
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتوے فضول ہے
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کہوں کر
ہیں مسیح جنگوں کا کر دے گا النوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ کبیر مٹائے گا۔
کھینکے بچے سانپوں سے بخون و بے گزند
بھولینگے لوگ مشغلہ تیر و تفتاک کا
وہ کافروں سے سخت ہنر محبت اٹھائے گا
کافی ہے سوچئے تو اگر اہل کوئی ہے

اب چھوڑ دو جہاد کاے دوستو خیال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
کیوں بھولتے ہو تم بضع الحرب کی خبر
فرا چکا ہے سید کو نبین مصطفیٰ
جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
پیوں گے ایک گھاٹ پہ شیر او گو سپند
یعنی وہ وقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
یہ حکم سنئے ہی جو لڑائی کو جائے گا
اک مجاہد کے طور سے یہ پیشگوئی ہے

القصۃ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر میں خود نشان کہ زماں وہ زماں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی
حق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیا و دین میں کچھ ہی لیاقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجود و طاعت نہیں رہی
سروقت جھوٹ۔ سچ کی قواعد نہیں رہی
سو نہیں گند دل میں طہارت نہیں رہی
خوانِ ہتی پڑا ہی وہ نعمت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنی کچھ ہی محبت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
اب تم میں کیوں سیف کی طاقت نہیں رہی
اب کوئی تمہیں حیر نہیں غیر قوم سے
ہاں آپ تمہیں چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
اے قوم! تمہیں یار کی اب وہ نظر نہیں
کیونکہ یہ وہ نظر کہ تمہارے دل نہیں
تعب کے جامے جتنے تھے سب جاگ ہو گئے
کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے

کر دیگا ختم آکے وہ دین کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب تو ان نہیں
وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ غم و مقلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلقِ خدا پر شفقت و رحمت نہیں رہی
حالتِ تمہاری جاذبِ نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر و قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تنکو غیر قوموں پر سبقت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ ہی قد و نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ ہی علامت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
دین ہی ہے ایک قشرِ حقیقت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہو موت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
بہید اس میں جو ہی کہ وہ حاجت نہیں رہی
کرتی نہیں ہے منعِ صلوٰۃ اور صوم سے
عادت میں اپنی کر لیا فسق اور گناہ کو
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کا فرانہ ہے
روتے رہو و عاؤں میں اب اثر نہیں
شیطان کے ہیں خدا کے پیار کو دل نہیں
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشیمِ خدا ہوئے
 اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
 سچ کچھ کہو کہ تم میں امانت ہی اب کہاں
 پھر جیکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
 پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم کیجئے
 ایسا گمان کہ مہدیٰ خوبی ہی آئے گا
 اے فافلو! یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
 یارو جو مردکنے کو تھا وہ تو آچکا
 اب سالِ سترو بھی مدی سے گزر گئے
 مٹوٹے نہیں نشانِ جو دکھانے گئے تہیں
 پر مٹنے اُن سے کچھ بھی اٹھایا نہ آوہ
 تجلوں سے یارو باز بھی آو گئے یا نہیں
 باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
 اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
 آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
 تم میں سے جسکو دین و دانت ہو پار
 لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
 ہم اپنا فرضِ دوستواب کر چکے ۱۱

اس یار سے بشامتِ عصیاں جدا ہوئے
 تم خود ہی غیر بننے محسوس نہ ہوئے
 وہ صدق اور وہ دین امانت ہے اب کہاں
 وہ نورِ مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا
 آیت عَلَیْکُمْ أَنْفُسُکُمْ یا دیکھئے
 اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا
 بہتان ہیں۔ بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں
 یہہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا
 تم میں سے لمبے سوچنے والے کدھر گئے
 کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے نہیں
 منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہہ مادہ
 خواہی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں
 حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں
 معنی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں
 او سوقت باو سکو منہ ہی دکھائو گے یا نہیں
 اب اسکا فرض ہو کہ وہ دل کر کے استوار
 اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے
 اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

تفسیرِ قربانی جسکو اسلام نے بعض جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریا کی یاد دہانی کے فوج کرنے اور انکا گوشت پکا کر استعمال کرینا حکم دیا ہے۔ اس قربانی کے منشا بہت ہیں۔

اول تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کی اس سچی قربانی کی یادگار ہی جو ان دونوں نے اس فرمانبرواری میں کر دکھائی اور جسکا بیان اس آیت میں ہے۔

میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو فوج کرتا ہوں اب تو غور کر کے بنا کہ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا ا میرے باپ تو وہ بات کہ جب تجھ کو حکم دیا جاو تو مجھ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو

اِنِّیْ اَرٰی فِی الْاَلَمَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یَا اَبَتِ اَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءً لِلّٰهِ مِنَ الْمُشَکِّرِیْنَ۔

فَلَمَّا أَسْمَا وَكَانَ لِلْيَمِينِ وَنَادَيْنَاهَا أَنْ
يَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّعْيَا - اور جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور اُسے ماتھے کے بل ٹھایا جسے اُسے آواز دی کہ

اے ابراہیم تو نے خواب کو سچا کر دکھایا - اور فرمایا (دیکھ صفات)

إِنْ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي
بِلِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - لَا شَرَّ لَكَ
وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ میری نماز میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنے کا سب کچھ اللہ کے ہاتھ ہے جو پروردگار ہر جانوں کا انکا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا ذابذرا ہوں۔

(دیکھ - اقسام)

ووم - مشرکوں - بُت پرستوں کو دکھایا ہے کہ تمہاری دیوی دیوتا کی قربانیاں سب لغویہ - انکی ذرہ ضرورت نہیں - اگر یہ ضروری ہیں - تو دیکھو میں جانوروں کو ذبح کرتا ہوں - مگر پہر ہی ان دیوی دیوتا کی نذر دینا نہ میں نہیں چڑھاتا اور نہ انکے نام سے ذبح کرتا ہوں - اور نہ میں انکی قربانیاں انکو ڈالتا ہوں مگر میرا ذرا نقصان نہیں ہوتا - اگر کوئی خوشخوار دیوی اور دیوتا ہے - اور میں اسکی مخالفت میں اسکے نام کی قربانی نہیں کرتا - تو چاہئے کہ میرا کوئی بال تو بیکار کر کے دکھائے جب نہیں کر سکتا تو معلوم ہوا کہ یہ قربانیاں لغویہ ہیں -

پس جیسے ہمارے سب کام آہی خدا مندی کے لئے ہونے چاہئیں اسی طرح قربانیاں بھی اسی کے نام کی ہونی چاہئیں - سجدہ ہو تو اسی کا - تعظیم ہو تو اسی کی - ذبح ہو تو اسی کے نام کا وغیرہ وغیرہ - سووم - چونکہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے بسنے یہ ظاہری نظارہ کہ ہمیں کس طرح ایک جانور کو جو ہمارے ماتحت ہے ذبح کر دیا ہے - جناب الہی کی کبریائی کو یاد دلانا ہے کہ ہم اور ہمارے اہل اہل ہمارے مدبر و محافظ اور رعایاں اور شفاعت کوینوالوں کی تمام کوششیں اس محدود زندگی کے لئے انکی غفلتیں بے سود ہو جائیں گی - اور بے سود ہو جاتی ہیں - اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف جب حقیقی طور پر دعائے دعا کا وقت آتا آگیا جو ہمارے لئے مقدر ہے - ہزار ہا تھ پائوں ہلائیں گے کچھ مفید نہ ہوگا - اس قربانی کے اس نظارے سے انشاء اللہ امید ہے کہ آخر انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاوے اگر سلیم العظمت ہو کہ دنیا رور کہ چند عاقبت کار با خداوند بخیر کار فرما برداری حق سبحانہ و تعالیٰ کی چاہئے -

جہاں ہم - جہاں تک نظام کائنات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ عناصر بسیطہ سے دیگر حیوانات تک ہر ایک انسانوں سے لیکر متوسلین تک اعلیٰ درجہ کے انسان کیلئے نیابت کرنے میں اور نظام سے جانے دو - بل جی زمین کے پہاڑوں - پانی کے سینے - بار برداری کیلئے ہر وقت

انسان کی محنتوں کے بدلہ آپ کو لگاؤ ہوئی میں۔ اور کوئی عقل مند یا رحم مند سب اس سے مصافقہ نہیں کرتا۔ خود گناہ تہاری مانتا جی چرواہے کے قبضہ میں تمام دن کاٹتی ہو اور اسکا بچہ اس سے الگ ”بلبلتا ہو“ اور تڑپتا ہو، پر مہنگا لوگ اپنی لئے اور اپنی سبب اور ہون کیلئے کوئی آریہ سماجی رحم نہیں کہتا۔

اسی طرح فوجیں اور اسکے متوسط افراد علی انسان کیلئے کٹوائے جاتے ہیں اور ماری جاتے ہیں تو کیا اس سے یہ چوتھی وجہ قربانی کی نہیں نکل سکتی کہ ہم ہماروں کی جان کے بدلہ بھی انکو قربان کریں؟

سوال نمبر ۴۴۔ مردار۔ سور۔ اور خون حرام ہے؟ (۱) مردار کی تعریف کہ جسکی صلیح الگ ہو گئی ہو۔ گوشت جو۔ (۲) خون حرام ہے تو گوشت کیوں حلال ہے تمام جسم کی بالیدگی خون سے ہوتی ہو (۳) مادہ کے رحم میں نطفہ مادہ کے خون سے بنتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔ (۴) سور کیوں حرام ہے؟

الجواب۔ (۱) جو تعریف آپ نے مردار کی ہے وہ غلط ہو اور بالکل غلط ہو اسلام میں مردار اس جانور کو کہتے ہیں۔ جو ذبح اور شکار کے سوا خود بخود مر گیا ہو۔ مردار سے علی العموم خون نہیں نکلتا (۲) خون میں تیس سے زائد قسم کی زہریں ہوتی ہیں۔ خون کہا نیوٹلے لوگوں میں ان زہروں کے استعمال سے بہت سی قوی تباہ ہو جاتے ہیں امدیہ ظاہر بات ہو کہ مردار خور اور خود خوار قوموں کی عقل اور ذہنی قوی نہایت کثیف اور کودن ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہو کہ شدید تغیرات سے احکام بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ تہاری نزدیک یہی یا مسلم ہو کہ ہر ایک جزو حیوان کا خون سے بنتا ہو مگر تم لوگ دودھ کو جو خون سے بنتا ہے پیتے ہو۔ اور ذرہ تامل نہیں کہتے گوشت اگر خون سے بنتا ہو۔ تو دودھ۔ وہی ہو۔ کہن بالائی بھی خون سے ہی بنتی ہے۔ غور کرو اور نکتہ صینی کے وقت عقل اور انصاف کی حد سے باہر نکلاؤ اور یہ بھی مسلم امر ہے کہ غذا کا اثر غذا پر پڑتا ہو۔ اس واسطے لکھا ہو کہ بہمن۔ کھستری۔ ڈیشوں کو ناپاک یعنی بول و براز وغیرہ کی میل سے پیدا ہوئے۔ ساگ پھل۔ مول وغیرہ نہ کھانا چاہا۔ اور جو جو چیزیں عقل کہو نیوالی ہیں انکا استعمال کہی نہ کریں دیکھو صفحہ ۳۵۷ و ۳۵۸ ستیارتھ پرکاش۔

(۱) سور سے میل کرتا ہو اسواسطے اکثر سور خور ساڈومی کے کھمکب ہوتے ہیں۔ (۲) جماع کا بڑا خواہشمند ہے اسواسطہ وہ لوگ زیادہ تر زانی ہوتے ہیں (۳) گندے اسو محبت ہو اسواسطہ کل جلالہ گند خور جانور اسلام میں حرام ہیں (۴) ہاگ کالرا کی جڑ ہے۔ (۵) سور اپنی بچوں اور سب کو بھی کہتا ہے (۶) بڑا حریص ہے۔

سور میں نقصانات ذیل درہی ہیں۔ (۱) ٹی نیا سوریم۔ یعنی کدو دلنے۔

(۲) ٹی نیا سپائی رلیس۔ یہ بھی ایک قسم کا کثیر ہوتا ہے جو سور کے گوشت کے ساتھ پیٹ میں چلا جاتا اور اتریلوں میں انڈے بچھ دیکر اسکی نسل بھیل جاتی ہے بچے اور خود کیرے بھی معا کی دیوار میں سورخ کر کے شریانوں میں گھس جاتے ہیں اور خون کے ساتھ عضلات میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑی ہو جاتے ہیں اور اپنا اوپر پھیلی بنا لیتے ہیں اس سبب سے عضلات خراب و رکھ رہو جاتی ہیں اور امعاء میں جریان خون اور جگر میں چربی پیدا ہو جاتی ہے عضلات میں درد اور تکلیف ہتی ہے اور اگرچہ امعاء کے کیرے جلاب سے دور بھی ہو سکتی ہیں مگر جو عضلات میں پہنچ چکا نکا کچھ علاج نہیں سوا اسکے کہ خود ہی مر جائیں (۳) ہائی ڈسٹنڈ آف دی لور۔ جگر کی رسولی جس میں ٹی نیا کی کافی نوکاس کا کثیر الجگر میں گہر بنالیتا ہے۔ اس کیرے کا اہل تخم بہتر یا سور میں پلایا جاتا ہے اور پر وائے منتقل ہو کر کتے میں آتا ہے اور کتے میں سونکھ کر اگر انسان میں داخل ہو جائے تو یہ جگری رسولی پیدا کرتا ہے۔ انتہی۔

سوال نمبر ۴۵۔ خون حرام ہے۔ گوشت بھی منجھ خون ہو وہ کیوں حلال ہوا۔
الجواب۔ قرآن مجید میں جس خون کو حرام فرمایا ہے اسکی تفصیل بھی کر دی ہے جیسے فرمایا ہے۔
 قُلْ لَا آجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا
 عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِمَّنْ
 أَوْدًا مَّا مَسْفُوحًا۔
 تو کہہ میں اپنی وحی میں کسی کہا نیوال پر کوئی شے حرام نہیں پاتا سوائے اسکے کہ مردار ہو یا گرا ہوا خون ہو۔

آیروید کو پڑھو اس میں بھی تو لکھا ہے کہ خون میں قسام قسام کی زہریں ہوتی ہیں جو پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی ہیں منجھ ان کے کاربانک ایسڈ اور ٹومین تو عام مشہور ہیں جن سے فالج یا اترخا اور تشنج پیدا ہوتے ہیں۔

پیشاب کے اجزاء

۱۔ یوریا۔ اسکا اچھی طرح خارج نہ ہونا مرض یوریمیا پیدا کرتا ہے۔ اور اکثر گرد و کلی بیماری میں جب پیشاب خارج نہیں ہوتا یہی بیماری ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

۲۔ یورک ایسڈ { ایسڈ سوڈیم یوریک } ان کی زیادتی سے مرض گوٹ پیدا ہوتی ہے۔ خاص کر
 { ایسڈ سوڈیم یوریک }۔

۳۔ کری ایسڈ۔ اس پر مصنوعی طور سے تجربہ کیا گیا ہے کہ جب یہ دماغ پر لگائی جادی۔ تو تشنج شروع ہو جاتا ہے۔

۴۔ ہپ یورک ایسڈ۔ (۵) کیلیم اکیلیٹ۔

۶۔ سفینٹس {ایٹھریل { مثلاً پوٹاسیم فی کلر سفینٹ۔
{۱۔ دھاتی { مثلاً پوٹیم اور سوڈیم کے۔
۷۔ کلورائیڈز { ان میں سے سب زیادہ نمک ہوتا ہے۔

۸۔ فاسفینٹس {۱۔ سوڈیم اور پوٹاسیم کے { یہ خاصکر اعصاب کا فضلہ ہوتے ہیں۔
{۲۔ کیسیم اور میگنیزیم کے۔

۹۔ رنگ وغیرہ مثلاً (۱) یوروکرم (۲) یوروبائی لین (۳) انڈی کین۔
پوٹاسیم کے جتنے نمک ہیں ان پر تجربہ کیا گیا ہے۔ اگر وہ دماغ کی سطح پر لگائی جائیں تو تشنج پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر خون میں زیادہ ہو جاویں یا دول کے طور پر استعمال کی جائیں تو دل کو کمزور کرتے اور دماغ کو صدمہ پہنچاتے ہیں۔ اسی واسطے ان دواؤں کو جنہیں پوٹاسیم ہو دماغ اور دل کی بیماری میں نہیں دیتے۔ علاوہ اسکے یہ عام طور پر عضلات کو بھی ضعیف کرتے ہیں۔

زیادہ تر یہ چیزیں پیشاب کے راستہ خارج ہوتی ہیں اور انکا نقصان اسوقت بہت جلد اور بہت سخت ہوتا ہے جب یہ خون میں رہیں اور پیشاب کے راستہ صاف نہ کر لیں جائیں۔
خون۔ خون میں سب جو فضلات نکلتے ہیں۔ وہ اکثر وہی ہیں جو پیشاب کے راستہ نکلتی ہیں البتہ کاربوئک ایسڈ گاس پھپھروں کے ذریعہ سے نکلتی ہے۔

چندا درمجبی ہیں مثلاً لیوسین ٹائٹرو سین۔ کو لیسٹرین اور لیک ٹمک ایسڈ وغیرہ وغیرہ اور ایمونیا کے نمک یہ آخر سب تغیر پاکر یوریا میں تبدیل ہو کر پیشاب کی راہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے لیک ٹمک ایسڈ ایک ایسی چیز ہے۔ جو عضلات کا فضلہ ہے اور جب آدمی بہت کام کرتا ہو تو یہ چیز عضلات میں جمع ہو جاتی ہے اور آدمی تھک جاتا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ تھکان کا باعث یہ چیز ہے جب یہ دور ہو جاوے۔ تو پھر عضلات کام کر نیکی لائق ہو جاتے ہیں اور تھکان دور ہو جاتی ہے اور قرآن کریم نے تو اصول **محرمات** کے چار بتائی ہیں۔

اول۔ وہ چیزیں جن سے صرف جسمانی قوت پر برا اثر ہوتا ہے۔ جیسے مردار خور حیوانوں اور انسانوں میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ شال کے طور پر مردار خور چوہڑوں۔ بھنگیوں سیانسیوں اور بعض اگہو ریلوں کے بدنوں۔ چڑوں۔ اور زبانی کرختی کو خور سے دیکھو۔ اور ان سے اکثر باندگی شکل۔ چیل۔ کرگس۔ اور مردار خور سیاہ کتے کو دیکھو کیسے بد شکل۔ دون بہت نیست اور کاہل ہوتے ہیں۔ ووم۔ وہ چیزیں جن سے دقیق فطری قوت پر برا اثر پڑتا ہے جیسے خون کو

کہا نیوالی قومیں موٹے موٹے مسائل سے بھی ناواقف ہیں۔ مثال کے طور پر چوہڑوں۔ بھنگیوں۔ سانیوں۔ گھوڑیوں۔ اور کانگرہ دیلی اور جموں کے پہاڑوں میں خون کہا نیوالے لوگوں کو دیکھو۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی باریک سائلہ اہمیت کا یا سوشیل اور مارل کے دقائق انکو کسی سمجھا سکے۔ مینے تجربتاً بارہا ان لوگوں کو سمجھانا چاہا ہے مگر حیرت زدہ رہ کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ باتیں اناؤں اور پندوں کے سمجھنے کی ہیں۔ سووم۔ وہ جن سے اخلاقی قوسے تباہ ہوتے ہیں جیسے سورا اور شراب۔

چھارم وہ اشیا حرام ہیں جو روحانی اور اعتقادی قوتوں کو تباہ اور ہلاک کرتی ہیں۔ جیسے خدا کے نام کے سوا بتوں کے نام اور غیر احمد سو تقرب کیلئے ذبح کئی جانور بلکہ دام و چیزیں جو بت پرستی بتوں پر لگنے گوشت تو بخورن نہیں یہ تشریح شاید آپ نے من گھڑت تجویز کی ہو جس طرح گوشت خون سے تباہی کی طرح دودھ۔ دہی۔ کہن۔ گھی اور بہت ساری چیزیں جن سے تباہی پرورش ہوتی ہے خون سے بنی ہیں۔ کیدن تم استعمال میں لاتے ہو۔ ہاں بیدوں سے معلوم ہوتا ہو کہ جل آگ سے بنا ہی مل تو پتی ہو آگ کیوں نہیں کھا۔

سوال نمبر ۱۴ کہبت السید میں خون من گراؤ۔ کیا خدا کا گھر عرب کے ایک کونے کی چار دیواری میں محدود ہے۔ باقی دنیا شیطان کا گھر ہے کب ہوگا کہ بکس اور معصوم لیے اور کری کے بچہ کی دردناک آواز ہمیں ایسی بھیجیں اور بقرار کر دیگی۔ جیسے ان کے عزیز بچہ کی بلبلاہٹ ثبوت کیلئے پیش کرے۔

(۱) وَلَا تَقَاتِلُوا آلَ مُحَمَّدٍ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوا كُفْرًا ۖ فَيَكُفَّرُوا بِكُفْرِهِمْ ۚ

(۲) حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُ حُرُمًا ۚ

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْذَرُوا أَشْعَارَ اللَّهِ وَلَا الشَّجَرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْعَلَائِدَ وَلَا أَمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ ۚ

الجواب کہ قربانیوں میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اتباع تو زونہ دگو سپند سینگوں والا قربانی فرمایا کرتے تھے۔ اور دودھ والی بکریاں جن کے بچے ہوں اور دودھ والی گوسفند مادہ قربانیوں میں ذبح نہیں کی جاتی تھیں۔ مگر تم یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کو تم رحیم کریم۔ دیا گو۔ کہ پالو مانتے ہو یا نہیں؟ پھر یہ بھی ملتے ہو کہ نہیں کہ وہی موت دیتا ہو اگر مانتے ہو تو بتاؤ مخلوقات میں ہزاروں عورتیں بچے والیاں بجا رہتی ہیں ہزاروں مرتبی ہیں اور انکی بچے بلبلاتے ہیں۔ ان کی دردناک آوازیں آپ کو بھیجیں و بقرار کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر آپ کو بقرار کرتی ہیں تو خدا کو کہو کہ ایسا انتظام تو نے کیوں کر رکھا ہے۔

نیز تباہی گائیں اور بکریاں باہر چرنے کو جاتی ہیں اور تم لوگ اپنے دودھ کے طمع سے انکے

اونکے بچوں کو مادہ سے الگ کر دیتی ہو اور وہ بے قرار بیلا تلے اور چلاتے ہیں مگر تم لوگ ذرا پروا اپنے طمع کیلئے نہیں کرتے اور ہر روز یہی معاملہ درپیش ہو نیز گاؤں ماتا کے خاوند صاحب کو صبح سے اپنے اقسام اقسام کاموں اور ہل میں لگاتے ہو اور دو پہر تک چابک تاتے اور اس پر کیسے کیسے آواز کی کستے ہو کہ الامان تم کو رحم نہیں تاکہ کہستی باڑی چھوڑا دو اور بچوں اور انکی ماؤں کو آزاد کرو۔ تمہاری گاؤں ماتا کے خاوند اور ٹٹو جن عذابوں میں گرفتار ہیں کیا وہ فوج کو کم ہیں۔

آیات کا مطلب تو صاف پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ عزت والی مسجد کے پاس اُن سے دُکھ والوں نے، جنگ مت کرو۔ جنگ تم سے وہاں جنگ نہ کریں۔ اس آیت کا منشاء صرف یہ ہے کہ عبادت گاہ مقام جنگ نہیں اور دوسری آیت کا منشاء یہ ہے کہ حالت احرام میں شکار مت کرو۔ احرام کی حالت حج کی عبادت میں داخل ہو نہ کیا نشان ہو اور ظاہر ہو کہ عبادت کے وقت شکار کا وقت نہیں۔ بیت اللہ کو خدا کا گھر کہنے پر اعتراض بھی عجیب ہے۔

آپ کے واسطے کہ تمہاری موت کے پہلے اڑھیا نمبر ۱۰۔ اشلوک میں ہے۔ سنسکرت میں پانی کو ناراکھتو ہین۔ وہ پہلے پر ماتا کا گھر تھا۔ اس وجہ سے پر ماتا کو نارائن کہتے ہیں۔

ہدیم۔ اسلئے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے۔ ہمیشہ سریشی کے پہلے چار آدمیوں کے ہر پر پر مشورہ کیا گیا دیدجلوہ گر ہوا تو کیا دوسرے تمہاری بزرگ لوگوں کے ہر دلوں میں شیطانی گیان تھا۔

سوم نسبت تو دوسرے تعلق سے پیدا ہو جاتی ہے جیسے تم اب سماجی ہو ایم عربی ہیں۔ اسی طرح کہ معطل کی مسجد چونکہ ابوالکھفہ شرک کی پوری نیرار ابراہیم سے بلکہ اس سے بھی پہلے اہی عبادت کیلئے بنائی گئی۔ اس واسطے وہ بیت اللہ کہلائی جیسے فرمایا۔

اِنَّ اَقْلَ بَيْتٍ وَّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَلَا گھر جو خدا کی عبادت کیلئے، تو مونکے لئی بنایا گیا بیکہ مباد گاؤں و ہڈی لِّلْعَالَمِينَ پتل اعلا وہ کہ میں ہی مبارک اور ہدایت ہو لوگوں کے لئے۔

سوال نمبر ۴۴} احرام کے دنوں میں شکار نہ کرو۔

الجواب۔ احرام سے عبادت حج شروع ہوتی ہے تو کیا عبادت کی وقت اور شغال مناسب ہیں۔ تم نہیں جانتے کہ ایک شغل دوسرے شغلوں کا مانع ہوتا ہے۔ تمہاری یہاں ہیئت کی وقت اگرچہ آشرم کب جائز ہے۔ اور شکار تو بڑے اشغال کا موجب ہے۔

سوال نمبر ۴۵۔ (۱) مونی کی لاٹھی کو خدائے سانپ بنا دیا (۲) ساحر کو ڈنڈہ کو جو سانپ

بٹکتے تھے۔ کہا گئی (۳۳) وہ ڈنڈی ساحروں کے چالیں گدھوں کا بوجھ تھا۔
 (۳۴) کئی سو من وزن موٹی کی لاٹھی سب کو کہا گئی۔ (۵) ڈکار بھی نہ لیا۔ جگالی بھی نہ کی
 (۶) لوگ جو ذکر بہاگے چالیں ہزارا دی اس گھمسان میں مر گئے (۷) موٹی کو اس کثرت سے لوگوں کے
 مرنے پر غم آیا۔ (۸) اس پنو سانپ کو جو پکڑا پھر لاٹھی کی لاٹھی (۹) ایک یغا در سٹاس قصہ پر طعنے
 چا۔ مگر سب بے سود۔

الجواب تمہاری اصل خبرم میں ہے سُنْتُ کو لینا اور سُنْتُ کو چوڑا چلے پس کیا اس سول نمبر ۴
 کے نمبر ۳ و ۴ و ۵ و ۶ میں ذرہ بھی تھے صداقت۔ راستبازی اور شرم و جلعے کام لیا ہی اور نمبر ۹
 میں جس ریغاد مرکا ذکر کیا ہے اس نے تو بعد اپنی فہم و فراست کے یک غیبتی سے کام لیا ہی اور یہی ہمارا انکی
 نسبت اعتقاد اور یقین ہے مگر دیا تہ نے جس طع سازی اور رو بہ بازی سے کام لیا ہی اور وہ کسے چوڑے
 تہ برتر برقعہ چڑھائے ہیں اس سے ایک جہان واقف ہو سکی یہ چالاکی کیا چشم پوشی کے لائق ہے و طبع
 اول کی ستیارتہ کو جو اس کے شاگرد اور ایک اجماع کے انتہام سے تیار ہوا تھا رد ذکر دیا اور وہ باہش کو متعلق
 آخر آریہ مسافرنے یہ پردہ بر اندازی کیا کہ اسکا ناگری ترجمہ اور بہاؤ ارتعہ غلط ہے اور پوپوں کی دست برد
 سے محفوظ نہیں رہا۔ غور کرو دیا تہ نے ویدوکا باہش کہا اس خیال سے کہ پرانے باہش غلط ہیں۔ مگر
 بد قسمتی اور خدلاں کو دیکھئے کہ اول تو اپنا باہش تمام نہ کر سکا پھر اس میں کسی مرضی کے خلاف پوپوں
 کا وار چل گیا۔ دانشمند خدا ترس اس کا ردوائی سے صاف سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت ہمیشہ
 دیدوں کے ابطل و اعدام کے دریغ ہے انکی اشاعت اسکا مقصود کبھی نہیں ہوا۔

اب رہ نمبر ۲ و ۸ و ۱۰ اس میں نمبر کے بیان میں تھے پہر حقاقت اور جوٹ سے کام لیا ہی اور یہ وہ

نفرہ بازی کی ہے۔ قرآن کریم میں تو یوں آیا ہے۔

فَاِذَا جَاءَ اَلْهَمُّ وَدَّعَيْتُہُمْ یُحْیِیْلُ اِلَیْہِ مِنْ
 رَیْحٍ هِیْمًا تَہَا تَسْتَفِی - ۱۰ طہ

اور ان ہنگندے بانوں نے لوگوں کی آنکھوں کو
 دھوکا دیا اور انہیں ڈرائیکی کوشش کی اور بڑا دھوکا کیا

اب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ یہاں لکھا ہے کہ ساحروں کے ڈنڈے اور ستو واقعی سانپ بٹکتے تھے۔

خدا کی کتاب صرف یہ کہتی ہے کہ ان کے ستو اور ڈنڈے انکے وہاں اور تھیلوں کو چلتے نظر آئے
 اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دھوکا کیا یہ نظارہ

قانون قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہو کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں۔

اور نمبر ۱ میں جس لفظ کا ترجمہ تھے ”سانپ بگلی تھی۔ اور کہا گئی“ کیا یہ وہ لفظ ہے یا ڈا اھی
تَلَقَّفَ مَا يَأْكُوْنَ (پک اعراف) اس میں تلقف اور یا فکون کے معنی پر غور کرنی چاہئے۔

تَلَقَّفَ مجرد ہے۔ قاموس اللغۃ میں ہے۔ لَقَفَ كَسَمَّ لِقَعًا وَلِقَعًا مَحْرُكَةً تَنَاوَلَهُ بِسُرْعَةٍ اسکا
ترجمہ ہوا کسی چیز کو جلدی سے پکڑ لینا۔ یا فکون بھی مجرد ہے اسکے معنی قاموس لفظ میں لکھے ہیں افك
كصب و علم افكا و اخو کا کذب۔ ترجمہ جھوٹ بولا۔ جھوٹی کارروائی کی اور سارے جملہ کا
ترجمہ ہے کہ وہ انکی جھوٹی کارروائی کو جلدی سے پکڑ لیتا یعنی انکا تانا بانا اُدھیر دیتا ہے۔

۱۔ رب غمراہ نمبر ۸ اسکے جواب کے لئے پہلے میں تم کو مزہم کرتا ہوں میں نے ۱۲۔ ۵۰ اور تباہ
کے ۴۴ میں ہے۔ ”جو اعلیٰ درجہ کے ستو گئی ہو کہ عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی سب ویدوں
کے جاننے والے دستورِ معنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے دبان۔ غبارہ وغیرہ سواریاں
بنائیوں والے دھارک اور سب اعلیٰ عقل والے ہوتے ہیں اور ادیکت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل میں
لانے اور پر کرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

پھر تمکو بتاتے ہیں پاتھل سو ترجمہ را پا ذہارم میں لکھا ہے۔ اور پاتھل کو دیاندر نے تسلیم کیا
ہے۔ یوگی جب ریاضت کرتا ہے تو اسکو اشٹ سدھیان نصیب ہوتی ہیں۔

- | | |
|-------------------------------|--|
| ۱۔ اتما۔ لطیف صورت بنجانا۔ | ۵۔ پراپتی۔ سورج چاند کو مانتا ہے سچو لینا۔ |
| ۲۔ ہما۔ بڑا جسم بن جانا۔ | ۶۔ پراکلبہ۔ ناکام نہ ہونا کامیاب ہونا۔ |
| ۳۔ گرما۔ وزن دار ہو جانا۔ | ۷۔ اشنوم۔ اہلی طاقتیں حاصل کرنا۔ |
| ۴۔ لگہما۔ ہلکا ہو کر اڑ جانا۔ | ۸۔ بشتوم۔ ہر ایک شے اپنی قابو میں کر لینا۔ |

ان اشٹ سدھیوں کو مد نظر رکھ کر تم اپنی اعتراض نمبر ۴ کے تمام نو نمبروں کو سیدھا کر لو۔ اور شرم کرو
یا ویدک دھرم چوڑ کر سائنس دانوں اور فلاسفران یورپ کا مذہب اختیار کرو مگر یاد رکھو تمہیں دھنوں
بھی دھنکار ہی ملے گی۔ کیونکہ وہاں بھی پہلے سمریزم نے ان معجزات کی حاکمیت کی طرف توجہ دلائی اور اسکے
بعد اسپرٹسچولیزم نے ثابت کر دیا کہ تمام صداقتیں میں جن کا ذکر انبیاء و رسل کی پاک کتابوں میں ہے
اور جسکے دکھائیوالے انبیاء و رسل کے صادق اتباع ہمیشہ اور اب بھی موجود ہیں۔

ساحروں کے سحر بینے دھوکے بازوں کے ڈکھولے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتی ہیں وہاں بڑے
مزانس یوگی جن اور ان سب سے بڑے حجاب الہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل و انکی مخلص تبلیغ کی

حقیقت بہر آیات و معجزات ہمو کے بازو کے جو ہٹ اور افر کو نباہ کر کے واقعات کا اظہار و دنیا پر کردار ہے۔ مگر تم لوگ جو دنیا پرست ہو اور جن کو کہا ہے پٹنے۔ پٹنی اور دیگر اغراض خسیہ کے سوا اور کوئی مطلوب و مقصود نہیں اس صداقت تک کیونکر پہنچ سکے تو۔

ایک نہایت لطیف اور ضروری نکتہ۔ میں اس مضمون کو قبل از نماز عشاء حضرت امام مہم خلیفہ مسیح موعود علیہ السلام خیمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ان اعتراضوں کی اصل ہر معجزات و ذوارق کا انکار۔ لوگ اسے ایک تدبیر ان تمام ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں ہوئی۔ اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کے نیچری بھی بد قسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں و سوالات میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا ہے ہنسی اور غصے میں اڑا دیا۔ اس وقت مناسب یہ کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تندی سے دیا جاوے کہ جس قدر معجزات و ذوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن میں مذکور ہیں ان سب کے صدق اور حقیقت ثابت کرنے کے لئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے۔ جس کا یہ دعویٰ ہو کہ اس کو وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے ماتھے پر منکروں کو دکھانے و بی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اس کے ماتھے پر دکھانیں جو موجود ہیں۔ اور تیار۔ کوئی ہجو آزمائش کیلئے قدم اٹھاؤ غلام کو ماتھے سے حق کی فیتہ کو دیکھو۔ موسیٰ نے لاٹھی مار کر سمندر کو پہاڑ دیا۔ اور فرعون معہ لشکر کے غرق ہوا۔ اور

سوال نمبر ۴۹ { موسیٰ کی قوم بچ گئی۔

الجواب { دیکھو جواب نمبر ۴۸ - نیز پھر نمبر کے ۱۲ - ۵۰ - اور ستیارتھ ۴۴ میں جو لکھا ہے وہ جھوٹ ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کے ستونگنی ہو کر عمدہ ترین کام کرتے ہیں وہ برہما یعنی مست ویدول کے جانی و شوسرج یعنی علم قانون قدرت کو جان کر قسم قسم کے وبان غبارہ وغیرہ سواریاں بنانے والے دامارک اور سب اعلیٰ عقل والے ہوتے ہیں اور آدیت یعنی لطیف ترین مادہ کو شکل میں لانے اور پر کرتی (یعنی علت مادی) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اگر تم لوگ الجیاس۔ اسپرٹو سچو لیزم وغیرہ اور اسٹ سڈ بیان اور اہل کمال کے علوم مصدقہ آیات و معجزات کو جانتے تو ایسے ہیو دو اعتراض نہ کرتے ایسے اعتراض کرنا اہل غایب اور ارباب نقل کا کام نہیں۔ بہر حال اگر تم وہ راہ راست نہس جانتے تو آپ کو اکیا دھکا تو یہی اصل آیت یہ ہے۔

وَإِذْ فَرَقْنَا بَيْنَكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا ۖ أَوْ جِبِ الْمَلِكِ كَرِيْمًا تَبَارَكَ يَوْمَ يُدْعَى الْأَكْبَرُ بِمَا لِيَا

إِلِ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ پ بقرہ
 نہیں اور غرق کر دیا ہم نے فرعون کو۔ اور تم دیکھ رہے
 اور سورہ طہ میں ہے۔

أَنْ أَسْرِ بَعْبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي
 الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى ۝
 أَيْنَ اضْرِبُ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ
 كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝ پ شعرا
 یہ کہ رات کو یعلیٰ سیری بندہ کو پہر چلے گا لئی ایک خشک
 راہ جو دریائے موت ڈرے کسی کے احاطہ سے اور کسی سے بے گناہ
 کرنا چلے گی فرما نیز اور جماعت کے ساتھ اس بحر میں پس و بکلا
 اور ہر ایک ٹکڑا ہوتا جیسے بڑی ریڑھی کا ٹیلا۔

اضرب بعصاك کے بدلہ سورہ طہ میں اسی بعبادی اور فاضب لہم طریقا۔ پس معنی ہوئی بجای جماعت مانبر
 کو یا جا ساتھ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہی پھر بچا مانگو اور غرق کر دیا فرعون کو تمہاری دیکھتے۔
سوال نمبر ۲۰۔ موسیٰ نے ڈنڈا مار بارہ چپٹے نکال دیئے۔

الجواب۔ دیکھو جواب نمبر ۴ و ۵۔ اچھے لوگ مادہ اور پر کرتی پر قابو رکھتی ہیں دیکھو نمبر ۱۲۔ ۵۰۔
 اور ستیا رتبہ صفحہ ۴۳۔ ۴۔ پہرا شٹ سدھی اور اسپر سچو لیزم۔ سمر نیرم وغیرہ فنون کے عجائبات سے تو
 تم آگاہ نہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزات کے منوائیکے لئے دنیا میں بہت سامان رکھی ہے لکے لکے لوگ
 اباسم اللہ سے پوچھو۔ اگر خشک ہو تو پھر دیکھو ہمارا صفحہ نمبر ۵۳۔ ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ معجزات پر۔ اگر تم بھی
 ہی محرومی میں ہو تو تم کو ایک سان راہ بتاتے ہیں۔ سلفو! کہا ہے۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے پانی طلب
 کیا اس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ
 اثْنَتَا عَشْرَ نَافِثَةً ۝ پ بقرہ
 اپنی جماعت کو لیکر پہاڑ پر چلا جا پس بارہ چپٹے ایسے
 جاری ہیں۔

اس آیت میں تین لفظ ہیں ان کے معنی سنو!۔

۱۔ الضرب۔ ایقاع شئی علی شئ منہ ضرب
 الرقاب تعرضوب المحیمة وضرب لذلة
 ۲۔ والضرب فی الارض الذہاب فیہ منہ
 اذا ضربتم فی الارض و اضربوا مشرق
 الارض ومغارہا۔ ومنہ ضرب یعسوب
 الدین ۱۱ سورۃ الذہا فی الارض فواداً من
 ضرب کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری پر مارنا۔ گردن کا
 مارنا خیمہ کا لگانا۔ اور ذلت کی مارنا۔ اسی سے نکلا ہے۔
 اور ضرب کے معنی ہیں زمین میں جانا اور اسی سے جب تم
 زمین میں جاؤ اور زمین کی مشرق و مغرب میں جاؤ۔
 اور اسی بخاورہ کی یعسوب بن چلا یعنی فتنوں سے
 بہاگ کر حبلہ کی کہیں کو نکل گیا یعسوب الدین کو مرتضیٰ ۴

لے جمادات اور ریاضت کرینوالے لوگ ۱۲۔

الفتن۔ لسان۔ تاج۔ مجمع البحرین۔ علیہ السلام کا لقب ہے۔)

۳۔ والضرب لکے قائمہ حتیٰ ضرب الناس بعبط
ای رویت اہلہم حتی بکت و اقامت یقال
ضرب بنفسہ الارض ای اقام۔
اور ضرب کے معنی میں اقامت کرنا۔ محاورہ ہے لوگوں نے
اپنی اپنی ڈیروں میں آرام کیا کیا معنی اونٹ پانی پکڑ گئے
اور ٹہرے۔ اپنی آپ کو زمین میں ٹھیرایا۔

والضرب یقع علی کل فعل و علی جمیع الاعمال
الاقلیل۔ تاج۔ لسان۔
ضرب کا لفظ ہر فعل پر تمام اعمال پر بجز اندک کے
اطلاق پاتا ہے۔

خلاصہ۔ ضرب کے معنی ہوئی کسی چیز کا کسی پر ڈالنا۔ کہیں جانا۔ کہیں اقامت کرنا۔ یا کوئی کام کرنا
۲۔ العصا۔ جماعۃ الاسلام۔ قاموس۔ اور صحاح میں ہے۔
شقوا عصا المسلمین ای اجتماعہم وایتلافہم | مسلمان لوگوں کو اتفاق اور باہمی محبت الفت کہ توڑ دیا ہونے
اور لاٹھی کو اسلئے عصا کہتے ہیں کہ اس پر انگلیاں اور ہاتھ جمع ہوتے ہیں۔

۳۔ سحج کے معنی بادب۔ وادی۔ ویلی۔ پتھر۔ حدیث۔ حبابہ و جال میں ہے۔ یتبعہ۔ اہل الحج۔ ای
اہل المبادیہ۔ پس بیت کا ترجمہ ہوا پس کہا ہے لیجا اپنی فرمانبرداری و جماعت کو یا جاسا ساتھ اپنی فرمانبرداری و جماعت
کے نکل بادب۔ یا وادی میں پس چل رہی تھی۔ وہاں بارہ چشمے۔ تباؤ اس ترجمہ پر اعتراض کیا ہو سکتا ہے۔
سوال نمبر ۱۵۔ پہاڑ بنی اسرائیل کے سر پر کبڑا کر دیا۔

الجواب۔ وَاِذَا اخَذْنَا مِنْكَ مَوْءِدًا فَذَقْنَا
فَوْقَکُمْ التَّلَوتَ وَخَذُوا مَا اتَّيْنُکُمْ بِقُوَّةٍ
وَاِذَا کَرُّوْا مَافِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ بِاٰیٰتِہِ
اور جب لیا ہم نے مضبوط وعدہ تمہارا اور پر کہا ہم نے
تمہارے لیے جو دیئے تھے تمہیں قوت اور عمل کرو۔ جو
اس میں ہے۔ تو کہ تم متقی بن جاؤ۔

دوسرے مقام پر دفعنا کے بدلہ آیا ہے۔ تَتَّقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَہُمْ کَاَنَّهُ ظِلَّةٌ وَظَنُوْا اَنَّهُ وَاَقِیْعٌ
یعنی۔ مجاہد جو قرآن کے معانی بیان کر نہیں عظیم الشان تابعی ہر اس نے کہا ہے تَتَّقْنَا کے معنی دفعنا
کے لئے ہیں۔ زعرعنا کے معنی ہوئے ملا دیئے۔ اور فرآنے کہا ہے تَتَّقْنَا کے معنی دفعنا کے ہیں۔
اور دفعنا کے معنی ہیں اوپر رکھا ہونے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ راوی لاہور کے بچے ہستی ہو اور لاہور راوی
کے اوپر آیا ہو۔ تیس لندن کے نیچے پتیا ہے۔ پہاڑوں میں ایسے نظاری عام ہیں کہ پہاڑ سر پر ہوتا
ہے۔ اور اگر زلزلہ پہاڑ میں رہا ہو اور پہاڑ آتش فشاں ہوتا ہو اور یہی وہ نظارہ عجیبانک ہو جاتا ہے۔

سفلو! اگر تمہیں فہم و فراست ہوتی اور تمہاری فطرت سلیم ہوتی تو تم کو تمہاری مرتبہ کے رتوں اور سبکی فہم میں
سہولت ہوتی۔ سید تہ کے صفحہ ۲۵۴۔ ہم۔ ہم۔ اسی کے ارتعاش میں کہا ہے کہ بیان تاسخہ ادا دسی ہوئی معنی۔

یہاں استعارہ ظن و منظور کا ہے۔ پس معنی آیت کے اس صورت میں یوں ہوگا۔ جب بلند کیا تو پس اس چیز کو جو طور میں نازل ہوئی۔ آگے کا فقرہ اس معنی کی طرف راہ نمائی بھی کرتا ہے۔

خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا
 مَا فِيهِ۔ پ بقتہ۔ میں لاؤ۔ جو اس میں ہے۔

سوال نمبر ۵۲۔ سلیمان سے چوٹنے کی بات کی۔

الجواب - اول دیکھو سوال نمبر ۵۲ کا جواب اور پھر سنو! اگر سلیمان غلامی بات نہیں کر سکر اور نہ اس کی بات سُن سکے ہیں تو یقین پڑتا ہے کہ اگنی - وایو - اوت - انگرہ کے ذریعہ وید کا ہنچا ہوا غلط ہے۔ سنو! غلط کیڑے تو آخر حیات ہے۔ آگ - ہوا - اوت - سورج - انگرہ تو بساط و عناصر ہیں جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا تو عناصر کو نہ بات کر سکتے تھے۔ پھر وادری اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے سورج - وایو - چندرمان سے بیڑ لٹی۔ کیڑہ کر صحیح ہو گا۔ عناصر کو نہ جہاں کر سکتے تھے۔ اور انکا لطف کیڑہ کر نہ سکتا تھا۔ پھر اگرچہ نے ناگنی (سانپی) سے شادی کی طرح کی سیلاں غبر - صفحہ ۲۹۸ - دیا تہ نے تینار تھ میں پاربتی - ناگی - تاسی - مگلابی - گیندا - گنگا کو کلاسے شادی کر نی کیوں ممانعت کر دی۔ بتاؤ تو یہی کیا کوئی ان نباتات و حیوان سے شادی کر سکتا ہے؟ اور سنو! تمہارا یہ ورتی اعتقاد کہتے تھے کہ زمین بیل کے سپہار قائم ہے۔ مگر اچکل کی نکتہ چینی سے بچو کیلئے تمہارا جو مہاشی نے اکہشا کے معنی میں جسکے سنسکرت میں بیل کے معنی ہیں کہید یا کہ یہاں یہ معنی مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنے کی وجہ سے سورج کو اکہشا کہا گیا ہے۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قافوس اللغزین برقع لغت کے نیچے کلباسی۔ البرقعہ من میا غملہ
یعنی برقعہ غملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہے۔ طائف عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے
اور میں کے درمیان یہ وادی غملہ واقع ہے اس وادی میں سی سونا نکلتا ہے سوئے کے باریک ذروں کو قفوم
چٹنی اور اکٹھا کرتی ہے۔ اسکو غمل کہتے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا ٹیڈل کا کام ہے سہارے
ملک میں بھی تہوڑا تہوڑا اطعام جمع کرنا والوں کو کہتے ہیں اور ایسی عورتیں اپنے آپ کو اور لوگ انکو کیری
کہتے ہیں۔ اور کیری کا ٹیڈل ترجمہ غملہ ہے۔

ہوتے ہیں۔ اور لیری کا کہنا ہے رجبہ مکمل ہے۔
گوندل کی باریں ڈوڈ۔ چوہے۔ اور بالیر کوٹلی میں مور کھٹنے قومیں اب بھی موجود ہیں۔ اکھشا کا ترجمہ سہل
کی جگہ سوئج بنایا۔ انہیں سمجھ پیدا ہو۔ سہل کے بدلہ سوئج تو بنالیر ہو۔ اور دروہی قوم پر اقرض کیلک بنالیر
جاتے ہو۔ اگرچہ ان کو ان میں سے کسی اور گری ذائقہ کی دل ناری تو کم کس دمندی اور ہونہ کی توقع کہتے ہو!!!

سوال نمبر ۵۳۔ سلیمان جانوروں کی باتیں سنتے تھے جیسے ہڈ ہڈی۔

الجواب۔ اس کا جواب سننے کیلئے ہمارے سوال نمبر ۵۲ پر نظر کرو اور سنو! کیا تم مانتے ہو کہ ہمیں اسے قلعے جانوروں کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہو اگر سنتا ہو اور سمجھتا ہو کیونکہ وہ گیلے چت سروپے تو پہرے کے مقرب اور اس میں لئے ہوئے پائے پاک بندہ ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے۔

ہم نے پر تیکش تجربہ کیا ہے کہ ایک دنیا کے جاہ و شہم والیکے ساتھ جس قدر کسی کا تعلق بڑھا جاتا ہو اس قدر جاہ و شہم و انکساری طاقیتیں اس مقرب پر اپنا عکس (دہرتے عجب) ڈالتی اور وہ مقرب ہی صاف گو نہ جاہ و شہم ہو جاتا ہو۔ تو سرست کیتھان عالم کل۔ ہمد طاق جناب آپ کے قرب مقرب کو ان طاقیتوں سے ذرا اثر نہ ہو۔ یہم کیونکہ خیال میں لگتا ہے جیسے تو جانوروں کے کلام کر نوالے پال کی بات کو سمجھ لیا سلیمان جانوروں کی باتیں کیوں سمجھتے ہوں اور سنو! اگر ہڈ ہڈی بات نہیں ہو سکتی تو انکی سرگوید کو تھاری ٹروں نے کس طرح اور کونکر سننا۔ کیا آگ بات کر سکتی ہو کہ وید جیسی بانی تم کو سنا گئی اور آئندہ بھی سنائیگی۔

سنو اور غور کرو۔ ہمیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں شہور سکیت والدین کے فرمانروا فرزند راجا راجا محمد جی گڈری ہوں جب انکو بن باس کیوقت لنکا کے شیر راجہ نے دکھ دیا تو ہنومان جی انکے بیرو اور اس نے انکی کسی خدمت کی ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ باز (بندر) ہے اور رات دن اچھندر جی سے باتیں کرتے اور راجا اس بندر سے باتیں کرتے۔ اسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آج تک کرم و معظم ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور راجا چھندر سے انکا مکالمہ ہوتا تھا۔ تو ہر بار اور سلیمان کے مکالمہ پر ہمیں تعجب کیوں ہے۔ سنو جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہو۔ وہی ہڈ ہڈی کے نیچے ہے کاش تم سمجھو۔

سوال نمبر ۵۴۔ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی تھی۔ کوئی سیلوں اور ریل میں نہ کری۔

الجواب۔ کیوں پیش نہ کری ہمیں شرم نہیں آتی۔ تمہاری دیا تھرنے لکھا ہے دیکھو ستیا رتھ ۴۲

جب راجا چھندر جی ستیا جی کو لیکر ہنومان وغیرہ کے ساتھ لنکا سے چلے اکاش کے راستہ غبارہ پر بیٹھ اڑے کو آ رہے تھے۔ تب ستیا جی کو لکھا تھا۔ کہ یہاں آ۔ **اوپال** راجا چھندر لنکا سے اڑو دھیا کو سیلوں میں آسکیں اور سلیمان علیہ السلام کو قصہ میں کوئی سیلوں کو پیش نہ کر اسکے۔ کیا عقل و انصاف ہے۔ **اوپال** انصاف پر کیا اور یہاں قرآن کریم میں قصہ بتایا گیا ہے کہ ہادی جہانوں کے ذریعہ حضرت سلیمان سفر کیا کرتے تھے اور یہ وہاں تو بحر قزقم بحیرہ روم اور خلیج فارس تھی۔ یہاں سیلوں۔ لنکا۔ اڑو دھیا کے درمیان خشکی ہی خشکی ہے تم کیا عذر تیار کر سکتے ہو؟

قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے قصہ میں یہ الفاظ کس قدر وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سفر ہادی

جہانزوں کے ذریعہ ہوتا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ - | سہنے ہوا کو اُسکے کام میں لگایا۔ وہ اسکے حالات اور مقاصد کے موافق چلتی تھی۔ (پت ص)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکے جہانزوں کے سفر میں باد موافق چلا کرتی تھی اور اسکے سفیر مامیانی اور شاو کا می کو ہمراہ لئے ہوتی تھی اور جیسا کہ آجکل یورپ کے شیمرباد جو قسم قسم کے بجائو کی تدابیر کے آئینہ سبند کی خوشخوار موجوں کے لقمہ تر بنے ہیں حضرت سلیمان کو اسکے خلاف کبھی تباہی پیش نہیں آئی۔

ایسے صاف واقعہ پر اعتراض کرنا اور نکاسی ایدھیہا تکہ سیلوں کے سفر کو تسلیم کرنا کوئی رسیسہ کہ اس قوم کے ظلم غلیم کی داد دے! اپنی مطلب برآری کی وقت و عاویہ بدیل اور تو جہاں لیکھا اور انکا اور اپادھیان صنائع بدائع اور استعارات میں پناہ ڈھونڈنی اور دوسرے پھر اعتراض اور ظلم کرتے وقت جو منہ میں آئے کہتی چلے جاویں خدا تم کو راہ نمائی کرے۔

سوال نمبر ۵۵۔ شہد کی کہی کو بھی وحی ہوئی۔

الجواب۔ کلہا المقتبہ الی غیرک فہو وحی۔ جو بات کیسکو پہنچائی جادوہ وحی ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ عام ہے حتیٰ کہ زمین کی نسبت بھی فرمایا ہے کہ اُسے وحی ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے یَوْمَ مَسِدًا نَحْنُ اُجْبَادُهَا بِأَن رَّبَّنَا اُسُن و ما پہنی خبریں بیان کر گئی اس لئے کہ اُدُحٰی لَهَا۔ پت ذلزال، تیرے رب نے اُسے وحی کی۔

ماں انبیاء اور رسول کی وحی اور خبر ہے اس وحی کے ذریعہ اُسی علوم اور سچو حقائق اور پاک علمائے فیضان جہان کو ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک شے کو اسکی استطاعت اور قوی کے موافق خدا تعالیٰ کی طرف وحی ہوتی ہے اور یہ بات قانون قدرت کے مشاہدہ سے عیان ہے اخیرین کی کلمہ چن تیری عقل و دانش پر ایسی صاف اور موٹی باتیں اور ان پر اعتراض۔ ارتداد کی خلعت آپ نے اپنی وجہ و زیب تن فرمائی ہے!!!

سوال نمبر ۵۶۔ "طیرا ابابیل۔" کجا ہا تہی اور کجا کرم خور جا نوز؟

الجواب۔ قبل اسکے کہ ہم آپ کو اس سوال کا جواب دیں ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کے سوال میں جو الفاظ آئے ہیں انکے معانی بتلائیں۔ پہلا لفظ کید کہ کید کے معنی مفصل ہننے سوال نمبر میں لکھ دی ہیں مگر یہاں یاد رہے کہ کید کے معنی لڑائی کے ہیں۔ دوسرا لفظ تَضَلُّیل کے معنی باطل کرنے اور ہلاک کے ہیں تیسرا لفظ ابابیل ہوا ابیل جمع ہے ابیل اور ابول کی ابیل اور ابول کے معنی جانتے ہیں۔ ابابیل کے معنی ہونے بہت سی جماعتیں۔ ہماری زبان میں ترجمہ ہوا۔ ڈاروں کی ڈار چنانچہ

لسان العرب میں لکھا ہے۔ قَالَ الزَّجَّاجُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى طَيْرًا أَبَابِيلَ جَمَاعَاتٍ مِنْ هَهْنَا وَجَمَاعَاتٍ مِنْ هَهْنَا - وَقِيلَ يَتَّبِعُ بَعْضُهَا بَعْضًا ابْتِلَاءً ابْتِلَاءً ۱۰۱ ی قطعاً خلف قطعاً۔

دوسرا۔ سوال کے بعد یہ پیش آتا ہے کہ دشمن کی فوج کی ہلاکت کو جانوروں کو کیا تعلق ہے۔ سوال کے واسطے سام وید فضل نمبر ۳ پر پائیک نمبر ۶ کی عبارت دیکھو اس میں لکھا ہے کہ کڑوں اور مضبوط بازوؤں پر بندوں کو ان کے تعاقب میں بھیج۔ ہاں تو اس فوج کو کرگسوں کی غذا بنا۔ اے اندر ایسا کر۔ کہ کوئی ان میں سے نہ بچے کوئی نیک ہی نہ بچے ان کے پیچھے تو تعاقب کر نیوالے پرندوں کو جمع کر دو۔

پھر سام وید فضل دوم پر پائیک نمبر ۳ میں یوں ہے۔ اے ای روشن اشاس جب تیری وقت رجوع کرتے ہیں تو گل چوپائے اور دریاؤں والے حرکت کرتے ہیں۔ اور تیرے گرد بازو والے پرندوں آسمان کی تمام حدود سے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ عربی میں بھی ایسے محاورات بکثرت ہیں اور انہی معنوں دراستعار میں پرندوں کے الفاظ و ماں مستعمل ہوتے ہیں۔ چنانچہ النابغہ الزبانی کا شعر ہے۔ ۵

اذا ما غزا بالبحر حلق فوقهم
عصائب طير تھتدي بعضائب
جب وہ لشکر لیکر دشمنوں پر چڑھتا تو پرندوں کو غولوں کے
غول دشمنوں کی لاشوں کو کہا نیو جمع ہو جاتے ہیں۔
ایک مولوی صاحب نے اس موقع پر ایک شعر لطیف لکھا ہے وہ ہمارا جواب کیسا تھ بڑی مناسبت رکھتا
ہے۔ گو مولوی صاحب نے اس کے معنی کچھ ہی کئے ہوں مگر وہ ہماری وہ ذکر کردہ دلیل کا ہی مثبت ہوا وہ شعر ہے
این المفر لمن عا داه من یدلا والوحش والطیر اتباع تسائر

یہاں طیر سے مراد وہی مردار خور پرند ہیں۔ اور تسباع بھی وہی مردار خور ہیں جو تمھندی کا نشان ہیں۔ اسی قسم کے انداز بیان میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اشارہ کرتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہلاک کئے جاؤ گے جیسے فرماتا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ
مَا يَمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنْ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّعَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔

کیا وہ ان پرندوں کی حالات پر غور نہیں کرتے جنہیں ہم نے آسمان کے جو میں تابو کر کہا ہے ہم نے تو انہیں تھام رکھا ہے اور ایک وقت آنیوالا ہے کہ انہیں نبی کریم کو دشمنوں کی لاشوں پر چھوڑ دینگے مومنوں کیلئے ان باتوں میں نشان ہیں۔

دبّ محفل
یہاں بھی پہلے ایک شریر قوم کا بیان کیا ہے۔ جو بڑی نکتہ چینی کی عادی اور موزی تھی۔ اور اسلام کو عیب لگاتی تھی اور بہت سے اموال جمع کر کے فتح کے گھنڈ میں مکہ پر انہوں نے چڑھائی کی۔ یہہ

لہ لطیف۔ نیوں کے لہو بھی بدو ما ہے۔

ایک حبشیوں کا بادشاہ تھا جسے اسی سال مکہ معظمہ پر چڑھائی کی جبکہ حضرت رحمۃ اللعالمین نبی کریمؐ پیدا ہوئے جب یہ شخص وادی محضر میں پہنچا تو اس نے عائد مکہ کو کہلا بھیجا کہ کسی مغرزا آدمی کو یہ جو تہل مکہ لے جائے عبدالمطلب نامی ایک شخص کو بھیجا جو مبارک نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے جب عبدالمطلب اس اترہ نام بادشاہ کے پاس پہنچے۔ وہ مدارات سے پیش آیا جب عبدالمطلب چلنے لگا تو اس نے کہا کہ آپ کچھ مانگ لیں انہوں نے کہا کہ میری سواوشنیاں تمہاری آدمیوں نے پکڑی ہیں وہ واپس بھیج دو۔ تب اس بادشاہ نے حقارت کی نظر سے عبدالمطلب کو کہا۔ کچھ بڑا تعجب ہے۔ کہ تمہیں اپنی اونٹنیوں کی فکر لگ رہی ہو اور ہم تمہاری اس معبود کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں عبدالمطلب نے کہا کیا ہمارا مولیٰ جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے جب یہ معبود اسی کے نام کا ہے اور اسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ اس کی حفاظت نہیں کرے گا اگر وہ اپنی معبود کی خود حفاظت نہیں کرنا چاہتا۔ تو ہم کیا کر سکتے ہیں آخر اس بادشاہ کے لشکر میں خطرناک باڑی۔ اور چھپک کامرض جو حبشیوں میں عام طور پر پھیل جاتا ہے اس پر حملہ آور ہوا اور پوسہ بارش ہوئی اور اس وادی میں سیلاب آیا بہت ساری لشکر ہلاک ہو گئے۔ اور عیسوی عام قاعدہ کے جب کثرت سے مرد ہوئے ہیں اور انکو کوئی جلائیوالا اور گاڑیوالا نہیں رہتا۔ تو ان کو پرندہ کہا ہے۔ ان کو زندہ نہ کرنا ہی طرح جافروں نے کہا یا۔ یہ کوئی پھیلی اور سمتا نہیں تاریخی واقعہ ہے پراضوس تمہاری عقلوں پر !!!

مکہ معظمہ کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ کوئی تاریخ دنیا میں ایسی نہیں جو یہ تباہ کرے کہ اسلام کے مدعیوں یا ابراہیم کے تعظیم کرنے والوں کے سوا کوئی اور بھی اسکا مالک ہو۔ یونانی سکندر بگوئے کی طرح یونان سے اٹھ کر تہار کی ملک میں پہنچا اور اُسے پال کیا۔ اور پھر چڑھ کر ساری یورپ کے ساتھ اسلام کی بربادی کو اٹھا اور یورپ میں پھیل گیا۔ مگر عرب کی فتح سے یہ سب ناکام اور نامرد رہے اس میں خدا ترسوں کیلئے بڑی نشان ہیں۔ پھلا بابل میں ہلاک ہوا اور دوسرا ملک شام سے نامرد واپس آیا اور تیسرا سینٹ ہلینا کے قلعہ میں بے انتہا حسرتوں کو دل میں لیکر مرا۔

تمہارے آریہ ورت کو ہم دیکھتے ہیں اہل اسلام کے مالک ہو یا انکے ساتھ اہل کتاب میں تمہارے ہری دوار اور کاشی وغیرہ کی حکومت دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا کوئی معبود غیر مفتوح نہیں رہا۔ غیر قوموں کے گھوڑوں کے سمنوں نے سدا او نہیں پال کیا۔ یہ عجائبات اور معجزات ہیں۔

سوال نمبر ۵۔ معتقد بنائے کو خاص اونٹنی پیدا کی

الجواب۔ قرآن کریم میں تو کہیں نہیں لکھا کہ خاص اونٹنی اسوقت پیدا کر دی گئی تھی بات قرآن میں ہے
هٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ إِنْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ كَافِرِينَ
یہ خدا کی اونٹنی تمہاری گواہ ایک نشان ہے اسے خدا

فِي اَرْضٍ مِّنَ اللّٰهِ وَلَا تَسْؤُوهَا بِسُوءٍ فَاِذَا خَلُمْتُمْ
عَذَابُكَ اَلَيْمٌ۔ (پٹ اعراف)

کی زمین میں چرنے چلنے دو اور دکھ نہ دو ورنہ سخت عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

اس بات کے حل کر کے لے خود تمہاری ملک کی رسم اور عادات بڑی پانی ہیں اس ملک میں جہاں سکھ ملک نمبر وار ہیں کیا ہوتا ہے کہ انہیں جانتا ایک بیل اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے ملا جاوے تو انسانی جسم کی اس ایک حیوان کے بدل میں کیا گت بنتی ہے ہتھار دی بازار و میں بیکار۔ نکمی۔ مال مردم خوبیل پہرے ہیں بتاؤ کہ کوئی مسلم انکو چھیڑ سکتا ہے اگر اتفاقی بھی چھیڑے تو تم کیسے اسکے گرد ہوتے ہو۔ تم مفتوح۔ دیل۔ نرم۔ دونکا تو حال یہ ہے اگر اسد تعالیٰ نے جو بادشاہوں کا بادشاہ۔ حاکموں کا حکم پر کہہ دیا کہ میری رسول صالح کی سچائی کا یہ نشان ہے۔ کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے اور اس وطنی کو جواب خصوصیت رکھنے والی اٹھنی ہو ستاؤ تو ہلاک ہو۔ عرب کے ملکوں میں شیخونہ رعب اللہ اور اپنی شوکت کے اظہار کیلئے نہ صرف اونٹ چھوڑ جاتے تھے بلکہ گھوڑے اور اونٹ بھی اور قوم کلیب کے جنگوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کتوں کے بچوں کو بھی اسی طرح آزار کرتے تھے۔

ناقہ صالح کی مثال اس تہانی نے اشال میں لکھا ہے کہ حیرہ کے بادشاہ کسری نے اپنی قوت سلطنت اور بطش رسومات عرب میں۔ کے باعث عربوں میں بڑا رعب جمایا تھا اسکو منہ ظالم کہتے تھے اس نے شدید قحط کے زمانہ میں ایک دنہ کو خوب پالا اور پوسا۔ پہر اسکے گلے میں چری اور حقائق ڈال دیا اور اسے جنگل میں چھوڑ دیا اور کہا کون ہے جو اسے ذبح کر سکتا ہے عربوں میں کوئی بھی اس سے تعرض نہیں کر سکتا تھا آخر نبویشکر قہم تک پہنچا اور علیا ابن الزہر کی نظر پر آتا ہے بول اٹھا میں نے دنہ کو کھا لیا تھا۔ تب قوم کے لوگوں نے اسے روکا اور اطمینان کی لیکن علیا اپنی ارادہ پر قائم رہا۔ تب انہوں نے اس بات کو پسند نہ کیا پھر ایک پہنچا۔ اس نے یہ فقرہ کہا جواب کہاوت کے طور پر مشہور صی انک لا تقدم الضمان ولكن تعدم النفع لوگوں نے اطمینان تو بہت کی۔ مگر علیا نہ ملا۔ اور دنہ کو فروغ کر کے کہا گیا اور بادشاہ کے پاس پلا گیا اور کہا کہ میں ایک بدی کی ہے۔ اور بت بڑی بدی کی ہے۔ لیکن آپکا عفو اس سے بھی بڑا ہے اور اپنا سارا ماجر اسنا بت بادشاہ نے کہا اب میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ تب علیا نے وہ مشہور قصیدہ پڑھا جسکا ایک شعر ہم نقل کرتے ہیں۔

وان يد الجبار ليست بصعقة ولكن سماء تعطل الوبل والدیہ

سوال نمبر ۵۔ بنی اسرائیل کو بحیلی سے ہلاک کیا۔

الجواب۔ انتشاری مکی سے ہلاکت اور نقصان اگر تھے نہیں سنا تو کسی سائنسدان سے دریافت کرو۔ اور کچھ ہم ہی بتا دیتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ جس وقت جناب موسیٰ علیہ السلام چند منتخب لوگوں کو طور کے قریب لینگے اس وقت پہاڑ پر آتش افشانی ہو رہی تھی۔ اور بحلیاں اپنی چمک دکھ دکھلا رہی

تیس جناب موسیٰ علیہ السلام نے حسب ارشاد الہی قوم کو روک دیا تھا کہ پہاڑ کے اوپر کوئی نہ جاوے۔ اور سب نے ظاہر کا لفظ اسلئے استعمال کیا ہے۔ کہ بائبل کو قرآن پر پالنے کے ترجیح دی ہے۔ پس اُس نے بائبل کو پڑھا ہوگا۔ کتاب خروج میں مفصل موجود ہے۔ اور قرآن کریم کے ان کلمات طلیات پر اعتراض کیا ہے۔

۱۔ فَاخْذُ نَکْمُ الصَّعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ
۲۔ ثُمَّ بَعَثْنَا لَمْ تَمُوتْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

صاعقہ صعق سے نکلا ہے۔ صعق کے معنی میں لکھا ہے۔

الصعق ان یغشی علیہ من صواعق شدید لیسعہ
و د بامات منه رجمع البحار

قرآن کریم میں آیا ہے۔ ثُمَّ مَوْتُنِي صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ بَلَ عَوَاف۔ موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا پس جب اُٹھا پھر جمع البحار میں لکھا ہے۔

يَنْظُرُ بِالْمَصْعُوقِ ثَلَاثًا مَا لَمْ يَخْأَفُوا عَلَيْهِ
نَتْنَاهُ وَهُوَ الْمَغْشَى عَلَيْهِ أَوْ مِنْ مَيُوتِ فِجَاءَةٍ
وَلَا يَعْجَلُ دَفْنُهُ

سفرات راعب میں لکھا ہے۔ الصاعقہ تین قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) موت فرمایا ہے۔ صَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ذَر

(۲) عذاب فرمایا ہے۔ أَنْذَرْنَا نَکْمُ صَاعِقَةٍ مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَتَمُودَ ذَر فصلت

(۳) آگ فرمایا ہے۔ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهِنَّ مَنْ يَشَاءُ ذَر دعد۔

اس بیان سے اتنا معلوم ہو گیا۔ کہ صاعقہ۔ بیہوشی۔ موت۔ عذاب اور ناز کو کہتے ہیں۔ دوسرا لفظ قابل

غور مَوْتِ کا لفظ ہے موت کے معنی جمع البحار میں جو لغت قرآن و حدیث کی جامع کتاب ہے یہ ہیں۔

(۱) موت کے معنی سو جانا۔ حدیث میں آیا ہے۔ اچانا بعد ما امانتنا (۲) موت کے معنی سکون کیا

معنی حرکت نہ کرنا۔ ماتت الوریع ہوا ٹھہر گئی (۳) موت۔ حیوۃ کے مقابلہ ہوا کرتی ہے اور حیوۃ کے معنی

میں آیا ہے۔ قوت نایہ کا بڑھنا قرآن کریم میں آیا ہے۔ یَحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ذَر حدید زمین کو

اللہ تعالیٰ اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہے (۴) قوت حسیہ کے زوال پر موت بولتی ہیں۔ قرآن کریم میں آیا ہے

لَيْسَ كُنْتُمْ مَيِّتًا قَبْلَ هَذَا ذَر مایم) کیا معنی پوچھنی سے پہلے میری قوت حسیہ نہ رہی کہ درد تکلیف دے رہا تھا۔

(۵) جہل زمانہ دانی کو موت کہتی ہیں۔ قرآن میں یہ معنی آئے ہیں۔ اَفَمَنْ كَانَ مَيِّتًا فَاَحْيَيْنَاكَ ۔

(۶) حزن (۷) خوف مگر کو موت کہتے ہیں قرآن میں یہ محاورہ آیا ہے یَا بُنِیَّ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ۖ
ہر طرف سے اسپر خون اور غم آتے ہے۔ (۸) احوال شاقہ۔ فقر۔ ذلت۔ سوال کرنا۔ بڑھاپا۔ اور معصیت
وغیرہ کو موت کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ اول من مات ابلیس۔ اور آیا ہے۔ اللہ بن لایموت زندہ ہو
جو جزو الگ ہو وہ مردہ ہو۔ مگر دودھ۔ بال۔ اون مردہ نہیں ہوتے۔ یہ موت کے معنی ہوئی۔ اور اسی طرح
مفروات راعب میں موت کے بہت معنی بتائے ہیں۔

اور تیسرا لفظ بعثت کا ہے۔ بعث کے معنی بھیجا۔ قرآن میں ہر وقت بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا لِّمِثْلِ
اٰتَانَا۔ قرآن میں ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ دُیّٰی کہتے، حدیث میں ہے۔ فَبَعَثْنَا النَّبِیَّ
مُتَوِّجًا کرنا۔ قرآن میں ہے۔ وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ اَنْبِیَآئَهُمْ یُتَوِّجُوْا لٰكِنْ فَعَلْنَا مَا نَشَآءُ لِّمَنْ نَّشَآءُ
جَآءَ دِیْنًا۔ اتا فی اتیان فبعثنا فی ای ایقظنا فی من النوم۔ انہوں نے مجھے نیند سے جگایا۔
بُزَّک اٰتَانَا۔ قرآن میں ہے۔ اِذَا بُعِثْتَ اَسْتَغَاثَا۔ جبکہ ان میں کا بڑا بد بخت بھڑک اٹھا۔

اور بعث بمقابلہ موت کے بھی ہوتا ہوا اسلئے جب قدر موت کے معنی میں انکے مقابلہ میں بعث ہوگا قرآن میں ہے۔ **يَعْنَاكُمْ مِّنْ لَّدُن مَوْتِكُمْ** ۱۱۱ بقرہ

صاعقہ۔ موت اور بعثت کے معنی جب معلوم ہو چکی اور سمجھ گئی تو معلوم رہی کہ صاعقہ کو دو طریق ہیں اسکا آنا اور گرنا۔ اسمیں تو نقصان کم پڑتا ہے اور ایک دو تین کو زیادہ آدمی اس میں نہیں مرتے دوسرا واپس ہوتا۔ اور اسکا انتشار کرنا واپسی کی وقت بجلی یا صاعقہ بہت لوگوں کو دیکھ دیتی ہے غشی ہوتی۔ ٹڈیاں ٹوٹتی۔ نفاطات نکلتے ہیں۔ اب ہر وہ آیت کریمہ کے معنی بتاتے ہیں۔ مگر اتنا اور یاد رہی کہ یہاں جناب الہی نے اَخَذْنَاكُمْ الصَّاعِقَةَ فرمایا ہے۔ اِهْلِكْكُمْ الصَّاعِقَةُ نہیں فرمایا۔ پھر اسکے ساتھ بتایا ہے کہ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اسکے کیا معنی کہ جنہیں بجلی یا صاعقہ نے پکڑا وہ دیکھ رہے تھے۔ لہذا اس آیت شریفہ اَخَذْنَاكُمْ الصَّاعِقَةَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ پہ بقعہ کے یہ معنی ہوئے کہ تمکو خاص صاعقہ نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے خاص کا ترجمہ معنی لفظ ال سے لیا ہے جو الصاعقہ کے پہلی ہے۔ اور اس صاعقہ سے مراد وہ صاعقہ ہے جو رحمت کے وقت انتشار رکرتی ہے اور دوسری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے۔ ثُمَّ بَعَثْنَا كَوْمًا مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ پل بقعہ۔ پھر اٹھایا معنی تمکو تہا ری موت کے بعد۔ چونکہ موت کے معنی میں دیکھا اور تکلیف پہ آیا ہے اسلئے بیان تکلیف ہی لیں گے کیونکہ معانی مختلفہ میں حسب قرینہ و امکان معنی لئی جاتے ہیں۔

آریہ سماج کا بانی اس بات کو تسلیم کرتا ہے۔ وہ صفحہ ۲۴ دیدہ ہاں ہے ہومکا کے دیباچہ مترجم میں لکھا ہے۔

۳۸ پشت تھہ براہمن میں لفظ سوم کے سولہ معنی لکھے ہیں پہر اسکا نقشہ دیا ہے۔ پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل و موقع کے مناسب ان سولہ میں سے کوئی ایک لکھو جائیگے جائی غور ہو کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں۔ اسی طرح ستیا رتھ میں ویدوں کی پیدائش پر کہا ہے۔ جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے۔ وہاں لکھنا ہوتا ہے۔ دیکھنا کے معنی استعارہ ہیں، پر جلد بازی سے کام لیا۔ اور ذرا غور و فکر نہ کرنا۔ کیا شریف عاقبت اندیش خدا ترس اور سعادتمند انسان کا کام ہے؟ نہیں ہو کرگز نہیں۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم صاعقہ سخت مبتلا ہوئی۔ اور امید زلیست نہ رہی اور ایک قسم کی موت انپر طاری ہو گئی تو جناب موسیٰ کی اس قوم پر اتھی رحم ہوا اور آخر وہ بچ گئی۔

سوال نمبر ۵۹۔ من و سلوے بنی اسرائیل کیلئے نازل کیا۔

الجواب۔ سخت محنت کے بغیر جو رزق ملتا ہے۔ اسکو عربی میں من کہتے ہیں اسلئے لکھا ہو کہ الکماۃ من المن یعنی کھنی ہی من سے ہو۔ اور تر بنین اور اسی کے معنی میں شیر خست اور تمام جھگ کی اشیاء ان سب کو من میں داخل کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ پنجاب میں قحط پڑا تھا۔ بہت بڑے ابھی تک اسکو جانچو واک موجود ہیں۔ اس میں مرکن نام ایک بوٹی بہت پیدا ہوئی تھی۔ اسی پر لوگوں کا گذارہ تھا۔ اسی واسطے اس سال کو مرکن کا سال کہتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جھگ کے درمیان مصیبت کے ایام میں جھگی اشیاء سے سہارا بخشا ہے اور یہوک کے عذاب سے ہلاک نہ ہونے دیا۔

سوال نمبر ۶۰۔ ظَلَلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامُ پناہ بقاء پر اعتراض کیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دھوپ نے ستایا تو خدا نے انپر بادل بھیج دیا۔ اور بطور سائبان کام دینے لگا۔

الجواب اباب تو صرف یہ ہے کہ بنی اسرائیل چالیس برس اس ملک میں رہے جو ملک فلسطین اور بحیرہ فلزم کے درمیان ہوا انسانی ضرورتیں بغیر پانی کے پوری نہیں ہو سکتیں۔ اسد تعالیٰ نے ان دنوں ضروری وقوف پر مینہ برسائے یہ ان پر خاص مفضل تھا۔ اور کم کی نگاہ تھی و لا خشک سالیوں میں ہلاک ہو جاتے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کے قحط میں مشکلات پیش آویں۔ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات سے وہ مشکل بخوبی حل ہو سکتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ لبط کیساتھ قرآن کریم میں صرف اسی واسطے ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا گیا ہے چنانچہ آپ کے لکھ ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے بادل کا سایہ کر دیا۔ جیسے کہ غزوہ یدر اور حرا

میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بارش کی سنت ضرورت پیش آئی۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ مومنوں کو ہلاکت سے محفوظ رکھا۔ استسقا کی نماز ایسے ہی وقتوں کیلئے مسنون ہوئی۔ تعجب اور پر تعجب ہے کہ ایسے واقعات پر جو انسانی زندگیوں میں قانون قدرت کی موافق ہمیشہ واقع ہوتے رہیں۔ اعتراض کرنا اور پرہیز دعویٰ کرنا کہ ہم لوگ سچ کو لینے والے ہیں۔ لئے عقلمند و غور کرو اور ان تیز ذہن مکملہ چینوں کی خرد گیری کی داد دو۔

سوال نمبر ۶۱۔ گاو کا ذبح کرنا بنی اسرائیل میں۔

الجواب۔ گائے اور بھروہ ذبح ہوتا ہوا دل بہت دکھایا ہوگا۔ مگر جس قدر زندہ جواد آریہ سفر نے پھر تھے راستہ بازوں کو گالیاں دیکر مومنوں کا دل دکھایا اتنا تو نہیں دکھایا ہوگا۔ سُنُوا انبیاء بنی اسرائیل شرک اور بت پرستی کے دشمن تھے۔ بعض نادان فرقوں میں ایک گاؤ کی پرستش ہوتی تھی۔ اور وہ ان میں درشنی گلے تھی۔ چنانچہ تَسْمَةُ الْمَاطِلِینِ اور کَلَامُ الْبُتِّیْنَ اَلَا دُضُّ وَلَا تَسْمَةُ الْخُورِثِ مُسَلَّمَةُ لَا شَیْءَ فِیْهَا پ بقرہ۔ اس کا صاف پتا لگتا ہے اس کا ذبح کرنا بت پرستی کی جڑ کاٹنی تھی۔ تم لوگوں نے ہی اپنے زعم میں بت پرستی کی بجائے بڑی کوشش کی ہے۔ مگر اس جانور کی عظمت کچھ ایسی دل میں جاگزین ہے کہ باوجود اس قدر دعویٰ کے جو تم توحید کی نسبت کرتے ہو۔ اس جانور کی تعظیم تمہارے نزدیک بت پرستی اور بت پرستی ہی کہ نہیں۔ زبانوں سے کچھ کہو یا نہ کہو بت پرستوں کے افعال میں اور تمہاری اعمال میں اس لحاظ اور خصوص میں ذرا بھی فرق نہیں آیا۔ عملی طور وہی رویہ ہے جو تہا مل اب ظلم زیادہ کرتے ہو۔

سوال نمبر ۶۲۔ ٹڈی۔ مینڈک۔ چیڑی وغیرہ کا عذاب نازل کیا؟

الجواب۔ ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں۔ ہماری عمر میں بار ٹڈی ڈل آیا۔ اور کہیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا۔ جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور نشیب میں نناک ہو جاتی ہے وہاں مینڈک علی العموم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب عفونت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہاں قسم قسم کے ہوام۔ حشرات الارض چیڑیاں بہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور یہ سب عذاب ہیں کیونکہ دکھ و اذیت ان صریح نظاروں کا انکار کرنا کیا عقلمندی ہے۔

سوال نمبر ۶۳۔ چیڑی کی پرستش سامری نے کرائی۔ جبرائیل کے گھوڑے کے شمع کی مٹی

سے ایک بیجڑا بنایا۔ (۲۵) وہ بت سے بنا ہوا بیجڑا کس طرح بولا۔ بالکل گپ ہے۔

الجواب۔ جبرائیل کے گھوڑے کا ذکر تمام قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبی و روف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم

میں ہرگز ہرگز نہیں۔ دلت سیڑھی کھلونے ہر روز روپے آتے ہیں کیا وہ نہیں بولتے۔ جتنے چھپاتی چٹیاں اور اور مصنوعی جانور ایسے دیکھی ہیں کہ بعض حامی انکو اصلی یقین کرتے ہیں تہا ہر سرسوتی نے سیتا تہہ کے ۲۶۵ ۲۶۶ صفحہ میں لکھا ہے۔ کالیا کنت کا بت سیکو کون کو حقہ پلاتا ہے اور شعر بھی لکھا ہے۔

رنگ ہے کالیا کنت کو جسے حقہ پلایا سنت کو

جگن ناتھ۔ جوالا کھی۔ ہنگ لاج کے عجائبات اور امر ناتھ کے کہو تر نو کو ماری میں جو لکھا ہے اگر تم پڑھتے۔ تو سامری کے کرشمہ پر تعجب نہ کرتے۔ اب ہم آپ کو ان آیات کا پتہ دیتی ہیں جن میں پھرے کے کا ذکر ہے۔
 اَوَّل۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حَلِيتِهِمْ عِبَادًا ۚ لَّهُ خُوزٌ ۚ بَطْ (اعراف)
 دَوْم۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ۖ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهَا ۖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَّابَكَ سَوَّلَتْ لَنَفْسِي ۖ بَطْ ط

پہلی آیت شریفہ کا مطلب اتنا ہے۔ کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیر سر کو ایک پتھر بنایا۔ جو صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اسکی آواز تھی اور ایک جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے اور اس جملہ آواز کی حالت بتائی ہے۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَكَذَّابِكَ لَمْ تَضُرَّهُ ۚ فَلَا تُغْنَادُ بَطْ ط۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بجان چیز تھی اس میں نفع رسائی یا ایذا دینے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ دوسری آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا اے سامری تیری یہ بڑی بہاری کارروائی کیوں ہوئی۔ بولا کہ میں بصیرت حاصل کر چکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کیساتھ ان لوگوں کو بصیرت نہیں پہنچیں کر لیا تھا میں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے پہنچنیک یا اُسو اور اسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے پہنچا کر دیا یا اس مقام پر تسویل کا لفظ قابل غور مآل ہے۔

التسویل فی بین النفس لما يحصل عليه تصوير القبح منه بصورة المحسن قال الله تعالى لو انك انفسك لاهل تسویل کے معنی ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دیکھنا چاہتا ہے اسکی گواہی قرآن شریف کی اس آیت سے ملتی ہے جو حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے بات کی بلکہ تہا ہر نفسوں بڑی بات کو خوبصورت کر دیکھا۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے باقی سامری سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا۔ تو اس نے بتایا کہ میں ایک بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ نا آشنا ہیں میں نے موسیٰ رسول کے احکام سے کچھ مانا نہ ہوا تھا۔ سواب میں اس موسیٰ مذہب کے مانے ہوئے حصہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔

سوال نمبر ۶۔ ابراہیم کو کہا مینا ذبح کر۔ چہرہ نے کاٹ نہ کی۔ ایک دہ بدست جبرائیل فرشتہ

شہ۔ کیا میں دیکھ کر کہ وہ لڑکھان کو جواب نہیں دیتا اور اس کے نفع دہر کا مالک نہیں۔

بہسجد یا اسمعیل کی گردن تانبہ کی ٹنگی۔ یا کٹ جاتی تو پھر لمبائی۔ یہ دنیا بابل والا تھا جو دوبارہ زندہ ہوا۔
الجواب۔ قرآن کریم میں صرف اس قدر آیا ہے۔ باقی محض جھوٹ اور قرآن کریم پر تمہارا فقر ہے۔

میرے پیاری بیٹی مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے کہ میں تجھے
 ذبح کرتا ہوں اب تو سوچ کر بتا تیری کیا سزا ہے اسے
 کہا میری پیاری باپ تو اپنی ماموریت پر عمل کر مجھے تو نشانہ
 صابر پائے گا۔

قَالَ يَبْنِي اِنِّي اَدْنِي فِي النَّامِ اِنِّي اَذْبَحُكَ
 فَاَنْظُرْ مَاذَا تَرَى - قَالَ يَا اَبَتَا فَعَلْ
 مَا تَوْمَرُ سَجِدْ لِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِمَّنْ
 الصّٰبِرِيْنَ -

جب وہ دونوں خدا تعالیٰ کے حکم پر راضی ہو گئے اور ابراہیم
 نے اس کو سننے کے بل زمین پر لٹایا جیسے آواز دی ابراہیم تو نے
 اپنی زویا کو سجا کر دکھایا ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیکر تیرے۔
 یہ بڑا بھاری تمناں اور اعظام ہوا اور ہمناسکے عوض میں
 ایک بڑی قربانی کو فدیہ دیا اور آئندہ آینوالی سلسلوں میں
 اسکا ذکر خیر باقی رکھا ابراہیم پر سلامتی۔ ہم اسی طرح محسنوں کو
 بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے مومن بندوں سے تھا۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّہُ لِلْجَبِيْنِ وَنَادٰیہٗ اَنْ
 يَّا اَبْرٰہِیْمُ قَدْ حَصَدْتُ الرِّیَآ اِنَّا كَذٰلِکَ
 نَبْنِیْ عَالَمِیْمَیْنِ -
 اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلٰوِ الْبَیْنِ - وَفَدٰیہٗ
 بِذِیْبِ عَظِیْمٍ - وَرَكْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنِ
 سَلَامٌ عَلٰی اٰبْرٰہِیْمَ اِنَّا كَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
 اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (دیکھ صافات)

باقی جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب کا سب جھوٹ اور فقر اور محض لغوی اور قرآن اور احادیث صحیحہ میں اسکا ذرہ ذکر
 نہیں اور جس قدر قرآن میں ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ اس کی اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خواب
 دکھایا کہ وہ بیٹو کو ذبح کرتے ہیں نہ کہ ذبح کر دیا جیسے قرآنی لفظ اِنِّي اَذْبَحُكَ
 گواہی دیتا ہے اس قابل قدر عرفان سے بہرہ ہوتی..... واقعہ پر اعتراض مجر سیاہ دل کو
 باطن حقیقت نا آشنا کے اور کون کر سکتا ہے۔ سلفی۔ ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت تینا نو برس
 کی تھی اور اسمعیل اسکے اکلوتے بیٹے کی ۱۳ برس کی اتنے عمر کے باپ کو آئندہ اور اولاد کی امید کہاں اور
 کی امیدیں اور سنگین مرثیے بد کہیں۔ باپ کا اپنے خواب کے خیال کو اظہار کرنا اور بیٹو کا یہ کہنا دنیا فہل
 مَا تَوْمَرُ سچی الہی محبت کا نشان ہے جسکی قدر بعد زندہ دل کے کون کر سکتا ہے اس بات کو ہم قرآنی
 کے مسائل میں کسی قدر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

اساں سیکھ بیٹا یا رب انکا جلد صغیر ہر وہ ہے۔ کئی غایوں میں جو قدیم باشندے فلسطین کے تھے۔
 انسانی قربانی کا رواج تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوان میں مانے ہوئے بزرگ اور مذہبی رعب
 بختے۔ باہر باد و شمشیت بیٹے کی قربانی پر بائیکاٹ کیا بھی راضی ہو چکا تھا۔ منینہ مذبح کر دیا۔ اور اس

طریق سے انسانی قربانی کے بجائے حیوانی قربانی قائم کر دی اور اب تک گویا کروڑوں جانوں کو بچا لیا
بارک اسد علیک یا ابراہیم۔

سوال نمبر ۷۱ ابراہیم کیسے الگ سر دھوئی۔ پہول کھل پڑی۔ چشمے جاری ہو گئے۔ لیٹھر کر نیر کوئی کیوں
سر نہ دھوئی جیسے لکھا ہو قلنا یا ناد کوئی بردا و سلاما علی ابراہیم۔

الجواب۔ پہول کھلے چشمے جاری ہوئے قرآن کریم میں تو نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری بیابان کی متواتر کہانی
پہلا دکی کیا بتاتی ہو۔ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہو۔ اور اگر اس کے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا
میں کیا لکھا ہو۔ اس پر جو دیکھو اسکا ادھیا آٹھ شلوک ۱۱۶۔ اگلے زمانہ میں تبش رش کے چوٹے بہاؤ نے
انکو عیب لگایا اور تبش رش نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بجا
والے اگن نے رش کا ایک بال بھی نہ جلایا۔ کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک
کو غلط قرار دیتے ہو یا اسکی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منوکا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد
کرتے ہو۔ اصل بات قرآن کریم میں اسقدر ہے۔

قَالُوا خَرُّوا وَانصُرُوا لِهَيْكَلِهِمْ اِنْ كُنْتُمْ
قَائِلِينَ۔ قُلْنَا يَا نَادُ كُوْنِي بَرِّدًا وَسَلَامًا
عَلَيْكَ اِبْرَاهِيْمُ۔ وَاَدْوِقْ بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ
الْاَخْسَرِيْنَ وَنَجَّيْنَاهُ وَكُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ
الَّتِي بَادَرْنَا فِيْهَا لِلْعَالَمِيْنَ بِبَصَافَاتٍ۔
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَهْلُوْهُ
اَوْ خَرُّوْهُ فَاَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ بِعَنْبُوتٍ
قَالُوا اَبُوْا لَهُ بُنْيَانًا فَاَلْقَوْهُ فِي الْحَجَرِ
فَاَدْوَاهُ اِيَّهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ الْاَسْفَلِيْنَ
(دیکھ انبیاء)

انہوں نے کہا اسکو جلادو اور اپنے معبود کی مدد کرو۔ مگر
کچھ کرنا ہو۔ ہم نے کہا اسے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی
ہو جا۔ انہوں نے ابراہیم کو جنگ کرنی اور خفیہ طور پر سے
انہیں ایذا دینی چاہی مگر ہم نے انہیں زبا نکار کیا اور بچے
ابراہیم اور لوط کو مبارک زمین میں پہنچایا۔ اور دوسری
جگہ جو اس کی قوم کا جواب ہی تھا کہ اسکو مار ڈالو یا جلادو
سو خدا نے اُسے آگ سے بچا لیا اور تیسری جگہ جو
انہوں نے مشورہ کیا کہ اسکو لٹکیا کر مکان بناؤ اور اسکو آگ
میں ڈالو انہوں نے ابراہیم کی نسبت ایذا رسانی کا منصوبہ کیا
سو ہم نے انہیں اس منصوبہ میں ہست اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تھے سمجھا ہو بالکل لغو اور غلط ہو۔ اس قصہ میں یہ چند
کلمات لہجہ میں جو مقام غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ جو۔ اَدْوِقْ بِهِ کَيْدًا اور دوسرا فَجَعَلْنَاهُمْ
الْاَخْسَرِيْنَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يَا نَادُ كُوْنِي بَرِّدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ چوتھا۔ وَنَجَّيْنَاهُ وَكُوْطًا اِلَى
الْاَرْضِ الَّتِي بَادَرْنَا فِيْهَا لِلْعَالَمِيْنَ۔ قرآن کریم میں اسد تعالیٰ کی سنت ہو کہ ہر ایک گزشتہ نبی

کا قصہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروں کی صداقت اور حقیقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہے اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہمارے حضرت نبی کریم اور مولانا رؤف رحیم کا ہجر اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سے جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنی نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

(۱) لَذِيكَرِيكَ الْكَذِبُ الْكَفْرُ وَالْاِيْتِيُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ بِكَ اِنْفَالٍ اَوْ اَنْتُمْ يَكِيْنٌ وَنَ كَيْدًا (دین طاق) (۲) آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُولَئِكَ جُذُبُ الشَّيْطَانِ اَكْرَانَ جُذُبُ الشَّيْطَانِ هُمُ الْمُخْسِرُونَ (دین مجاہد) (۳) کلمہ طیب ہے جو بخوبی آگ کے سار کو حل کرتا ہے۔ کَلِمًا اَوْ قَدْ وَاَنَا لَلْجُذُبِ اَطْفَا هَا لَللّٰهُ (دین مائدہ) (۴) کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنِّيْ اُمَيِّقُ قَالُ الذِّنْيَا بِكَ مومن۔

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں قصہ حضرت نبی کریم اور قصہ حضرت ابراہیم کے ساتھ کرو۔ وہاں اگر جواباً ابراہیم کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حق کو اکتوسی دیا تو یہاں تمام بلاد عرب و فارس و الحریب کو جلایا۔ اور صدائے مستعز الحریب اٹھ کھڑی ہوئی اور جس طرح وہاں ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو بزد اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے دینی و مقدس کیلئے خاص اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور فرمادیا۔ اَطْفَا هَا لَللّٰهُ یعنی جہی ہمارے نبی کریم کے دشمنوں نے آتش جنگ جلائی اسنے اُسے بجھا دیا۔

سُن اُسے نکتہ چین ابراہیم کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہماری شیعہ پر صلی اللہ علیہ وسلم چودہ برس گزرتے ہیں اور تو نے اور ایک تیری اس معاملہ میں مؤید و ہجر زبان تیز زبان نوجوان امرت سری مولوی نے ہمیں اس طرح خطاب کیا ہے۔ چاہئے کہ آجکل کسی اہل اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ بیٹھے یا موسیٰ کی طرح باتیں کرنا کام بہرہا ہے۔ ایک لہنی چوڑی پہنی کو آگ سے بہر کر کیچ میں پینک دیا جاوے اگر آگ نکلزار ہو جاوے۔ تو سمجھیں کہ فتنہ آئی معجزے سب صحیح ہیں۔ امرت سری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔ یہ مرزا صاحب قادیانی کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا جی کے دوستوں کیا کہتے ہو۔ (شرک اسلام)

سُن اے تارک اسلام اور دیکھ اسی نازل نافع ان شرک اسلام ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین اور یورے اعتقاد کے دعویٰ کرتے ہیں اور ہمیں اور تمام جہان کو سناتے ہیں کہ ہمارا مذہب ہی اور علی بن مریم اسوقت موجود ہے اور اسکو دھجی ہو چکی ہے۔ پھر سنو اور غور سو سنو۔ دھجی اتنی جو امام زمان کو ہوئی ہے یہ ہے۔

نَقَدْ نَا إِلَيْكَ مَعْطَلًا وَقَلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اس وحی الہی میں ہماری بات مہدی موعود علیہ السلام حضرت مہدی ز اہل بیت کو ابراہیم کہا گیا ہے۔ اسکے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے آپ کو یہ بھی وحی کی ہے۔ آگ سے بہت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اور پر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مثلاً دتر لا یصناع یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز صنایع نہیں کیا جاتا۔ غور کرو۔ تمہاری ان فضول گویوں کا جواب برسول پیشتر خدا تعالیٰ دی چکا ہے اور تمہارے ہاتھوں سے ایک عظیم الشان پیشگی پوری کردی اور خدا کے منہ کی بات تمہاری منہ سے بھی ثابت ہو گئیں۔ مگر کون جانتا ہے کہ تمہاری خوش قسمتی سے یا بد قسمتی اس لئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَ یَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا اَب بقرہ۔

مگر از بسکہ تم لوگ کو دن ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ بات کو کہو مگر بیان کیا جائے۔ سنو! تبش رشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خدا آگ میں نہیں کودی تھے اور نہ مومنوں مخلصوں استیلا اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے۔ کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ انکو حکم ہے۔ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلٰی التَّحْلُفِ دِہٖ بقرہ یعنی اپنی تمہیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اسی سنت الہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گئے تھے۔ بلکہ لوگوں نے کہا۔

يُحَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْاۤ اِلَیْہِمْ ثُمَّ فَاٰ جِلْدَیْنِ - (دیکھ ابنیا)

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارے جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور طاقتیں ہمارا امام مہدی موعود علیہ السلام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنی زندہ اور تازہ عزت کے موافق اس مہدی کو اسی طرح محفوظ رکھتا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے اس لئے ضروری ہے کہ احمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسے حاصل ہوں جیسے خدا تعالیٰ نے اسکے متبع کو دلا اللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر یعصمک اللہ ولولہ یعصمک الناس کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا سچ اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا۔ اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آئینہ الی ہے اور کہا۔ کہ میرے لہو آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہو گیا۔

عیسائی لوگوں۔ برہمنوں۔ سکھوں اور آریہ سماج نے ہر خصوصیت سے یکساں کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ۔ سنی۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ متصوفوں اور ان کے شرکانے کیا کوشش میں کمی کی ہے

اور کیسی کیسی آگیں نہیں جلائیں۔ مگر سب غائب و خاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھو گے یہ تنہا ہی آگیں بہیم ہوتی ہیں کہ نہیں یہ بھی رسولوں کے رنگ میں تو ہم احرامِ الرسل کی طرح اس کا سقا بل کر دو۔ اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین کیلئے بھی اسی طرح تنہا ہی آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں یاد رکھو۔ وہ برد و سلام ہوگی اور ضرور ہوگی مگر تم نا دانی سو کہتی ہو کہ وہ خود آگ میں جا دیں کیا یہ ابلع انبیاء و رسل ہو دیکھو قرآن میں ہی حرقہ سوئم بھی حرقہ کا حکم اپنے ذریعات اور سواروں اور پیادوں کو کر دے۔ اور پس پہر دیکھو ابراہیم کی طرح آگ برد و سلام ہوتی ہے کہ نہیں۔

ہاں بے ریب لے لی مہر شپ بادشاہِ گلینڈ ایدورڈ ششم کا درباری تھا ۱۸ اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہد سلطنت میں پراسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔
 رڈ لے بشپ پراسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔
 کریمچرچ بشپ پراسٹنٹ ہوئی کی وجہ سے قید کیا گیا تھا اس نے توبہ کی مگر وہ غصہ تھی باہر آکر پہر پراسٹنٹ جو نیکیا اقرار کیا اور یہی قرار کیا کہ موت کے ڈر سے میں نے اپنا مذہب چھوڑ کیا وہ خدا کی تائید میں آگ میں جلایا گیا مگر یہ توبہ و ایہ شلاقی۔ شلت خدا کو ماننے والے تین میں ایک۔ ایک میں تین کے معتقد تمام الہی شریعت کو جو توریت میں تھیں لھت کہہ کر اس پر باپنی پیہر نے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کر کے بدول اعمال بہشت کے وارث بننے والے ابراہیم کی طرح کیوں بجائے جاتے۔ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موصوں کی جگہ پر تاراکر تاہی؟ **نادان پال**! یہ سب لوگ ابراہیم کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں جہاں تک تاریخ پتہ دے سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنی احادیث کے سامنے ناکام ہو کر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کیساتھ جلال و قتال ہوتا ہے۔ جس کا ذکر قلنا قتلکم **اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ** دیک الی علان اور کلمہ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِیَاءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلِ اَنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ دیک بقہ میں ہو کر یہ مقابلہ و مقابلہ کر نیوالے ناکام و مامور مرتے ہیں اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظلوم و منصور اور کامیاب ہو کر دنیا سے جاتے ہیں کیا تم نے نہیں سنا۔ **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ دُفَّ بِاَیْدِیْ** کی آواز کس نے سنی۔ کیا اس بد انجام نے جو بدوں کا ترجمہ ہی کامل کر سکا اور جو کیا اس میں ہی ہدایت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہو گیا جس کے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہو کر ترک ہو گیا ہی نہیں اَوْ جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ دَعَا بَیْتُ النَّاسِ اِلَیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفَوَاجَا دِیْنُکُمْ کی وحی کسی کو ہوئی۔ حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے۔ اور حزب شیطان ہمیشہ غائب و خاسر رہتا ہے۔ یہی

بات تو ہو۔ جس پر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکہ ہم کو آگ لگی اور جگر کباب ہو گیا اور اس کا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے اسکے لٹو اسکے گہر میں بلغ ہوا اندھے جباری میں سے خدا خود سوز د آں کریم کوئی راہ کہ بہت از کینہ داران محمد۔

سوال نمبر ۶۶۔ موسیٰ ایک خدا رسیدہ شخص سے ملے گزرتے یہ کہ جہاں بھونی پھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی جائے۔ وہاں پر ہے۔

الجواب۔ بھونی پھلی کا پتہ قرآن میں نہیں اور نہ احادیث صحیحہ میں اور نہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بھونی پھلی زندہ ہو جاوے اس قصہ میں تین واقعات کا ذکر ہے جو خود موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کی قریب قریب بتی قرآن کریم میں ہے۔ **فَلَمَّا بَلَغَا أَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسَاءَهُمَا طُفَّ كَهَفٍ**۔ جب وہ طے کے موقع پر پہنچے پھلی کو بھول گئے بتاؤ اس میں بھونی ہوئی پھلی اور اس کی زندگی کا ذکر کہاں ہے کیا تمہارا سفید جھوٹ ثابت نہیں ہوا۔ اس میں تو اتنا ہی ذکر ہے کہ پھلی انکی یاد سے اتر گئی اور ندی میں چلی گئی۔ اور یہ انکے لٹو مقرر نشان بتا کر جہاں ان میں پھلی کو بھول جانے کا واقعہ پیش آیا گاٹاٹا۔ مرد خدا انہیں ملیگا۔ سوا الہیہ ہوا۔ خدا اللہ نے جو عیسے اور انیس ایک نشان دیا تھا وہ پیدا ہوا ایسے واقعات ہیں جو مردان خدا کی سوانح زندگی میں ملتے ہیں اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ ان سے سالکان منازل الہیہ کے قلوب و ایمان تازہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۷۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ ان میں یوحنا والد تیا تھا۔

الجواب۔ قرآن کریم میں نہ تو کہلوانے کا کوئی لفظ ہے نہ روح ڈالو کا قرآن کریم میں صرف دو جگہ ایک ذکر ہے۔

۱۔ **اَخْلَقْ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ**۔ مارتا ہوں پہر وہ گدا کا اذن ہو اڑو لگتا ہو۔ دوسرا مقام **فَانْفَخْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا** اذن اللہ پال لے کہ جب تو مٹی سے پرندہ کیسی ایک چیز بنا تا میرا اذن اذ خلق من الطين كههيئة الطير باذني سے اور اس میں پہونک مارتا پہر وہ اڑنے والا ہو جاتا میرا **فَنفَخْ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا** باذني پالندہ اذن سے۔

اب بتاؤ یہاں کہلوانے اور روح کا کون لفظ ہے کیا تمہارا صریح کذب نہیں اور کیا یہ بے ایمانی اور فریبے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی چال نہیں۔ دوسرے سوال کے جواب میں اسکا حل پڑ ہو۔

سوال نمبر ۶۸۔ حضرت عیسیٰ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔

الجواب۔ جب بیمار بہت ہی خطرناک حالت اور غشی کی شدت میں مبتلا ہو جاتا ہو اسکا اور صحت

کی ناکامیہ کر دینے والے دُوروں میں کپڑا جاتا ہے اس وقت رستبازوں کی دھامیں اس کو زندہ کر دیتی ہیں۔
 جتنے ان نظاروں کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور یہی معنی مسیح کے اچھا کے ہیں۔

اور سُنو۔ مروجی تین قسم کے ہوتے ہیں اور ان کو تین ہی ایشیا زندہ کرتی ہیں۔ ایک معمولی مرد
 جس کے جسم سے روح کا تعلق الگ ہو جاتا ہے۔ انکی نسبت قرآن کا فرمان یہ ہے۔ کَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ
 وَكُنْتُمْ اَمْوَئًا فَاحْيَاكُمْ دَبْ بَقْرۃ) اور رَبِّیْ الَّذِیْ یُنْجِیْ وَیُمِیْتُ دَبْ بَقْرۃ) اس سے وضاحت
 ہو کہ اس قسم کا زندہ کرنا تو صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور دوسرے انبیاء اور رسول اور کالمین
 کے ماتھے سے مرد زندہ ہوتے ہیں انکی نسبت قرآن کریم میں ہے۔

یَا اَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ ایمان والو! ان لو اسل اور اس کے رسول کی بات کو جب
 اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ دَبْ اَفْعَال) وہ تمہیں بلائیں ایسی باتوں کیلئے کہ جس سے تمہیں زندہ کرے۔
 تفسیر۔ بہانہ بتیوں کا زندہ کرنا کہ وہ باناموں میں رسیوں کے سانپ بنا دیا کرتے ہیں یہ بات تو ظاہر
 کہ حضرت مسیح نہ خدا تھے کہ انکی طرف پہلی قسم کے زندہ کرنا کو منسوب کیا جاسکے اور نہ بہانہ بتیوں کے
 بھائی تھے کہ انکی طرف لہو اور تماشا کو نسبت دی جائے۔ وہ رسول تھے اور یقیناً خدا کے پیغمبر تھے انکی
 طرف وہی بات منسوب ہوگی۔ جو منہاج نبوت کے موافق اور انبیاء کی شان و افعال کے مطابق ہوگی
 اس آہ کے لئے قرآن کریم امام اور رہبر ہو اس نے اس عظیم الشان رسول کی سنت سے جس سے اس نے تمام جہاں
 کے لئے اُسوہ اور رسولوں کا نمونہ بنایا ہے۔ دکھا دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا مردوں کو زندہ کرنا کس رنگہ
 کا ہو اگر تاہم اسکے خلف جو شخص حضرت مسیح کی طرف خدا کی مانند احیا موتی کو منسوب کرے وہ خدا کی
 کتاب کے انکار کا دلچسپی اپنی پیشانی پر لگاتا ہے۔ ایسا ہی قرآن نے قاعدہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا
 اور کوئی خالق نہیں چنانچہ فرمایا ہے۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ اس کے سوا جو لوگ معبود بنائے گئے ہیں انکے معبود
 مَشِیْئًا وَهُمْ یَخْلُقُوْنَ اَمْوَئًا غَیْرَ اِیَّاهُ نہ ہو سکتے کا نشان یہ ہے کہ وہ کسی شے کے خالق
 نہیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ یہ تو خدا کی صفات کے بارے
 (دب غفل)

میں قول فیصل ہے کہ حقیقی خالق وہی ہے۔ اب لفظ خلق جو وسیع معنی رکھتا ہے۔ اگر مخلوق کا فعل آ
 کہا جائے گا۔ تو منہرہ رہے کہ مخلوق ضعیف کی شان اور حیثیت کے لائق ہو گا۔ اس سے سمجھ
 لو کہ ایک ناقص انسان مسیح کی گہرت اور خلق کیسی ہوگی۔ وہ مٹی تھی اور مٹی ہی رہتی تھی۔
 زندہ حیوان نہ تھی +

سوال نمبر ۶۹۔ یہود نے نہ عیسے کو مارا۔ اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ وہ اڑ گئے اور انکی جنس مشابہت کا مارا گیا۔ چالیس پچاس کوس اور پراسنس کس طرح لے سکتے ہیں۔

الجواب۔ یہود نے نہ عیسیٰ کو مارا اور نہ پھانسی دیا۔ بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اڑ گئے جس لفظ کا ترجمہ ہو سکتا ہے وہ لفظ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں۔ قرآن شریف کو سنو وہ کہتا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ اِذَا تَرَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (پتہ ماہ)

”مسیح ابن مریم رسول تھا۔ اور اس سے پہلے اس جنس کے رسول سب مر گئے۔“

اس آیت میں قد خلت کا لفظ ایسا صاف ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اول نے اس لفظ سے استدلال فرما کر تمام ان صحابہ کرام کو جن کو وفات میں داخل ہوا تھا۔ اپنی نبی کی وفات کا قائل کر دیا چنانچہ وہ آیت جہیں ویسا ہی قد خلت موجود ہے یہی ماحمد اکرام رسول قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ (پتہ ال عمران) محمد ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول مر چکے ہیں کیا کوئی شخص ان دونوں آیتوں میں لفظ قد کو یکساں دیکھ کر جس کا ترجمہ یہ ہے ”مر چکے“ حضرت مسیح اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں فرق اور شک کر سکتا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک گزشتہ نبیوں کے حالات سر بستہ کے حل کے لئے ہمارے نبی کریم کی زندگی کے واقعات کلید ہیں۔ پھر حضرت مسیح کے حق میں فرمایا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ (پتہ آل عمران) ہمنے ایک جگہ کن کے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ بعد الموت حالت سے تعلق رکھتا ہے۔ دیکھو سوال کن نمبر ۱۵۔ اور فرمایا۔

اِنِّیْ مُتَوَقِّفٌ ذَا فِعْلٍ اِلَیْ وَ مَطْهُوْلٌ مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ اَجْعَلِ الَّذِیْنَ اَتَّبَعُوْكَ قَوْمًا الَّذِیْنَ یُحْکُمُ بِالْحَقِّ یَوْمَ الْقِیَمَةِ (پتہ آل عمران)

”میں تجھے وفات دین والا اور اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں سے پاک کر نیوالا اور تیری پیروی کو تیرے منکر و غیر قیامت تک غالب کر نیوالا ہوں۔“

غور کرو یہ عیسیٰ عظیم الشان اور صادق پیش گوئی ہے کہ مسیح کے اتباع ہمیشہ مسیح کے حکموں پر غالب اور فوق رہیں گے۔ اسکی تصدیق کے لئے دیکھو کہ ایک طرف مسلمان یہود کے اصلی مرکز سنٹر بیت المقدس پر تاج فاض ہیں۔ یہود اصلی منکر اور مسلمان اصلی پیروان مسیح ہیں۔ دوسری طرف آریہ ودی عارضی منکروں پر عارضی اتباع نصائے حکمران ہیں۔ اور یونہی ہی ہمیشہ رہیں گے ممکن ہے کہ جملہ واقعات الٰہی کو نہ سمجھ کر تم منکرات کے گڑھے میں گرے ہو سو یاد رکھو اسکی تصریح بل دفعہ اللہ نے کر دی ہے۔ جو قرآن کریم کی دوسری جگہ میں ہے۔ اسکے معنی ہیں۔ اللہ نے اُسے رفعت اور بلند ہی بخشی۔ یعنی جسے خدا بلند اور رفیع کرنا چاہے اور کر دے۔ کوئی دشمن اُسے گرا نہیں سکتا۔ چنانچہ خدا نے یہود کو گندی اور ذلیل منصوبوں سے اُسے بچایا اور رفعت دی

بہی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو یہی ایک عرصہ کی ہو چکی ہے اور برائین احمدیہ میں موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ **يَا عِيسَى ابْنِي مَرْيَمَ كُنْ عَلِيَّكَ وَارِثُكَ اِلَىٰ وَرَثَتِكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا وَاجْعَلِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ** اس نمونہ سے جو ہمارے زمانہ کے راستباز سے ظاہر ہے۔ خدا کی واقعی وحی کا پتہ لگ سکتا ہے اس لئے کہ جو وعدہ قطعیہ اور نفع اور توفیٰ اور نفع کا حضرت مسیح کو دیا گیا تھا وہی ہمارے آقا حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے آپ کے حالات و واقعات بڑی ہماری چابی ہیں گذشتہ حالات کے فصول کے لئے۔ پیر بڑا قائل غور لفظ توفیٰ ہے یہ بھی ایسا صاف اور واضح ہے۔ کہ عام بول چال میں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ متوفیٰ مردہ کو کہتے ہیں۔ پہلے کے حل کے لئے بڑا عجیب موقعہ وہ ہے جہاں حضرت مسیح کے باپ نے بیٹوں سے کہا۔ **لَا تَمُوتُنَّ اَكَلًا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ** پل بقرہ کا تو کم نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں اس ارشاد کی تعمیل میں اس شخص نے جو اسکے بیٹوں میں سب سے افضل و اکرم اور احب تھا۔ جب اپنی کامیابی کے لئے دعا کی تو انہی لفظوں میں کی۔ **تَوْفِئِيْ مُّسْلِمًا** (پل یوسف) اور خدا بھی مسلم ہونے کی حالت میں دعا کی اس میں دلیل اور صداقت کے بعد در کیا دلیل چاہتے ہو۔ انکی جنس کا کون مارا گیا تھا۔ وہ دوست تھا یا دشمن اگر وہ دشمن تھا تو جب کیوں رہا اور کیوں شہید اور پکارنے کی اور دوست بے تصور کیوں پکارا گیا۔

احق انسان! اگر مسیح اڑ گیا تھا۔ تو کہتا تو میں اڑا جاتا ہوں۔ نیچے پکڑو بدلہ میں دوسرے کو پہنسی کیا معنی اور پیراڑا کسی کو نظر نہ آیا۔

اور تمہارا کہنا کہ چالیس پچاس کوس اور سانس کیونکر جب اصل ہی غلط ہے تو فرع کا کیا ذکر کرے بتائیے تمکو اوپر کے پچاس کوس حالت کا کیوں کر پتہ لگا۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ جس بیان میں راجحہ دجی لڑکا سے وجود دیا تک آئے اس میں کس طرح سانس لیتے تھے +

سوال نمبر ۱۱ ابراہیم علیہ السلام سے چار پریمے لکڑے کر کے زندہ کئے مغسروں نے کو ایک بڑے فاختہ۔ مینا کہا ہے۔ اور سر اپنے پاس رکھے۔

اجواب۔ وہ آیت جس پر درود راعتراض کا یہ وہ یہ ہے۔ **قَالَ فُتِحَتْ اَذْبَعَةُ مِنَ الطَّيْرِ فَصَرَّهْنَ لَيْدًا ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ اَدْعُهُنَّ يٰ زَيْنَبُ سَعْيًا بِبَقَرَةٍ** اس میں ہلا قابل بحث لفظ **فَصَرَّهْنَ** اَلَيْكَ ہے سو سنو! **صَرَّهْنَ** اَصْلُهُنَّ خَوَّلَتْ مِنَ الصَّوْدِ اِی الْمیل پس **صَرَّهْنَ** کے معنی ہوئے اپنی طرف مائل کر لے مفردات القرآن اور کتب لغت میں ہے۔

حضرت ابراہیم کو ان کے ایک سوال پر اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل بتائی ہے۔ کہ کس طرح مڑے زندہ ہونے پہر فرمایا دیکھ ان جانور فعل کو جو جسم اور روح کا مجموعہ ہیں تیری ذرا سی پرورش کے سبب سے تیرے بلا منہر

بہاؤیوں سے تیری آواز سُکر چلے آئی گئے۔ تو کیا میں جو ان کا حقیقی مالک اور رب پروردش کُنندہ ہوں میرے بلائے پر بیخود ترات جیوان کے جمع نہیں کی گئے۔ اس نظارہ اور فعل پر تباؤ کیا اعتراض ہے۔ پس ترجمہ آیت کریمہ کا یہ ہوا فرمایا۔ پس لے پرندوں سی چار پہر انکو مائل کر لے اپنی طرف یعنی اپنے ساتھ لے جائے کہ بہاؤی بران میں سے ایک ایک کو پس بلا ان کو تیرے پاس آئی گئے دوڑتے۔

سوال نمبر ۲۷۔ بہتہ کے دن چھٹی پکڑنے والوں کو خدا نے سوز۔ بندر بنا دیا۔

الجواب۔ اس کا جواب ایسا صاف ہے کہ اسکے لئے ان آیات کا لکھنا اور ترجمہ ہی کافی ہے جن میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا ذرا سی غور کو سمجھ لیگا۔ کہ بات کس قدر صاف ہے۔ اور یہ دنیا کی پرستار قوم حقائق کے فہم سے کس قدر دور اور کوراء تعصب سے کس قدر قریب ہے۔ ہمارے نزدیک اسکے حل کیلئے اس کو زیادہ بہتر طریق نہیں کہ ان آیات کو کجا لکھا دیا جاوے۔ جن میں یہ قصہ ہے۔ خاص غور کیلئے ایک لفظ **فَظَنُّوْهُمْ** اُفْلَحُوْنَ جکے معنی ہیں۔ کہ انہیں اچھے حال کیسویا لے رہی ہیں۔ اور دوسرا لفظ **لَعَلَّہُمْ** یَجِیْعُوْنَ جس کا ترجمہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ یہ باز آجاویں۔ اور تیسرا لفظ **اِذَا جَاؤْا** کہ یہ بندہ اور سوسر شیطان کے بند کی تمہارے یہاں بھی آئے۔ اور چوتھا لفظ **فَدَّ عَلُوْا بِالْکُفْرِ وَهَمَّ فَدَّ حَرَجُوْا** یہ (دب مائدہ) جس کے معنی ہیں کہ یہ کافر آئے اور کافر ہی بن گئے اور ایسے الفاظ پر عقل مند غور کریں جو اس قصہ میں آئے۔

جب وہ ہماری منع کر دی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے تو کہہ جاؤ دلیل بندر بن جاؤ اور تیرے رب نے خبر دی ہے کہ ایسا ہوگا۔ کہ میں قیامت تک ایسی لوگوں کو اپنے حکمران کو نہ لگاؤ۔ جو انہیں بُری غلاب دینگے بیشک تیرا رب جلد سزا دینے والا ہے اور غفور رحیم ہی ہے۔

ہم نے انہیں گروہ گردہ بنا کر زمین میں منتشر کر دیا بعض ان میں اچھے نکلے اور بعض ان کے خلاف دوسری پہلی اور بُرائی پہنچا کہ انہیں استحسان میں ڈالا کہ وہ باز آئیں اور ان کے بعد ان کے ایسے جانشین اور کتابک وارث ہوئے۔ جو رشوت کے طور پر اس دنیا کا مال لیتے اور کہتے کیا پڑا ہے ہم بخشے جائی گئے۔

انہیں کہ لے کتاب الوتم اس لئے ہم کو بیزار ہو کہ ہم ایمان

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قَوْمًا فَاصِحِينَ۔ وَ اِذَا نَا دَا رَبُّكَ لِیَبْعَثْ عَلَیْہِمْ اِلٰی یَوْمِ الْفِیْئَةِ مَنْ یُّسَوِّمُھُمْ ثَمٰوۃَ الْعَذَابِ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّہٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

وَقَطَعْنَاھُمْ فِی الْاَرْضِ مِمَّا مَآءُھُمْ الصَّالِحِیْنَ وَرَبُّھُمْ دُوْنَ ذٰلِکَ وَکَوْنُھُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ وَرِثُوْا الْکِتٰبَ یَاخُذُوْنَ مِنْ عَرَضٍ هٰذَا اَلَا ذٰنٌ یَّعْلَمُوْنَ سَیَعْقُرُنَا

(۲ - اعراف)

قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتٰبِ هَلْ تَتَّقُوْنَ مَنَا اَلَا

اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلَ اِلَيْنَا وَمَا اَنْزَلَ
مِنْ قَبْلُ وَاَنْ اَكْفُرَكُمْ فَاَسْتَوْنَ -
قُلْ هَلْ اُنْتُمْ كُنْهٖ بِشَرِّ مِنْ ذٰلِكَ مَسْئُوْبَةٌ
عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَغَضَبِ عَلِيْهِ وَاَصْحٰبِ
مِنْهُمْ الْفِرْدَوْسُ وَالْخَنَازِيْرُ وَعِبْدُ الطَّاغُوْتِ
اَوْ لِيْكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَاَصْلًا عَنْ سَوَاعِلِ السَّيْلِ
وَاِنَّا جَاؤُكُمْ قَالًا اٰمَنَّا وَفَدَدْ دَخَلُوْا
بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا كُنَّا يَكْتُمُوْنَ - وَتَرٰنِيْ كَثِيْرًا
مِنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاَلَاثِمِ وَالْعُدَاوٰنِ
وَاَصْلِحْهُمْ لَتَحْتَ لِبَاسٍ مَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ -

کو لا یتماہم الرّبکا یتوّن والاٰحباؤ
عن توّلیم الاٰثم واٰکلهم السّحت لبّس
ماکانوا یضنّون (پٹ مائدہ)

اللہ پر اور آپس پر جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور آپس پر جو پہلے نازل
کیا گیا۔ اور تمہاری ناراضی کی جڑ یہ ہے۔ کہ تم محدود الٰہ کو
توڑتے ہو۔ ان کے کہیں تمہیں ان توہم کی خبر دو جنہیں
خدا کی طرف سے انکو ایسی کمال کمال کا بہت بڑا بلا ملا وہ وہ جنہیں
خدا نے بند اور سورا اور شیطان کو پرستار بنا دیا یہ بہت
پایہ کو لوگ ہیں اور سب زیادہ راہ حق پر دور ہو چکے ہیں۔
جب تمہارا پاس آتے ہیں اٰمنا کہتے ہیں۔ حالانکہ کفر دل
میں لپکتا ہے۔ اور کفر کو لپکتے ہیں اور جو کچھ
دل میں مخفی رکھتے ہیں۔ اُسے خدا خوب جانتا ہی ہے
سے ان میں جو تم خوب دیکھتے ہو بدکاری اور بغاوت
اور حرام خدای میں بڑے بڑے قدم اڑاتے ہیں بہت
ہی بے کام ہیں جویہ کرتے ہیں۔

ان کے مالوں اور دوسروں کو چاہئے تھا کہ انہیں
نا جائز باتوں اور حرام خوری سے روکتے بہت ہی
بڑی کڑوٹیں میں جویہ کرتے ہیں۔

یہ آیتیں بغیر کسی تفسیر اور شرح کے نیکے صاف بتا رہی ہیں کہ بتد اور سورا بن جانیکی حقیقت کیا ہے۔ اور بندر
اور سورا کے ساتھ جو لفظ یعنی شیطان کے پرستار لکھ دیا ہے۔ وہ اور بھی حقیقت امر کو واضح کئے دیتا ہے۔
اسمیں مدینہ کے یہود کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور مخالف تھے اور اسلام کی جنگلنی کے لئے طرح طرح کو
مضروبے اور ناجائز جیل کرتے تھے۔ مرم کرنے اور لٹے انجام دہ کی آئندہ کی خبر دینے کے لئے اللہ تعالیٰ انکے
باب ملاؤں کا واقعہ بنا ہے جنہوں نے اپنے وقت کے مہوروں کے مقابل ایسی ہی گستاخیاں اور بے انصافیاں
کیں اور سورا اور بندروں کی طرح طرح کی ذلتیں اور عذاب انہیں پہنچے خدا کی کتاب مدینہ کے یہود
کو اطلاع دیتی ہے کہ اس نبی کی مخالفت میں یہی تمہاری ہی سزائیں نازل ہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو
اسلام کی تاریخ کے پڑھنے والے پر مخفی نہیں ہے۔

کیا ان جنمیں یہودیوں کے جو افعال و اعمال ان آیتوں میں مذکور ہوئے ہیں۔ اور جن قباحتوں اور ناشائستوں
سے انکی خدانے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ بندوں اور سورا کیسی عادت اور افعال نہیں ہیں ؟

سوال نمبر ۳۴۔ چنڈی لمبی چوڑی کشتی میں روئے زمین کے تمام چرند پرند درند معہ خوراک گپ ہی۔
الجواب۔ نوح کی کشتی کتنے فیٹ تھی۔ چنڈیٹ تھی۔ یہ تم نے قرآن پر افترا کیا ہے چنڈیٹ لمبی یہ بھی
 جھوٹ اور افترا ہے۔ چنڈیٹ چوڑی یہ بھی افترا ہے۔ روئے زمین یہ بھی افترا ہے۔ تمام چرند۔ پرند۔ درند
 یہ بھی افترا ہے۔ مع خوراک یہ بھی افترا ہے اتنے افترا اور استبا زوں سے جنگ کر کے کاسیابی کی امید
 دیر اعترافن یہ ہے۔ قُلْنَا اٰجُلٌ فَيَهْمًا مِّنْ كُلِّ دَوَّاجِيْنٍ اَتَيْنٰنِيْ وَاهْلَاكَ (پ۔ ۷۱) اول اس میں من
 کا لفظ ہے جبکہ ترجمہ سدا و بعض ہے کل کا لفظ ہر ایک موقع کے لئے الگ الگ معنی دیتا ہو قرآن کریم کے
 محاورات دیکھو۔ ایک عورت تین کے بادشاہ کی نسبت فرماتی ہے۔ اُوْتِيْتِ مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ (پ۔ ۷۱) سب سے
 شے دی گئی اور ذوالقرنین کی نسبت ہے۔ اَتَيْنَاكَ مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَّابًا (پ۔ ۷۱) کھفت) ہنر آشیل قسم کو اس
 دینے اب کیا اس گل سے یہ مطلب ہو کہ دنیا کے جزوی و کلی اسباب کو ایک ذرہ ہر باقی نہیں رہا تھا جو ان کے
 قبضہ میں نہ آیا ہو۔ یہ تو قانون قدرت اور عادات اللہ اور عادات الناس کے خلاف ہے ہر ایک بولی میں یہ لفظ اپنی اپنی
 رنگ میں آتا ہے جیسے ہماری زبان میں سب کا لفظ ہی اور محکم ذہن میں ایک بات رکھ کر کہتا ہے اور مخاطب
 متکلم کے معہود فی الذہن منشاء کے موافق عین موقع پر اسے آتا رہا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی ضروری
 اشیاء میں سے جو تجھے مطلوب اور تیرے کام کی ہیں۔ کشتی میں اٹھالے اسمیں کہاں لکھا ہے۔ کہ تمام چرند۔ پرند
 اور درخت اسمیں رکھ لئے گئے۔

سوال نمبر ۳۵۔ عورت مرد کا چہرہ بھی نہ دیکھے تو بچہ جن سکتی ہے جیسے مسیح علیہ السلام کی
 پیدائش میں دکھایا گیا۔

الجواب (۱) جو اسلام قرآن کے صحیفہ فطرت نے ہمو سکھایا ہو اس میں تو کہیں نہیں لکھا کہ تم اسلام لاؤ کہ
 کہ مسیح بے باپ تھے۔ (۲) ہمو کو نبی کریم نے نہیں فرمایا کہ اسلام میں بھی کہ تم مان لو کہ مسیح بے پدر تھا (۳) ہماری بیاب
 صحابہ کرام اور ہماری ائمہ ربوہ فقہاء اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے تو
 کہ مان لو مسیح بے باپ تھا (۴) ہمو ہمارے صوفیاء کرام نے اپنی تعلیمات میں کہیں تاکید نہیں فرمائی۔ کہ
 اسلام میں قرب الہی کے مارج و مسالک اصلاح نفس و حصول اخلاق فاضلہ کے لئے لازم ہے کہ یہ بھی یقین کرو
 کہ مسیح بے باپ تھی (۵) مسیح علیہ السلام کے ماسوا کستقدرا نبیاء و رسل اور اللہ تعالیٰ کے مامور گذری ہیں کہ
 نسبتاً قرآن کریم میں لکھا ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ پس سب سے
 وجود کا علم ہی ضروری نہیں چھجائیکہ وہ کس طرح پیدا ہوئے۔

پھر یہ یسائوں کے مذہب میں بلا باپ پیدا ہونا مسیح کی الوہیت کی دلیل ہی نہیں انکے یہاں تو ملک صدق آدم

سب بلا باپ پیدا ہوئی۔ پھر یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں تو یہ مسئلہ تکوین باعث ترک اسلام کیوں ہوا۔ علم تحقیقات کے مسائل میں یہ مسئلہ بھی ہے۔ میں خدمتِ ملک بابت مسئلہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو مانتا رہا گھاب میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ مگر آریہ صاحب تمہارے نزدیک تو بے باپ ہونے میں تو قائل نہیں ہو سکتا کیونکہ دیانند نے تو سلاسل فقرہ ۲۰ صفحہ ۳۳۴ میں لکھا ہے: ”دھرم راج یعنی پرمیشور اس جیو کے باپ بن گئے مطابق جنم دیتا ہے۔ وہ (روح) ہوا۔ اناج۔ پانی۔ خواہ جسم کے ساموں کے ذریعہ سے دوسرے کے جسم میں ایشر کی تحریک سے داخل ہوتا ہے بعد داخل ہونے کے سلسلہ وار مٹی میں جا کر حمل میں قائم ہو کر جسم اختیار کر کے باہر آتا ہے۔ نیز لگنی۔ وایو۔ اوت اور انگرہ کا کون باپ تھا۔ یہ تو تمہارے مہاشی اور دیو کے معصوف اور تمہارے سلسلہ مذہب کے اصل باقی ہیں۔ کیا سب بلا باپ نہیں دیکھو شیارا؟

سلاسل نمبر فقرہ ۲۰ وغیرہ بتلاتا ہے۔ کہ ایشری سرشی اور میتھنی سرشی اور میتھنی سرشی اور اور قسم کی ہمارا کرتی ہیں۔ یہ تو تمہاری اور ہر ایک بدست قوم اور متغیر لوگوں کی عادت ہے کہ غیر ضروری مسائل پر بہت بحثیں کی جاویں اور ان کو مذہبی رنگ دیا جائے بہر حال شاید تمہیں ہدایت ہو جاوے۔ کچھ اور سنو۔ جب لطفہ فضا، فرج میں جاتا ہے تو اس میں سے اسپرما ٹوزو الگ حرکت کرتے ہیں تو بہت سارے اس پر مینوزو رحم میں چلے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک اس کرہ میں جو خصیتہ الرحم کی آہری داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اس نشوونما میں جو غالباً رحم میں ہوتا ہے یہ کرہ جو مجموعہ دو چیزوں اسپرما ٹوزو اور اودوم کا ہے منقسم ہوتا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے آٹھ۔ آٹھ سے سولہ۔ اس طرح بے شمار کرات بن جاتے ہیں۔ اور ان سے تین دائرہ نما پر دی بنتی ہیں جنہیں سے صرف ایک ضلع بچے بننے کو مخصوص ہو جاتا ہے اور باقی سے جلیان وغیرہ بن کر آخر الگ ہو جاتی ہیں۔ کوئی ہے جو بتاوے۔ کرہ

ضلع کس کے اجزاء میں سے نشوونما یافتہ ہے پھر خط و خال عادات و اطوار۔ معتقدات و یقینیات میں یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی لڑکا اپنے باپ کے رنگ و روپ۔ اخلاق و عادات پر ہوتا ہے یا باپ کے خاندان پر اور کوئی ماں یا ماں کے خاندان پر خط و خال اخلاق و عادات میں ہوتا ہے بعض کی حالت دونوں میں مشترک۔ اور صہ قرآن کریم میں پاتے ہیں کہ حضرت زکریا بالکل بوڑھا تھے۔ اور ان کی بیوی بانجھ تھی گویا ان کی میلش عام نظارہ ہائے قدرت سے الگ تھی۔ اور ان کے بعد حضرت یحییٰ کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ گویا ترقی ان مظاہر قدرت میں بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح ارادے کی جو دیں چاہتا ہے۔ بناتا ہے۔

سوال نمبر ۲۰ } قوم لوط کی بستیاں الٹ کر پھینک دیں۔ پتھروں کا مینہ برسا یا جبرائیل نے پروں سے وہ شہر اٹا دیا۔

الجواب { پھر کیا الہی کاسوں میں یہ بڑی بات ہے تہلے مذہب کی رو سے تمام پرستی تباہ ہو جاتی ہے سب کچھ جل نجاتا ہے اور جل ہی تباہ ہو جاتا ہے تو آگ بن جاتا ہے سو وہ بھی تباہ ہو کر ہوا بن جاتا ہے پھر وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے بلکہ سب کچھ تباہ ہو کر صرف ایشور سار تہیہ ہی باقی رہ جاتی ہے۔ بیکارو شریروں کے لئے ایسے نمونے ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تم نے جاوا پیلے کی تباہی کی آگہی حاصل نہیں کی اور جاوا سینٹ پیری تو انہیں دنوں کے واقعات ہیں۔

لو ط کی قوم شر شر جن کی دشمن حقیقت کی حد تھی۔ گند و اعمال اور خلاف فطرت کا سو نہیں نکھ تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر دیا۔ ڈیڈ سی (سحر و دار) کی جہیل انکی تباہی کی زندہ نشانی ہے اور انکی بد عملی کا نمونہ تہلے کو انگریزی زبان میں ساڈومی کا لفظ موجود ہے۔ اس جہان میں ہمیشہ نظارہ ہاؤ قدرت خدا تم کے نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کے لئے واقع ہوتے رہتے ہیں شریر انکی خلاف ورزی میں تباہ ہوتے ہیں۔ اور استبا زونکی صداقت پر اپنی بربادی سے ٹھہر کر جاتے ہیں۔ پتھروں کا مینہ ہی تھا جس حال میں سینٹ پیری برباد کیا اور وہ بھی پتھروں کا ہی مینہ ہوتا ہے۔ جسکا ذکر سوال نمبر ۱۸ صفحہ ۱۸ کے جواب میں۔ جی۔ ٹی۔ ری ان کے بیان میں لکھا ہے۔

سوال نمبر ۱۷ شعیب بنمیر کی قوم کو چیخ مار کر تباہ کیا۔

الجواب - وہ لفظ جسکا ترجمہ تم نے چیخ کیا ہے وہ صحیحہ کا لفظ ہے لغات القرآن میں لکھا ہے۔

الصيحة قد فزع فزع بها عن الفزع
صاح الزمان لال برماک صیحة فخر
الصيحة على الاذقان -
یعنی صیحہ سے مراد آفت اور مصیبت ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے
کیا معنی زمانے نے برکیوں پر ایک بلا ڈالی
اُس بلا کے سبب ٹھوڈیون کے بل گر پڑے

اور یہ بھی ظاہر بات ہو کہ جس شخص پر مصائب پڑتے ہیں۔ وہ روتا چیتا چلاتا بھی ہے اب بتاؤ کہ اس واقعہ میں کونسی ناممکن بات ہے کہ شعیب کی قوم عذاب الہی سے چھٹی چلائی ہلاک ہو گئی۔

سوال نمبر ۱۸ تم نبی پھر کنکریاں مار کر فوج مخالف اسلام کو ہر گاہ دیا اللہ تعالیٰ کے قول مَا

اٰتٰہُم مِّنْ اٰیٰتٍ اِذْ عٰثَرْتُمُوْهُمۡ وَلٰكِنۡ اَللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (دفع انفال) پر اعتراض کیا ہے؟

الجواب - کیسا تنجاکلمہ تجدید اور استبازی کا بہرہ تو اہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوتا ہے کہ تیری ساری اللہ تعالیٰ کی ساری ہو گیا ہے یہ کہ دشمن کو تیرا نایا اپنی اسکا دشمن کو نشانہ بنانا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور انکے ارادہ سے وابستہ ہے والا تاہم خطا بھی جاتا ہے اب کیسا سید ہا صاف مطلب آیت شریفہ کا ہے۔

مَا دَرَمَيْتَ اِذْ مَرَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيْمٌ (پ۔ انفال) ترجمہ یعنی تم نے دشمنوں پر نہیں پھینکا جو کچھ پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا۔ یعنی اللہ نے تجھے مظہر و منصور کیا۔

اور درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کے سوا کون اپنی طاقت اور تدبیر پر فخر مند ہو سکتا ہے جو غور سے منظر جو کچھ حال میں ہوتا ہو وہ ماضی کا نتیجہ ہوا اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا۔ وہ حاضر کا ثمر ہوگا۔ پرنیکش پران ظاہری مثال اس پر ہے۔ کہ آج رمضان کی ۲۲ سلسلہ ہوا اور دسمبر ۱۹۷۱ء کی تاریخ کیا اسیں شک ہو سکتا ہے کہ ۲۱-۲۲ کے بعد ہوئی۔ اور ۲۲ ہجری ۲۲ ہجری کے بعد آئیگا۔ ۱۱-۱۰ کے بعد ہی آ سکتی تھی اور ۳۰ سلسلہ کے بعد ہی ہو سکتا تھا پہر سلسلہ ۲۲ اور ۳۰ کے گزنیس پر ہی آئیگا۔ اب جن بلاد میں گہوں بویا گیا ان میں ریح کا کاٹنا اسکے پک جائیکہ بعد ہی ہوگا۔ ہزاروں لاکھوں امور کو اسی پر تکیاں کر لو۔ اب تم کو آیتا کے متعلق جنکو دوسری لفظوں میں لوگ معجزات کہتے ہیں۔ ایک لطیف نکتہ سناتے ہیں۔ تم فائدہ اٹھاؤ گے۔ تو تمہارا پہلا ہوگا و لاکھوں سخن شناس اس کو حظ اٹھائیگا۔ بہر حال موجودہ امور گذشتہ امور کے نتائج ہوتے ہیں۔ اور مستقبل حال کا ثمر یہ سلسلہ ماضی کی طرف اگرچہ ان لوگوں کے نزدیک جو ابھی ہستی سے غیب میں لائنتی ہے۔ مگر خدا کے ماننے والے جانتے ہیں۔ کہ بات یہی سچ ہے۔ اِلٰی تَزَالُ بِالنَّفْتِ (پتہ خیم) یعنی سب چیزوں کا منتہی اور انجام تیرے رب کی طرف ہو۔ زمانہ بھی آخر مخلوق ہو کیونکہ زمانہ مقدار فعل کا نام ہے مقدار فعل فعل سے پیدا ہو سکتا ہے اور فعل فاعل سے جناب ابھی کی ذات پاک چونکہ ازلی ہمہ دان۔ ست اور چیت (عالم) ہمہ قدرت اور سامع ہے وہ اپنے ازلی علم سے جانتا تھا۔ کہ فلان اپنے سایے بند کو کبھی فلان وقت ہوید و مظہر و منصور کرنا ہو اور فلان وقت فلان شریک کو جو اسکے مقابل ہوگا ذلیل اور غوار اور غائب و غاسر کر دینا ہے اسلئے اس نے ابتداء ہی سے ایسا سباب اور مواد مہیا کر دیئے۔ کہ اس وقت معین اور مقدر اس کا مخلص مومن متقی محسن اور برگزیدہ بندہ لا محالہ فخر مند ہو جاتا ہے اور اس کا دشمن شیطان اللہ سے دور فضل سے نا امید و مینس شرمسیر اور شرارت پیشہ تباہ و ہلاک ہو جاتا ہے۔

اسی سنت کے موافق خدا تعالیٰ اپنے ازلی علم اور ارادہ میں مقرر اور مقدر کر چکا تھا کہ ہمارے ہادی و شفیع خاتم الانبیاء و المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم و بارک و الم الی یوم الدین کو جانشین کو بلا و ایران و توران اور شام و مصر وغیرہ پر تسلط بخشے گا اور ہر قسم کے فتوحات کا فخر مند اور منصور و غالب کرے گا۔ اس ارادہ کے پورا کرنے کے لئے اس کا در حکیم علیم خدا نے ایک طرف ایسی حالت پیدا کر دی۔ کہ تمام عرب میں نیکیوں کی تہمت و استہلال و خشا اور اسکے ساتھ وعدت کی بے یمنی اور دوسری طرف ان تمام بلاد میں جنگ مفتوح ہونا مقدر تھا۔ تباہی کا سباب یعنی فتنہ و فحور و زنا۔ بدکاری۔ کسل۔ فقر و اور طوائف الملوک

پہل گئی۔ اور تمام باتیں میں نظام کائنات کے مطابق آپہی ارادہ کے ماتحت اس کے خستہ دلوں کی کھجوریں کے موافق واقع ہوئیں اور سوتی ہیں۔

اسی سنت کے موافق جن لوگوں کو حضرت نبی کریم کی اتباع اور معیت کا شرف بخشا اور چاہا کہ انہیں دنیا پر حق کو پھیلانے کا آلہ اور ذریعہ بنائے اُن پر یہ فضل کیا کہ ان میں اخلاص و وحدت خدا ترسی - شجاعت - عفت صلح خودداری - استقلال اور توجہ الی اللہ کی قوت بڑھتی جاتی تھی - اور ان کے مخالفوں میں نفاق - غرور - کبر - تنہور - جبن - فسق - فجور - غضب - عجز و کسل اور غفلت ترقی پر تھی - اس ردحانی لعنت کے قبضہ میں ہو کر اگرچہ وہ لوگ اُن برگزیدوں کے مقابل اپنی ساری طاقتوں اور مال اور جان کو خرچ کرتے مگر نامراد اور ناکام رہ جاتے - اس فتنہ کو اب ہم لمبا نہیں کرتے اس بات سنا تم میں عرب میں اُن نوس میں جنگ کا یہ دستور تھا کہ پہلو مبارہ ہوا کر تاتا تھا - یعنی ایک آدمی دوسرے کے مقابل نکلتا - پہلے بارہ کے بعد تیروں سے جنگ کی ابتدا ہوتی تھی اور قاعدہ ہے کہ اگر ایسی جنگ کی وقت تیز ہوا چل پڑے - تو اس وقت جس لڑنے والی فوج کی پیٹھ کی طرف سے ہوا آئیگی - اسکی آنگاہو - کچھ ہرج نہیں پہنچے گا - اور اُن لوگوں کے تیروں کو مرد دیگی - مگر جس فوج کے سامنے ہوا کا دھکا ہو گا - انکی سیکڑوں میں پڑیگا - نہ وہ ٹھیک نشانہ لگا سکیں گے - اور نہ مقابل کو اچھی طرح دیکھ سکیں گے - ایسی باتیں بہت جنگوں میں ہمارے نبی کریم کے عہد سعادت مہد میں پیش آئیں - چنانچہ بداد و رخنہ بلکہ جنگ احزاب و خندق میں بھی ایسی ہی واقعات وقوع میں آئے - اسی نصرت کے یاد دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - فَاَمَّا سَلْمَا عَلَيْنَا مَرِیْضًا وَجُنُودًا لَّا تَزِدُّهُمْ اِحْزَابَ - وَغَدَّ بَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا (آیت توبہ) جب مادی کامل نے (صلی اللہ علیہ وسلم) مخالف کا در زیادہ کیا تو ایک مٹھی کنکڑوں کی مخالف کی طرف پھینکی اور دوسری طرف اسوقت جناب الہی نے اپنی سن میں وہ وقت رکھا تھا کہ کنکڑ پھینکنے والی تیز ہوا چل پڑی - وہی طرح عاۃ اللہ ہے - اس طریق سے سلسلہ ظالم کائنات یعنی جہانیاں سلسلہ بھی قائم رہتا ہے اور روحانی سلسلہ اور الہی سلسلہ یعنی انبیاء و اولیاء مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم ہے - اور روحانی سلسلہ اور الہی سلسلہ یعنی انبیاء و اولیاء مومنین کی فتح و نصرت کا سلسلہ بھی قائم رہتا ہے - اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں کی نصرت کی وقت ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے - جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتے ہیں اور مہوتے ہیں اسکی سنت اور قانون قدرت کی موافق - چنانچہ میں ایک ذاتی واقعہ سناتا ہوں - جو اسی طرح تہیہ اسباب اور افسحی قسم کی خدا کی نصرت کا ثبوت ہے -

مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین نے ایک مقدمہ کیا جس میں شیخ غلام بخش جج تھے۔ میں اس مقدمہ میں گواہ کیا گیا ان دونوں ایک شخص مقدمہ میں زائد ٹھنڈہ الیاء علاقہ سیدر آباد سندھ کا رہنؤ والا علاج کیلئے قادیان میں آیا اور اُس نے مجھے ہند کے طور پر آخر تک ستورہ پہنایا۔ اور بایںکہ امام الدین نظام الدین نے

اسکی دعوت پہی کی تھی۔ مگر قدرت اکبہ نے ان دونوں کو پتہ نہ لگنے دیا۔ کہ اُس مخدوم نے مجھ کو ایک تنہا دیا ہے۔ گماہی کے وقت جب مجھ پر جرح ہونے لگی۔ تو آریہ وکیل نے مجھ پر سوال کیا۔ کیا آپ کو اس سال کسی نے یکدم ایک تنہا دیا ہے؟ اس پر جواب دیا کہ میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کیلئے سچا شکر ادا کرتا ہوں بول اٹھا کہ ماں فلاں مخدوم سندھی نے دیا ہے۔ تب ہمارے مخالف ایسے بہوت ہوئے کہ آئندہ سوالات جرح سے خاموش ہو گئے۔

منشا، مخالف کا اس سوال جرح سے آنا ہی تھا۔ کہ میری حیثیت خدا داد کو باطل کری۔ مگر اس داؤ میں خائب و خاسر ہو گیا۔ میں نے اس شکریہ میں تجاس روپیہ مخدوم صاحب کو نذرانہ معنی آؤ روپس کر دئے۔ اب سوچو مخدوم کا میرا سونا اور سکومیرا پتہ لگنا اور سو روپیہ مجھے دینا اور اُسکے اظہار کا موقع ایسے وقت پر ہونا کہ دشمن خاک میں مل جائے کیا تعجب انگیز ہے۔ اور خدا پرست کے لئے کیسی طرح مقام شکر کا ہے حقیقی فلسفہ اور سائنس دانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ اسو اتفاقاً طور پر نہیں ہوا کرتے اس طرح کے واقعات جن کو میں نے اپنے متعلق بیان کیا ہے۔ ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ خدا پرست ان کے وقوع سے شکر گزار ہوتے اور سجدات شکر کرتے ہیں۔ غافلوں ہرستوں کے سامنے یونہی گزر جاتے ہیں کہ گویا وقوع پذیر نہیں ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فلق بحر (دیکھا کا پہٹ جانا) انبیاء العیون (بارہ چشموں کا ہوننا) اور ہمارے ہاؤٹے کمال رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ حق کے دشمنوں کا موقع موقع پر کامل شکست و ہزیمت کہنا آپ کا اور آپ کے پاک جانانیوں کا بزم الف اعداد ان پر ہمیشہ کامیاب مظفر و منصور ہونا اور بت پرستی ملک عرب سے استیصال کو دنیا یسب آیات بنیات اور عجیب و غریب معجزات ہیں ان کے وقوع سے اللہ تعالیٰ کی حمد دانی اور ازل سے علم کامل اور قدرت کاملہ کا پتہ لگتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

سوال نمبر ۷ فرشتے اہل اسلام کی طون سے اہل اسلام کی خاطر لڑنے آئے مسلمان اسپین کی سلطنت کو بیٹھے دماں فرشتے کیوں نہ آئے۔

الجواب اہل اسلام کی خاطر ہمیشہ فرشتے آیا کرتے ہیں۔ اور آیا کریں گے۔ اگر فرشتے اسلام کی خاطر نہ آیا کریں۔ اور نہ آیا کرتے تو جہد اسلام کے ناپود کر نیکی لئی ہمیشہ دشمنان حق دور لگاتے تہو۔ اور لگاتے ہیں اب تک اسلام نابود ہو جاتا۔ ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں کافر ذلیل و غمار ہی رہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں تمام عرب عجم نے کیا کیا اور لگائی۔ مگر کیا اس ایک انسان کا کام تھا۔ کہ کامیاب ہوتا۔ کیا اس کو صاف شام نہیں ہوتا۔ کہ حقیقی دیوتا اور اسکے مظاہر قدرت دیوتے اسکے ساتھ تہو جب ہی تو دنیا کو حیران کن نیوالی فتوحات انہیں

ہوئیں۔ آج بھی پہلے زمانہ میں ایک عالمی اسلام اور سچا مسلمان موجود ہے۔ اس کے استیصال کے لئے بیرونی دنیا میں تمام عیسائیوں، تمہاری نئی بہائیوں، سکھوں وغیرہ نے اور اندرونی طور پر شیعہ، مجاہدین، مولویوں وغیرہ نے کیسی کیسی زور لگائے۔ آخر وہ ملائکہ کا ہی لشکر ہے جو حسب مخالفوں کے حملوں کا دفاع کرتا اور انکی آرزوؤں کے خلاف ہزاروں ہزار کو اسکے جہنم کے نیچے لارہا ہے۔

تمہاری عادت جھوٹ بولنے کی بہت ہے۔ یہ تمہارا سفید جھوٹ ہے جو تم نے کہا ہے کہ تم مرزا کی تعلیم کو دیکھ کر آریہ ہوئے۔ اپنی ہی دل میں مطالعہ کرو۔ اور بتاؤ کیا یہ سچ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہارا ہمنام **اقرت سمری مولوی** بھی یقین کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا تمہاری عادت ہے۔ مگر پھر بھی تمہاری تائید میں تمہارا ہمراز جو کہ میں بجا کرتا ہے کہ مرزا کے دو مستوحاب دو۔ اس ہی سے سوچ لو کہ ہماری مخالفت میں کیسی کیسی زور لگائی جاتی رہے ہیں۔ کہاں تمہاری تردید اور تمہارے یا جھوٹ پر اتنا نہیں کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے نیز تم نے مرزا صاحب کی تعلیم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور تم نے یہ ظاہر کیا ہے کہ مرزا نے فلاں آیت کے یہ معنی کئے ہیں اس لئے ترک اسلام کر کے دہرہ پال بنا **امت سمری ترک** کی اندرونی عداوت کا سرچش تھا کہ کہیں تو لکھ دیا۔ چنانچہ قومی کی پیشانی پر اور کہیں ابراہیم کی آگ کے سوال پر کہہ دیا ہرزہ اٹھو کہو۔ اس سے تو قیاس کر کہہ سکتے ہو مولوی تمہارا ہمراز میں کیا زور لگا رہے ہیں۔ لیکھرام کے قتل پر جو زور تم لوگوں نے لگائے تم سے غفنی نہیں غیروں کے دور رس میں تمہارے دت وغیرہ آگوتے اور ناخونوں تک زور لگاتے ہیں۔ اور ایک بال بیک نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے۔

سب کشتہ خدا دھاک سب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا

غرض اب آگ لگا کر دیکھو۔ کیونکہ ابراہیم کی نسبت بھی آخر یہی ہوا تھا۔ یہ نہیں ہوا کہ ابراہیم آپ دیدہ دانستہ آگ میں کودے تھے۔ مخالفوں نے ٹالا۔ اور ابراہیم بچ گئے۔

سوال نمبر ۷۔ ذوالقرنین نے مغرب میں جا کر دیکھا کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔

الجواب۔ قرین کے معنی شجاعت و قوت کے ہیں۔ جانوروں کے سینک کو بھی ذن اس لئے کہتے ہیں۔

کہ وہ سینک ان کی قوت میں مدد دیتے ہیں۔ مید و فاس کے بادشاہ چونکہ وہ مملکتیں اپنے ماتحت رکھتے تھے

اور بلاد کی ماتحتی سے بادشاہوں کو قوت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے بادشاہوں کو خصوصاً ان کے پہلے بادشاہ

کو ذوالقرنین کہا ہے دیکھو دانیال باب ۸۔ ۴۔ اور اسکے ساتھ آٹھ باب کی آیت ۲۰ جمیں تفصیل کی ہے۔

اور اسکندر رومی کو دانیال کی کتاب میں ایک سینک کا بکرا کہا ہے۔ دیکھو دانیال باب ۸۔ ۶۔ اور آیت ۲۱

جس کا ترجمہ یہ ہے وہ بال والا بکرا یونان کہا بادشاہ اور وہ بڑا سینک جو اسکی آنکھوں کے درمیان ہے۔ سو

اس کا پہلا بادشاہ ہے سیوی میخرا اسکندر ہے۔ جس نے تمہارے ملک کو بھی زیر و زبر کر دیا تھا اور مکہ معظمہ

اسکی دست برد سے محفوظ رہا۔ گو بد قسمت مسلمانوں کے لئے اسکے شیر سلطنت اور ملوک کی غلط منطوق اور اسکا وہی فلسفہ اب تک نوجوانان اسلام کا برباد کن اور موجب جہالت ہوتا ہے۔ کاش وہ رد المنطقیین شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور تخریم المنطق امام سیوطی کو پڑھیں یا کم سے کم غور کریں کہ ان کو ایسی منطوق سے دین دویا میں کیا بل رہا ہے جسکو پڑھتے ہیں۔ غرض اس میدو فارس کے بادشاہوں سے پہلے اس بادشاہ نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سی تدبیریں کی ہم نمبرہ میں انکا ذکر کریں گے۔ اس نے دودھ دلاز ملکوں کا سفر کیا۔ اور ملک کی دیکھ بھال کی اس کے مغرب کی طرف اس وقت دلدلیں کنارہ ہائے بحر خضر تھیں۔ اس وقت جہا زبانی کا پورا سامان کہاں تھا اور کناروں پر ایسے عمدہ گھاٹ کہاں تھے۔ جیسا اب روز بروز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہاں تم لوگوں کا احقناہ خیال ہے کہ پڑانے زمانہ میں ہی شیمبر تار و دیل وغیرہ فنون تھے۔ اور ان کے موجد آریہ ورتی تھے۔ جس لفظ کا ترجمہ تم نے جاکر دیکھا کیا ہے وہ لفظ وجد ہا تخریب ہے اسکے معنی ہیں اس نے سوچا کہ ایسا معلوم کیا اور اس کی سانکھ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ دلدل میں ڈوبتا ہے۔ اب سوچو یہ لفظ ایسا صاف ہو کر اس میں ذرا اعتراض کا موقعہ نہیں اس نظارہ کو ہر شخص ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے کہ سورج اُسے اگر جھگل میں ہو تو دختوں میں ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر میں ہو۔ تو پانی سے نکلتا اور آخربانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے اور اگر سمندر میں ہو تو پانی سے نکلتا۔ اور آخربانی میں ہی ڈوبتا نظر آتا ہے ایسے بدیہی نظاروں پر اعتراض کرنا سوائے اندھے کے اور کسکا کام ہے۔

ایک قابل قدر لطیفہ اور تاریکۃ { القرن من القوم سید ہم قرن سرور کہ معنی میں بھی آتا ہو اور قرن و غلام (رجوان یا لٹکے) کو کہا تھا عشق قزونا تو ایک قرعہ زندہ رہ۔ تو وہ ایک سو سال زندہ رہا۔ اور علی رضی اللہ عنہ کو ہی ذوالقرنین کہتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے۔ ان لك بيتا في الجنة وانك لذوق نعيمها کہ تو دونوں طرف جنت کا بڑا بادشاہ ہو گا۔ ظاہر میں تو یہ بات اس طرح صادق ہو گئی۔ کہ آپ اپنے عہد مبارک میں عراق کے مالک تھے۔ اور دبلہ و فرات و جیحون و سیمون آپ کے تحت حکومت تھے اور اب بھی مدعیان اتباع مولیٰ مدفعی علیہ السلام ہی اس ملک کے اکثر حصہ کے مالک و حاکم ہیں۔ اور صحیح مسلم میں اسملک کو جنت عدن کہا ہے پس ان روایات سے جسکو لغت والوں نے بیان کیا ہو ذوالقرنین کے معنی وسیع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی ایک ذوالقرنین گذرا۔

اب ہم اپنے عہد مبارک میں جو دیکھتے ہیں تو اس میں ایک امام ہمام اور عہدی آخر الزمان عیسے

دوران کو پاتے ہیں۔ کہ وہ بلحاظ اس معنی قرن کے جسمیں سو برس قرن کے معنی لئے گئے ہیں ذوالقرنین ہے جیسے ہمارے نقشہ سے ظاہر ہے اور اس قدر دونوں صدیوں کو اس ذوالقرنین نے لیا ہے کہ ایک سعادت مند کو اعتراض کا موقعہ نہیں رہتا۔ بلکہ حیرت انگیز ہوتا ہے کہ یہ کیسی آئیۃ قبیہ اور دلیل قیاس امام کے لئے ہے اور اس ذوالقرنین نے یہی نہایت مستحکم دیوار دعاؤں اور حج و طواف تیرہ کی بلکہ یوں کہیں کہ مسئلہ وفات مسیح اور ابطال الوہیت مسیح کی بنیادی ہے۔ کہ اب ممکن ہی نہیں یا جوج ماجوج ہماری جنت اسلام پر حملہ کر سکے اور کہیں ہمیں داخل ہو سکے فوجہ اللہ احسن الجزاء عن الاسلام والمسلمین سعدی نے مال و زر کو بھی سدا بنایا تھا۔ مگر وہ سدا کیا تہی۔ جیسے سعدی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ۔ تراست یا جوج کفر از راست ۔

سنہ پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود و مہدی ۱۸۳۹

سنہ مسیحی	کس کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے کا آغاز ہوا	سنہ مسیحی	کس کی ایک صدی کا اختتام اور دوسرے کا آغاز ہوا
۱۸۳۰ء	۵۶۰۰	۱۸۸۴ء	۶۵۰۰
۱۸۳۶ء	۶۶۰۰	۱۸۸۵ء	۶۶۰۰
۱۸۳۸ء	۱۹۰۰	۱۸۸۶ء	۶۶۰۰
۱۸۵۲ء	۱۹۰۰	۱۸۸۸ء	۶۶۰۰
۱۸۵۳ء	۲۶۰۰	۱۸۹۰ء	۶۶۰۰
۱۸۵۵ء	۱۹۰۰	۱۸۹۲ء	۶۶۰۰
۱۸۶۲ء	۱۹۰۰	۱۸۹۲ء	۶۶۰۰
۱۸۶۶ء	۱۸۰۰	۱۸۹۴ء	۶۶۰۰
۱۸۶۸ء	۲۳۰۰	۱۸۹۵ء	۶۶۰۰
۱۸۷۰ء	۱۹۰۰	۱۸۹۵ء	۶۶۰۰
۱۸۷۳ء	۱۹۰۰	۱۹۰۰ء	۶۶۰۰
۱۸۷۵ء	۲۰۰۰	۱۹۰۲ء	۶۶۰۰
۱۸۷۹ء	۱۸۰۰	۱۹۰۸ء	۶۶۰۰
۱۸۸۲ء	۱۳۰۰	۱۸۹۰ء	۶۶۰۰

۵۳	۱۸۹۲ء	۱۳۰۰ فصلی	۴	۱۸۳۳ء	۱۹۰۰ برسہ
۵۴	۱۸۹۳ء	۱۳۰۰ سنہ ہجری	۶۱	۱۹۰۰ء	۱۹۰۵ء ۶۰ برسہ

سوال نمبر ۸۰ { ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کو آہنی دیوار سے سمندر کے نیچے میں قید کر دیا۔

الجواب - آہنی دیوار سے سمندر کے نیچے میں قید کر دیا یہ ایسا سیاہ چوٹ ہے جیسے تمہارا دل سیاہ اور دماغ سیاہ ہے اور تمہارا یہ دنیا چاہتا ہوا مذہب تاریک ہے جسمیں حق و حقیقت اور روحانی تعلیم کا نام و نشان نہیں ذوالقرنین کی حقیقت تو سنئے سوال نمبر ۷۵ میں لکھ دی ہے اور تمہاری چوٹ کا جواب یہ ہے لعنة الله علی الکاذبین اے یاجوج ماجوج اور دیوار کا تذکرہ ضروری ہے۔ سو سنو مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں جہاں اہل علم حارم کا حال لکھا ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ اس قلم کا درواں حصہ جہیل قوقا یا ملک ہے اور اسی پہاڑ کو جہیل یاجوج ماجوج کہتے ہیں آخر کہا ہے کہ یہ تمام ترکوں کی شاخیں ہیں صفحہ نمبر ۶۰۔ ابن خلدون پہر قلم خاص میں لکھا ہے کہ اس کا فوان جزو ارض یاجوج ماجوج ہے اور اسی قلم کی جزو عاشتر میں کہا ہے۔ اور اس کی جزو عاشتر میں ارض یاجوج ہے صفحہ ۶۵۔ پہر قلم ششم کا بیان کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۶۷ میں لکھا ہے اور اسی قلم کی دسویں جزو میں بلاد ماجوج ہے۔ پہر قلم ہفتم کے بیان میں لکھا ہے کہ جبل قوقا قیا کہا ہے۔ اور اس کی مشرق میں تمام ارض یاجوج ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج بڑی بڑی شمالی بلاد میں پھیلی ہوئی قوم ہے بائبل کی کتاب خرقیل کے باب میں ہے۔ اور میں ماجوج اور انہر جو جزیروں میں بے پردائی سے سکونت کرتے ہیں۔ ایک آگ انہر جوں کا اور وہے جانیٹنگے کہ میں خداوند ہوں اور اسی باب میں ہے۔ تو جوج کے مقابل جو ماجوج کے سرزمین کا ہے اور روس مسک تو بال کا ہوا ہے۔ تمام ہمارے جغرافیوں میں جو عربی میں ہیں۔ اور جرمن۔ فرانس وغیرہ میں طبع ہوئے۔ اور ہیئت کی کتابوں میں جیسے جغینی اور اسکی شرح ہیں۔ اور تمام بڑی لغت اور طب کے علمی حصہ کی کتابوں میں اس قسم کا ذکر ملتا ہے۔ اور یہاں ہمیں کتابوں کے دکھانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ یہ یاجوج ماجوج کا لفظ آج سے نکلا ہے اور اسی سے آگ پنجابی میں اور آگ اندوس میں بولا جاتا ہے۔ اور یہ تمام تو میں جو شمالی آگ کی طرح اندر لگت میں آگ سے تیز ہیں۔

آگنی ہوتا اور آگ میں اعلیٰ اعلیٰ چیزیں۔ شک۔ دودھ۔ شہد ڈالتے ہیں۔ اور اس وقت تمام یورپ کو آگ سے خاص تعلق ہے آگ سے ایسے ایسے کام لے رہا ہے کہ حیرت ہوتی ہے سولج کو بڑا عظیم الشان مرکز آگ کا یقین کہ اسکی پرستش ہوتی ہے بلکہ عیسائی مذہب نے تو توریت کا عظیم الشان حکم سبت کا توڑ کر سن ڈکے بزرگ دن مانا ہے۔ نیز اگر دیانند نے راستبازی اور تحقیق سے کہا ہے کہ آریہ ہوتی

شمال سے آئے تو کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ بھی انہیں یا جوج ماجوج کی شاخ ہوں۔ لاکن اگر سیرین سو کر ہیں تو پھر ذوالقرنین کے ملک سے ہیں۔ جو یا جوج ماجوج کا مخالف تھا۔

پہر میں کہتا ہوں اس قوم یا جوج ماجوج کے ثابت کرنے کے لئے ہمیں کہیں دور دراز جانے کی ضرورت نہیں تحقیق ضرورت نہیں۔ اسلئے کہ انڈن میں ان دونوں قوموں کے مورخان اعظم کے **اسٹیجیو** (بٹ)

موجود ہیں۔ غور کرو۔ اور سنو۔ اس تحقیق میں محمد اللہ نور الدین اول انسان پر جس نے اردو میں اسکو شائع کیا ہے۔ انوس ہمارے یہاں اب جکل فولو گرافر نہیں۔ و آلاہم انہی تصویر بڑی خوشی سے شائع کرتے ہیں

رسالہ میں یا جوج ماجوج کی تصویر یہی دی ہے اس تصویر سے ظاہر ہو کہ دو بڑے بڑے کندہ کئی ہوئی بت **گلڈ ہال** کی دیوار کے دونوں دیواروں پر دھرے ہوئے ہیں۔ یہ دنیا پر کے مشہور معروف دیو یا جوج ماجوج ہیں۔ ان کا گلڈ ہال سے ایک ایسا خاص تعلق ہے کہ اس پر کچھ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

اگلے زمانہ میں لارڈ میئر کی نمائش کے دن ایکو بار ملا یا جاتا تھا کہتے ہیں۔ کہ بیت اسلئے بنائے گئے تھے

کہ زمانہ قدیم کے **یا جوج ماجوج** اور کارمینس و حذر و حذر کی یادگار قائم رہیں جو اس حبشیہ (انگلستان) پر قدیم باشندوں کی جنگ کیا کرتے تھے ایک عرصہ بعد ان دولٹانیوں میں سے ایک کا نام ہو گیا

تو دوسرے کے نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (تاکہ دونوں کی یادگار قائم رہے) پہر یہی روایتا تعین کیا گیا۔

ہے کہ ہمارے شہر لنڈن کی بنیاد ہی حملہ دریا جوج ماجوج نے ٹالی تھی اور اول ہی اول اس کا نام (سحر) **عسے** (یعنی نیا ٹرائے رکھا یہ شہر سن عیسوی سے ایک ہزار سال پیشتر انگلستان بڑا مشہور شہر ہوتا تھا

دونوں بت جو گلڈ ہال کے ولانڈے میں رکھے ہیں۔ ہر ایک ۱۴ فٹ بلند ہے یا جوج ماجوج میں پہلو کو ہے۔ اسکے ماتہ ایک لمبا عصا ہے جس کے ساتھ زنجیر سے ایک گولا لٹکا ہوا ہے۔ وہ گولا میں سے

پڑے ہے۔ ایک اوزار تھا۔ جسکو تاریخ زمانہ وسطی میں صبح کا تار بولتے تھے۔ علامہ انیس یا جوج کی پشت پر ایک کمان اور ترکش ہے۔ جو تیروں سے پڑے ہے۔

دائیں طرف دوسرا بت ماجوج کا ہے۔ جو ڈھال اور برچی سے مسلح ہے اس نے ایسا لباس پہنا ہوا ہے جو رومیوں کی مذہبی سوسائٹی کے لوگ پہنا کرتے تھے جنکے زمانہ میں بیت بنائی گئے دیکھو **۶۶-۶۷-۶۸**

رسالہ کا ٹیڈ ٹوڈی گلڈ ہال لنڈن۔ ایک کتاب مصنف ٹامس بارہم ملبورن **۱۸۵۸** میں لکھا ہے کہ موجودہ بتوں سے پہلے انہی جگہ دو اور دیوتے تھے۔ جو وصلی اور ٹہنیوں اور چھڑائیوں سے بنے ہوئے تھے۔

اور وہ لارڈ میئر کے دن نمائش کیلئے باہر لائے جاتے تھے۔ لیکن جب بسبب عید زمانہ کے بوسیدہ ہو گئے تو انکے قائم مقام موجودہ عظیم الشان ٹھوس بت تراش کر بنائے گئے وہ شخص جس نے ان کو بنایا تھا اس کا نام

چین کی دیوار بہت مشہور ہے حاجت ذکر نہیں اور اسکو ہم کسی صورت میں سد ذوالقرنین تسلیم نہیں کر سکتے اسلئے کہ قرآن کا طرز ہے کہ اہل کتاب کے جھگڑ و نہیں ایسے امور کو بیان کرتا جو غالباً اہل کتاب کی کتابوں میں ہوں۔ اور اہل کتاب کی کتاب دانیال میں ہمیں ذوالقرنین کا حال صاف صاف ملتا ہے کسی عینی بادشاہ کا نام ذوالقرنین کتب سابقہ اور اسلامی روایات و لغت سے ثابت نہیں۔ یورال کی گھاٹیوں میں بھی ایسی دیواروں کی پتھر عرب کے بڑے بڑے جغرافیوں سے ملتا ہے۔

(۱) مراصدیاقوت جموی۔ مطبوعہ فرانس (۲) مسالک الممالک المسماة بالاسواق ابتداء من الاصطخری الکرخی لمحمد بن یزید (۳) تقویم البلدان سلطان عبداللہ بن یحییٰ بن یسیر (۴) نزہۃ المشتاق لادریسی (۵) آثار الباقیہ یا محمدیہ فی مطبوعہ جرمن (۶) مقدمہ ابن خلدون۔ طبع مصر۔

(۷) المسالک والممالک۔ ابن حوقل طبع لندن یہ میرے پاس بحمد اللہ ہیں انہیں یہی یا جورج یا جورج کا ذکر ہے۔ کتاب البلدان کے صفحہ ۳-۵-۹۵-۱۰۳-۱۹۳-۱۹۸-۳۰۱ اور مسالک الممالک ۷۶-۷۷ بلکہ ستیاقر صفحہ ۱۹۲ سلسلہ نمبر ۶ فقرہ ۳۴ میں شہر نہاہ کے بارہ میں یہی حکم ہے۔ کہ شہر کے چاروں طرف شہر نہاہ رکھنا چاہئے۔

اسی قاعدہ کے موافق اس بادشاہ نے آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان جیسا بیضادی وغیرہ مختصروں نے لکھا ہے دیوار بنائی بلکہ اور اور دیواریں بھی ان بادشاہان میدو فارس نے بنائیں اور ایسی دیوار کوئی نہ تعب اور انکار کا موجب ہو سکتی ہے جبکہ تمہارا منہ سیاہ کرنے کو سینکڑوں کوس کی لمبی دیواریں میں اب بھی موجود ہے بلکہ ہم نے ایک دیوار کا ٹٹے دار جہازیوں کی سینکڑوں کوس تک ہندوستان میں صرف سانہمر کی حفاظت کے لئے دیکھی ہے۔ اب تاؤ ایسی صاف اور واقعی بات کیا اعتراض کا محل ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر ۱۷ آسمان بغیر سٹون کے ہیں۔ یہ خلق السموات بغیر عمدتہ و نہا پر اعتراض کیا ہے اور کب سے آواز پیدا کئے گئے ہیں۔ جب شیطان چپ چاپ بات سننا چاہے تو ان کو تالیے توڑ کر مارتے ہیں یہ آیات ہیں جن پر اعتراض کیا ہے ان آیات کو ہم آگے لکھیں گے۔

الجواب آیت سوال نمبر ۱ کا تو یہ منشا ہے کہ تمام بلندیاں کسی ایسے پہاڑ سے قائم نہیں جن کو ہم دیکھ پیدا کیا اس نے تمام آسمانوں کو بغیر کسی ایسے ستونوں کے کہ جو ہم دیکھو اور ان کو۔ پس یہ کسی صاف صداقت ہے جس کے خلاف کوئی عقلمند چن و چرا نہیں کر سکتا۔ نادان انسان کیا تو نے ان اکروں کے باہر کسی تون

کو دیکھا ہے جو اعتراض کرتا ہے تھا کہ مذہب میں بیشور کو محیط کل مانا ہے۔ جب وہ ان کساوفں کو محیط ہوا تو کیا وہ سنوں تم دیکھ سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں **مثنوی** اس کا نام آتا ہے جس کے معنی محیط کے میں پس اس صداقت پر کیا اعتراض ہو پھر اس کا نام پرش ہو جس کے معنی محیط کے ہیں۔ دیکھو ستیارتھ پر کاش صفحہ ۱۰۷ دوسرے اور تیسری نمبر کے جواب دینے سے پہلے مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے صاف اور بدیہی امور کو بیان کر دوں جس کے مخطوطہ کہنے سے آیات نمبر ۲۔ اور ۳ کے فہم میں بہت سہولت ہو کیونکہ اس سوال پر بآجل بہت زور دیا جاتا ہے اور عام کالجوں کے لڑکے اور دہاں سے نکل کر بڑی عہدوں پر ممتاز افسان کے ہم صحبت ایسی باتوں پر بہت مسخر کرتے ہیں۔ پس چند امور بدیہی کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا۔

اہل۔ مناظر قدرت کو دیکھنے والے مختلف الاستعداد لوگ ہوا کرتے ہیں مثلاً دوسرے کی آنکھوں کو ایک بچہ بھی دیکھتا ہے۔ جو مصنوعی اور اصلی آنکھ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ پھر ایک عقلمند بھی دیکھتا ہے گو وہ عقلی اور مصنوعی میں فرق کر لیتا ہے مگر آنکھ کے امراض سے واقف نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی خوبوں اور نقصانوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ پھر شاعر دیکھتا ہے۔ جو اسکی حسن و قبح پر سینکڑوں شعر لکھ دیتا ہے پھر طبیب ڈاکٹر دیکھتا ہے جو اسکی بناوٹ اور امراض پر صد ہا دوق لکھ دیتا ہے پھر موجدین دیکھتے ہیں۔ جیسے فوٹو گرافی کے موجد نے دیکھا اور دیکھ کر فوٹو گرافی جیسی مفید ایجادیں کیں پھر مگر وہ بھائی دیکھتی ہیں۔ جنہوں نے عجیب در عجیب ٹیلس کو پ وغیرہ ایجاد کئے۔ پھر ان سے بالاتر مونی دیکھتا ہے اور اس سے بھی اوپر انبیاء و ورسل دیکھتے ہیں اور ان سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کریم دیکھتا ہے۔ غرض اسی طرح ہزاروں ہزار نظارہ ہائے قدرت میں اور ان کے دیکھنے والے الگ الگ قسمی نکالتے ہیں۔

اب ہم شبابِ مجاہدوں کے متعلق لکھتے ہیں۔ شباب وہ چیز ہے جس میں انگریزی میں میٹرز کہتے ہیں۔ تو بچہ عامی۔ شاعر مجاہد سب کی ان دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ شہب گاہے گاہے نظر آتے ہیں۔ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اب یہ بات کہ کیوں گرتے ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے ہی خود کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کیوں گرتے ہیں، و نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو اور بے حکمت نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میٹرز کے متعلق حاسن کے بیفائدہ نظارہ کو چھوڑ کر پہلے حکماء کا نظارہ بیان کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میٹرز آسمان میں سے گرہ جوائیں میں داخل ہو کر روشن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہر روز ۲۰ ملین ہوا میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹے اور عام اور فنانہ ہیں۔ رات کے پچھلے حصہ میں پہلے کی نسبت تین گنے زیادہ ہوتے ہیں۔ میٹرز کی فرج دوسرے کے ساتھ آتی ہے۔ یہ وہ صدی میں تین بار ہوتا ہے عموماً نومبر کے مہینہ میں اور بڑے دور سے مفصل ذیل میں۔

اور شہابوں کے باری ان میں لکھا ہے دیکھو ایوب ۳۸ باب ۳۶۔ ایت میں ہے یا کس نے شہابوں کو فہید
عطا کی؟ اس سے آنا پتہ لگتا ہے کہ شہابوں کو بھی فہید ہے پرانگے بیان نہیں کیا کہ کیا فہید ہے اور
اس فہید سے کیا کام لیتی ہیں۔ اور جلد ۱۴ میں ہے وہ اپنے فرشتوں کو رو عین بناتا ہے اور اپنے
خدمت گزاروں کو آگ کا شعلہ۔

اب تک ہم نے یہ باتیں بیان کی ہیں کہ فی ہارز الکلیات، شہاب ثاقب اور شعلہ ملے نارا آسمان سے
 گر گئے نظر آتے ہیں۔ اور کتب بیود اور سچوں نے بھی نہیں بتایا۔ کہ کیوں گرتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے
 کہ فعل الہی ہے۔ اس لئے لغوی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ عادت اللہ کے موافق اسمیں بڑی حکمتیں ہیں۔
 اب تیسرا مرحلہ اس مضمون میں سمجھ مابین کرنا ہے یہ جو کہ الہامی مذاہب قائل ہیں کہ دیوتا۔ ملک اور فشتہ
 موجود ہیں۔ اور ان کا ماننا ضروری ہے کیونکہ الہی کلام میں ان کا ذکر ہوا شیاطین اور جن بھی ہوتے ہیں
 اور ان کی مخالفت کرنا ضروری ہے یہی الہامی مذہب اسلام کا معتقد ہوں اور اسکی پاک کتاب میں پائا ہوں۔
 ۱۱ مَنْ الرَّمْلُ يَمَّا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَ
 الْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ أَمَّنْ بِاللَّهِ وَعَلَيْكَ بِهِ تَبَرُّهُ
 اور مومن بھی سب کے سب ایمان لایا اسے جو اُتار گیا اسکی طرف سے کہ سب
 اسلئے میں ظالموں سے ڈرتا ہوں۔ برہمنوں اور آریہ سماجیوں کے لئے ایک دلیل وجود ملائکہ پرورد
 انہر ایمان لانے کی ضرورت کی وجہ بیان کرتا ہوں شاید کوئی رشتہ اور سعادت مند اس پر توجہ کرے۔

سب سے پہلے میرے نزدیک ہزاروں ہزار انبیاء اور رسول جو راستبازی میں قرب النبل تھے۔ اور ان کے غلص
اتباع کا اعتقاد اس باری میں کہ ملائکہ اور شیاطین ہیں بہت بڑی دلیل ہے مگر ایک دلیل مجھے بہت
پسند آئی ہے۔ جسے میں پیش کرتا ہوں اور دلیری سے پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ میری بار بار کو تجارت میں آتی
اور وہ یہ ہی تمام عقائد میں یہ اس مسلم کی کہ اس زمین کا کوئی واقعہ بدو کی کسی سبب کے ظہور پر نہیں ہوتا بلکہ مظلوم
کرام اور حکماء کو عظام اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی امر حقیقت میں بالحق قائم نہیں ہوا کرتا تاہم امور عقل اور حکم شریعت
ہوتے ہیں انہیں پوچھتا ہوں کہ تمہاری میں میں بھی پڑھو نیکی کا خیال بدو کی کسی حرکت کو کیوں اٹھاتا ہے بلکہ بعض
وقت ایسا ہوتا ہے کہ اور گرد و کار بدلوں کے متحرک ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ بدی کے
عین ارتکاب و ابتلا میں ان کو نیکی کی تحریک اور رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی بتائے کہ اس تحریک
نیکی اور رغبت پسندیدہ کا وقوع کیوں ہوا۔ آیا بلا سبب اور اتفاق طور پر؟ یہ تو باطل ہے کیونکہ تجارتی اسکو
باطل ٹھہرا یا ہی اس کو اس کا انجیل کا محرک ضروری اسی نیکی کے محرک کہ اسلامی کتب اور ضریعت میں ملک کہتے ہیں۔
اندان کے اس تعلق و تحریک کو کہتا **الملک** کہا گیا ہے وہ ملک لطیف اور پاک روحیں ہیں۔

جنہیں قلوب الشبانی سے تعلق ہوتا ہے۔ اور ہر وقت قلوب کی تحریک میں لگے رہتے ہیں اور انکے مد مقابل اور انکی تحریک کے مخالف شیاطین اور ابلیسوں کی روحیں ہیں۔ جو بدی اور بدکاری کی محرک ہیں ان کے اس تعلق کا نام **لمتہ الشیطان** ہے۔

ایمٹ بالملائیکہ کے معنی اور اس کا فائدہ

شریعت اسلام میں حکم ہے کہ فرشتوں پر ایمان لاؤ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کو نیکی کی تحریک کریں تو مٹا دو سیوقت اس نیکی کو کہ تو کو اس نیکی کے محرک کا تعلق تم سے بڑے اور وہ زیادہ نیکی کی تحریک دی۔ بلکہ اسکی جماعت کے اور ملائکہ ہی تمہارے اندر نیکی کی تحریکیں کریں اور اگر اس تحریک کو نمائوں گے۔ تو اس ملک نیکی کے محرک کو تم سے نفرت ہو جائیگی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ملائکہ سے تعلق بڑاؤ تو کہ نیکی کی تحریک بڑے اور آخر وہ تمہارے دوست بن جائیں قرآن کریم میں اس نکتہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْتَوْا
تَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَنْ لَا تَخْلُوا وَلَا
تَحْنُوا وَأَنْبِشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ
نَحْنُ أَوْلَىٰ بِهَا كُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ
وَأَنَّهُ إِلَهُ يَخْشَوْنَ (پہ افحال)

(اور فرمایا ہے)

اور یقین جافو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان رک
ہو جاتا ہے اور اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے۔

اور ان ملائکہ کے مقابل یا ضد ظلمت و ہلاکت دوری اور عدم کے فرزند شیاطین اور ارواح خبیثہ ہیں انکے تعلقات سے ان کی جماعت دوست بنتی ہے آخر اللہ تعالیٰ پہ فرشتوں ملائکہ۔ دینا۔ اس میں۔ ارواح خبیثہ اسر شیاطین کے تعلقات سے ان مظاہر قدرت سے تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہر آخر کار اچھے لوگوں کو اور اچھے لوگوں سے پیوستگی ہو جاتی ہے اور بُروں کو اور بُروں سے بلکہ یہ تعلقات اس قدر ترقی پذیر ہوتے ہیں کہ ذرات عالم میں اچھے ذرات کا اچھوں سے تعلق ہوتا ہے اور بُری موزی و کم دایک ذرات کا بُروں سے کی کوئی شخص تاریخی مشاہدات اور تجارب محیو سے ہمیں بتا سکتا ہے کہ آتشک اور غاص سوزاک حذام اور گھنہ و اور گندہ و گندی امراض اور جانگدازنا کاسیاں ناموسوں و سرخوں اور انکے پاک مانشیو و نکولوا حق ہوتی ہیں یا اعلیٰ کے مخالفوں کو قرآن کریم کیسے زور سے دعویٰ فرماتا ہے کہ مقبولان و مقبولان اہل کی کے یہ بچے

نشان ہیں اسی واسطے کوئی صحابی حضرت خاتم النبیین پرہیز نہیں ہوا۔

أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (دہل - مجادلہ)

وَاللَّهُ الْعَزِيزُ الرَّؤُوفُ وَالْمُؤْمِنِينَ
وَالَّذِينَ لَا يَفْلَحُونَ (دہل - منافقون)

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي
أَحْيَاؤِهِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ -
(دہل - مومن)

اس جنگ اور اعلیاء اللہ کی کامیابی کے متعلق جسے دیو۔ امر سرسنگم کہتے ہیں ہم نے اس سال میں بہت جگہ
مذکور کیا ہے جو تھا امر قابل بیان یہ ہے کہ وسائل و وسائل کو تمام دنیا کے مذاسب ضروری تسلیم کرتے
ہیں کہ مومن جاہل و عالم بت پرست و خدا پرست۔ سوسطائی دہریہ خباب الہی کا معتقد غرض سب کے
سب وسائل و وسائل و وسائل ماننے ہیں کہ جو ہو کہ کی وقت کہنا۔ پیاس کے وقت چٹنا۔ سردی کے
وقت کوئی دھانی یا گرمی حاصل کر نہ کیا ذریعہ اختیار نہیں کرتا۔ یہ مقام مطلوب پر جلدی پہنچنے کیلئے میل
ٹرین یا اسٹیمر کو پسند نہیں کرتا اگر مومن صرف حضرت حق سبحانہ کی مخلصانہ عبادت کرتا اور شرک اور بدعت اور
ابواسے پر ہیز کرتا ہے تو غرض اسکی اسے ذریعہ قرب الہی بنانا ہوتا ہے ادب بت پرست اگر چہ حاکم سے
بت پرست ہو مگر کہتا وہ بھی یہی ہے کہ مَا نَعْبُدُكُمْ إِلَّا لِتُعْبَدَ بِنَا إِلَى اللَّهِ زُلْفًا (پتہ - زم) ہم تو انکو
خدا کے قرب کا ذریعہ سمجھ کر پوجتے ہیں۔ اگرچہ یہ انکا کہنا اور اس کا عمل رادہ غلط ہی ہے۔

پہر ہم دیکھتے ہیں کہ اسباب صحیح ہی ہوتے ہیں۔ اور ایسے اسباب بھی ہیں جن کا ہمارا مومن کا کام ہے
اور ایسے بھی جن کا ہمارا عام قافلہ مندوں اور داناؤں کا حصہ ہی۔ اور ایسے بھی جن کو سب ماننا
باعث شرک ہے۔ اور ایسی بھی ہیں۔ جنکو سب خیال کرنا جہالت اور دہم اور حماقت ہے۔ **تعبیر انگریزی**
ہے کہ بہت سے فلاسفر سائنسدان۔ اور حکما عقل مادیہ اور اسباب مادیہ پر بحث کرتے کرتے ہزار ہا عجیب
عجیب اور ذہنی امور میں راحت بخش نتائج پر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر دعائی ثمرات پر ہنسی ٹٹھو کر جاتے ہیں۔
دجنوب شمال کو قطب اور قطب نما کی تحقیق میں باور اس پر مشرق و مغرب کو چپان مارا ہے اور سوج اور پچام
کی کرفوں سے اور روشنیوں سے بشمار رزق کوٹے ہیں۔ لیکن اگر کسی کو انہیں نظاموں سے ہستی باری
پر بحث کرنا دیکھ لیں تو اس کے لئے نہ ہی جنون اور اسکو مجنون قرار دیتے ہیں کیسا بنطیسہ نظامہ ہے۔

جس کو ایک اسلام کا حکیم نظم کرتا ہے سے استقامت کا عجبی جبری اند + ادلیا د کا ر دنیا جبری اند
 علم ہند سے جس کی بنا پر آج انجینئرنگ اور اسٹراٹوجی معراج پر پہنچ گئی ہے سوچ لو کیسے فرضی امور سطح
 ستوی اور نقطہ سے جس کو سیاہی سے بناتے ہیں۔ اولیٰ کے خط سے شروع ہوتا ہے۔ خط استوی۔ جدی
 سرطان افق نصف النہار وغیرہ سب فرضی باتیں ہیں۔ مگر اس فرض سے کیسے حقائق مادیات تک پہنچاؤ ہیں لیکن
 اگر ان بنفصیوں کو کہیں کہ مومن بالغیب ہو کر دعاؤں اور نیویں کی راہوں پر چل کر دیکھو تو کیا ملتا ہے۔ تو
 ہنس کر کہتے ہیں۔ کیا آپ ہمیں وحشی بنانا چاہتے ہیں۔ مینز بار با ان (مادیوں) کو کہا ہے تندرست آنکھ
 بدون اس خارجی روشنی اور تندرست کان بدون اس روشنی کے اور تندرست کان بدون خارجی ہو کر
 اور ہمارا نطفہ بدون ہم سے خارج رحم کے بہت دور کی اشیاء بدون ٹلس کوپ کے باریک و باریک اشیاء
 بدون مائکروس کوپ کے مقدار ملاز ملکوں کے دوستوں کی آوازیں بدون فونو گراف کے اور انکی شکلیں بدون
 فوٹو گرافی کے نہیں دکھائی دیتیں۔

اب جبکہ تم ان وسائل کے قائل ہو اور اضطراباً قائل ہونا پڑتا ہو۔ تو روحانی امور میں کیوں وسائل
 کے منکر ہو خدا تعالیٰ کی ہستی کو مان کر ہی تم ملک اور شیطین کے وجود پر کیوں ہنسی کرتے ہو افسوس اس کا
 معقول جواب آج تک کسی نے نہیں دیا۔ ناظرین جس طرح سچے وسائل ہمارے مشاہدات میں ہیں اسی طرح
 سچے وسائل مشرفات میں بھی ہیں۔ جس طرح مشاہدات میں الہی ذات وراء الورا ہے اور ضرور ہر سیطرے
 الہی ذات روحانیت میں ہی وراء الورا ہے۔ اگر روحانیت میں بھی بعض وسائل غلط اور ہم ہیں۔ تو
 مشاہدات ہی اس غلطی اور وہم سے کب خالی ہیں۔

فرشتے آسمان اور آسمانی اجرام اور ان کے احوال کے لئے بطور رجحان کے ہیں۔ شیطین بھی کہتے
 ظلمت اور جناب الہی سے دوری اور دکھوں کے پیدا کرنے کے لئے بہتر کہ ایم کے شہیم جنم کے لئے ہے۔

خلاصہ امور چہارگانہ مذکور (۱) مظاہر قدرت کے دیکھنے والے اعلیٰ ہی ہوتے ہیں اور ادنیٰ
 بھی ادنیٰ کو اعلیٰ کی رویت۔ رویت کا انکار مناسب نہیں (۲) الکلیات۔ مٹی اور شعلہ ایک عظیم الشان کل رکھتا
 ہے اور اس میں اس قدر مواد ہوتا ہے کہ کیا وہ صرف اس لئے گرتے ہیں۔ کہ چند عجائب خانوں میں پڑے ہیں
 اور خدا کا یہ عظیم الشان فعل لغو ہے؟ نہیں ہرگز نہیں (۳) فرشتے ملک سر شیطین۔ اہرن اسر ہیں۔
 اور انکا کام عداوت کا رشتہ ہے انکی جنگ نور و ظلمت بلکہ عدم وجود کے جنگ ہے۔

(۴) اگر وسائل غلط اور بُرے ہیں تو وسائل صحیحہ اور عمدہ بھی ہیں اب ہم آیات کا ترجمہ لکھتے ہیں جنہیں اس
 جنگ کا تذکرہ ہے اور پوچھتے ہیں انصاف سے بتاؤ۔ کہ آریو کیا تمہارا کام تھا۔ کہ تم انکار کرتے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا
لِلنَّاطِرِينَ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ
رَاجِحٍ إِلَّا مَنْ أَسْرَفَ السَّمْعَ فَاتَّبَعَهُ
شَهَابٌ مُبِينٌ (پہلے حجر ع)

(۲)

إِنَّا ذَرَيْنَا السَّمَاءَ الذُّنُوبَ بِزِينَةِ الْكَوَكِبِ
وَحَفِظْنَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَارِدٍ
لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَأِ إِلَّا عَلَى يَقْدُونٍ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُخُونًا وَلَهُمْ عَذَابٌ
وَاصِبٌ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ -

(پہلے صافات)

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَ
جَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَأَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (پہلے تبارک)
۴- إِنَّا كُنَّا نَقْبُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ
فَمَنْ يَسْمَعِ إِلَّا أَنْ يَحْذُلَهُ شَهَابًا مَرَصَدًا
(پہلے جن)

ضرور چمکنے ہی بنائے آسمان میں روشن اجسام اور
خوبصورت بنایا، انہیں دیکھنے والوں کے لئے اور محفوظ
رکھا جنے انہیں ہر ایک خدا سے دور یا ہلاک شونده تک
باز یا مردور سے ہاں اگر کوئی چمک سنا چاہی تو اس کے
چمچے لگتے ہیں۔ شہاب ثاقب۔ میٹھی ارز۔ الککبات۔

ہم ہی نے خوشنما بنایا اس دورے آسمان کو کواکب
کی زینت سے اور محفوظ کر دیا جنے اسے ہر ایک خدا سے
دور یا ہلاک ہونے والے منکر ضدی سے ملا و اعلیٰ کی
باتیں نہیں سن سکتے اور ہر جانب کی دیکھنے والے میں ہر کار
جاتے اور ان کے لئے دائمی دُکھ دینے والا عذاب ہے
ہاں اگر کوئی جہنمی مارے تو اس کے چمچے لگتے ہیں شہاب
ثاقب۔ میٹھی ارز۔ الککبات۔

ہم ہی نے زمین کیا اس دورے آسمان کو روشن
جراغوں سے اور کر دیا ہمیں انہیں مارشیا طین کیلئے اور تیار
کر دیا جہنم کیلئے عذاب کا عذاب۔

تعمیق ہم بیٹھے تہہ بیٹھنے کی جگہوں میں سننے کے
لئے پس اب اگر کوئی بات سنا چاہی تو اپنے لئے
شہاب آسٹار میں۔

تم ہندویں اور عام یورپ والوں سے تو طائف کے عرب نمبر دار ہی اچھے نکلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم
کے عہد ثلاثہ سعادت ہمدیں مٹی اندر غیر معمولی بکثرت نظر آئے۔ تو عام طور پر لوگوں نے خیال کیا کہ
آسمان تباہ ہو چلا۔ اسلئے لگے اپنے مولیوں کو نوح کرنے تب ان کے نمبر دار عبداییل نے کہا کہ اگر وہ
ستارے نظر آتے ہیں جن سے تم لوگ راہ نمائی حاصل کرتے ہو تو جہان خراب نہیں ہوگا۔ یہ ابن ابی کربشہ
دہلے نبی کریم کی طرف اشارہ کرتا ہے) کے ظہور کا نشان ہے۔

ابن کثیر میں کہ۔ انا لمنسا السماء کو نیچے ہی ابن جریر کہتا ہے اس آیت کو نیچے کہ آسمان کی حفاظت
دو باتوں کے وقت ہوئی ہے یا عذاب کی وقت جب اللہ الہی ہو کر زمین پر اچانک عذاب اُجڑے۔ یا کسی

مصلح راہ نمائی کے وقت اور یہی معنی ہیں اس آیت شریفہ کے ۔

أَتَاكَ لَا تَذَرْنِي أَمْرًا أَمْرًا
أَلَا تَرْضَىٰ أَحَدًا وَلَا يَهْدِيكَ بَهْمًا وَلَا يَهْدِيكَ
(پک جی)

یعنی تاروں کے گرنیکو دیکھ کر وہ لوگ کہیں لگی کہ ہم
نہیں سمجھ سکتے کہ آیا زمین والوں کے لئے تباہی
کا ارادہ کیا گیا ہے یا انکو رنجے نہیں کوئی فائدہ پہنچا رہا

خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ مصلح کے تولد نہ ہو اور اسکی فتوح دی پر حزب الرحمن اور حزب الشیطان کی جنگ ہو اور
ہوتی ہے پر زمین پر یہ کریمہ فالمد بركات امرا (پک نازعات) اور فالقضية مات امرا (پک ذاریات)
اور یہ ان کل نفس لهما علیہا حافظ (پک طلاق) کے نیچے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے مفصل
لکھا ہے کہ فرشتے جمع پراثر ڈالتے ہیں۔ اور ان سے ایک افرہ اور دیگر شیار پر پڑتا ہو اور ملائم
کا اثر شہب میں بھی نمود کرتا ہو +

۲۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء میں ۲۷۔ اور ۲۸ نومبر کی درمیانی رات میں غیر معمولی کثرت سے شہب گرے تو اسوقت
ہمارے امام ہمام علیہ السلام کو اس نظارہ پر یہ وحی بکثرت ہوئی دیکھو ۲۳ صفر ماہین احمدیہ ۔

یا احمد باسراء اللہ فیک ۔ حارمیت اذرمیت ولكن اللہ سہے
اور ایک بعد دم دار ذوالنین نظر آیا اور ۲۸ء کی رومی شہب غیر معمولی تھی۔ والحمد للہ رب العالمین
پس یہ اور کل کو اکب زینت سما مال دنیا ہیں اور وہ حالی عجائبات کی علامات ہیں اور نیران سوراہ نامی حال
ہوتی ہے یہی تین فائدہ بخاری صاحب نے اپنی صحیح میں بیان فرمائے ہیں۔ اب اس سوال کا جواب ختم کرتے
ہیں۔ مگر قبل اسکے کہ ختم کریں آیت ذیل کا بیان بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مَا تَزَلْتُ بِهِ الشَّيَاطِينَ وَمَا يَنْبَغِي
لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ أَنَّهُمْ عَنِ
الْتَمِيعِ لَمَعُزُولُونَ (پک ۔ شعرا)
تَزُولُ عَلَىٰ كُلِّ أَثَرٍ إِشِيمُ
(پک ۔ شعرا)

اللہ کی دور ہلاک ہونی والی نصیحت روح کے ذریعہ یہ
کلام الہی نازل نہیں ہوا اور نہ یہ حال بھی نہیں اور اسکا کلام
لانیکے لئے وہ طاقت ہی نہیں کہتے بے ریا کیا کلام خود
سودہ الگ کئی کئی ہیں کیونکہ کام شیطانی کا مومن قرآن مجید
میں استعمال ہے پہلا شیطان اپنی پاؤں پر آپ کلمہ پڑھی

ماتا ہے شیاطین تو ہر ایک کذاب۔ مغتری۔ بہتانی بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۸
ایک شخص کی پڑی۔ عرب میں تو یہ قانون چل گیا مگر قطب شاہی و جنوبی میں کیا کیا جاوے گا۔
اجواب ۔ انسان چرند پرند نہیں ان پر اعلان کے کا مومن انسان کے کام چلتے ہیں وہ تو دیدہ ہی

نہیں پڑتے کیا انسان ہی نہ پڑیں۔ مگر یہ بتاؤ کہ گوید آدمی بہاؤش بہو رکھا کے لکھنے والا آسمانی عقل نہیں رکھتا تھا۔ جس قدر تمہاری عقل ہے۔ گو وہ گریجویٹ بی۔ اے نہ تھا کہ وہ ۱۸۶۷ میں لکھتا ہے جو شخص اتنی رات تربت کو پیرایہ میں مینیہ بلیک کا جزو ہے پورا کر کے انسان کرتا ہو اسے تیرتھ کہتے ہیں سوم بلیک کے موقع پر آدمی رات کے قریب بلیک سے فارغ ہو کر دودھ وغیرہ پینے کو کہتے ہیں۔ یہ آدمی رات کو دودھ وغیرہ پینا کیسا ہے۔ قطب شمالی پر وہی کیا جاویگا۔ جواب تک کیا جاتا ہے۔ اور قرآن نے ہموکتا کیا کیا تھو نہیں پڑا یا گیا کہ دعوت سندھیا کو تین وقت نہیں سندھیا کے لئے رات اور دن کا باہمی ملنا یہ مقرر وقت ہے اسلئے دن اور رات کے ملاپ میں یعنی طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پر میشور کا دھیان اور آگنی ہوتر ضرور کرنا چاہئے جو شخص سیدوں کا صبح و شام کے وقت نہ کرے اس کو پہلے لوگ سب درجن کے کاموں کا ہر نکال دیں یعنی اس کو شہر کی مانند سمجھیں۔ سوال تین وقت سندھیا کیوں نہیں کرتے۔ جواب تین وقت میں سندھی اتصال نہیں ہوتی روشنی اور تاریکی کا ملاپ بھی شام اور صبح وہی وقت ہوتا ہے۔ سہاس نمبر نمبر ۹ صفحہ ۱۲۷۔ پس عبادت کے وہی وقت ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ گرین لینڈ میں یہ قاعدہ دیکھ کس طرح عمل چلتا ہے اور کیونکر کیا ایک باریں لاسو گیا تو وہاں کئی ایک نوجوان میرے پاس آئے اور یہی گرین لینڈ کا سوال پیش کیا۔ اور قریب تھا۔ کہ وہ کہہ دی کہ صاحب امام کو اس ملک کی سبھی تہی میں نے اس کو کہا کہ چور کا لٹہ کاٹا قرآنی حکم اور اسلام کا عملد آدہ تھا اور لٹہ کٹی چور مسلمان بھی ہو جاتے اور بچتے تھے۔ نمازیں بھی پڑھتے تھے اور قرآن حکیم میں وضو اور تیمم کی وقت دونوں ہاتھ نہکا دھونا یا مسح کرنا ضروری تھا۔ پر چور لٹہ لٹہ کران لٹہ کا سا لکھیں چوڑو یا گیا۔ بات یہ کہ عقلمند انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقلمند بنایا ہے۔ کیا مناسب نہیں انسان کہیں عقل کی بھی کام لے جہاں لٹہ ہی نہیں ان کا دھونا کیسا اور جہاں ماہ رمضان نہیں وہاں رمضان کو روزہ کیا یعنی اور یہی بہت قسم کے جواب ہیں۔ مگر تھائے ملاق کے لئے ایک ماہ پر ہمیں چلنا ہے اور چونکہ تم مذہبی آدمی کہلاتے ہو تمہیں اسی رنگ کا جواب دینا ضروری معلوم تھا۔ اگر سائنسدان اس طرح کا اعتراض کرتا تو اس کے مناسب حال کے جواب کو حاضر ہیں ہمیں اسلام کو مذہب الہامیہ۔ سوفسطائیہ۔ دھرمیہ۔ اور سائنس دان سب کے سامنے کیا ہی ہو کر نیکے اور کامیاب ہوئے اور ہو گئے۔ دیانند نے تو دھرم اور نصف اللیل کی سندھیا سے انکار کر دیا ہے کہ وہ وقت لیل و نہار کے ملنے کا نہیں تو گرین لینڈ میں بتاؤ۔ سندھیا کیونکر کی جائے مگر دیکھتے جواب دینا ہمارے جواب کی نہ چڑنا انصاف شرط ہے اگر طلب حق کی پیاس ہو۔ کیا روزہ یا مسلمان فاتح نہیں ہوئے اور کیا دوسرے دار کو لٹوں۔ ہندوؤں آریہ سے کمزور ہیں۔ کیا روزہ یا آریہ ورت کے فاتح نہیں ہوئے۔ روزہ یا دی

کا مسرہ ہے کہ سلیم الفطرت پیاس کے وقت گہری دودھ - بالائی - برف رکھتا ہو کوئی ادھو دکنے والا نہیں۔
 پہلے کہ وقت گہری اندھے مرغیاں بلاؤ موجود ادھو کوئی دکنے والا نہیں قوت شہزادہ موجود گہری پسرا دلربا
 موجود پھل کے نزدیک نہیں جاتا صرف الہی حکم کی پابندی سے دھڑکتا ہے اس مشق سے وہ حرام کاری حرام
 خوری سے کس قدر بچے گا۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ سادھی کا جس نفس چرند پرند کرتے ہیں ادھو کاربن کارو کن مفید ہو سکتا
 ہے؟ پرانا نام میں آریہ سانس بند کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۴۔ خدا نے زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور خدا کو تھکان نہ ہوئی۔ ہاتھ سے بنانے
 کی کیا ضرورت تھی۔ کن سے بنانا وغیرہ وغیرہ۔

الجواب۔ کیا اللہ تعالیٰ کے حضور تھکے مشورہ کی بھی ضرورت ہی پر مہر احکم الحاکمین حضرت رب العالمین
 سر بشتیمان میں۔ القادر الصمد اور الغنی ہیں۔ پھر سرشتی کو میتقنی کیوں بنایا۔ پھر کیا ضرورت تھی کہ عورتوں سے
 صحبت ہو ان میں مرد کا لفظ پڑی اور لفظ لڑکا کا ایک ننگ سوراخ سے نکلے محنت و مشقت سے جو ان ہر روز سیدار
 اور گدانا کے بچے دکھ اٹھائیں اور غلہ پیدا ہو۔ زیر اعتراض یہ آیتیں ہیں۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَا هَآ بِأَيْدٍ وَلَا تَأْلُوهَا وَلَآ تَلْوُوهَا (پٹ فاریات) وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ (پٹ فاریات) کس قدر
 صاف اور صریح بات ہو مگر بظنرت کتہ چہن ہر ایک حسن کو بد صورتی ہی قرار دیتا ہے۔ اسمیں ایک لفظ یثیہ جس پر
 صفات اکہیہ و جال کو اعتراض کا موقع مل سکتا ہو اس لفظ اور صفات اکہیہ کی حقیقت ہم پہلے صفحہ ۱۶۸
 ۲۷ میں بیان کر چکے ہیں جن کو بیان کیا ہے کہ صفات اپنی موصوف کی حیثیت اور طرز پر واقع ہوتی ہیں
 مثلاً جیونٹی کا ہاتھ میرا ہاتھ شیر کا ہاتھ اور مثلاً اس وقت ہند کی حکومت لارڈ کرزن کے ہاتھ میں ہے۔ بیہودہ
 بکواس کرنا اپنا پشاپ کھدینا اور بدون علم و فہم کے اور بدول اس کے کہ ویدوں کا تہیں علم ہو ویدوں کی تہ
 میں گالی دینا جو ٹ بولنا تہا ہے ہاتھ میں ہے اور اس کے سوا تہا ہے ہاتھ میں کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے
 ہاتھ میں تمام جہان کا تصرف ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح ضروری ہے کہ جناب آپ کی شان کے مطابق اسکے ہاتھ
 انوار دارگوں نہیں مانتے تو سنو سام وید فصل دوم حصہ دو کا پر پہانک نمبر ۱۴۷ میں ہے اندر بطور
 اس دیوتا کے جس کا بازو قوی ہے ہلے لڑی اپنی ہاتھ سے بہت سی پردوش کر نیوالی لوٹ جمع کرتا و اندر کون ہے
 پھر اس کا دھانا ہاتھ کیا ہو اور اس کو لوٹ کر نیا یہ کیسے الفاظ ہیں کیا تمہی پر عیش کا نام سنہا ہو نہیں پڑا اگر نہیں
 پڑا تو جو وید کا پرش سکت دیکھو۔ پھر اور سنو یہاں کے معنی قوت کے ہیں۔ قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام
 کی نسبت ارشاد ہے۔ وَادَّخَرْنَا دَاوُدَ وَدَاوُدَ الْاَيُّدِ اِنَّهٗ اَقَابَ دَپَ ص) یعنی یاد کرو ہمارے بندے
 داؤد کو بہت مانتوں والا (بڑا طاقت ور) وہ جناب آپ کی طرٹ توجہ کر نیوالا ہے اور یہاں کے معنی نصرت

وغیرہ کے یہی میں راغب میں ہے۔ يَذَّالِلَهُ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ (پٹ فتح) ای نصرتہ و نعمتہ و قوتہ
 تیکے معنی ملک و تصرف کے یہی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ اَوْفَعُوا الَّذِي يَبْدِيهِ عُقْدَةَ الْكَبَاحِ بِبَيْتِ
 ان معنوں میں سے ہر ایک یہاں چپاں ہو سکتا ہو اور عام انسانی بول چال میں یہی لفظ کا لفظ ان سب معنوں پر
 بولا جاتا ہے بناؤ تو تمہاری سوجھ بوجھ کوئی معنی بھی ان معنوں سے آتے ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۸۸۔ زمین پر پہاڑ اسلئے رکھو کہ وہ آدمیوں کے بوجھ سے ہل نہ جاوے۔

الجواب قرآن کریم میں اس مضمون کی آیت تو کوئی نہیں البتہ یہ آیت ہے وَالْقِيَامِ فِي الْاَسْرَافِ رَاوَدَانِي اَنَّ
 تَمِيْدَ يَكْفُرُ وَانْتَهَا رَاوَدَ سُبُلًا لِّتَكْفُرُ فَهَتَدُ ذَنْ (پٹ نخل) اس آیت میں ان تَمِيْدَ کلمہ کا لفظ ہر جگہ معنی
 نہیں جاتے ہیں اور دوسری آیت اِیْسٰی مَعْمُوْنِ کِی ہر وَجَعَلْنَا نِيْمًا دَقَاسِیْ اَنْ تَمِيْدَ بِهِنَّ وَجَعَلْنَا فِیْہَا
 مُجَاجًا سُبُلًا لِّتَهْتَدُ فَهَتَدُ ذَنْ (پٹ انبیاء) دو نون تَمِيْدَ کا لفظ ہر جہات کو سبب ہو دشمنان
 اسلام کی سوجھ بوجھ میں نہیں آیا سنو۔ انت عرب میں ماد فی عید فی اطعمنی (مفردات القرآن للراغب) اور

مید کے معنی میں بنا دیکھو۔ ماد عید میدا و میدا نا تحرك (قاموس اللغة) ماد ماص ماصم دو دو اور قاموس
 والمائدة الدائرة من الاسراض (قاموس) ان معنوں کے لحاظ سے جہاد فی عید فی کے کوئے ہیں اس
 آیت کے یہ معنی ہوئے کہ کہی زمین میں پہاڑ اسلئے رکھنا دیں کہ یہاں اور یہ ظاہر بات ہو کہ پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ
 نے بنایا ہے کہ ان میں برقیں بگلیں جن میں جاری ہوں ندیاں نکلیں پھر ان کے سیل پر اس سطح چھیں ہر جگہ
 ہوتی ہے پانی جھٹے ہو کر کنوؤں میں آتا ہو پھر اس سے کہیت سرسبز ہوتے ہیں یہی ایک سلسلہ عبادہ رحمت
 کے سلسلے کے جو باران رحمت آبیہ سے ہے جگا ذکر اس کلمہ طیبہ میں ہے وَاتَّزَلَّ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
 فَاخْرَجَ مِنْهُ الشَّجَرَاتُ بِرَاوَدَ فَالْتَفَتُ (پٹ بقرہ) اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ

جنورین پر پہاڑ رکھے۔ کہ چکر کہاتے ہیں ساتھ تھا ہے یہ اگلی طاقت کا ذکر ہو کہ اس نے اتنے بڑی حکمت
 مضبوط پہاڑوں کو یہی زمین کیساتھ چکڑی رکھا ہے اور نظام ارضی میں کوئی خلل نہیں آتا اب کوئی انفعالت
 کرے کہ کن معالیٰ پر اعتراض کی جگہ ہے ہمنو تصدیق برابین احمدی کی جلد ۸ میں اس مضمون پر بیسویں کلام کیا
 تھا۔ اس مسودہ سے یہی یہاں مختصر کچھ نقل کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ کذب برابین احمدی کے اعتراض
 کا تیسرا حصہ یہ تھا۔ اہل اسلام کے نزدیک پہاڑ بمنزلہ میوؤں کے زمین پر بٹھوئے گئے یہ خام خیالی ہے۔
 الجواب خام خیالی کا دعویٰ کرنا لحد ثبوت نہ دینا۔ یہی معترض کی خام خیالی ہے۔ وَالْقِيَامِ فِي الْاَسْرَافِ
 سَرَاوِیْ اَنْ تَمِيْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ (پٹ لقمان) اور یہ کریمہ و الجبال اَوْتَا دَابَّةً
 ایک نہایت سخی فلسفی ہوا اس سخی فلسفی پر جو دیرہ علوم اور حال کے مشاہدات گماہی دیتی ہیں اور انہی مشاہدات

سے بھی ہم گزشتہ دیرینہ حادثات کا علم حاصل کر سکتے ہیں طبقات الارض کی تحقیقات اور مشاہدات سوجھی طرح ثابت ہو سکتی ہیں کہ اس زمین کا نبات و قنار منظر ایات اور ذرائع سے خالق السموات والارض نے مکونین جبال اور خلق کو ہمارے ہی فرمایا ہے اور زمین کے تپ لڑھ کو اس علیم و قدیر نے مکونین جبال سے تسکین دی ہے چنانچہ علم طبقات الارض میں تسلیم کیا گیا ہے کہ یہ زمین ابتدا میں ایک آتشین گیس تھا جسکی بالائی سطح پر دھواں اور دھان تھا۔ اور اس لڑھ کی تصدیق قرآن کریم سے بھی ہوتی ہے جہاں فرمایا ہے
 ثُمَّ اسْتَوٰی اِلٰی السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ (پختہ فصلت) پہرہ آتشین مادہ اوپر سے بتدریج سرد ہو کر ایک سیال چیز بن گیا۔ جسکی طرف قرآن شریف ان لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَكَانَ عَرَاءً شَدَّ عَلَى الْاَرْضِ (پختہ ہمد) پہرہ مادہ زیادہ سرد ہو کر اوپر سے سخت اندر بچھڑتا گیا۔ اب بھی جس قدر اس کے عرق کو غور سے دیکھتے جادیں اس کا بالائی حصہ سرد اندر نیچے کا حصہ گرم ہے کوئلوں اور کانوں کے کہو دیوالوں نے اپنی مختلف تحقیقات سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ گو اس نتیجہ میں فلاسفوں کو اختلاف ہے کہ چھتیس یا اسی عرق سے نیچے اب تک ایک ایسا ذوبانی اور ناری مادہ موجود ہے۔ جسکی گرمی تصور سے بالائی اسلام نے بھی منع کر نیچے بتلایا ہے) جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی نہ تھی۔ اسوقت زمین کے اس آتشین سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا اور اسلئے کہ اس وقت حرارت زیادہ قوی تھی۔ اور حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ زمین کی اندرونی موجوں سے بڑی بڑی مواد بچھڑنے جن سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے آخر جب زمین کی بالائی سطح زیادہ موٹی ہو گئی۔ اور اسکی نباتات و ثقل نے اس آتشیں سمندر کی موجوں کو دبایا۔ تب وہ زمین حیوانات کی بود و باش کے قابل ہو گئی۔ اسی واسطے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔ اَلْقٰی فِی الْاَرْضِ حَدَیْ اٰی اَنْ تَحْمِیْدَ بَکْرًا اور اسکے بعد فرمایا۔ وَبَثَّ فِیْہَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ۔ اَلْقٰی کالفظ جوازۃ الثقی فی الارض میں آیا ہے اسکے معنی ہیں۔ بتایا کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں بجائے اَلْقٰی کے جعل کالفظ آیا ہے جسکے صاف معنی ہیں۔ بتایا اور ان امور کی کیفیت آیت ذیل سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔

وَجَعَلْ فِیْہَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِہَا وَبَارَکَ فِیْہَا وَقَدَّرَ فِیْہَا اَوَاقِنَہَا (پختہ فصلت) اور زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اسیں برکت رکھتی ہیں اور اس پر ہر قسم کی کھانیاں چیزیں پیدا کیں۔

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں آپ کی میری مراد وہ سعادت مند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھا دیں۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے یہ تہا سوال بھی حل ہو جائے اور قرآن کی عظمت ہی ظاہر ہو۔ غور کرو اس آیت پر۔

وَرَوٰی الْجِبَالُ تَحْسِبُہَا جَاوِدَۃً وَهِيَ تَمُرُّ اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جہاز ہیں اور

وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں۔ اللہ کی کاویگری قابل دید ہے۔ جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔

مَرَاتِبُ صُنْعِ اللَّهِ الَّذِي أَتَقَنَ كُلَّ شَيْءٍ
(پٹ)۔ (منزل)

خود کردیاں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ پہاڑ تھلے گمان میں ایک جگہ جمی ہوئی نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔

سوال نمبر ۵۵ { خدا آسمان اور زمین کو تمام رہا ہے افسوس خدا کی قدرت کتنی کمزور ہے کہ زمین بنا کر اوس کو تھامنا پڑا اس واسطے اوس کو اُنگھد اور نیشہ نہیں آتی۔ اتنے بڑے بکھیڑے ڈال کر بھلا خدا کو نیشہ کہاں نصیب ہو۔

الجواب۔ تھامنا۔ اور پھر آسمانوں اور زمین کا تھامنا اور احق انسان کیا کسی کے ضعف کا نشان ہے یا قوت کا لہ کا۔ پھر یہ تو بتا کر کیا پران نام اس کا غلط ہے اور جیسے پران کے اختیار میں تمام جسم اور حواس ہوتے ہیں ویسے ہی پریشور کے قابو میں تمام جہان رہتا ہے غلط ہے) اور پھر کیا ہر شے گر جھکے معنی کسی نے سہارا لگایا ہے ہیں دیکھو ستیارت پر کاش صغیر اس نے کوئی حماقت کی ہے اور کیا والد جس کا ترور ساکن جہان کو زندہ اور قائم رکھنا کئے ہیں۔ کسی مست میخوار کی بڑے ستیارتہ صغیر ہاں شاید خاک کرا ہے کا لفظ دیکھ کر آپ لے ہم پر اعتراض کیا ہے تو پھر کیا برستی نام غلط ہے جس کا مصدر پایا اور جس کا معنی غفلت ہیں اور کیا یہ جھوٹ ہے اچھا قدیم لفظ پر آپ کا اعتراض ہے تو پھر کیا کہتے ہیں جس کا مصدر کہتے ہیں اس کے معنی قیوم نہیں ہے پھر کیا وہ پتہ نہیں جس کا مصدر پابینے غفلت کو ہے ہمارا خدا تو نہ ستا ہوتا نہ اُنگھتا ہے پر کیا دید کا خطا سوتا ہے اور اُنگھتا ہے کہ تنے ہم پر اعتراض کیا ہو اگر قدیم ہندیوں کے حوالے تم تسلیم کر نیو لے سوتے تو لَا تَأْخُذْكَ مِنْهُ وَلَا قَوْمٌ (پٹ)۔ (بقہ) کے مقابلہ میں خدا سوتا اور لکھ شمی اوس کے پاؤں ملتی دکھلاتے۔

سوال نمبر ۵۶۔ فرشتوں کے پر ہوتے ہیں۔
الجواب۔ ہمارے ابا گوردیج تو کشف والہام کے قائل نہیں تھے کہ فرشتوں کو دیکھتے اور سوتے ہی کیوں کر ان کے نزدیک تو قریباً دو ارب برس گزرا ہے کہ جو الہام ہو چکا ہو سو چکا۔ پھر تو خدا ابھی تک خاموش ہے یہ فرشتے سوال کی آنکھیں ہی نہ تھیں کہ وہ ان کو کیہی تم میں سے جنہوں نے دیکھا انکی بات کو تم پوپ لیا مانتے ہو جو تم واقف نہیں کہ تم مکہ دید کی رچیں سنا تے نہ تمہارا گویا اس علم تک پہنچا۔ کہ ہم تم کو الزامی جواب دیکر خوش کرتے دوسروں کا حوالہ دیتے تو آپ تسلیم کس طرح کرتے اس لئے اب ہم وقت ضائع نہیں کرتے اگر آپ یہ کہ ہم چوہہ کہ فلسفہ کا مذہب اختیار کریں اور پھر اعتراض کریں تو اس کا بھی

ہم جاب دینے کو تیار ہیں مگر سعادتمندوں کے لئے مناسب ہو کر دیکھیں فقرہ نمبر ۵ دیا جا چکا۔

سوال نمبر ۳۰ خدا دوزخ سے پوچھ گیا۔ کہ کیا تو اتنے آدمی اور پتھر کھا کر سیر ہوئی ہے کہ نہیں بیٹو جہنم بولیں۔ کیا کچھ اور بھی ہے۔ یعنی اگر کچھ اور باقی ہے تو بتائیے۔ منتر کہتے ہیں۔ خدا اپنے دونوں پاؤں منبغ میں ڈال دے گا اور جہنم کو سیر کر دیگا۔

الجواب۔ تمہارے یہاں پر مشورہ کا نام سرب بیا پک ہو تو کیا دوزخ میں نہیں ہے قرآن کریم میں صرف اس قدر ہے۔ یَوْمَ نَقُولُ لِلْجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَنَقُولُ هَلْ مِنْ قَزْدٍ (پت ق) اور جو تم نے منسوب کا قول نقل کیا ہے۔ اس میں یہ ہے جہنم بل مزید کہتی رہے گی حتیٰ یَصْنَعُ رَبُّ الْعَذَابِ قَدَمَهُ اور کہیں ہے یَصْنَعُ الْجِبَارِ قَدَمَهُ اور کہیں ہے حتیٰ یَضَعُ اللَّهُ سِرْجَهُ لِسِ قَلْبِ اسِّکَ کہ تم کو مفصل جواب دیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ ذیل کے معنی لغت عرب سے لکھ دیں۔

جہنم۔ رب۔ عزت۔ جبار۔ قدم۔ رجل۔

۱۱۔ جہنم۔ دوزخ۔ نرک۔ عذاب کی جگہ۔

۱۲۔ رب کے معنی بڑا پالنے والا۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ پر بھی بولا گیا ہے اور دنیا داروں بڑے آدمیوں پر بھی۔ فرعون نے کہا۔ اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰی (پت نازعات) یوسف علیہ السلام نے ایک قیدی کو جو رہا ہوا تھا۔ کہا۔ اذکورنی عند ربک (پت یوسف) یعنی اپنے مالک و امیر کے پاس میرا ذکر کیجو اور اسی رب کی جمع ارباب ہو جس کے متعلق فرمایا۔ اَزْآبَاتٍ مُّتَفَرِّقَاتٍ قُوْنِ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهْمُ (پت یوسف)

۱۳۔ عزت۔ بڑائی۔ حماۃ۔ جابلوں کی ہٹ۔ قرآن کریم میں شریروں کے متعلق فرمایا اَخَذْنَاهُ الْعِزَّةَ بِالْاِثْمِ فحسبہ جہنم (پت بقرہ) اور فرمایا ہے کہ جب شریروں کو عذاب اور مذک دیا گیا تو کہا جائیگا۔ ذق

انک انت العزیز الکریم (پت صافات) پس رب العزت کو یہ معنی بھی ہو گئے۔ متکبر۔ مندی۔ ہٹ والا (۱۴) جبار کے معنی صلیع کے بھی ہیں۔ اور ظالم کے بھی۔ صلیع کو تو عذاب ہو نہیں سکتا۔ اور ظالم کے حق

میں آیا ہے۔ خاب کل جبار عنید مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ میں ہے ہب ہب دوزخ میں ایک وادی ہو اس میں جبار لوگ داخل ہونگے۔

۱۵۔ قدم جس شخص کو کہیں بھیجا جائے اُسے قدم کہتے ہیں۔ فاموس اللغة میں ہے۔ قدمہ الذین قدم من الاشرار فہم قدم اللہ للنار۔ کما ان الحیار قدم اللہ للجنة ووضع القدم مثل

للردع والقمع۔ احادیث میں ہے۔ دماء الجاہلیۃ موضوعة تحت قدمی۔ ترجمہ قسم اس کا وہ بدلہ ہو جس میں۔ جن کو وہ حسب انکے اعمال کے آگ میں بھیجے گا۔ جیسے کہ برگزیدہ لوگ بیشک کیلئے قدم اللہ

ہیں۔ یعنی وہ جنہیں حسب انکو اعمال کے اللہ تعالیٰ بہشت میں بھیجے گا۔ اور قدم رکھنے کے اصل سنی ہیں۔ روک دینا اور تیکھنی کر دینا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کے خون میری قدم کے نیچے کھو گئے ہیں۔ یعنی میں ان کے اتقاموں سے قوم کو منع کرتا ہوں اور ان کو سلتا ہوں۔

۴۹۔ رجل کے معنی قدم۔ جماعت عربی زبان میں آتا ہے۔ رجل من جملہ یعنی ٹڈیوں کا ٹڈی دل جماعت اب کس قدر صاف معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو فرمائے گا۔ کیا تو بہر چکی وہ عرض کرے گی کیا کچا اور ہی ہے تب اللہ تعالیٰ شریروں اور ظالموں اور ان کی جماعت کو جو جہنم کے لائق ہیں سبکو جہنم میں ٹال دیگا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ ترک اور جہنمی ترک اور جہنم میں داخل کئے جارہے۔ اور یہی انصاف و عدل ہے۔ اب بتاؤ اس پر اعتراض کیا ہوا۔

سوال نمبر ۸۸ درود مخلوق آدمیوں جنوں۔ پتھروں سے بھر گیا۔ معلوم نہیں جن کون ہیں پتھروں نے کیا گناہ کیا ہو کسی نے سچ کہا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اس کے ساتھ رکھتا ہے۔

الجواب۔ کیا ضرر آدمی تہار رکڑاں ترک میں نہیں جائینگے۔ جن ہی ایک اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی مخلوق ہے کیا اگنی کی مخلوق میں نہیں رہتی۔ ہمارے مائیں کو تعجب ہوتا ہو گا۔ کہ کیا اگنی سے ہی کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے ہم انہیں بتاتے ہیں۔ کہ آریہ میں اگنی سے پیدا ہوئی ہوئی ہی ایک مخلوق جو مستیارت پرکش کے صفحہ ۲۷۷ میں لکھا ہے کہ ایشویت تو پانی سے اسکی علت آگ کو جان۔ معلوم ہوا کہ آریہ کے نزدیک پانی آگ سے بنا ہوا۔ جن اس لفظ کے معنی لغت عرب میں دیکھو۔ قاسوس میں لکھا ہے جن الناس بالکفر و جہنم لغت معطل یعنی انسانوں میں جن بڑے آدمی کو کہتے ہیں اور جن ایک مخلوق ہے جو جن میں نیک و بد ہوتے ہیں یا در کبر بڑے شریر تو مزور و درخ میں جائینگے۔ آدمی ہوں یا کوئی اور نصیحت مدح و قودھا الناس فالجہادۃ (پتھر) کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسانوں اور پتھروں میں جو تعلق پیدا ہوا ہے کہ انسانوں نے پتھر و کئی پرستش شروع کر دی ہے یہی تعلق و درخ کو اشتعل کا باعث اول اس کا ہیزم ہے۔

آپ کے سوال کا آخری حصہ تو بڑا سچا ہے۔ کہ خدا ہر ایک چیز کا سامان اس کے ساتھ ہی رکھتا ہے اسی واسطے اس روشنی کے زمانہ میں چاہیے کہ کلیں کا لکھ کر ان کریم کی کثرت کر دی ہو کیا ہی اچھا ہوا کہ تمہاری یہود و صلیح پر مدح و ثناء ہو

سوال نمبر ۸۹ خدا کو جب قرعہ دو وہ دنگن واپس کر لیا۔ خدا سو وحرام کرے خود گنہگار ہو کر قرعہ لے۔ وہ کان داروں کو مات کیا ہے پھر حسب عادت کھولاس کی ہے۔

الجواب۔ یکے ہوئے بال نحو کہیں بھی آدمیت شرافت۔ انسانیت کو کام لینو کا موقعہ نہ ملتا ہے یا انہیں ضرورت تو لیلے کر لیں کے بچوں پر ترس کہا تا ہے اور انسانوں کو بوٹا بول کر دکھ دینے سے خوف

نہیں کرتا۔ کیا تو اس بزرگانی سے کامیاب ہوگا۔ سن قرض ہی عربی لفظ ہے۔ بجا ہی نہیں قرض کے معنی القرض ویکسر ما سلف من ہما و احسان۔ و ما تعطیہ لتقضیہ لتقضاه و اقروضہ اعطاه قرضاً۔ و قطع له قطعاً بجازی علیہما۔ قاموس اللغہ پہلے معنی کرکھانا و اسوایہ فعل کا نام قرض ہی جکا بدلہ ہم نے پناہی۔ قرض و قسم کا ہوا کرتا ہے۔ ایک بڑا اور ایک بہلا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلُهَا بِطَابِ الْعَمَلِ (یعنی کون ہو جو صرف اللہ کے واسطے اچھے اعمال کرے پس اللہ تعالیٰ اسکو اسکا بڑا کر اور دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يقرض الله قَرْضًا حَسَنًا رِبًّا بقرہ) جس پر ترک اسلام لکھ کر تو نے ہو کر قرض کیا تو ہم قرض کی نفل و الزامی جوابوں کی اور پھر تحقیق جوابوں سے معصم تھار کی مال سوالوں کے وہ قرض مع شے زائد ادا کر دیا اللہ تعالیٰ اس پر زوال لیا اس کے اجر میں بہت بڑا کر دیا میں یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر ایک نیکی کا بدلہ بڑے چڑھ کر دیتا ہے۔ دوسری ایک آیت اسکی تصریح کرتی ہے۔ اور وہ یہ وَالَّذِينَ يُتَّقُونَ أَتُوا اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا مَلَائِي حَبَّةَ أَشْبَثَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ مِائَةِ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ رِبًّا بقرہ) ترجمہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا تو نیکی کی مثال اس لئے کہی ہے جنہو نے ایساں نکالیں۔ ہر ملی میں سو گئے۔ اور اس کے بدلے کو چاہتا ہے اس کی بھی بڑے چڑھ کر دیتا ہے اگر آریہ کے دلیل کو قرآن پر بند ہے غور کر نیکی طاقت جتنی تو ایسی ہرزہ ورائی نہ کرتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف معجود ہے۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا (پچ ال عمران) یعنی کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ فقیر ہے۔ اور ہم غنی ہیں۔ کیا معنی ہم انکی بات کو منظور کہیںے اور فرمایا۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمُوا لِلْفَقْرَاءِ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ (پچ۔ فاطر) اے لوگو تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہے اگر آریہ کی دلیل کو قرآنی سمجھتے ہی تو کاش دنیا کے حالات پر ہی نظر ہوتی۔ قرآنی صدائیں تو ہر جگہ اور ہر وقت نمایاں ہیں کیا جو شخص پر امیسی روٹ لیتا۔ یا سونگ بنک میں ایک غریب سو دھارا پنا روپیہ رکھتا ہے انکی غرض یہ ہوتی ہے کہ گوشت غریب ہی ہرگز نہیں۔ رہی یہ بات کہ خدا کے پیر کیا ہوا مال بڑھتا ہے یا نہیں اس امر کی صداقت تمام جہان کو کہتوں کے نظارہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک ایک داد سے کتنا غلہ حاصل ہو جاتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا جس میں لکھا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِي يقرض الله قَرْضًا حَسَنًا فَيضَاعَفْ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (پچ بقرہ) اس کا ترجمہ ہوا کون ہے جو اللہ کے حضور اعلیٰ نیکی کرے (یا اسکی رضا کے لئے مال کو دے) بڑا کر دیکھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ لیتا ہے۔ اور بڑا کرتا ہے اور اسی کی طرف ہم جاؤ اور بدلہ پاؤ گے۔ (قرض کا الزامی جواب دیکھو مناد ہیا کے نمبر ۹۴) بے فکر ہو کر اس دہم کو کرتا ہوا بدہ بودک دیانت شاستر کو سن کر تینوں دن یعنی قرض کو ادا کر کے

سناس دلائل کرے۔

سوال نمبر ۹۔ خدا چاہتا تو سب کو ایک دین پر کر دیتا۔ سوالات۔ ایسا کیوں نہیں کیا؟
کائنات ہوتا دیکھنا اسے خوش ہے شیر تھیو یا کاجنگ رومیوں کی طرح دیکھتا ہے۔ ٹیلی ویژن ایسی میسر
اگر خون بہائے۔

الجواب۔ پھر اعتراض کیا ہوا۔ کیا تمام مخلوق الہی ایک ہی دین پر ہو اور قرآن نے واقعہ کے خلاف کہا
ہے خدا ہے تو ہی بنانا ہے سب شکیمان ہی۔ تو مانتا ہی۔ تمام خلقت اُس کے قابو میں ہو تو اٹل ہے سب اندر
ہے یہ آریہ ملک کا عقیدہ ہی کیا تم نہیں مانتے اور نہیں جانتے۔ کہ وہ سب بیاپک ہے اور سب کا پران
(اعضا) ہے اس وحدت میں ضروری تھا کہ کل دنیا تمہاری اس عقیدہ اور اصطلاح کی موافق ہی ایک ہی دین پر
ہوتی مگر نفاذ دیکھا رہا ہو کہ واقعہ اس طرح نہیں اور یہ قانون قدرت پر اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس نے
نہیں چاہا کہ سب ایک مذہب پر ہوں ایسا کیوں نہیں چاہا۔ اس کا جواب صاف یہ ہے کہ اسکی اچھا۔ خون بہتا
دیکھنا اسے خوش ہو دیکھتا ہے اور بھگت نہیں روکتا اور برابر دیکھتا ہے۔ واقعت عالم اس کی تصدیق کے
عادل گواہ موجود ہیں۔ ٹیلی ویژن ایسی میسر میں آیا۔ تو کیا کشت و خون بند ہو گیا اب تک فرانس میں دین
ہوتا ہے تمام یورپ اور امریکہ بڑھ چڑھ کر کئے دن خوشخوار تیز کی تیز مہتیار بنا رہے ہیں۔ ٹرینفیل اور
انگلستان کے ڈیراؤنیز ہزاروں نہیں لاکھوں ہلاک ہوئے اور سیری نہیں ہوئی۔ اور نہ کوئی ٹیلی
ویژن ایسی میسر وحشی روک سکا۔ بلکہ دیانند نے بھی تلو اک یا ہے۔ جہاں کہا ہے کہ سیوا جی اور گورو گوبند
جی ایک ایک نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا سلطنت کی کوشش کرو۔

پیر شستروں کے بنانے اور بھائی کی تحریک کی ہے ہمارے شہر کے ایک مشہور وکیل نے مجھے کہا تھا
کہ اسپین سے بھی تو آخر اہل ملک نے مسلمانوں کو نکال دیا تھا۔ اگر آریہ مسلمانوں کو اٹھایا سے نکال دیں۔
تو کوئی تعجب کی بات ہی ایک نظیر موجود ہے چنانچہ دفاتروں میں جہاں جہاں ان نازلی غلاموں کا بس
چل رہا ہو اپنی پست فطرتی اور کمینہ کشی اور تنگ ظرفی کا اظہار برابر کرتے اور خدا کی مخلوق کو دھکے دے
رہے ہیں اور پھر یہ خدا سے ہجو روگ یہ کاروائی کر رہے ہیں اور خدا کے فرشتے یورپ اور امریکہ کے
لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہے ہیں اس لئے کہ خدا کے منہ کی باتیں سچی ثابت ہوں جو فرمائی ہیں کہ
وَيَا عِٰلَ الْاٰلَمِیْنَ اتَّبِعُوْا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَمَةِ (پت ال عمران) •

سوال نمبر ۹۔ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

الجواب۔ دیکھو سوال نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے جواب۔

سوال نمبر ۹۲۔ خدا شرک کے سوا باقی تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ انفس ہو کہ کرم تہیوی کو چھوڑ کر توبہ۔ عفو اور شفاعت کے مسئلے گہڑے گئے۔

الجواب۔ بی۔ اے گرجو ایٹ بننے کا دعویٰ اسید ماسٹری کا فخر۔ برہمچریہ بننے کا شوق آریہ سلج سریشٹ قوم میں بیٹھے کا شوق اور نکرار اور بکواس اور یہودہ بار بار اعتراض کرنے اور دل کہا نیکی رحمت کیا توبہ۔ عفو اور شفاعت پر سوال نمبر ۶ و ۷ و ۱۱ میں تم اعتراض نہیں کر چکے۔ کرم کے تھیوری کو تو خود تھیوری کہتا ہے سائنس نہیں کہتا کیا تھیوری اور واقعات ایک چیز ہیں۔

سُن شرک ایسی بُری بات ہے کہ ستیا رتھ پر کاش کے بنائے والے نے ہی اسے بدکاریوں کا جامع قرار دیا ہے۔ دیکھو کلاس نمبر ۱۱ فقرہ نمبر ۵ صفحہ ۴۱۹۔

(۱) بت پرستی ادہرم ہے۔ کفر بے ایمانی ہے۔

(۲) کروڑوں روپیہ مندروں پر خرچ کر کے لوگ مفلس ہوتے ہیں۔ اور اسمیں کاہلی ہوتی ہے۔
(۳) عورتوں مردوں کا مندروں میں میل ہونے سے زنا کاری۔ لڑائی۔ کبھیڑ اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں (۴) اسی کو دھرم ارتھ کام اور مکتی کا ذریعہ مان کر شست ہو کر انسانی جامہ رایگان کہتے ہیں (۵) مختلف قسم کی متضاد اشکال۔ نام اور حالات والے بتوں کے پوجاریوں کا ایک عقیدہ نہیں رہتا اور متضاد عقیدے رکھ کر اور باہمی اتفاق بڑا کر ملک کی بربادی کرتے ہیں۔

(۶) اسی کے بھروسے دشمن کی شکست اور اپنی فتح مان بیٹھے رہتے ہیں۔ انکے بارہو کر سلطنت۔ آزادی اور دولت کا آرام ان کے دشمنوں کے قبضہ میں ہو جاتا ہے۔ اور آپ محتاج بغیر بھٹیلا کے ٹٹو اور کھانا کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں۔

(۷) جب کوئی کسی کو کہے کہ ہم تیری نشست گاہ یا نام پر پتھر دھریں۔ تو جیسے وہ اسپر خفا ہو کر تاپا گالی دیتا ہے۔ ویسے ہی جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں ان بُری عقل والوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے۔

(۸) دہم میں پڑ کر مندر بہ مندر ملک بلک پھرتے پھرتے تکلیف پاتے۔ دھرم۔ دنیا۔ اور عاقبت برباد کرتے۔ چور وغیرہ سے عذاب پاتے (اور ٹھگوں سے لٹتے رہتے ہیں)

(۹) برہمن پوجاریوں (مجاوروں) کو دولت دیتی ہیں۔ وہ اس دولت کو بیسوا۔ زنا کاری شراب گوشت کے کھانے لڑائی کبھیڑوں میں خرچ کرتے ہیں۔ جس سے دینے والے کے آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے۔

(۱۱) اس باب وغیرہ قابل تعلیم لوگوں کی بے عزتی کر پتھر وغیرہ بتوں کی عورت کر کے عیسٰی کش ہو جاتے ہیں۔
 (۱۲) ان بتوں کو کوئی توڑ ڈالتا یا چرے جاتا تو بت ہائے مانے کر کے دوتے رہتے ہیں۔
 (۱۳) پوجاری غیر عورتوں کی صحبت اور پوجارین غیر مردوں کی صحبت سے اکثر مایوس ہو کر عورت مرد کی محبت کی راحت کو تلاش سے کمزور پڑتے ہیں۔

(۱۴) سوامی (آقا، سیوک، دھوکرا) کی آگیا کی فرمانبرداری پوری طرح نہ ہونے سے باہم مخالفت ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

(۱۵) غیر مردک کا دھیان کرنے والے کی مدد بھی کُند ہو جاتی ہے کیوں کہ دھیان کی گئی چیز کی بڑی کافیا انتہہ کرن کے ذریعے روح ضرور آتا ہے۔

(۱۶) پریشور نے خوشبودار پھول وغیرہ اشیاء ہوا پانی کی بدبودار کرنے اور صحت کیلئے بنائے ہیں ان کو بھاری جی توڑ کر نہ جانتے ہو کر کہ ان پھولوں کی کتنی دن تک خوشبودار کاش میں پھیل کر ہوا پانی کی صفائی دہکتی، اور پھر جی خوشبودار کے وقت تک انہیں رہتی اسکی بربادی درمیان میں ہی کر دیتے ہیں۔ پھول وغیرہ کو بچھڑا کر الٹا کر الٹی بدبودار کر دیتے ہیں۔ کیا پریشور نے پتھر پر چٹانے کیلئے پھول وغیرہ خوشبودار اشیاء بنائی ہیں۔
 (۱۷) پتھر پر چڑھے ہوئے پھول، مندر اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے مٹی یا حوض میں آکر سرطانتے ہیں اس سے اتنی بدبودار کاش میں پھلتی ہے۔ کہ جتنی انسان کے براز کی اور ہزاروں جاندار اس میں پڑتے اسی میں مرتے سڑتے ہیں۔

ایسے ایسے کئی بت پرستی کرنے سے عیب واقع ہوتے ہیں۔ اس کو پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کے لئے قطعی طور پر ممنوع ہے۔ اور جنہوں نے پتھر کی پرستش کی ہے۔ کہتے ہیں۔ اور کر نیکے دے مذکورہ بالا صیغہ کے بچے نہ بچتے ہیں۔ اور نہ بچینگے ۹

اب تم ہی بتاؤ کہ جس بت پرستی میں اس قدر مایوس ہوں۔ جو خود تھکے گرو نے تسلیم کئے ہیں اور اسی نفسی شے کو قرآن کریم میں شرک کہا گیا ہے کیا اس شرک کا گناہ سب گناہوں سے بڑا نہیں اور جب بڑا ہو تو قابل عفو کو نہ کہنا اور مسئلہ تباہ و شاعت پر جو انسانی فطرت کے موافق ہے اس میں ہم لکھ چکے ہیں۔

سوال نمبر ۴۳ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حصار پر وہ ڈالتا ہے۔

الجواب - دیکھو جواب سوال نمبر ۲

سوال نمبر ۴۴ - مشرک اور کافر ناپاک ہیں ان سے دستی مت لگاؤ۔

الجواب (۱) مشرک کی بحث تو سوال نمبر ۴۲ میں ہم کر چکے ہیں (۲) کافر کی بحث اب سن لو۔ منوالہ ہوا

نمبر ۱۱۔ شلوک نمبر ۱۱۔ جو شخص دیر کے احکام کو بندہ یہ علم منطبق سمجھ کر وید شاستر کی قہرین کرتا ہے وہ ناشتک
کافر ہے اسکو سادہ لوگ اپنی منزل سے باہر کر دیں۔ کافر کا لفظ بعینہ مطبوع اول کشور میں ہے۔ پرستار
پرکاش سہاس نمبر ۲۵ صفحہ ۲۵۲ فقرہ نمبر ۹ میں ہے کہ یہی ناشتک شہوت پرست۔ دعا باز۔ دروغ گو۔ خود غرض
فرنی۔ حیل باز وغیرہ بڑے آدمیوں کی صحبت نہ کرے۔ آیت (اہل کمال) یعنی جو کچھ بولنے والے دھرتا
اور دوسروں کی بیہوشی جن کو عزیز ہے ہمیشہ انکی صحبت کرنا کا نام سریشٹ آچار (پاکیزہ چلن) ہے۔

ستیارۃ سہاس نمبر ۲۱ ستیارۃ صفحہ ۲۱۱ فقرہ ۵۳ منوہ ۱۹۵ و ۱۹۶۔ دشمن کو چاروں طرف محاصرہ
کر کے رکھے اور اسکے ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک۔ پانی اور ہیزیم کو تلف خراب کر دیوے دشمن کے
نااہل۔ شہر کی تفصیل اور کہاٹی کو توڑ پھوڑ دیوے رات کی وقت ان کو خوف دیوے اور فتح پانکی تہا دینا کرے
اور اعلان کیا پاک اور بے ایمان اور مسکر سے پاک اور ایما دار اور حق کے ماننے والی دلی تہا پیداکر
سکتے ہیں۔ جیت رامیوں۔ انگوڑیوں۔ ناشتکوں کو اب تجھے تعلق ہو سکتا ہے۔ اور کیا سعید شتی بڑے
بچے۔ دیوار میں سنگرام (جنگ) چاہئے۔ یا ہم پر کم لے چائی سے دانستہ دشمنی کر نیوالے فلاح کسی کو سون
بھاگنے والے کہیں وغیرہ سے کام لے کیا یہ تیری اعتراض کچھ بھی کہتی اپنے اندر رکھتے ہیں اور اظہار حق کے
لئے ایک اور آیت جو تمہارے اعتراض کی چٹکنی کرے تم کو سنا تاہوں۔ لَا يَهْتَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ
لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخَرِّجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَقَاتِلُوْهُمْ وَتَغْلِبُوْهُمْ اِنَّ اللَّهَ جَبَّ
الْقُسْطَ بَيْنَ النَّاسِ اِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَفِيٌّ۔ اِنَّمَا يَهْتَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَ
ظَاهَرُوا عَلٰی اَخْرَاجِكُمْ اِنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (پت معتمدہ)

سوال نمبر ۹۵۔ کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ یہ تعلیم امن و چین کا کس قدر خون کونیالی ہے
اجواب۔ مگر ذیسی جیسے خطرناک ویدک تعلیم ہے۔ کیونکہ ستیارۃ ۱۹ میں لکھا ہے۔ ایشتر مایات
فرما ہے کہ سے فرمان روا لوگو! تمہارے اسلحہ تیار، آتشیں اور وغیرہ از قسم شستر توب۔ تنگ
تیر و تلوار وغیرہ شستر مخالفوں کو منسوب کرنے اور ان کو روکنے کے لئے قابل تعریف اور استحکام ہوں
تمہاری فوج مستوجب توصیف ہو تاکہ تم لوگ ہمیشہ تقیاب ہوتے دو۔ غیر کا خاص کام ستیار تصیر کاش
کے صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے۔ اور بدھ افیشوں کے جتھوں کو توڑ پھوڑ دے۔ سفیر کا عمل کیا ہوتا چاہئے جس سے
دشمنوں میں بھوٹ پر چل جائے منوہ ۶۸۔ ستیارۃ ۲۱۱ منوہ ۱۹۵۔

کسی وقت مناسب کچھ تو دشمن کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے اور اسکو ملک کو تکلیف پہنچا کر چارہ خوراک
پانی اور ہیزیم کو تلف و خراب کر دے منوہ ۱۹۱۔ ستیارۃ ۲۲۳۔ بد اعمال آدمیوں کے مارنے میں قاتل کہ

سے ترجمہ نہیں روک نہیں انسان لوگوں کو جہنم لے کر لے دیتی مٹاتی نہیں کی اور پیش گروں کو نہیں نکال کر ہم سے علی گرد اور ان سے اضافہ کائنات کو کر۔

پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ۔ کیونکہ غضب والیکو غضب سے مارنا گویا غضب سے غضب کی لڑائی ہے سو ۸-۳۵۱۔ جرائم میں سخت سزا دینا دراصل سختی نہیں ستیا رہتہ ۲۲۰ جو اسکو سخت سزا جاتی ہیں وہ سیاست ملکی کے اصول کو نہیں سمجھتے اور ایسے حوالے بیسویں نہیں دے سکتے ہیں ہزاروں ہیں۔

جس آیت پر تم نے نا فہمی سے اعتراض کیا ہو اسکے پہلے ہو۔ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بِهِنَّ نَاقًا اثْمًا شَدِيدًا (احزاب) یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا ناحق ٹھک دینے والے مبتیان اور بہاری گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَوْضٌ وَالْمُحْفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَتُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ قُلُوبُكَ لَا يُجَاوِزُونَكَ فِيهَا اِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ اَيْنَمَا تُقِفُوا اَحْذَرُوا وَقَاتِلُوا الْمُشْكِكِينَ (سپ احزاب) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اُٹا کر لے اب بھی باز نہ آئیں۔ تو ہم تجھ کو بھیغیر انکی سزا دی پر متوجہ کرینگے پھر یہ لوگ تیرے بڑوس میں نہیں رہنے پائینگے صرف کچھ دے دے جائینگے جہاں کہیں پائے جائینگے۔ پکڑے جائینگے اور قتل کئے جائینگے۔

اب تم نے سمجھا کہ یہ قتل کے احکام ان برعاشوں کے متعلق ہیں۔ جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کی اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے وجہ دھمک دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا۔ اور پھر بانیکہ ان کو سمجھا گیا جب بھی نسا اور بغاوت پر ٹکڑ ہو۔ اگر تمکو ذرا بھی عقل ہوتی۔ تو تم سیاست ملکی کے احکام کی قدر کرتے۔ مگر کیا کوئی تو بدعاش ہو یا بیچ ہے جو احکام سیاست کو بڑا مانتا ہو تم کو جو رسالہ لکھا ہو کیا یہ امن و چین کا خون کرنا والا نہیں ایک دفعہ ایک کو آریہ نے مجھ سے کہا۔ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقِفُوهُمْ (سپ بقرہ) بڑا خطرناک حکم ہو می کہا۔ کہ آپ عربی جانتے ہیں یہاں ہم سے کون لوگ مراد ہیں۔ اگر آپ کو معلوم نہیں تو ذرا اس حکم کے پہلے دیکھ کر لکھا ہو وَاقْتُلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (سپ بقرہ) اور خدا کی راہ میں انہیں سے لڑو جو تم سے لڑیں اور حد سے مت بڑھو۔ اشد حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اس جواب پر وہ معترض منہوت رہ گیا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے کلام کو ایسے طور پر اور ایسے اسلوب پر رکھا ہے کہ کسی نکتہ چین کا ماتہ اس پر پڑ نہیں سکتا۔ یہ عجیب بات ہو کہ جس موقع پر عیب گیر اعتراض کی انگلی رکھتا ہے اسی جگہ حافی اور اسرار اور حکمتوں کا خزانہ ہوتا ہے یہ نکتہ جینیاں بیجا اور لغو ثابت ہو جانے کے بعد آخر ایک وقت میں ہزار ہا سعید العظمتوں کو ہدایت کی طرف پہنچا دینگے۔ ہم مسلمان ان خردہ گیروں کو اسلام کے خادم یقین کرتے ہیں۔ اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے کئے لئے راہ صاف کر رہے ہیں۔

قومی مذہبی۔ ملکی اور جو شیملے نوجوانوں میں جب بڑی بڑی اختلاف ہوتے ہیں۔ اور یہ سمندر عام جوش مارتا ہے تو آخر اس اختلاف کا ثمرہ وحدت ہی ہوتا ہے سکتوں۔ مرسلہ نے اگر طوائف الملوک کی پیدا کردی جیسے کہ تہاڑی سماج کے آدہ گرد نے لکھا ہے تو دیکھ لو آخر انڈیا میں کیسی وحدت والی سلطنت اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی لےقیناً مجھے خوشبو آرہی ہے کہ صرف باتوں کا مذہب مذہب نہیں ہو سکتا۔ آخر حق غالب آتا ہے اور حقیقی علم کے ساتھ حقیقی عمل ہی نافع و بابرکت ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۹۶۔ لوٹ کا مال خدا کا اور اسکے رسول کا حق ہے خدا کو مال کا پانچواں حصہ ملنا چاہیے۔ بھلا محمود کا کیا قصور۔

الجواب۔ تمکو نہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت دی نہ اس کا کچھ حصہ عطا کیا۔ لیکن امی آریہ کا ملک ہو تو تہاڑی ارادوں کا پتہ لگے تو عجیب دماغ کے ہوتے ہیں نفع پہنچے یا نہ پہنچے مگر شاید کی کو تو فائدہ پہنچے ہی گا۔ اس کو چند باتیں کہنے ہیں۔ سنا۔ تہاڑے ہاں لکھا ہے اور داغ بھی اس دولت میں سے جو سب ملے مگر نفع کی ہو سولہواں حصہ فوج کے سپاہیوں کو دیوے۔ دیکھو تہاڑے ہاں کی تقسیم جو داو حین پر مبنی ہے اسمیں یہ ہر کسولہواں حصہ فوج کو دیا جائے اور سپدرہ حصہ راجا لیوے۔ مگر قرآن کریم یوں تقسیم فرماتا ہے۔ کہ چار حصہ فوج لے اور پانچواں حصہ اہل کاموں اور رسول کے مصارف میں صرف ہو۔ بچے کو ہی رشید جو انصاف اور امتیاز کی نگاہ سے ان دونوں قانون کو دیکھے۔

سام وید باب ۶ فصل ۲۔ پر پاٹھک ۴۔ اے وہ اندر کہ تیری دولت تجھ ہی میں ہے اس آدمی پر کون متنفس حملہ کرے گا۔ فیصلہ کے دن اے گھوا دن قوی دل تیرے عقیدے کے غلیل سے لوٹ کا مال جیتی ہیں اور محمود کو کون عقلمندانہ زمین حملوں میں قصور وار ٹھہرا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۹۷۔ دین اسلام خدا کی طرف سے نہیں۔ کیونکہ اسمیں سب برائیاں خدا کے فے سے لگائی گئی ہیں۔ گمراہ کنندہ شیطان منجانب اللہ ہے جو تو نسو نہ اتفاق نہ سلوک نہ

الجواب۔ اسلام کے معنی ہیں۔ فرمانبرداری اور اطاعت الاسلام کے معنی ہیں خاص طاعت انقیاد حکم حاکم پر کار بند ہونا اور اسکی منع کردہ باتوں سے ٹک جانا اور حاکم پر کوئی اعتراض نہ کرنا (اقرب) یہ لفظ سلم سے نکلا ہے۔ جس کے معنی صلح و آشتی کے ہیں۔ اس کا مادہ السلام اور السلاۃ بھی کہا گیا ہے جسکے معنی ہیں ہر قسم کے الزاموں کو مری ہونا۔ عافیت کی زندگی بسر کرنا۔ باہمی صلح سے رہنا جنگ نہ کرنا عمدہ عزت و پیار کے الفاظ سے ایک دوسرے کو کیا تہ پیش آنا۔ جناب اہل کی حضور خورشع و انک سورہا۔ نبی کریم جو کچھ لائے ہیں۔ سب کا کار بند ہونا (لسان) کامل خلاص عبادت میں اختیار کرنا (مجمع البحرین) خلاصہ معانی

فرمانبرداری صلح سلامت روی پاک و بے عیب زندگی بسر کرنا۔ بغاوت سے بچنا۔ عبادت میں شریک سے بچنا۔ کامل انسان اور صاحب خلق عظیم کا اتباع کرنا **شرک اسلام** کے معنی ہوئے شر و سرکش جنگجو۔
 عیدوار باغی اور مشرک ہونا کامل اور خلق عظیم واسطے کی مخالفت کرنا بیدل کا ذکر کر دیا کہ پوچھی۔ ہمارے
 ہادی نے فرمایا ہو۔ المسلمون من سلموا المسلمون من لسانہ ویدع یعنی مسلم ہو کہ جسکی زبان دعاتہ سے
 مسلم بچے رہیں اب کیا اسمیں کوئی شک ہو کہ تو اور تیرا تھاں گورو یقیناً نارک اسلام ہو۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ
 دیانند نے ستیا رتھ پر کاش کا خاتمہ ترک اسلام پر کیا۔ کوئی کتاب مسلمانوں کی طرف آریہ کے مقابلہ پر ستیا رتھ سے
 پہلے نہیں لکھی گئی۔ بت پرستوں کے بالمقابل کتابیں تصنیف ہوئیں انکے اسباب ہم علیحدہ بتا سکتے ہیں اور وہ خود
 آریہ سماج کے مد مقابل ہیں۔ ستیا رتھ والے نے خود انکی مخالفت بہت کی ہے دیانندوں کا مقابلہ اسلامی
 کی طرف سے ابتدا نہیں ہوا۔ دیانند نے اسلام کی کتاب کو اسلام کو رسول کو اسلام کو خدا کو دل کھد لگا لیا
 دیں۔ جیسے ستیا رتھ کے چودہ سہاس سے ظاہر ہو۔ اسی پر اپنا اور اپنی کتاب کے کمالات کا خاتمہ کیا ہے
 بعض احمق اور نادان لوگوں نے مجھ کو کہا کہ ہندو مذہب کا مقابلہ ابتداء اسلام نے کیا۔ میں نے ان
 سے کہا کہ کیا آپ ہندو ہیں۔ اس مقابلہ میں ہینگ دلتنگ کی پرستش پر اقرار ضرور تھا۔ کیا آپ اسکے پوجاری ہیں
 اس پر وہ حیران سے رہ گئے۔ ایک اور تھے۔ جنہوں نے کہا کہ مرزا **احمد علی** صاحب نے آریہ کو گالیاں
 دلائیں۔ میں نے کہا اپنے ستیا رتھ پر کاش کا آخر چڑھا ہے۔ اسمیں کیا لکھا ہے اس پر وہ صاحب کھٹیا ہو کر بولے۔ کہ
 نہیں میٹر کہا۔ کہ جب مقدس مذہب پر حملوں کو واقعہ ہیں تو آپ شرم کریں۔ انسان پیدا آتش میں تعلیم یافتہ
 نہیں بچا کرتا۔ قرآن میں ہے وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بَطْنِ اَوْدَ اَنْتُمْ كَاْفُرٌ شٰیْئٌ (پ ۱۳۔ نحل)
 اور یہ بھی ہے۔ کیونکہ ابتداء انسان اس طرح ہوئی ہے۔ عناصر کی ترکیب سے نباتات ہوئی نباتات اور عناصر کی
 ترکیب سے حیوانات اور دونوں قسم نباتات و حیوانات کے استعمال اور عناصر سے انسانی خون ہوا اس سے نطفہ
 بنا اور اس کو انسان بننا ہے دیکھو کس طرح تدبیر کی ترقی پر انسان آتا ہے کہاں کا سپر جنم۔ آخر آدمی پیدا ہوتا ہے
 کھانا۔ پینا۔ پہنا۔ سونا۔ جاگنا۔ ہنسنا۔ رونا۔ محبت اور غضب یہی اسکے ابتدائی کام ہوتے ہیں جب بڑا ہوا
 حیوانات سے ترقی کرنے لگا۔ کھانے میں پینے میں دبھینے میں سونے میں لگنے میں ہنسنے میں محبت اور غضب میں
 اس نے اصلاح شروع کی اور ان کو اعتدال پر لانے لگا۔ بدیوں پر اور ان کے ازکاب پر اخلاقیات
 عملاً بھی اپنے آپ کو ثابت کرتا ہے اور اگر ایسے لوگ اسکے ارد گرد ہوں جنہوں نے اپنے اس مرتبہ میں اپنی فطرت
 و وجدان نور معرفت اور لوایمان کو قتل کر دیا ہے تو ان کی حالت سستی ہے کہ انہیں اصلاح یہ ہے کہ
 مٹا کٹھن کی طرح بلکہ مٹا وار خود فی الطبع لوگوں کی طرح خون و سو رہیں کھانا۔ پینے میں اصلاح یہ ہے کہ

بد مزہ۔ زہر دار۔ مضرہ۔ مسکراؤ۔ مفرکرا استعمال نہیں کرتا۔ غرض کھلاواؤ اور بول میں ولا شرفوا کا کار بند
 بننا ہے اور اپنی عام حال میں واقعہ فی مشک کا عامل بن جاتا ہے۔ لباس پہننے میں تنگ رہنا اخلاف انسانیت یعنی
 کرتا ہی شہوانی قوی کیلئے تخصیص سے کام لیتا ہی پہر اس طرح ترقی کرتا ہو اعلیٰ جسمانیہ درجہ عانیہ میں اپنی اور اپنی
 نئی نوع کی بہتری چاہتا ہو اور آبی رضا مندی اور اس کی محبت کے لئے تڑپتا ہو مگر بعض لوگ رہنشاہک اور سن مانی رہنما
 نکالتے یا اختراعی راہوں پر چلتے ہیں۔ جیسے اکثر زائد خشک اور شلیٹوں کے گردیدہ اور اکثر بمبران انجمن اور سیلف طوقہ
 اسلامی راہ یعنی خدا کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کرتے ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک طبعی حالت کو اخلاقی رنگ میں لپی
 احکام کے ذریعہ لانا اصل شائستگی اور حقیقی مذہب ہو۔ صرف طبعی حالت پر رہنا کوئی عمدہ صفت نہیں شرف مذہب دینی
 کی غرضی اور جھگڑا کو پسند نہ کرنا اور مقابلہ سے گریز ایسی صفات ہیں کہ بہت حیوانات ان سے موصوف ہیں کتوں کی
 صلح کاری با برہمہ کا بیان ہو حاجت بیان نہیں۔ جوؤں تک مارنا بلکہ ہوم کو ترک کر دینا کامیں شہداء و انما پڑتا
 ہے۔ اور اس میں کمیوں کی غاۓ بربادی ہے۔ ہوم میں مشک ڈالنا پڑتا ہے۔ اسکی مگرانی کے باعث شکاری لوگ ہرنوں
 کا استیصال کر دیتے۔ بوقتوں اور ریشم کو استعمال میں نہ لانا اس خوف سے کہ ہزاروں سیدکے کیڑے اور شیم کو کیڑے
 تباہ ہو گئے بلکہ گھم بھی ترک کر دینا اس خیال سے کہ اس میں پھڑوں کی حق تلفی ہے۔ یہ سب باتیں غبی کی باتیں نہیں انکے
 خلاف اسلام کیا ہو۔ وہ جو تمام ترقیات میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بننا۔ قرآن مجید میں لکھا ہے۔ اَلَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَهَجَرُوا
 لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُمْ اُجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (پہلے بقولہ) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ
 وَنُسُکِیْ وَنُحْیَیْ وَ اَمْتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ اُْمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
 (پہلے انعام) پس اسلام یہ چیز ہو جسکو تنہی ترک کیا۔ اس مضمون کو تفصیل کے ساتھ ہم دیباچہ میں لکھینگے انشا اللہ
 تعالیٰ۔ باقی حصہ اعتراضات کا جواب دیکھو سوال نمبر ۱۱۔ اور سوال ۱۲۔ اور آخر دیباچہ میں۔

سوال نمبر ۹۹ عورتیں تمہاری کمیٹی میں آدھوں کے برابر ان کے حقوق نہیں۔

الجواب ان کو ایک سے آپ کو عمدہ اور اعلیٰ قوم کی بی بی نہیں مل سکتی۔ انہوں تجھ پر اذیت کے عنوان اور
 انصار پر دیکھتیرے دیانند نے کیا کہا ہے اور کس طرح عورت کو کمیت سے تشبیہ دی ہے۔ نابکار ہے قرآن مجید ہے
 کہ جس کا تمہارا کیا وہی بات تمہاری گھر میں ہم دکھا دیں اگرچہ ہماری باتیں اس سے اعلیٰ ہوتی ہیں دینانہ کا قول
 ہے جو کوئی امن میں قیمت چیز کو بیگانہ عورت۔ زندگی یا بڑی مردانہ صحت میں کھوتے ہیں بڑی معقول ہوتی ہیں
 کیونکہ ان کی مالی عامل ہو کر بھی اپنے کھیت یا باغچہ کے سوا اور کمین بیج نہیں لوتے۔ جبکہ موسیٰ بیج اور حامل
 کا ایسا دستور ہے جو شخص سب سے اعلیٰ انسانی جسم کے درخت کے بیج کو برے کہتے ہیں کھوتا ہے مردہ ہماری
 بیوقوف کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کا چل۔ ب کو نہیں ملتا (۱۵۶۔ ستیارتھ) اور اسی واسطے نیوگ کا بچہ دوسری

کا ہوتا ہے۔ گودیانند پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ نیوگی کو بھی اس میں سے حصہ مل سکتا ہے اس نیوگی والے بھی جو قوت نادان ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے ادنیٰ میں بھی دیر سچ دان کرتے ہیں۔ منواد صیائے ۹ شلوک ۴۷۸ تا ۴۸۵ صفحہ ۳۳۵-۴۸۸۔ جس طرح گنو۔ گمورا۔ اونٹ۔ لونڈی۔ بھینس۔ بکری۔ بھیڑ۔ انہوں میں بچہ پیدا کر نوالیکا مالک بچہ کو نہیں پاتا۔ اسی طرح دوسری عورت میں تخم ڈالنے والا اولاد کو نہیں پاتا۔ ۴۹۹۔ دوسرے کے کھیت میں تخم ڈالنے والا اس تخم کے ثمر کو کبھی نہیں پاتا۔ ۵۰۰ دوسری کی گنو میں دوسری کا بیل پھڑا پیدا کرے۔ تو گنو کا مالک ان بچڑوں کو پاتا ہے۔ اور بیل کا لطفہ بیفادہ جاتا ہے ۵۰۱ اسی طرح دوسرے کے کھیت میں بیج بونے والا کھیت والیکا مطلب کرتا ہے آپ بھل کو نہیں پاتا ہے۔ منواد صیائے دس کے شلوک ۵۰۱ میں بحث کی ہے۔ کہ اولاد میں اثر اں کا ہوتا ہے۔ یا باپ کا اور ام میں کہا ہے اس زمین میں جو بیج پڑتا ہے۔ وہ بر باد جاتا ہے اور کھیت اچھا ہے مگر اوس میں بیج نہیں تو وہ صرف چوترا ہے دیکھو کھیت سے تشبیہ کیسی دی ہے۔

عورتوں کو کھیت کہنی کی غرض کیا ہے اول یہ کہ عورت سے خلاف وضع فطرۃ عمل کیا جادوی دوم اس سے بہ کثرت جماع نہ کیا جادوی۔ سوم اسکی اور اسکے محل کی ہمیشہ حفاظت ہو چہا دم جن کے بچہ گر جائے یا مر جائے وہ اس تشبیہ سے فائدہ اٹھائیں کہ ایک سال صحبت ترک کر دیں جس طرح زمین اس ترک سے مضبوط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ عورت قابل حمل رکھنے کے ہو جادوی۔ پنجم اپنے کھیت میں دوسرے کا بیج پڑنے سے اس لئے کہ اس سے فساد ہوگا۔ اور عورتوں کے حقوق کے متعلق سنو کیا تمہارے تانان میں عورت و مرد کے حقوق مساوی ہیں۔ دیکھو منواد صیائے ۵ شلوک ۱۴۷ تا ۱۴۸ صفحہ ۱۸۵-۱۴۷ عورت نابالغ ہو یا جوان یا بڈھی ہو۔ مگر میں کوئی کام خود مختاری سے نہ کرے (دیکھو اپنے گھر کی مساوات کو) ۱۴۸۔ عورت لڑکپن میں اپنی باپ کے اختیار میں رہے اور جوانی میں اپنے شوہر کے اختیار میں اور بعد وفات شوہر کے اپنے بیٹوں کے اختیار میں رہے خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔

منواد صیائے ۹ شلوک ۳۲۷-۳۲۸ لڑکپن میں باپ اور جوانی میں شوہر اور بڑھاپے میں بیٹا عورتوں کی حفاظت کریں۔ کیونکہ عورتیں خود مختار ہونیکے لائق نہیں ہیں۔

منو ۱۰-۱۱ صیائے شلوک ۱۸۱۵ صفحہ ۳۲۹ عورت تدبیر نیک سے محفوظ رہی ہو۔ تاہم اپنی باطلواری و تلون طبعی و سونالی و عادت بدان باتوں دشہر کو رنجیدہ کرتی ہے۔ اور قدرت نے کیا مرد و عورت میں مساوات رکھی ہے۔ بچہ کے پیٹ میں رکھنے جتنے پرورش کرنے میں کیا حدت مرد و سادی ہی ہرگز نہیں۔

سوال نمبر ۵۹ { اگر کوئی عورت بدکاری کرے۔ تو اس کو پیٹو اور گھر میں قید رکھو۔ کہ مر جاوے

برکار مرد کو عورت جوئے کیوں نہ لگائے۔ عورت غلاموں کی طرح ملکیت تصور کی گئی ہے۔

الجواب وَاللَّاتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَاءِ كَثْرًا سَتَشْهَدُ وَأَعْلَيْنَ أَرْبَعَةَ مَشْكُوفَاتٍ شَهْدًا وَأَقَامِسُ كُفُوفَهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّهِنَّ الْكُوفُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ مَسِيرًا وَاللَّهُ يَأْتِيَنَّهُمَا مِنْكُمْ فَأَذُوهُمَا فَإِنَّ تَابَ وَاصْلَمَا فَتَغْرِبُ عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا (نساء) اس کا مطلب تو صاف تھا۔ کہ شریر عورت کو بے وجہ سزا دی جائے۔ بلکہ اسکی شرارت پر چار گواہ گواہی دیں کہ یہ عورت شریر ہے۔ تو اس کو قید کر دو جب تک خدا تعالیٰ کو کبھی راہ نہ نکالے۔ اور اگر میاں بی بی دونوں شرارت کا ارتکاب کریں۔ تو دونوں کو سزا دو اور اگر شرارت کرنے سے باز آجائیں اور سزا کر لیں تو ان سے اعراض کر دو۔ اگر یہ حکم خاندان کا تجویز کریں جیسے تم کہتے ہو تو پھر خاندان کیا خود اپنے آپ کو سزا دے گا۔

احقن کے اکثر کام قاتل کے ہی ہوتے ہیں۔ تو سزا یہ احکام سلطنت کے متعلق ہیں۔ جبکہ سزاؤں کا اختیار ہوتا ہے۔ اور وہی امر نامہ سکوت کے مخاطب ہیں اسکے معنی میں بند کر دو۔ اب تم تمہیں تمہاری گھر سے یہ ہیں جس بات پر تم نے اعتراض کیا وہ بعینہ لفظ تھا ہے گھر میں مجبور ہے۔ منو ادھیا ۹ شلوک نمبر ۱۰ ص ۳۲ جس عورت کے اوپر دوسرا دواہ شوہر نے کیا اور وہ عورت غصہ ہو کر گھر سے نکلی جاتی ہو تو اس کو روک کر گھر میں رکھنا خواہ خاندان کی روڑہ ترک کرنا چاہئے۔ اور منو ۹-۷-۷-۷ میں ہی عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان دالہ و اتحاد و دم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ پس جو اعتراض تم نے کیا ہے بعینہ وہ تمہاری منشا سے برآگیا ہے۔ رات دن عورتوں کو شوہر وغیرہ کے وسیلے سے اختیار کرنا مناسب ہے جو عورت بشیوں میں لگی ہو اسکو اختیار میں رکھنا چاہئے۔ منو ادھیا ۹-۲-۱۰۔

عورتوں کو مشورہ سے الگ رکھے۔ منو ۷-۱۳۹۔

سوال نمبر ۱۰ طلاق پر اعتراض عورت بد صورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو تو مرد طلاق دے اور اگر مرد بد صورت ہو لڑکیاں پیدا کرے خراب ہو۔ تو عورت طلاق دے۔

الجواب۔ عورت کو پسند کر کے بیاہ کرنا شرع اسلام کا حکم ہے اور پھر ایک ایسا حکم ہے کہ تمہاری کسی کتاب میں نہیں اور دنیا کی کسی کتاب اور قانون نے ایسی سفارش مردوں کو کی ہے۔ جیسی قرآن کریم نے عورتوں کی بہتری کے لئے فرمائی ہے وَغَاثِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكُنَّ هُوَ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (نساء) ترجمہ اور تم عورتوں سے اچھی طرح بڑاؤ کرو پس اگر تمہیں بُری لگے۔ اور اندھا میں خیر کثیر رکھ دے۔ پھر فرمایا ہے فَعُطُّوهُنَّ وَانْجِرْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْبِرْ لَهُنَّ (پس نسا) انہیں نصیحت کرو اور انکی چارپائی الگ کر دو۔ اور سزا دو اور اگر پسند نہ آئے

تو عورت کے رشتہ دار اور مرد کے رشتہ دار دونوں کو لٹ کر کے صلح کرادیں۔ جیسے فرمایا۔ فَابْعَثُوا حَكَمًا
مِّنْ أَهْلِهِمْ وَحُكْمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا (پ۔ نسا) یعنی حتی المقدور
بجھناؤ۔ کبھی سرزدش سے کبھی الگ سونے سے اگر اس طرح بھی نہ سمجھیں تو جیسے مذکور ہوا پھر مرد اور عورت
کے رشتہ داروں سے حکم ملاؤ۔ اس تدبیر کے موافق اگر عورت اور مرد کا ارادہ اصلاح کا ہوگا تو اللہ ان میں
موافقت پیدا کر دیگا اور یہ تمہارا اعتراض کہ ”عورت طلاق نہ دے“ کو رائے تعصب یا جمالت سے پیدا
ہوا ہے اسلام نے عورت کو صاف اجازت دی کہ وہ بھی واقعات ضروری کے پیش آنے پر مرد سے طلاق
لے سکتی ہے۔ اسے اسلام کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ با اینہم خدا تعالیٰ کی کتاب فرماتی ہے۔ وَلَوْ كُنَّ
مِثْلُ الَّذِي عَلَيْكُمْ بِالْمَعْرُوفِ (پ۔ بقرة) اور عورتوں کے حقوق کی رعایت مردوں کے فائدہ ویسی
ہے جیسی کہ عورتوں پر مردوں کے حقوق کی۔ سمجئے تمام دنیا کے قوانین اور آسمانی کتابوں میں وہ آزادی
اور حقوق عورتوں کے نہیں دیکھے۔ جو قرآن کریم میں بیان کئے ہیں اور ہندوؤں کے قوانین تو سن ہی چکے
جو۔ اب فیصلہ کرو کہ قدرتی اور بحری مساوات کہاں ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۱ اگر مرد ایک وقت میں دو دو تین تین چار چار کرے اور عورتیں ایک ہی وقت میں دو دو تین تین چار چار کرنا چاہیں تو ان کو کون سا ذکر کرنا چاہیے۔

الجواب - غالباً عقلمند بنی سائے کی مراد ایک وقت سے ایک دو منٹ تو نہیں ہوگی ہم فرض کرتے ہیں کہ مثلاً ایک مہینہ ایک برس یا تین برس مراد ہوگی۔ مگر ہم یہ بتاؤ کہ ایک عورت ایک وقت ایک مرد کا بچہ تو پیش میں رکھ سکتی ہے تو کیا بہت سائے مرد کا بچہ (یعنی) نطفہ بھی اسی پیش میں رکھ کر بچہ دے سکتی ہے۔ اگر تم بلا واسطہ اس شکل کو حل نہ کر سکو تو آریہ سماج کی لائق استریوں سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ اب یہی بات کہ مرد ایک وقت میں کس قدر عورتوں میں بیج ڈال سکتا ہے۔ تو یہ بڑی بدیہی اور شاہدہ کی بات ہے ورنہ میں یہ نظارہ نظر آ رہا ہے عورتوں کا مکان مردوں کی کثرت کا متفقہ نہیں۔ قدرت نے ایسا نہیں بنایا۔ اس واسطے کہ عورت کیوں نہ کریں یہ کہ جواب ہے کہ نہ کریں۔ کیونکہ قانونِ اکہی اجازت نہیں دیتا۔ اور قانونِ قدرت کی عدم اجازت سے منہ پھیر کر اس کی بنی پر اقدام کرنا ہوا آتشک اور ایسی طرح طرح کی لعنتوں میں گرفتار ہوتا ہے۔

تعداد ازواج بے وجہ جائز نہیں اصل سبب تعدد ازواج کا بدکاریوں کو پھنسا ہی جو لوگ کنشوں میں تعداد ازواج کے مخالف ہیں۔ یہ اندرونی خواہشات اور افعال کا ساطا لکریں صرف کزودہ خلق کے عادی۔ مخنث طبع۔ عذیم الفرصت لوگ اس فکر سے مستثنیٰ ہیں جس قوم نے زبان و تعدد ازواج کا انکار کیا یہ وہ عملی طور پر ناجائز اور نہ ناپاک تعدد ازواج یعنی زنا کاری میں گزرتا رہوے ہیں۔ انکی خواہشوں کی وسعت اور دست برداری

بنے ایک عورت پر تناعت نہ کر کے ثابت کر دیا ہو کہ فطرت میں تعدد ازدواج کی آرزو ضرور ہے خدا تعالیٰ کے قانون کا یہ مقتضا ہونا چاہئے۔ کہ وہ انسان کی وسیع خواہشوں اور اندرونی میلانوں پر مطلع اور حاوی ہو کہ ایسی ترتیب اور طرز پر واقع ہو کہ مختلف جذبات والی جبلت کو بھی تقویٰ اور طہارت کے دائرہ میں محدود رکھے ستیارتھ کے صفحہ ۱۲۰ میں لکھا ہے ”جب مہینہ بھر میں حیض نہ آنے سے حمل کے ٹھیکے کا یقین ہو جائے تب ہی ایک برس تک عورت مرد ہمبستر کبھی نہ ہوں؟“

انصاف کے لئے میں تمام آریہ سماج اور ناظرین کتاب کی حضوری میں اپیل کرتا ہوں کہ یہ عملدرآمد غلطی کا ہے اور جبکہ یہ سبیاں حمل کے بعد حمل میں رہتی ہیں وہ دو تین سال صرف دو تین بار جماع کر کے سندرت قوی المزاج مجبورہ کر متقی بنے رہ سکتے ہیں؟

اور صفحہ ۱۵۵ میں لکھا ہے اگر عالمہ عورت سے ایک سال محبت ذکر نیکی عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جائے تو کسی سے نیوگ کر کے اسکے لئے اولاد پیدا کر دی گئی یا نہ دیا نہ لے کے احکام تقویٰ اور راستی کی ہدایتیں ہیں بدتمت مصلح ناپاک تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہو۔ گنہگار کے پاک بیویں کے پاک فعل کی پیروی سے روکتا ہو۔ اب تعدد ازدواج کے ثبوت اپنی ماں سے من لو۔

منو۔ ۲۲۱۔ صفحہ ۲۳۸ میں ہے کھانا کھا کر عود تول کے ساتھ محل میں بہا کر کرے۔ اس کے بعد بوقت موقع پھر امور سلطنت کو دیکھے۔ پھر

منو ۹۔ ۱۲۴۔ صفحہ ۲۳۹ میں ہے :- بڑی عورت میں پہلے لڑکا پیدا ہوا ہو۔ تو پندہ گنہ اور ایک میل یسوسے اسکے بعد چھوٹی عورت میں جواڑے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اپنی والدہ کی شادی کے سلسلہ سب بزرگی کو پا کر یقیناً باقی ماندہ گنہوں کا حصہ لیویں۔ پھر

منو ۴۔ ۸۳۔ صفحہ ۳۶ میں ہے ایک آدمی کی چار پانچ زوجہ ہوں ان سب میں ایک پتر وان ہو۔ تو اسکے ہونے سے سب زوجہ پتر وان کہلاتی ہیں۔ سب اس بات کو من جی نے کہا ہے۔

پھر منو ۱۱۔ ۵۔ ۴۱۷ میں ہے :- پہلے عورت موجود ہوا اور بھکشا سے دولت فراہم کر کے اس روپیہ سے دوسری شادی کرے۔ تو اسکو صرف جماع کا لطف ملتا ہے اور اولاد اسی کی ہے۔ جس نے دولت دی اسی قدر حوالے طالب حق اور خداترس کے لئے کافی ہیں۔ ان کے بعد پھر اسلام پر اعتراض کرنا ایسے شخص کا کام ہے۔ جسے حق اور حقیقت سے دراصل کوئی تعلق نہیں۔

سوال نمبر ۲۔ عورتیں پردہ کریں۔ مرد کیوں نہ کریں۔

الجواب۔ اول تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیتے جاویں۔

دوم عورت کے لئے جو حمل بچہ جننے۔ دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہیں۔ اسمیں مرد کو کس طرح عورت کے ساتھ مساوات کا حصہ ہے۔

سیوم عورت کے لئے یہ تکلیف باسباب پتر جنم خیال کی جادیں۔ تو بقیہ عدم مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جائے۔

چہارم یہ آیت جسکا حوالہ سوال میں دیا گیا ہے یہ۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَائِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ خَلَائِقِ بَنِيهِنَّ ذَلِكُ اَدْنٰى اَنْ يُعْرِضْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا** (پ ۱۰ احزاب) اور اسکے مابمل یوں ہے **اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ اِخْتَلَوْا هُمْثًا اَوَّلًا ثُمَّ اٰثْمًا مِّنْهُنَّ** (پ ۲۲ احزاب) **ترجمہ**

نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کر بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائیگی۔ اور ستانی نہ جائیگی اور اللہ غفور رحیم ہے اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو

خواہ خواہ بغیر انکے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بیکاری کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد یہ آیت ہے **لَنْ يَكُنَ لَكَ نَتَشَ الْكُفْرُوْنَ وَاللَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّلَمْ يَجْعَلُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ**

لَعْنَةُكَ يٰ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّ الَّذِيْنَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا (پ ۱۰ احزاب) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بُری خبریں اُڑا دیوالے باز نہیں آئیگی۔ تو ہم تجھے اُن کی سزا دہی پر آمادہ کرینگے پھر یہ

مدینہ میں تیری قرب و جوار میں رہنے نہیں پائینگے۔ ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض پرہیزگار مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اور عورتوں کو دکھ دیکر اُن کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے

تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونیکے مدعی تھے۔ اس لئے جب پکڑے جاتے تو عذر کرتے کہ اسکو ہم ہی پہچانا نہیں اسبواسطے یہ نشان لگایا گیا۔ عذر کرو یہ کلمہ قرآن کریم کا **اِنَّ يُعْرِضْنَ قُلُوْبُ ذِيْنَ** اور اقبل کی آیت

کس قدر صفائی سے بتاتی ہے۔ کہ بڑی چادر ایک نشان تھا۔ اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شرارت کی بندش

اسلام نے کی کہ اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئی۔ تو ہم ان کو خوفناک سزا دینگے۔ انوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ سنو اس قسم کے نشان کیسے ہو چکے ہو جو دیر

غور کرو۔ منوادھیام کے شلوک ۲۱۵۔ ماں بہن اڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہ کر کوئی نماندہی بہت بلوان میں۔ پنڈتوں کو بھی بُری راہ پر گھنچا ہوتی ہیں۔ اور ۲۱۴ میں ہے۔ کام کرو۔ بہت پنڈت ہویا مرد کہ

ہوا سکوبڑی راہ میں لیجانے کے واسطے استری لوگ سامنے رکھتی ہیں۔ ستیا رتھ کے تیسری سہاس فقرہ ۱۱ صفحہ ۴۲۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی پالش لالہ ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہئے۔ جو معلم یا معلم

یا فکر چاکر ہوں لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں۔ زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکلا اور مردانہ پاٹھ شالہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پاسے۔ مطلب یہ کہ جب تک وہ برہنچاری یا برہنچاری نہ رہیں۔ تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار نہ ہو۔ اکیلا رہنے بات چیت کرنے شہوتی کھانے باہم کیلئے شہوت کا خیال۔ اور شہوتی صحبت ان آٹھ قسم کی زنا کاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہو نہ رہے تو ان آٹھ قسم کے زنا میں۔ دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا۔ **اوتارک اسلام** فوجان سوچ کر تو ہی کچھ اس کا جواب دے۔

سوال نمبر ۱۷۔ لے پالک بیٹی کی بیوی حلال ہے اس طرح تو لوگ لے پالک بنا کر اور جائداد کا طبع دیکر جوڑ توڑ سے عورت اڑا لیتے۔ بغیر نکاح و گواہ تصدیق میں لائیکے لئے آیت قرآن پیش ہوگی۔ **الجواب**۔ لے پالک بنا کر پال۔ لے پالک بنا کر شروع اسلام میں جائز نہیں۔ تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا۔ لے پالک بیٹیا حقیقتہً بیٹیا ہی نہیں اور اس کو بیٹیا کہنا سچ نہیں۔ اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کاشف ہے اس کو بیٹیا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔ کیونکہ بیٹیا باپ کی جز ہوتا ہے۔ اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے کیونکہ نیوگی بیٹیا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اس کا جز ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت و مزہ بھی اٹھالی اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسری کے مال و دولت کا مالک بھی بنا لے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑا لے اور اپنا ہی بیٹیا جائداد کا مالک کر لے اور پھر عدد کر لے کہ یہ وید کا ارشاد ہے آہ کوئی سمجھنے والا ہو۔

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر جائز ہوگی۔ جبکہ لے پالک بنا کر باہمی جائز نہیں۔ پھر کسی دوسرے کی بی بی بے عدل طلاق کے اور اسکی عدت گزرنے سے پہلے جائز نہیں۔ پھر بدوں نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضا مندی ان والیوں کے جو عورت کے ہتھم ہوں۔ ہماری مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور کچے یہاں ضروری ہے۔ سوچو اور غور کرو کہ اس حبیب الزام کا نشانہ دیکھنا مذہب ہو۔ یا کوئی اور۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہو۔ کہ اس کا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اسکے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں کوئی رشتہ دہ ہے جو غور کرے۔

سوال نمبر ۱۸۔ مغربی سے رت ڈرو۔ نکاح کرلو۔ خدام کو غنی کر دینا۔ اس پر مہی کی ہے اور مستحکم سے کام لیا ہے۔

الجواب۔ منوں تو یہ لکھا ہے کہ عورت کی حفاظت کرنے سے اپنے خاندان اولاد آتما دم دم وغیرہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ مناد ص ۹۔ ۷۔ اور اسی منہ کے اصحا ۹۔ شلوک ۲۰ میں ہے۔ ۱۔
پُنت نام ہے دوزخ کا اور ترجمہ معنی محافظ کے ہیں چونکہ بیٹا باپ کو دوزخ سے بچاتا ہے اس سبب سو پتر کہتا ہے۔ اس بات کو شرعی برہا جی نے کہا ہے۔

اور یہ تو ظاہر ہے کہ غریبی بھی تمہارے یہاں ایک نرک ہے۔ ذرہ سوچو پتر تمہارا آریہ مسافر اور اسکے اوپر مہارشی دو فو بلا پتر مر گئے۔ غور و تامل کرو۔

مخلوق میں حیوانات کو پھر خاص انسانوں میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لوگ مختلف القویٰ اخنی الگ الگ قوتوں کے پیدا ہوتے ہیں بعض کے قوی شہوانیہ قوی اور بعض کے بہت ضعیف ہوا کرتے ہیں۔ جس آیت کریمہ کا ترجمہ حملہ دیا ہے۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ **وَأَنكحُوا الْأَيَّامِيَّ مِنْكُمْ وَالضَّالِّحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَالْمَاءِ كُفَّ**
أَن تَكُونَ نَاقُصَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا فَيُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ (پش۔ ذرہ) یعنی اپنی میں سے بڑے عورتوں اور قابل اولادوں
لونیوں اور لونڈیوں کا نکاح کرو۔ اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف و کساح ذکر میں تو اپنی فضل سے انہیں غنی کر دیجھا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاروں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجازت صاحب خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہیں نیچے رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاء مردوں اور عورتوں اور اپنی اچھے غلاموں داسوں اور لونڈیوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کرو۔ دیکھ کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے کہ اپنی لڑکوں کیوں کا بیاہ تو کرتے ہو۔ داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کر دو۔ نیز شرع اسلام میں غلاموں اور لونڈیوں کے کیلئے گھر میں آنے جانیکی اجازت ہے اور ان سے پردہ نہیں۔ اب اگر ان کی شادی نہ کی جائے۔ تو آخر گھروں میں بدکاروں کے مرکب ہونگو۔ پس ضرور ہوا۔ کہ انکی شادیاں کر دی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہماری ہی بچے بچیاں ہیں۔ اور بتایا ہے کہ وہ قابل شادی ہوں۔ اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو انکی شادی کرو۔ علی العموم شادی شدہ انسان کا کل دست نہیں رہ سکتا۔ نیز تعلقات کے باعث اسکے اخلاق میں بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بی بی۔ بچوں۔ بیبیوں کے کنبہ اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑیگا۔

آخر کو بھی انسان ہے۔ سوچ تو سہی غلام اور لونڈیاں اور بے بیاء مرد و عورت جن کو شہوت کے اسباب و بتیاء دے دی گئے ہیں۔ غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دی ہوئی اور اسکی پیدا کردہ اعدا شہوت کے متعلق کیا یقین کریں کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے خود بائشدا دانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے۔

سوال نمبر ۱۰۵۔ اسوں۔ چچا کی لڑکیاں سیاہ کرنا معیوب ہے۔ کیونکہ بھائی بہن کا سیاہی لینی دینی نہیں معیوب ہے۔

الجواب۔ تم لوگوں کے فضول لفظ اور دعویٰ ہی ہوتے ہیں۔ اس پر دلیل کیا کہ وہ معیوب ہے اور بھائی بہن کا سیاہ ہے۔ کیا دید میں ممنوع ہے، کیا نیچر نے عقل نے کائنات نے تجربہ نے اسے بالآخر مشاہدہ نے اس تعلق کو منع کیا ہے۔

ہمارے ضلع شاہ پور پڑائے تحصیل خوشاب اور اسکے ارد گرد بہت گاؤں ہیں اور اُن قوم ہندو نے کہا ہے اس غلط خیال اور اسلامی تعلیم کی حقیقت کو سمجھ کر چچا اور اسوں جیسے قریب شتوں میں شادیاں شروع کر دی ہیں۔ جیسے یورپ کی قوموں نے آخر مسئلہ طلاق کو اور رازن قوم نے یورپ و امریکہ میں کثرت ازدواج کو قبول کر لیا۔

سوال نمبر ۱۰۶۔ مسلمانوں کے لئے چار اور نبی کریم کے لئے زیادہ۔ قانون کو معین خود

الجواب۔ تم نے سورہ احزاب کا حوالہ دیا ہے۔ میں نے سورہ احزاب کو پڑھا ہے۔ وہاں ہرگز نہیں لکھا کہ نبی کریم عالم مسلمانوں سے زیادہ کے ساتھ شادی کر لیں۔

دوم اگر ایسا حکم سوائے سورہ احزاب کے قرآن کے باہر بھی ہو تب بھی موجب اعتراض نہیں اول تو اس لئے کہ تم اعتراض پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جہاں سے وہاں نیوگ کے احکام میں لکھا ہے۔

(۱۵۰) معیار یہ کہ برہمن اپنی بی بی سے دہیٹے اور دوسرے کی بیبیوں سے دودھ پیٹے اُن کے لئے پھر برہمن اپنی بی بی کے علاوہ جہاں سے دہیٹے۔ کھڑائی سے۔ دیشنی سے نیوگ کرے۔ مگر کھڑی برہمنی سے نہیں۔ بلکہ کھڑائی اور دیشنی سے اور دیشن صرف دیشنی سے نیوگ کر سکتا ہے۔

دیکھو برہمنوں نے جنھوں نے ویدوں کی شرح لکھی ہے اپنے حقوق کو کیا مستثنیٰ کیا ہے۔ بلکہ یوں کہیں کہ وید نے ہی مستثنیٰ کیا ہے۔ اگر کہو کہ ان کے علم و ہنر و فضل نے یہ امتیاز ان کو بخشا ہے۔ تو مسلمان اپنے رسول کو بہت بڑا عظیم الشان اور بنیظیر انسان مانتے ہیں۔ پھر وہ کیوں متاثر نہ ہوتے۔

سوال نمبر ۱۰۷۔ اے رسول تم کو خبریں غیب کی سناتے ہیں۔ حالانکہ یہ مقدمہ مانگے جائیں میں موجود ہیں۔ ان میں غیب اور راجی کی کیا ضرورت تھی۔

الجواب۔ (یکسو سمدہ ہود) عقلمند انسان۔ بال۔ آیت شریفہ جس پر تیرا اعتراض ہے اسکے

[illegible]

(۲۷) وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ یعنی اگر تم منہ پھیر کے تو بے رب
میں ٹھہراؤ تو تم پر بڑھوں کہ عذاب ہو۔ پھر حضرت نبی کریم کے مخالفوں کی شرارتوں کا ذکر کیا ہے جو
اس کے مقابلہ میں کہتے رہے پھر عظمت اکہیہ کا بیان کیا پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے تو منکر مہلت
پر بھی نہیں کرتے ہیں۔ پھر علم انسانی حالت کا ذکر کیا۔ پھر بتایا ہے کہ علی العموم انسانی محنت اگر دنیا کے
لئے تو انسان کو دنیا میں فائدہ ہوتا ہے مگر تیری مقابلہ میں اللہ کی محنتیں ایسا کاروبار ہے

[illegible]

الْغَيْبِ نَحْنُ مَوْلَا إِلَافٍ مَا كُنْتُمْ لَعَلَّمْنَا أَنْتُمْ وَلَا تَعْلَمُونَ قُلْ هَذَا مَا عَزَمْتُ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ
 (ہود) یہ باتیں جاننا کہی گئیں غیب کی خبریں جو وحی کی ہی انکی تیری طرف تو نہیں جانتا تھا ان باتوں کا
 ذکر تیرا اور تیری اتباع کا انجام کیا ہوگا اور اس پر پہلے تیری قوم جانتی تھی کہ ان کا انجام کیا ہوگا، اس مبادیہ
 انتظار سے دیکھ رہے ہیں آخر عیدان سچی کیلئے ہو۔

سوال نمبر ۸۸ - انبیاء کے جننا میں کا ذکر ہے۔ باتی کیوں نہیں۔

الجواب - انبیاء و رسول میں قدرت کاملہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ وَصَلَّيْهِمْ جَنُودُ رَبِّكَ لَا
 هُوَ اَوْ فَرَأَاهُ۔ ہنرمند منہ قَضَمْنَا عَلَیْكَ وَهَنَیْمُ مِنْ لَمْ نَقْصُصْ (پہلو میں) خدا تعالیٰ نے قرآن
 الکریم میں فرمایا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کے نبیوں میں راستباز کیسے ہیں۔ پہلوں پر مشرک اور یکساں راستی کا ذکر
 کیا ہے جو تمام امتیازوں میں عظم تھی، اور جو حال سب کے دنیا کو پہنچ گیا۔ اور نوح کے طوفان پر ایک نوح علیہ السلام
 کے مسلم راستباز کی کا ذکر کیا اور ان کا نوحہ بنا کر یہ پتھری اور پتھر کو پیش گوئی کی کہ میری تعلیم بھی وہی تعلیم
 ہے۔ جو کل راستباز اور نوحہ ہے۔ اور اس ہی طرح کا سیلاب ہو گا جس طرح وہ سب راستباز کا سیلاب ہو چکی
 کامیابی تھا اسے نزدیک ہی مسلم ہو۔

۱۰۔ امان محترم آنا نہیں ہو گا کہ خدا کی کتاب بے فائدہ اس اشاری کے ہزاروں جلدیں ان پیشانیوں اور
 مصلحوں کے اسما کی تدوین میں جمع کر دیتی تو مخلوق کو اس سے کیا سبق دیتی قرآن کریم کا یہ نہیں اور بلکہ وہ
 کافی ہے کہ کل راستباز کی ایک ہی تعلیم تھی۔ اور میری وہی تعلیم ہے۔ اور میں ضرور کا سیلاب ہو جاوے گا۔ اور اس
 ہی ہو گا کہ خدا تعالیٰ کا وہ آخری علیہ السلام انسان ہی ہر قسم کی کامیابی کا ماحہ چکر دنیا سے رخصت ہوا۔

سوال نمبر ۱۰۹ - ویدوں کا ذکر کیوں قرآن میں نہیں۔

الجواب - قرآن مذکورہ اہلکتاب کی کتاب نہیں وہ علم الہی کی کتاب ہے کتنے رسائل جو وہ نصائے
 کے پاس میں کسی کا ذکر نہیں صحت ابراہیم کا ذکر ہے اور وہ اب تک موجود نہیں یہ امر نوح علیہ السلام
 کے دیکھ کر ہی خاص محقق متعین تھے ہی ہو۔ اس اختلاف پر بحث کرنا یہ محل نہیں۔ مگر یہ امر مسلم ہے کہ
 وید علم صحیح کا نام ہے اس لئے مکہ ویر کے معنی ہیں۔ وہ پیر جس کے ذریعہ ہم سمجھتے اور سچا جاتے ہیں۔ اس معنی کے
 الفاظ سے تمام مذہب و دین جن سے سچے علم حاصل ہوتے ہیں۔ وید میں موقوف قرآن کریم کے وہ تمام ذرائع صحیح
 حوالہ دینے جاتے ہیں مثلاً فرمایا۔ اِنْعَمَ اللَّهُ عَلَیْكَ وَتَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَمِیْعٌ وَبَصِیْرٌ وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى
 خود تمہارا معلم ہو گا۔ یہاں حق تعالیٰ کو ذریعہ علم بتایا اور تقویٰ کیا ہے عقائد صحیحہ راستبازی کے اقوال یا
 باتوں کہیں ایمان بالغیب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے دعا اور مخلوق کی بہتری کے لئے اپنے خدا داد

حادثہ ہے۔ جہاں تک مخالف کی سوجھ بچھ سکتی ہو فہم سے بالاتر بات کرنا حکیم کا کام نہیں۔ انبیاء اور رسول پر اللہ جل شانہ جیسا علیم و حکیم کو یہی لائق حرکت کرتا۔

سوال نمبر ۱۱۱ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ بِحَقِّکَ اَلَا مَیِّتٌ رَّسُوْلًا پُرِ عِزْرًا ضَرِیْکَ یَا کَرِیْمُ کَلِمَہٗ عِلْمِ

بلا باپ پیدا ہو گیا۔ لاطھی کا سانپ بن گیا۔ یہ باتیں معقول پسند آ رہی کی کتاب میں نہیں ہو سکتیں۔
الجواب آیت کے صحیح معنی ہم جانتے ہیں۔ گیس کے معنی کو بیان کرنے سے پہلے میں گوجنٹا ہوں کہ صبح کا دلہل میں ڈوبنا کتنی بدلتا ہے کہ بچے ہوتے تو گول کہہ کر ارشاد میں کلام مجید پر اعتراض ہے اور ذرا سے رسالہ میں یہ تذکرہ دیکھو سوال نمبر ۱۱۰ پر صبح کے طلوع کی پیدائش پر سوال دیکھو سوال نمبر ۱۰۹۔
 پھر لاطھی کے سانپ پر اعتراض دیکھو سوال نمبر ۱۰۹۔ ۵۰۔

۱۱۱) بھلا یہ تو بتاؤ کہ قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے کہ سورج دلدل میں غروب ہوتا ہے۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔
 ہاں قرآن میں ہرگز ہرگز نہیں لکھا بلکہ دلیں لکھا ہے۔ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ سَیَّالٍ لِّغَظِّہِمْ

و جہاں جگہ کے معنی میں سمجھا اس نے سورج کو کہتے ہیں۔
 پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون کہتا ہے۔ کہ اُن پڑے تھے۔ ہمارے جس قرآن مجید پر لکھا ہے جس ہے اس میں تو لکھا ہے۔ اور ہمارے ہی کو خطاب ہے۔ عَلَمًا کَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ دَیْ۔ نَسَا۔ اور فرمایا عَلَمًا شَدَّیْدًا الْقُوَّةِ فَا مَسْتَوٰی (پک بیچم) اور فرمایا۔ قُلْ ہِمَّا رِیْبُ ذُو فِیْ عَلَمًا دَیْ طہ) اور فرمایا۔ وَقَلَّمَ اَلَا سُبْحَانَ مَا لَمْ تُعْلَمْ (پک اقرء) پس آپ کا معلم وہ علیم و خیر ہے جس کا دوسرا نام رب العالمین ہے۔ وہ ہر ایک کو اس طرح اب بھی سکھانے کو تیار ہے جس طرح اس نے پہلے سکھایا جیسے فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمَکُمُ اللّٰہُ (پک بقرہ)

ہاں تم بتاؤ کہ گنی۔ اوت۔ انگرہ۔ دایو جو تمہارے اصل معلم دانی دین خیال کنو گوی ہیں کیا پڑے لکھے تھے۔ ان کے کسی استاد کا نام بتاؤ۔ مگر آپ نے نور الدین کی شاگردی تو کرنا نہیں کیا کیا پال وہ پڑے لکھے تھے۔ اگر ہاں کہو تو ثبوت دو دیدے۔ اور اگر کہو کہ ہمیں تو دست برداری کرو اعتراض سے بات یہ ہے کہ اول تو رشی بے باپ تھے۔ دوم تمہارے اعتقاد کے موافق یہ خلاف قانون قدرت ہے کہ خدا ان سے بولا ہے سوم ہر حال اُن پڑے تھے۔ فیہد شیون نے جب یہ کلام ان سے سنا تو وہ خود عملاً کچھ نہیں بتائے بلکہ ان رضیوں کو بھی صرف اپنے فکر و خیالات سے خود بخود برہوں کی طرح ہی دیکر کہ معافی سمجھنے پڑے بخلاف نبوی اسلام کے کہ اپنے قرآن کریم کا اول عملی نمونہ بن کر دکھایا۔ آپ نے عمل کر کے دکھایا۔ عمل و در آمد کر کر

دکھایا۔ ٹوٹتی۔ اے۔ اور خود باللہ اسلامی اسکول کا بنیاد پڑھ لایا تھا۔ کیا کسی نیک بلحاظ میں بیٹے کو لکھ سکے گا؟
 ہوا تھا۔ اور کیا لکھا تھا۔ آریہ ورثہ کی تمام تفاسیر وید تو غلط ہیں۔ دیکھو سید ابراہیم بنیفر ۵۴۲ء اور دو گویہ میں
 صفحہ ۲۰۰ اور آریہ ورثہ کا عملہ اور قبل از آریہ مانج از ستر تا غلط تھا۔ یہاں دست کے صلح نکلا گیا ہے۔ اسی ہمارے
 نزدیک غلطی پر ہے۔ کیونکہ شکر اچانچ ویرا نہی تھے۔ مگر ایسا دعویٰ اسلام اپنی ہادی کی نسبت نہیں کر سکتا۔
 دیکھو عملہ راہ میں تعامل اسلام کیسا صحیح ہے۔

ادب و حرمت پہلی تعلیم پر حسب تحقیق دیا نہ غلط ہیں اور دینا ہی تعلیم پر تحقیق آریہ سائنس
 و تصدیق ہنسی رام وغیرہ غلط ہیں۔ دیکھو ترجمہ جو دیو ہاشی عبود کا ہنسی رام کا اہل ہنسی رام کا ترجمہ صفحہ ۱۵۵
 و ۱۵۶ اب آیت کے معنی سنو۔ ام القریٰ کی طرف مستند ہے کہ نہیں آئی ہوئی ہیں۔ غلط کرنا کہ ام کو الی گواہوں
 کر کے دکھایا۔ کہ تم عربی جانتی ہو۔ پس کیا یہ سچ نہیں پس امی کے معنی ہونے ام القریٰ کا ہنسی رام والا
 ام القریٰ کہہ نام ہی ہے۔ پس ان پڑھ کے معنی خواہ خواہ نے لئے موقع نہا سب کا چھپا دیکھ کر سنے کرنا
 چاہئے تھا۔ اور سچ یہ کہ جہاں کوئی ہادی بھیجا جاتا ہے اسی جی کو اس ہادی کے راہنیں اور بیسیوں کا
 ام جسکے معنی اصل کے ہن کہا جاتا ہے ثبوت ینبعث فی امھا اسبق لا ریش قصص، قرآن میں ہے
 پھر اس لحاظ سے بھی کہ معظمہ کو ام اور ام القریٰ کہا گیا اور ہر امور کی ہستی ام ہوا کرتی ہے۔

سوال نمبر ۱۱ اہل ان عربی معین پر اعتراض کیا ہو اگر عرب عذر کر سکتے تھے کہ ہم عربی نہیں
 جانتے۔ پھر کتاب الہی اسی زبان میں آئی ہے۔ جو کسی قوم و ملک کی خصوصیت نہ رکھو۔ اور سب انسان کی جزو۔

الجواب اگر سب لوگ تو عذر کر سکتے تھے۔ اور ان کا حق تھا۔ اور انہوں نے عذر کیا۔ تم لوگ عذر نہیں
 کر سکتے اور نہ تم نے اب تک عذر کیا۔ اور نہ تمہارا حق ہے کہ عذر کر دینا میری بات معما پہلی نہیں
 تم کو ذاتی تفصیل سے سناتا ہوں سنو اور پھر دیرہ بصیرت سے دیکھو۔ مذہبی طور پر اگر دیکھا جائے۔ تو تمام
 بلاد مذہبی تقسیم سے دو حصوں پر تقسیم ہیں۔ اول مشرقی بلاد مشرق سے میری مراد اس وقت ایران کی لیکر
 جاپان تک ہر دوام بلاد مغرب۔ مغرب سے مراد میری بلاد شام سے لیکر یورپ و افریکہ تک ہے کون منکر ہو
 اٹکا کر کہتا ہے کہ ایران جاپان کہاں لیتے ہیں۔ کہ ہندوستان مرکز ہے ایک مذہب کا، مسکو
 ہندوستان یا ایران نے مانا اور انہیں کا اثر چین و جاپان تک پہنچا۔ کیونکہ بدھ جی آریہ تھے۔ اور گیا اس کا
 مرکز ہے۔ اور یورپ و یورپ بھی مذہب کا انتہت ہے اور مسیح علیہ السلام کو شہم کے باشندے تھے اور عبرانی
 تھے۔ پس ایرانی و آریہ یا عبرانی انبیاء و اولیاء اصحاب کو ہی مذہب کی حکومت ان تمام بلاد میں ہی پس

جو لوگ عبرانیوں کے ماتحت حکومت نہ کر سکتے تھے وہ کمزور گذر کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی بولی کے سوا دوسری زبان
 ان کی کتاب کے ماتحت نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جو لوگ وید کی زبان جو کسی ملک کی زبان نہیں یا ایرانی زبان
 کے ماتحت نہ ہو سکتے وہ کمزور گذر کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اپنی زبان کے ماوراء کسی زبان کی کتاب کے ماتحت نہیں
 ہو سکتے۔ ہاں عرب گذر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے مرکز نے غیر زبان کو نہیں مانا اور مرکز عرب پر دونوں کی
 سلطنت قطعاً نہیں ہوئی اور دونوں کا کوئی اثر مرکز عرب پر نہیں پڑا۔ عورتوں دارسیا کی کتاب کے ابتدا
 میں مانا گیا ہے کہ عرب پر کوئی اثر تعلیم عبرانیوں کا نہ تھا۔ اور تم تو مانتے ہی ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ
 ہمارے رسول تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم پس ان کو یا انکی قوم کو تمہاری ویدوں نے کیا نفع دیا اگر نفع دیتا تو
 ان پڑھ کیوں رہتے اور کیا امید ویدوں سے ہو سکتی تھی۔ دیا نند نے خود لکھا ہے کہ اور بلاد میں جو لوگ
 آباد ہوئے وہ بہترین متھو بلکہ وغیرہ تھے ہیں ثابت ہوا کہ عرب مذکورہ تھے ہیں نہ غیر عرب۔

سوال نمبر ۱۱۱ لا تعبد الا اللہ پر اعتراض کیا ہو اگر کلمات کی مراد قانون قدرت ہے تو
 قرآن میں خلاف قانون قدرت کیوں پھر گالی دی ہے۔ اور اگر آیات ہیں تو
 نسخ کیوں بحق کئے ہیں احکام قرآن سے دیکھا سکتا ہو۔ جو پہلے جائز تھے اور پھر ممنوع۔ شراب پہلو حرام
 نہیں کیا۔ پھر حرام کیا۔ اسی طرح بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر نہ رہا۔

الجواب جن کو تم لوگ قانون قدرت کہتی ہو اس کے خلاف بھی قرآن کریم میں ایک کلمہ نہیں گویا اور
 اس نسخ یعنی ابطال حکم بھی قرآن کریم میں قطعاً نہیں کیا معنی قرآن کریم میں کہہ دئی گیا حکم موجود نہیں جس پر کسی
 زمانہ میں تو حکم کو عمل درآمد نہ ہو سکتا تھا۔ اور اب اس پر عمل درآمد کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو مثلاً
 بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم جس آیت میں ہو وہ آیت قرآن کریم میں تو قطعاً موجود نہیں
 اسی طرح ایسی کثرت بھی کوئی نہیں۔ اور قطعاً قرآن کریم میں نہیں کہ جس میں لکھا ہو۔ شراب حلال ہے تم جا کر و
 راں آیات پر کہ شراب عید پہلے ہی حرام کیوں نہ کیا۔ دیکھ کے بعد کیوں حرام کیا۔ مگر اس میں نسخ کس حکم موجود
 تھی القرآن کا حکم۔ نزول الہی شادات آخر بتدیج ہوا کرتا ہے۔ کیا وید کو تمام احکام بلا کسی ترتیب کے یکدم
 نشیوں نے سمجھے تھے نہیں اور ہرگز نہیں آپ تو کہتے ہیں کہ محقق کتنے احکام نکال سکتا ہے کہ پہلے
 جائز تھے۔ پھر ممنوع تھے۔ ان مجھے تو کوئی آیت ایسی معلوم نہیں جس سے یہ پایا جائے کہ فلاں حکم جائز یا ضرور
 ہے۔ پھر عیناً اسی حکم کو کہا گیا ہو کہ یہ حکم ممنوع ہو۔ نہیں۔ نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمارے قرآن نے
 لکھ دیا نہیں کہا۔ کہ فلاں حکم فلاں آیت میں ہے۔ اب قطعاً ممنوع ہو گیا۔ ہمارے ہادی نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہے آپ کے پاک جانشینوں ابوبکر و عمرؓ نے جنگی نسبت اُپنی حکم ہے۔ اَلَسَّ یَقُولُ اَلاَ قُلُوبُ مِنْ اَلْمَظْهَرِ حَسْبُ نَفْسٍ وَ اَلاَ نَصْرًا مِنْ اَللّٰهِ نَحْبُ قَوْمٍ
بِاِحْصَانٍ سَرَّحَنِی اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ سَرَّحُوا عَنْهُ دَبَّ تَوْبَهُ اور ان کے اتباع کو باعث اپنی ضمانت
کا فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی نہیں فرمایا۔ کہ فلاں حکم قرآنی اب منسوخ ہو اس پر بالکل عمل درست نہیں۔
نسخ کے معنی اگر ابطال حکم کے ہیں۔ کہ قرآن میں ایک حکم موجود ہو اور وہ منسوخ کیا گیا ہو تو ایسا
حکم بھی مجھے ہرگز معلوم نہیں اگر کسی کو اسکے خلاف دعویٰ ہو تو شریعت دئی۔ قرآن کریم حسب ارشاد
اکہی الکمال کے لئے آیا ہے جیسے اوستے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ دَبَّ مَادِدہ پس وہ
حقائق ثابتہ کے ابطال کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ اثبات حقائق کی قائم الکتب ہے۔

ترک اسلام کے صفحہ ۶۲ کے سوال ۱۱۳ کا ایک طرف سے جواب۔ حکم

کہیں بوجہ غلطی اور ناجہی حاکم کے بدلا جاتا ہے اور کبھی بوجہ تبدل مصلحت بدلا جاتا ہے طبعی کہیں شخص میں
غلطی کرتا ہے۔ اور اس وجہ سے اپنی غلطی پر اطلاع پا کر پہلے نسخہ کو بدل دیتا ہے۔ اور کبھی بوجہ تبدل حالات
مریض یا اسلئے کہ پہلی دوائی کا وقت گزر گیا۔ اس پہلی دوائی کو بدل دیتا ہے۔ مثلاً آغا، علاج بخار
میں اگر سرسام ہو جائے۔ تو بوجہ تبدل احوال مریض نسخہ بدلا جاتا ہے۔ بعد میں کہیں کے جو مقوی نسخہ لکھا جاتا
ہے۔ تو یہ تبدل بوجہ اختتام پہلی دوائی کے وقت کے ہوتی ہے۔ مگر یہ ہمہ ابد آباد۔ ان ہر دو صورتوں میں
تغیر و تبدل اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ طبیعت اپنی غلطی پر اطلاع پائی۔ اسی طرح جوچہ۔ خدا کے احکام
تبدیل و تغیر بھی اسی دوسری قسم کا ہر کرتا ہے۔ پہلی قسم کا نہیں ہوتا۔ مگر حضرت بہت عرض کماں جو عقل و
کی خبر ہی نہ ہو تو وہ کیا کریں۔ معذرت میں۔ (اتصاف اسلام معیر لیسیر) للہو لوی محقق قاسم

والجواب الثانی۔ اگر حکم خداوندی میں تغیر و تبدل خلاف عقل ہے۔ تو اولادہ خلاف عقلی

بھی تغیر و تبدل خلاف عقل ہی ہوگا۔ حکم کے تبدیل میں اگر عین غرالی ہے کہ خدا کی طرف غلطی بھی کا لازم
آئیگا۔ تو ارادہ کی تغیر و تبدل میں بھی یہی غرالی ہے کیونکہ اولادہ بھی مثل حکم کے فہم پر موقوف ہے یعنی
جس طرح حکم جب نیتے ہیں۔ جب پہلو اپنی دل میں کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ ایسے سمجھو الے اولادہ بھی جب ہی کرتا ہے
ہیں۔ جب اس مولویں کوئی فائدہ خیال کر لیتے ہیں۔ مگر یہ ہے تو پھر پیدا کر نیکے بعد مستند کر دینا
اور جلا نیکے بعد مارنا اور عطائے صحت کے بعد مریض کر دینا۔ اور راحت کے بعد تکلیف میں ڈال دینا۔
علیٰ هذا القیاس اس کا اُلٹا بھی خدا سے ممکن نہ ہو سکے کیونکہ یہ سب بارادہ خدا ہوتے ہیں جو ملک
کے بعد و کس بارادہ مخالف اگر خدا کرے۔ تو یوں کہہ سکتے ہیں سوچے سمجھے خدا نے ارادہ کر لیا تھا

(انصار الاسلام) قاکم العلوم - ۱۲

اور سنو۔ قرآن مجید اور فرقان حمید میں اختلاف نہیں اول اس لئے کہ اختلاف کے یہ معنی بھی ہیں۔
 کوشیوں کا قرآن اور ہوشیوں کا اور دو افعی کا اور جو۔ خواج کا اور۔ ظاہری لوگوں کا اور قرآن ہو۔
 اور اہل تعقوت کا اور مقلدوں کا اور۔ غیر مقلدوں کا اور۔ جیسے سائق اور تہارا باہم اختلاف ہو۔ کہ وہ
 برہمنوں اور اپنشدوں کو بھی دید ہی یقین کرتے ہیں۔ اور آریہ سماج صرف منتر بھاگ اور سنگھٹا کو۔
 قرآن کریم کی محافظت کا ٹھیکیدار خود اللہ رب العالمین ہو فرماتا ہے۔ اِنَّا كُنْزُ كُنْزِ لَنَا الَّذِیْ كُنْزُ
 وَنَا لَنَا لِحَا فِظْلُوْنَ (پیک جہا) اور فرماتا ہے۔ اِنْ عَلَيْنَا لَجَعْلُہٗ وَفَرَاۡنُہٗ (پہلے قیامت)
 اور فرمایا۔ لَا یَاۡتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ بَیْنِیْہِ وَلَا مِنْۢ خَلْفِہِ (پیک فصلت) جیسے میں نے
 بار بار بیان کیا ہو کہ ایک سلسلہ جسمانی امور کا ہوتا ہے۔ اور دوسرا سلسلہ روحانی امور کا۔ پس اس کے ظاہری
 سلسلہ کو دیکھو۔ پانچ وقت کے فرض اور آٹھ وقت کے فوافل ہیں۔ قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ کم سے کم
 چالیس رکعتوں میں اور زیادہ سوزیادہ ساٹھ ہنگامی رکعتوں میں اور حفاظ و علماء اور اہل دل ہر رکعت
 میں مختلف سورتیں پڑھتے ہیں۔ یہی تعالٰی اہل اسلام کا اب تک تیرہ سو سال سے ہوا اور اسمیں اصل کتاب
 کے محفوظ رہنے کا بڑا ستر ہے۔ میں ان نادان۔ نا عاقبت اندیش اور کلام الہی کے مزہ سنے نا واقف لوگوں کو
 کسی شمار میں نہیں لا سکتا۔ جو تیرہ سو برس کے حقیقی تعامل کے خلاف ترجمہ قرآن کے نماز میں مجبور
 گوہ کئی رنگوں میں رسائل شائع کریں۔ یا کسی سلطانی درجہ کا قرب رکھتے ہوں نماز میں قرآن کریم
 پڑھنے کا ارشاد ہو۔ اور قرآن بلان عربی ہے اور قرآن قرآن عربیہ اور ترجمہ ہمیشہ مترجم کا خیال
 ہوتا ہے۔ اور مترجم حساب استعداد و علم و فہم و اطلاع و وسعت علم ترجمہ الگ الگ کرتے ہیں۔ دنیا میں کوئی
 کتاب دیکھو اس کا ترجمہ ایک مذہب و ملک کے چند لوگ کریں سب مختلف ہی ہوگا۔
 دقت ضروری ہے۔ کہ مسلمان لوگ قرآن کریم کا تدارس اور رقر کریں اور یہ دور باہم ملکر پڑھنا قرآن
 کی حفاظت کا بڑا باعث ہو۔

تو مہر نصیوں کے سامنے حتیٰ کہ خطرناک حالت میں بھی قرآن کا پڑھنا مسلمانوں میں معمول ہے۔
 اور اسے ختم کہتے ہیں۔ اور تیسرے اور تبارک تر عام ملوانے بھی جلتے ہیں۔ یہ عمل دنیا مدی حفظ کا مؤید
 ہے۔ اور خوب مؤید ہے۔

چہاں ہر سال رمضان شریف میں قرآن کریم بکثرت پڑھا جاتا ہے تم کو تو خبر نہیں کیونکہ تم کو مسلمانوں
 کی گودیں نہیں پلے اور بعض نا عاقبت اندیشوں نے اسکو ترک کر دیا۔

پنجم حفاظت کے محمول میں قرآن کریم دعویٰ سے یاد دلایا جاتا ہے۔ اور اس سے خوب حفاظت ہوتی ہے۔
ششم ہر روز ہم لوگ خطوط تعانف اور ہر روزہ بات چیت میں بہت بہت آیات پڑھتے ہیں۔ اور
اس قدر پڑھی جاتی ہیں کہ غالباً کل قرآن پڑھا جاتا ہے۔

ہفتم مسلمان اور مخالفان اسلام بھی قرآن پر تفسیریں لکھتے ہیں۔ اور لکھتے آئے۔
ہشتم باہم سخت عداوت و مخالفت۔ مکملان شیعہ و سنی۔ خوارج۔ رافضی وغیرہ فرق اسلام
ایک ہی قرآن کو پیش کرتے ہیں۔

نہم اسلامی سلطنتیں۔ آئینیں اور جماعتیں کو اب سب کو در ہیں۔ پھر باوجود افلاس کے فنونل خراج
سست۔ باہم لفاق میں مبتلا مگر ہر بھی ہزاروں ہزار حافظ عورتیں اور مرد اس وقت بھی موجود ہیں۔
اب جب یہ حال ہے قوت و شوکت جاہ و جلال کی وقت قرآن کریم کا کیا چرچا ہوگا۔ پھر غور کرو۔ نبی
کریم کے وقت جب مذہب اسلام میں نئے نئے جو شیعے داخل ہوئے۔ بایںکہ ان کی قوت حفظ ضرب المثل
تھی۔ ان کو تئیس برس میں بتدریج قرآن کریم سنایا گیا۔

نہم ہر ملک و ہر ایک قوم میں بڑوں اور چھوٹوں کا امتیاز نہ ہوتا ہے۔ اور قرآن کی یہ قدر و منزلت
اسلام نے کی تھی۔ کہ کہا۔ یوم القوم اقرءہم لکتاب اللہ قوم کا امام وہی ہو۔ جو سب سے بہتر کتاب
الہ کو پڑھ سکتا ہو۔ مطلب یہ کہ تمام محلوں اور مجمع۔ وعیدین وغیرہ ایام میں پیش نماز سب لوگوں
سے آگے وہ کھڑا ہو جو کوئی قرآن کریم زیادہ جانتا ہو۔ پس اب غور کرو۔ اس حکم سے قرآن کریم کی طرف عوام اور
خواس کیسے جھکے ہو گئے اسی واسطے ہماری تواریخوں میں ہے کہ ایک یا مہ کی لڑائی میں ستر قاری شہید ہو
گئے تھے۔ ادنیٰ درجہ اور قوم کے لوگ اسی واسطے پڑھتے تھے کہ آگے بڑھیں اور اعلیٰ لوگ اس لئے کہ
پیچھے نہ رہیں۔

دہم قرآن کریم نزول کے وقت معاً لکھوایا جاتا ہے اسی واسطے فرمایا۔ وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مُّطَوَّرٍ
فِي سَنَةِ مَسْنُونٍ (پٹ طود) اور ذلک الْكِتَابُ وغیرہ اور لکھا محفوظ رہتا ہے۔

یازہم یہی قرآن۔ تفاسیر حدیث۔ فقہ و اصول وغیرہ اسلامیہ علوم کی جڑ تھا۔ بلکہ مبانیات میں
بھی اول دلیل تھا۔ پھر یہ کیونکر ضائع ہو سکتا۔

دوازہم۔ و خطوں میں اسی کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ اور عقائد میں بھی اسی کو اولاً مقدم طور پر لایا
کیا جاتا تھا۔ اور کیا جاتا ہے۔ عبادات خلوت کی ہوں یا مہلوت کی سب میں قرآن کریم مقدم تھا اور ہے اور ان
میں پڑھا جاتا تھا۔ اور پڑھا جاتا ہے۔

سینہ زخم - جس قدر لوگ اور قومیں مسلمان ہوتی تھیں ان کے مذہبی رسوم اور مقدمات کے لئے ماہران قرآن کو ان قوموں کے پاس روانہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کا امیر بنایا جاتا تھا۔

چہارم اسکے لکھنے والے بعض قطع قرآن کے معزز بنائی گئے تھے۔ جیسے فرمایا۔ **فِي صُحُفٍ مُّكَوَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كَرَامٍ بَوْدَةٍ (پت عبس)**

پانزدہم - ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ پاک میں اس کے نسخے موجود تھے۔ اسی واسطے فرمایا **لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ** (پت واقعہ) کیسا مشہور قصہ ہے کہ جب حضرت عمر ایمان لائے تو اس وقت آپ نے اپنی بہن کے پاس بیسویں سوۃ کی نقل لینی چاہی۔

ان تمام وجوہ کو جو قرآن کریم کی عصمت اور حفاظت کے ہمنے بیان کئے پڑھ کر اور ان میں غور کر کے بعد کون ایسا صاحب دل ہے جو قرآن کریم کی لائظیر عظمت میں شک کر سکتا اور عا اس نتیجہ صحیح پر پہنچے سے ترک سکتا ہے کہ دنیا میں قدیم سے اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں۔ جسے اکرام اور حفاظت کا شرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔

سوال نمبر ۱۱۔ **فَأَقْصَىٰ سُبُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ** پر اعتراض کیا ہے کہ شکسیر کے ٹانگے۔ مکالے کے مضامین اور لڑکوں کی ادٹ چٹانگ۔ کوٹے۔ چیل۔ بندر۔ چڑیوں کی بولیاں بے نظیری میں قرآن کی طرح خدا کا کلام ہوں۔

الجواب۔ اول۔ سنو جی شکسیر مکالے۔ لڑکے۔ کوٹے۔ چیلوں۔ بندروں۔ چڑیوں نے کبھی دعویٰ اور تحدی نہیں کی۔ اور قرآن کریم کی بنظیری کا ایک انسان دعویٰ کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے۔

دوم غور کرو **فصاحت بلاغت**۔ پیشگوئیاں اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ کامیابی وغیرہ کا نام نہیں لیا کہ قرآن کریم کی مثل فلان فلان بات میں تم پیش کر کے دکھاؤ۔ بلکہ عام دعویٰ بنظیری کا کیا ہے مخالفان اسلام کو موقع تھا۔ کہ کوئی کلام پیش کر دیتے۔ گودہ کاگ بھاش ہی ہوتا اور کہہ دیتے کہ قرآن نے **فَأَقْصَىٰ سُبُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ** (پت بقراءہ) عام کہا ہے اور تخصیص کی نہیں۔ قرآن بھی ایک کلام ہے۔ اور جو ہم پیش کرتے ہیں وہ بھی کلام ہے۔ قرآن عربی ہے تو کیا آخر کلام ہے اور ہمارا پیش کردہ کلام گوہل یا کوگ بھاش ہے مگر آخر کلام ہے۔ مگر کسی نے ایسا نہ کیا۔ اور نہ کر سکے یہی تو اعجاز ہے آپ کے بھائی امیر سر مولوی بیان بھی نہیں چو کے۔ ہمیں تعریف و تسخر اور طنز سے کہتے ہیں۔ کہ مرزا اپنی کلام کی بنظیری کا دعویٰ ہے۔ مگر محدود کیوں کرتا ہے۔ کہ فلاں مدت تک کوئی میرا جیسا کلام بنا کر پیش کرے۔ میں کہتا ہوں۔

اجی مولوی جی۔ مرزا زانی تحدید بھی کرتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے۔ ایسا بنیظیر کلام فصیح و بلیغ عربی میں پیش کرو پس دونوں قیود سے قرآن کی طرح توسیع نہیں کرتا۔ آپ اس نکتہ پر نہیں پہنچے۔ عجم خادم سے منئے۔ مرزا حقیقتاً واقعی طور پر عین محمد و احمد نہیں بلکہ **عسلام احمد** ہے پیغمبر در پیغمبر خدا دام من چہ پروائے مصطفیٰ دارم۔ کو کفر اور بے ادبی یقین کرتا اور اس کے خلاف یوں کہتا ہے

بعد از خدا عشق محمد مختصم ❖ گر کفر اس بود بخدا سخت کافر
آقا کی برابر میں پسند نہیں کرتا۔ اور اسکو بے ادبی جانتا ہے۔ اور تم نے تو مخالفت اور تعصیف کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ تم نے بھی کبھی عربی میں مقابلہ کر کے ہم کو نہ دکھایا۔

دیباچہ جیسے ہمارے نے بڑی تحقیق و تدقیق سے ملا بھیجی کا اکر کے سبے بنا نقطہ کے قرآن و چاہو بتایا ہے حضرت فیضی رحمۃ اللہ نے محمد جلال الدین اکبر رحمۃ اللہ کے زمانہ میں قرآن کریم کی خدمت کے لئے بلا نقطہ الفاظ میں ایک تفسیر قرآن کی لکھی تھی۔ جس کے ساطعہ نمبر میں لکھتا ہے۔

العلوم کلھا صلاح الا علم کلام اللہ وکل علم سوا عطلۃ و اھملہ
تمام سرور دی ہیں۔ سوائے علم کلام اللہ کے۔ اس کے سوا سب کو چھوڑ دے اور بیکار کر دے
و کلام اللہ لا عدل لھا مدہ و لا حد لھا کرامہ و لا حصر لھا رسومہ
اور کلام اللہ کے تمام کاشمار نہیں اور نہ اس کے مکام کی حد ہے اسکی بیان کردہ باتوں کا حصر نہیں
ولا حصاء لعلومہ و ہوا مام اھل الاسلام و مدارس اصل الملام

اور اس کے علوم کی گنتی نہیں۔ وہ اہل اسلام کا امام ہے۔ اور اصل مطلبوں کا دار و مدار ہے پھر آفراسی ساطعین لکھا ہے
وما علم علوم کلام اللہ کلھا احد الا اللہ و رسوله و اولو العلم
کلام الہی کے سب علوم کو کسی نے نہ جانا۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اولو العلم نے۔

فرحمتك الله بخد متك القران وتسويد وجهه زعيم الاسرية وادهم سلطانك
الذي عظمك واکرمك وجعلك من المقربين +

یہ دیباچہ تحقیق کا ثمرہ ہوا۔ رہی یہ بات کہ قرآن کریم کی مثل جو طلب کی گئی وہ کس امر میں مثل
مطلوب تھی۔ اس پر علماء نے طبع آزمائیاں کی ہیں اور ہر ایک نے اپنی اپنی مذاق پر بنیظیری کو قائم کیا ہے۔
۱۔ کسی نے کہا کہ قرآن کریم اپنی بنیظیر تاثیر میں بی مثل ہے۔ یہ بات بے ریب قابل قدر ہے کیونکہ
قرآن کی ہی تاثیر تھی، مگر عرب جن پر کبھی کسی کتاب کا اثر نہ ہوا۔ اس کتاب سے مؤثر ہوئے وید کو مریو
مالا نکھرن دعویٰ بلا دلیل کوئی چیز ہی نہیں کیا آریہ دت میں ویدک وحدہ مرہی دکھا سکتے ہو۔

کیا جینی وید کے قائل دکھا سکتے ہو کیا بُدھ و جینی وید کے قائل ہیں۔ تاثر کا پتہ مرکز کو دیکھنے سے لگتا ہے کہ
کیا کاغذی جی ہری مدار پر یک راج میں ویدک دھرم کا مرکز ہے۔

۲۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم تمام انسانی جماعت کے مشترک ضروریات کا جامع ہے۔ علوم الہیہ اخلاق
معاشرت۔ تمدن اور سیاست کے اصول مسائل کا جامع ہے پھر انسانی عقل کو استنباط و استخراج مسائل کے
لئے بیکار نہیں کرتا۔ حوادث جدیدہ کے واسطے استنباط مسائل کی اجازت دیتا ہے۔

۳۔ کسی نے کہا ہے تمام کتب الہیہ دعاوی ہیں۔ مگر دلائل سے سکت ہیں۔ بظلمات اسکے قرآن کریم
الہیات میں دعاوی کے دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ اور اسی لئے مجھے امام غزالیؒ گھمایہ قول ہمیشہ ناپسند
ہے۔ جو انہوں نے فرمایا ہے۔ تحقیقات میں میرا مذہب برطان ہے اور سمعیات میں قرآن۔ مگر میرا
ایمان ہے۔ کہ سمعیات کو عقلی بنا دینا اور تحقیقات کو برطان و ودھان اور سنن الہیہ سے ثابت کر دینا قرآن کا
کام ہے موضوع کتاب سب بات باہر نکل جاتی ہے ورنہ میں بیان کرتا کہ کس طرح نیو سفسٹائیوں۔ دہریوں۔ برہمنوں
عیسائیوں۔ آریہ۔ سکھ۔ شیعو۔ خوارج۔ زمانہ کے عوام تصوفین۔ جہلا اور جاہل مقلدین سے قرآن سے
مباحثہ کئے ہیں۔ اور ہر ایک پر حجت پوری کی ہے۔

۴۔ کسی نے کہا ہے قرآن کریم واقعات کو قبل از وقوع بیان کرنے میں بنیظیر ہوا استخرا قرآن کی
کامیابی اور منکرین کی ناکامی کو یکبار پکار کر بیان کیا ہے۔ اور آخر دیکھ لو۔ بلاد عرب۔ عراق عرب۔ عراق
عجم۔ خراسان اور ہندو شام۔ روم۔ مصر و بربر اور بلاد مغرب گواہی دیتے ہیں۔ کہ اسکے یہ دعاوی سچ ہیں
مثلاً یہ خبر کہ مکہ معظمہ معظم و مکرم رہیگا۔ اور مدینہ طیبہ کے فتنہ دجال سے مصون و مومن رہیگا اب دیکھو
لوفتنہ دجال سے تمام بلاد سوائے مکہ و مدینہ کے پامال ہو گئے ہیں۔

۵۔ کسی نے کہا عرب کے قلوب نے معاملہ سے اعراض کیا۔

۶۔ کسی نے کہا قرآن کریم تمام کتب سادہ کی اصل تعلیم کا جامع ہے اس کا دعویٰ ہیتمنا کتب قیمہ
۷۔ کسی نے کہا قرآن کریم نساہت و بلاغت میں بنیظیر ہے۔ یہ وجہ اس وقت کے لحاظ سے جب مکہ معظمہ میں
بنیظیری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ قوی ہے کیونکہ اس وقت تاثرات و جامعیت وغیرہ کے بیان کا کامل وجود نہ
تھا۔ جیسے پیچھے ظاہر ہوا۔ کیونکہ یہ دعویٰ مختلف سورتوں میں کیا گیا ہے۔ بقرہ۔ یوسف۔ ہود۔ بنی اسرائیل
میں ہومر۔ ملٹن۔ شکسپیئر۔ مکالے۔ کالیداس۔ بالیک۔ دارلٹن نے کب دعویٰ کیا کہ ہمارا کلام بنیظیر ہے۔ کہ
انسانی کلام نہیں۔ بلکہ الہی کلام ہے پس بات یہی صحیح ہے کہ شل کی کوئی قید نہیں کی مطلق شل قرآن کریم
طلب کیگی مٹی۔ اور مخالف نہ لاسکے۔

سوال نمبر ۱۱۔ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِتْنًا وَارْتِلًا فَافْتَرَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ
چھ دن میں آسمان وزمین بنا کر۔ ماں باپ سے انسانی لفظ کی پیدائش۔ پھر آدم و حوا کی پیدائش۔ سوئے
کا سانپ۔ پتھر سے اڈٹنی۔ خدا مکار۔ فریبی۔ ان باتوں پر اعتراض کیا ہے۔

الجواب۔ چھ دن کا جواب دیکھ سوال نمبر ۱۵ میں اور ستیا رتھ ۲۹۰ میں انسانی پیدائش کو دو
طرح بتایا ہے۔ ایک کو ایشی سرشٹی کہا ہے۔ اگلی پیدائش اور اسکو بلا لفظ مانا ہے اور دوسری ہتھنی
سرشٹی کیا معنی جماع سے بال بچہ کا پیدا ہونا۔ جب کئی قسم کی پیدائش دیکھ کر آدم و حوا کے نزدیک مسلم ہو تو پیدائش
آدم اور پیدائش مسیح پر اعتراض ہی کیا رہا۔ آدم بلا ماں باپ اور مسیح بلا باپ پیدا ہوئے۔ اقسام سرشٹی
میں یہ بھی ایک سرشٹی ہے۔ دیکھ جواب سوال نمبر ۲۲ و ۲۳۔ اور پتھر سے اڈٹنی کا پیدا ہونا میں نے
قرآن و حدیث آثار صحابہ اور اقوال ائمہ اربعہ میں ہرگز نہیں دیکھا۔ سانپ کا سونٹا دیکھ جواب نمبر ۶۸
اور ستیا رتھ پر کاش صفحہ ۳۲۲۔ اعلیٰ ستونگیوں کا حال کہ وہ آویکت (لطیف ترین مادہ) کو شکل
میں لانے اور برکرتی (علم مادہ) پر قابو پانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ پس معجزات کے ماننے میں
تم لوگ کیونکر انکار کر سکتے ہو۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِتْنًا وَارْتِلًا فَافْتَرَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ
کی طرف سے نہ ہوتا۔ تم اس میں بڑا اختلاف ہوتا۔ بات یہ ہو کہ لمبے چوڑے دعویٰ کر نیوالے کئی قسم کے جوتے ہیں
اول پاگل۔ اور ظاہر ہو۔ کہ ان کے تمام دعویٰ صرف مہمل اور نقش بر آب ہوتے ہیں۔ انہی دشمنی اور دوستی
کچھ بھی قابل اعتماد نہیں ہوتی قرآن کریم نے نبی کریم کو اس اتہام سے نوازا ہے کہ کیا۔ مَا أَنتَ بِمُعْجِزٍ مِّمَّنْ
يَحْمِلُونَ وِلَا لَكَ كَاجِرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ فَسَتَجِدُنَّ يُبَصِّرُوكَ وَيَبْصُرُونَ
بِأَيْتِكُمُ الْفِتْنُوتِ (پ۔ ن) اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ان پر رب کے فضل سے تو مجنون نہیں کیونکہ تو اعلیٰ اخلاق پر
اور مجنون کے اخلاق و فضائل اعلیٰ کیا ادنیٰ درجہ پر بھی نہیں جوتے۔ پھر مجنوں تمام دن اور رات میں کوئی کام
کرے اسکے کام پر کچھ نتائج و ثمرات صحیحہ و اقصیہ مرتب نہیں ہوا کرتے۔ اور جو تو نے کام کئے ہیں ان کے
نتائج تو بھی دیکھ لیگا۔ اور تیرے مخالف بھی دیکھ لینگے۔ کہ مجنوں کون ہے۔

اب غور کرو کہ بجا قرآن کریم میں دعویٰ کیا گیا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) رسولوں اور ان کے ساتھ والوں کی
نصرت و تائید کرتے ہیں۔ اور یہ گردہ ہمیشہ مظہر و منصور ہوتا ہے۔ غور کرو۔ جب رسول آئے وہ آخر ہمیشہ
منصور اور ان کے مخالف ذلیل اور خوار ہوئے جیسے فرمایا۔ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَقِّ بِالدِّينِ
(پ۔ مومن) بے ریب ہم (اللہ تعالیٰ) اور اسکے ملائکہ نصرت دیتی ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان

لائے (اما ان رسولوں کو) اسی دلی زندگی میں اور فرمایا فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِلسُّوْلَةِ وَلِلْمُحْسِنِينَ (پاکستان)
 اور اللہ ہی کے لئے عزت ہو اور اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے اور فرمایا۔ اُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى
 مِنْ رَبِّهِمْ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (پ بقرہ) وہی ہدایت پر ہیں اور وہی منظر و منصور اور بامراد
 ہیں۔ دیکھ! فرمایا سرتو تفاوت اسمیں نہ ہوا۔ نبی کریم اور آپ کے جان نثار صحابہ کرام تمام غنی لغوں کے
 سامنے منظر و منصور بامراد رہی۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات نہ ہوتی۔ تو اس کے خلاف ہوتا اور یہ بات
 مجنون کی بڑبڑ جاتی۔ مخالفوں کے حق میں فرمایا۔ اُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ
 الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ ب۔ مجادلہ) یہ مخالف شیطانی گروہ ہی خبردار ہو۔ بے ریش بیطانی
 گروہ ناکام رہیگا۔ اور فرمایا۔ فَسَيَنْفَقُوْنَ مِمَّا كُنْتُمْ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يَغْلِبُوْنَ (پ ب)
 انفال) تیرے مخالف مال و دولت خرچ کر نیگے۔ پھر ان پر افسوس ہوگا۔ اور مغلوب ہونگے (اب
 ہمارے مخالف بھی اسوال خرچ کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ کس قدر وہ خرچ مفید ہوتا ہی) پھر بار بار بتایا
 کہ منکروں پر عذاب عظیم ہوگا۔ پھر دیکھ تمام عرب و عراق..... عجم شام و روم و مصر و بربر
 کے مخالفوں پر کیسے عذاب آئے۔ عرب ریگستان کے باشندے خوش پوش کجور پر زندگی بسر
 کرتے تھے۔ ان کے لئے کہا گیا۔

بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ اَنْ لَّهُمْ جَنَّتٌ خَبْرٰی مِنْ تَحْتِهَا اَلَا تَهَادُ (پ بقرہ)
 پھر دیکھا اب تک ہم لوگ۔ قریش اس جنت کے مالک ہیں۔ وہ بصیرت تو تم کو نہیں کہ اتباع نبی کریم کو
 حقیقی جنتوں کے جیسی وارث ہو جو دیکھے۔ مگر ظاہری جنت کی وراثت تو تم بے خبر نہیں ہو سکتے خواب
 ابھی نے آپ کے مخالف منافقوں کے لئے خبر دی اور فرمایا۔ وھتوا بما لھینا لواء انھوں نے بڑی بڑی
 ارادے کی مگر کامیاب نہ ہوئے پھر دیکھا کوئی کامیاب ہوا۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر قرآن کریم اللہ
 القادر اور العالم کی طرف سے ہوتا تو اسکی کوئی تعلیم تو سنن الہیہ ثابتہ کے خلاف ہوتی کیونکہ تم مانتے
 ہو کہ ان پڑھوں میں ان پڑھ رسول تھے۔ عرب میں کوئی کتاب۔ مدرسہ۔ یونیورسٹی قرآن کے لئے
 نہ تھی۔ وہاں اگر یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ تو تیرہ سو برس کی تحقیقات یورپ نے کوئی امر قرآن
 کریم کا خلاف سائنس ثابت کر دیا ہوتا مگر میں چلیج کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو سکا۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم

مشترکہ تعلیم انبیاء و رسل کے خلاف نہیں۔ اکل چھو باتیں کر نیوالے کی باتیں اکثر غلط نکلتی ہیں۔
 پس اگر قرآن کریم اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو اسکی اکثر باتیں غلط نکلتیں۔

(یہ سوال کسی باعث سے اپنوموتع سے ٹل گیا ہر فہرست میں اصلاح کر دی ہے)

سوال نمبر ۱ ایک شخص کو قیامت کا یقین دلانیکے لئے ماریا۔ سو سال بعد زندہ کیا
گدھے کی ٹہریاں بوسیدہ ہیں۔ پھر گدھا زندہ اور اس کا کھانا بھی سوال تک
نہ سٹرا۔ خواب ہو گا۔

الجواب۔ تم نے پہلا جھوٹ اس سوال میں یہ بولا ہے کہ قیامت کا یقین دلانے کو ایسا کیا گیا حالانکہ
یہ بات قرآن مجید میں نہیں۔ دوسرا جھوٹ تم نے بولا ہے کہ گدھے کی ٹہریاں بوسیدہ ہیں۔ تیسرا جھوٹ
تمہارا یہ ہے۔ پھر گدھا زندہ کیا گیا۔ اڑھائی تین سطر میں تین۔ یہ ہوا تمہارا راست کا لینا اور راست کا ترک
کرنا۔ میں نے جو جھوٹ ثابت کر دی ہیں۔ اگر شریف ہو۔ تو ایک کو قرآن و احادیث صحیحہ سے عقل
سے ثابت کر کے دکھاؤ۔ اگر عام کتب سے دکھاؤ۔ تو ہم ویر کی تفاسیر سے وہ کچھ عجائبات تمکو
ثابت کر کے دکھائیں گے۔ جو کم سے کم غیرت مند کے لئے شرم کا موجب ہوں۔

اور ہر لیے سناںو! تم کو کیوں اور کس وجہ سے یقین ہوا۔ کہ تم ان بہانوں سے
آنیوالے غضب الہی سے بچ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے راستبازوں سے اور راستبازی سے
عداوت کرنا اور ابطال حق کے لئے یہ شوخی اور جیلہ بازی اللہ تعالیٰ جانے تمہیں کہاں
پہنچائے گی۔ مانا کہ کسی باعث گورنمنٹ تم کو اعلیٰ عہدہ نہ دیتی۔ مگر ان شرارتوں سے تمکو
حقیقی کامیابی کا کیوں یقین ہوا۔ ہم تمہارے آریہ سماج میں جانے سے ناراض نہیں۔ کیونکہ ہمارے
لئے تمہارا ارتداد بھی خوشی کا باعث ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ایسے ارتداد اور مرتدوں کے
بدلہ ہم کو وعدہ دیا گیا ہے۔ مَنْ يُؤْتِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيَ اللَّهُ بِقَوْمٍ
يُحِبُّهُمْ وَيُخَيِّطُونَ لَهُمْ (پ۔ ماائدہ) **مُتْلُوا!** قصہ تو بہت ہی صاف تھا۔ جس پر اعتراض ہے۔
۱۔ ایک شخص کی نسبت قرآن مجید میں ہے۔ کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس ماریا اللہ

تعالیٰ سچا اور اس کا کہنا سچ ہے۔ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (پ۔ نسا)

۲۔ وہ شخص کہتا ہے۔ کہ میں ٹھیک ایک دن یا اس کا کچھ حصہ ممکن تھا۔ کہ اس شخص کا کہا
بمقابلہ فرمان الہی غلط مانا جاتا۔ مگر حضرت حق نے اس کے قول کی بھی تصدیق کر دی۔ جبکہ فرمایا دیکھ
تیرے کھانے اور پینے پر برس نہیں گذرے اور نہ سٹرا نہ نسا۔ اور گدھے کو دیکھ موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ سو برس کھانے پینے اور گدھے پر تو نہیں گذرا۔ والا وہ رہتے ہی نہ پس
دو دن یا تیس پچ ٹہریاں۔

۳۔ سو برس گذرا اور یوم یا بعض یوم بھی سو ایسا واقعہ عالم رویا میں ممکن ہے۔ نہ اس کے سوا۔ اور اسکی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔ سورہ یوسف میں ہے کہ ایک بادشاہ نے سات برس کا قحط اور سات برس کا سما اسی ایک یوم اور بعض یوم میں دیکھا۔ اور اکثر لوگ طول مدت کو رویا میں چھوٹے سے وقت میں دیکھتے ہیں۔

۴۔ ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا اول تو عام نظارہ قدرت ہے۔ جسکا ذکر قرآن فکسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا (صافات) کے کلمات میں فرماتا ہے۔

۵۔ اس واقعہ کا مختصر بیان کتاب حوزیل میں موجود ہے۔ اور حوزیل کی کتاب آجکل میسر ہے کیوں کہ بائبل کی جزد قرار دی گئی ہے۔ دیکھو حوزیل ۳ باب ایک آیت سے ۱۳ تک۔

خداوند کا لاشہ مجھ پر تھا۔ اور اس نے مجھے خداوند کی روح میں اٹھالیا۔ اور اس ولای میں جو ہڈیوں سے بھر پور تھی۔ مجھے اُتار دیا۔ اور مجھے ان کے آس پاس چکر دھرایا۔ اور دیکھ لے داوی کے میدان میں نہایت تھیں اور دیکھ لے نہایت سوکھی تھیں اور اُس نے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد کیا یہ ہڈیاں جی سکتی ہیں۔ میں نے جواب میں کہا۔ کہ اے خداوند یہوداہ تو ہی جانتا ہے۔ پھر اس نے مجھے کہا۔ کہ تو ان ہڈیوں کے اوپر نبوت کر اسی نبوت سے وہ (آیت ہوئی) اور ان سے کہہ کہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو۔ خداوند یہوداہ ان ہڈیوں کو زبوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو تمہارے اندر میں روح داخل کروں گا۔ اور تم جیو گے۔ اور تیرے سینہ میں ہلاؤں گا۔ اور گوشت چڑھاؤں گا۔ اور تمہیں چمڑے سے مٹھوؤں گا اور تم میں روح ڈالوں گا۔ اور تم جیو گے اور جانو گے۔ کہ میں خداوند ہوں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی۔ اور جب میں نبوت کرتا تھا۔ تو ایک شور ہوا۔ اور دیکھ ایک جنبش اور ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ ہر ایک ہڈی اپنی ہڈی سے اور جو میں نے نگاہ کی۔ تو دیکھ سینہ اور گوشت ان پر چڑھاؤں اور چمڑے کی ان پر پوشش ہو گئی۔ پلان میں مدح دہی۔ تب اُس نے مجھے کہا۔ کہ نبوت کرو ہمارے نبوت کر۔ اے آدمزاد اور ہمارے کہہ کہ خداوند یہوداہ یوں کہتا ہے۔ کہ اے سانس تو چاروں ہواؤں میں سے آ۔ اور ان مقبولوں پر بیٹھ کر دی جنیں۔ سو میں نے حکم کے بموجب نبوت کی اور اس میں روح آئی۔ اور وہ جی اُٹھے۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ ایک نہایت بڑا لشکر۔ تب اُس نے مجھے کہا۔ کہ اے آدمزاد اے ہڈیاں رسائی اسرائیل ہیں۔ دیکھ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری ہڈیاں سوکھ گئیں۔ اور ہماری امید جاتی رہی۔ ہم تو بالکل فنا ہو گئے۔ اس لئے تو نبوت کر اور ان سے کہو کہ خداوند یہوداہ کہتا ہے کہ دیکھ اے میری قوموں کو کھلوں گا۔ اور تمہیں تمہاری قبروں سے باہر نکالوں گا۔ اور

اسرائیل کی سرزمین میں لاؤ نکلا۔ آہ اب غور کرو کہ یہاں اسرائیلی لوگوں کی تباہی اور پھران کی آہاں کی پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ کامل تکلیف برعالی کے بعد اپنے ملک میں آباد ہو جائیں گے۔ یہاں قسطنطین بھی سورہ بقرہ میں صحابہ کو جو تکالیف مکہ میں پہنچیں اور وطن سے بے وطن ہو کر کہیں حبش میں اور کہیں مدینہ طیبہ میں حیران ہوتے تھے۔ ان کو تسلی دی جاتی ہے۔ کسی کا زندہ و آباد کرنا۔ کسی کو ہلاک کرنا اور اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسے مٹوڑے فاصلہ پہ پہلے فرمایا جالوت کو۔ طاوت نے ہلاک کر دیا حالانکہ وہ غریب اور بنی اسرائیل کی نظر میں ذلیل تھا۔ اود بھر داؤد علیہ السلام نے کس طرح ایک اور جالوت کو تباہ کیا۔ حالانکہ حضرت داؤد اس وقت تک بچے اور بہت غریب تھی اور جالوت بڑا زبردست اور چالاک تھا۔ قتل کا دعوہ تو لا بد ہے۔ مگر تم تسلی رکھو۔ تمہارا ہی رب القادوس زندہ کرتا ہے اور وہی تمہیں طیبہ زندگی عطا کرے گا۔ جس طرح اُس نے بنی اسرائیل کو زندہ کیا جب با ملیوں نے انہیں خاک میں ملایا تھا۔ ان کا بیت المقدس آخر سب سے کس کے عرصہ میں آباد ہو ہی گیا۔

سوال نمبر ۱۱۶ - قرآن ہدایت کے لئے ہو گا جس میں معمولی سمجھارتوں کا کیا مطلب۔ حروف متقطع کا اصل کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اصحاب بھی زور لگا چکے۔ پھر تعشہ اصحاب الفیل کا ذکر کیا ہے۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ اِلَّا بُنْدُوت۔ گوشت کا ترجمہ کیا ہے۔ تیری بزرگی کی قسم کہ وہ شخص ابروی اور قرآنی خدا و شیطان کے جملہ تھے۔ آدم و حوا کے فسانے۔ گناہ و بیہشت۔ ڈراؤنے دوزخ۔ توبہ و استغفار۔ شفاعت جشتہ و نشر۔ حساب و کتاب۔ تراؤ۔ پلڑا۔ فرشتہ۔ جن۔ گوشت خوری۔ حیوانی قربانی۔ پتھروں کے ٹھونسنے۔ مکان کے ارد گرد گھومنے۔ دن کو بھونکا رہنے۔ رات کو خلاف قاعدہ کھانے۔ عبادت میں ٹانگ ہاتھ نہ ہانپنے۔ اٹھنے۔ بیٹھنے۔ عورتوں پر تجربہ والا یعنی باتوں کو نہ ماننے والے مگر اعلیٰ زندگی رکھنے والوں کو دفر کہنے۔ ان سے نفرت۔ اٹھنے۔ بھڑکنے۔ ٹوٹنے۔ گھسٹنے۔ تید کر کے۔ قتل کر کے۔ خدا کے ساتھ دوسرے کو شریک کر لینا یا تم قرآن میں ہیں۔

نیوگ کا نا کا ٹیگلن ہے۔ عورت کو بجائے کھیتی اور غلام کہنے کے اردہ اٹکنی اور اولاد کے لئے بتایا گیا ہے۔ مگر عورت کو اسلام نے گائے بکری سمجھا ہے۔ جب چاہا رکھی۔ اور جب چاہا کھال دی ہال برہم چلایا دینا نہ تھے۔

الجواب - منصف ناظرین ذرا سوال کو دیکھیں کہنے کی تو ایک سوال ہی اور دیکھنے کو چھتیس بلکہ چالیس سوال ہیں۔ ان میں عینی گندی باتیں ہیں۔ اور عینی اچھی ہیں۔ سب ہی ویدک دھرم میں موجود ہیں۔ مگر اتنی باتیں کہ اسلام ان میں سے کچھ صحیح باتوں کا قائل ہے۔ اور کام گندی اور قابل نفرت باتوں

سے پاک ہے۔ علاوہ بریں قرآن کریم تمام غریبوں سے موصوف ہی اور ہماری گواہی تو یہ ہے۔ کیونکہ
 مجھے اسلام کے اندرونی اور بیرونی حالات سے پوری آگاہی کے بعد لکھا ہے اور تمہاری گواہی غلط
 ہے۔ کیونکہ تم قرآن و وید دونوں میں سے پیغمبر ہو۔ قرآن مجید سے پیغمبری کا ثبوت تمہارا رسالہ
 ترک اسلام ہے اور ویدوں میں سے پیغمبری یہ ہے۔ کہ تم جس روز یہ لیکچر دیتے ہو۔ اس روز تم
 آریہ سماجی ہونے۔ کئے آمدی دکنے پیرشدی۔

بہر حال سنئے۔ سینے مقطعات کا جواب کچھ تو پہلے ہی سوال کے جواب میں منہ منبر میں دیا ہے
 مگر شاید کسی سلیم الفطرت کو فائدہ پہنچے تفصیل کیساتھ جواب لکھتے ہیں۔ ہمارا جواب الزامی بھی ہوگا
 اور نقلی بھی۔ مگر عقلی بھی۔ واللہ اللہ رب العالمین۔ پھر الزامی جواب کی تین قسمیں ہونگی۔ ایک خود
 تمہارے ساتھ خاص ہوگا۔ اور دوسرا تم سے علاوہ مناظر قدرت میں دکھائینگے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اسلام
 کی کس قدر خاطر منظور ہو کر جو سوال مخالفوں نے اسلام پر کیا ہے۔ خود اس اعتراض کے ہدف میں اند
 محض ہمارے ہم سے اسلام پر شک نہ چینی کرتے ہیں۔ لہٰذا لکھنا کہ عَنْ يَتْنَةٍ وَيَكْنِي مَنْ تَحْتِ
 عَنْ يَتْنَةٍ (پٹ۔ انفال) اور تیسرا جواب خود وید سے اور آریہ کی مستم کتب سے دینگے۔

ہمارا نقلی جواب بھی تین ہی حصوں پر تقسیم ہوگا۔ اول اقوال صحابہ کرام سے دوم تابعین صحابہ کے
 کلمات صحیحہ سے اور علماء و محدثین سے۔ کہ ہمارے ائمہ میں اخلاف و تقنا دان کے معانی میں تھا
 بلکہ عربی علوم میں یہ عام رواج ہے۔ پھر ساقاواں جواب عقلی ہوگا۔ کیونکہ مسات کا عدد کامل عدد ہے۔
 اسی واسطے سات طبقات پر زمین۔ بجا ہوا در آسمانوں کا قیام ہے دیکھو بھومکا روگیا کا ترجمہ صفحہ ۸۱

اول اگر مقطعات کا استعمال معمور و حیثیتان اور پہیلی ہے اور اس لئے ٹکڑا اس سے متفرق ہو تو ایف ہے
 اور پھر بی۔ اے کیوں ہوئے۔ اور اس پر تمہارا فخر کیوں ہے تنہ بی۔ اے ہونے سے دکھایا ہے کہ تنہ
 دھوکا نہیں کھایا اور بی۔ اے وغیرہ تو مقطعات ہیں۔ مطلب تم نے خوب سمجھ لیا۔ کہ بی اے اگر سمجھ نہیں
 تو اللہ کیوں سمجھتا ہے۔ دوم تمہارا منہ لا کرنے کو اس وقت تمام دنیا کے مہذب بلاد اور تعلیم یافتہ قوموں
 کی دوکانوں۔ مسکانوں۔ چیزوں۔ ناموں۔ عہدوں۔ ٹکڑوں۔ اور اعلیٰ عزت و عظمت کے خطابوں میں
 انہی سے پہیلی و مقطعات کا استعمال ہو رہا ہے۔ لوگوں نے ہی عام طور پر اسکو قبول نہیں کیا بلکہ گزشت
 نے اپنے محکموں۔ ریلوں۔ سٹیشنوں کو بھی یہی ٹیکا لگایا ہے۔ فارن آفس کی تمام تحریروں کا انہیں پر
 مارا ہے۔ جو حکومت کی اصل ٹکل ہے۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ دیانندی کا لچے اس پہیلی سے زینت یافتہ ہے یونانی
 (۱) انطس۔ آگسٹ۔ ایلوس۔ بریس۔ سال۔ ایٹیکو۔ پائس۔ وغیرہ پندرہ کلمات کے اختصار پر یہ

کہتے تھے (دل، لوٹیں۔ لوکس۔ جگہ کے معنی میں دم) مجھٹریٹ۔ ٹافونٹ۔ بمعنی یادگار پر بولتے ہیں۔

سوم تہا سے کیا تم تو غالباً دہریہ ہو بلکہ آریہ کے وید کے سربراہ اسکے اندر اور تمہاری خدیوہ دوہی کے سربراہ اسکے اندر تہا سے منوشا ستر کے ادھیام شلوک ۷۵۔ تمہاری گاتیری کے سربراہ لکچر کے ابتدائیں تمہاری عام لکچر دس کے ابتدائیں تمہاری دیکھیا نوں کتابوں کے سربراہ۔ قرانی صداقت کے لئے اوم کا لفظ جو آ۔ ا۔ م کے مقطعات سے منہ پر زور دیا گواہی دیتا ہے کہ خبردار قرآن کریم پر ایسا اعتراض مت کرنا۔ میرا لحاظ تو کرنا مگر اُتِ لَکھُ وَلَمَّا تَعْبُدُونِ مِنْ ذُوْنِ اللّٰهِ (پابندی) تم اسکے شنوان ہوئے۔ تمہاری ستیارتہ کا پہلا صنف اسی مقطعات کی تشریح میں سیاہ کیا گیا۔ مگر حیف کہ تم شوا اور مینا نہ جوئے۔ تمہاری منوجی ادھیام کے شلوک ۷۶ میں بول اُٹھے کہ (۱) کار (۲) کار (۳) کار (۴) مکار ان تین الگ الگ اکر وں کو اور ہو۔ بہا۔ سواہ ان کو بھی برہانجی نے بیدوں سے نکالا۔ مگر حقہ بجائے اسکے کہ اس سے سبق لیتے اُلٹا اس میں شہادت کو کام لیا اور جن کو ملیچہ کہتے تھے۔ اُن کی اتباع کی۔ یہ ہیں انہی آیات اور معجزات اور یہ ہیں ثبوت تمہاری شرارت اصلہ ایمانی کے۔

لطیفہ۔ اوم کے تیسرے حرف کا نام مکار کے بدلہ میں آریہ غنپانی سندھیا دوہی میں ماکالفظ رکھا ہے۔ حالانکہ ان کی زبان میں ماکالفظ نہیں اور ستیارتہ پر کاش کے ترجمہ پر قتی نہ ہی میں (دم) رکھا ہے۔ جو اسلامی طرز کا لفظ ہے یہ ہے۔ روزانہ مذہبی اصلاح جسکو تم ہر روز کہتے ہو۔ دوسرے لطیفہ اوم کا پہلا لفظ اصل میں الف ہی اور آخری لفظ میم ہی پس اوم کا سارا لفظ اپنے ابتدا و انتہا سے قرآن کے مقطع اُم کے الف پہلے حرف اور میم آخری کا حرف شاہد ہے۔ اس شہادت پر بھی تم معترض ہی رہے۔ افسوس۔

نقلی جواب

معاہدہ کرانے فرمایا ہے دیکھ یہ وہی اصحاب الرسل ہیں۔ جنکی نسبت تو نے بکواس کی کہ اصحاب الرسل بھی زور لگا چکے مگر ابن جریر معالم التنزیل۔ ابن کثیر تفسیر کبیر۔ درمنشور وغیرہ میں لکھا ہے علی المرتضیٰ ابن سعود اور تاس من اکثر اصحاب النبی اور ابن عباس کے نزدیک یہ تمام حروف جو سورتوں کے ابتدا میں آئے ہیں اسارا کہیہ کے پہلے اجزاء ہیں۔ ابن جریر نے بہت بسط کو اس بحث کو بیان کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ قرآن کریم مکمل عربی ہی میں ہی ممکن نہیں کہ اسمیں ایسے الفاظ داخل جو ہدایت

عامد کے لئے نہ ہوں۔ پھر صحابہ و تابعین کی روایات کا بسط کیا ہی۔ آخر کہا ہے کہ ان مقطعات کو صحابہ کرام نے اسماء اُکبہ کا جڑ مانا ہے اور بعض نے ان پر اسماء اُکبہ کا اطلاق کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ان سے قسم لی گئی ہے ان کو اسماء السورہ اسماء القرآن۔ مفتاح القرآن بھی کہتے ہیں۔ آخر مجاہد کی روایت لی ہے کہ یہ بمعنی الفاظ ہیں۔ اور الریح بن انس تابعی کا قول نقل کیا ہے کہ ان کے بہت معنی یعنی چاہئے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ اسماء و افعال کے اجزاء ہیں۔

بالآخر الریح بن انس کی روایت پر لکھا ہے کہ یہ سب معانی صحیح ہیں اور ان میں تطبیق دی ہے۔ میں کہتا ہوں بات کسی آسان ہو کیونکہ ان حروف کا اسماء اُکبہ کی جڑ ہونا تو قول حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کا ہے اور ابن سعد اور بہت صحابہ اور ابن عباس کا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس یہ معنی اصل ہوئے اور جن لوگوں نے کہا کہ یہ اسماء اُکبہ ہیں انہوں نے اصل بات بیان کر دی کیونکہ آخر ان اسماء سے اسماء اُکبہ ہی لئے گئے۔ اور چونکہ اسماء اُکبہ کے ساتھ قسم بھی ہوتی ہے۔ اسلئے یہ تیسرا قول بھی پہلا قول ہی ہوا۔ پھر چونکہ سورتوں کے نام ان کے ابتدائی کلمات سے ہی لئے جاتے ہیں۔ اسی واسطے فاتحۃ الكتاب کو الحمد للہ رب العالمین اور سورۃ اخلاص کو قل ہو اللہ احد کہتے ہیں۔ اور اسی لئے یہ حرف مفتاح السور اور اسماء السور ہوئے اور چونکہ ہر ایک سورۃ کو قرآن کہتے ہیں۔ جیسے آیا ہے۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا حَبِیْبًا اور فرمایا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اس سے بعض نے ان کو اسماء القرآن بھی کہا ہے۔ پس مجاہد کا قول کہ یہ حروف موصوع ہیں معانی کے لئے اور ریح بن انس کا یہ قول کہ ان کے بہت معانی ہیں۔ درست و صحیح ہے اور یہ تمام اقوال پہلے قول کے مؤید ہیں اور انہیں معنوں کے قریب بلکہ عین ہر وہ قول جو ابن جریر میں ہے کہ الہم کے معنی انا اللہ اعلم ہیں۔ پس جو معانی صحابہ کرام نے کئی ہیں۔ وہ بالکل صحیح ہوئے اول تو اسلئے کسی نے ان صحابہ کرام پر اعتراض نہیں کیا۔ نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ پچھلے علماء نے۔ اور اگر کسی نے انکے علاوہ کہا ہے۔ تو اس کا کہنا صحیح ہے۔ جیسا ہم نے دکھایا ہے ابن جریر نے ان کل معانی بلکہ ان کے سوا اور معانی لیکر سب کو جمع کرنے کو بہت پسند کیا ہے اور انہی طور پر انکو جمع کر کے بھی دکھایا ہے ابن جریر کی یہ عبارت بڑی قابل قدر ہے جو آخر مقطعات پر لکھی ہے۔ و انہ عن ذکرة اداد بلفظہ الدلالة بكل حرف منه علی معان كثيرة لا معنی واحد كما قال الربیع بن انس وان كان الربیع قد اقتصر علی معان ثلثة دون ما زاد علیها۔ والصواب فی ذلك عندی ان کل حرف منها یحوی ما قالہ الربیع وما قالہ سائر المفسرین واستثنیٰ شیئاً۔ بیع کے تین معنی یہ ہیں۔ اول الم میں الف سے اللہ۔ ثام سے لطیف اور تیم سے مجید دوم

الف سے اللہ تعالیٰ کے آلاء و انعامات اور لام سے اس کا لطف اور میم سے اس کا جود پھر آلف سے ایک لام سے تیس تیس جالیں عدد۔ ابن جریر کا منشا یہ ہے کہ اگر کوئی اور دعائی بھی لے لے (جیسے) کہا گیا ہے۔ کہ الف سے قصہ آدم۔ اور لام سے حالات بنی اسرائیل اور میم سے قصہ ابراہیم مراد ہے (جب بھی درست ہے) بخشنری اور صفیادی نے علوم قرأت و صرف کے بڑے بڑے ابواب کا پتہ ان کو لگایا ہے اور شاہ ولی اللہ نے غیب غیر متعین کو متعین اس عالم میں مانا ہے اور میرزا و دیگر محققین۔ فرار و نظریہ و شیخ الاسلام الامام العلامة ابو العباس ابن تیمیہ اور الشیخ الحافظ المجدد ابو الحجاج المزنی اور بخشنری کا قول ہے۔ کہ یہ منکروں کو لازم کرنے کے لئے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً الخلفوں کو بخشنری سے کہا گیا۔ کہ الف حرف بر جھگے سے نکلتا ہے۔ اور لام درمیانی خارج سے اور میم آخری خرج ہونٹھ سے ہے پس جبکہ ان معمولی لفظوں سے قرآن کریم بنا ہوا ہے۔ تو تم اس کی مثل کیوں نہیں بنا سکتے۔

اب ہم تینوں الہامی اور تینوں عقلی جواب سے فارغ ہو کر عقلی جواب دیتے ہیں۔ ناظرین ایک مجموعہ قرآنی نہیں۔ کہ مقطعات قرآن کریم پر مخالفان اسلام کا اعتراض ہو۔ اور تمام دنیا کے مخالفان اسلام اسلامیوں سے بڑھ چڑھ کر ان حرف و مقطعات استعمال میں مبتلا دکھائے جائیں۔ اور ہمیں تو صحابہ کرام کے اقوال و اسانکے معانی کو ثابت کیا ہے۔ مگر مغرض لوگ۔ ا۔ ا۔ م کے معنی ملہاں و یکے صحابہ سے بتائیں تو سہی۔ مدارب برس کی تصنیف کتاب کو لکھی ہے جس میں یہ معانی لکھے ہوئے ہیں۔ جو سند صیاد دہی بلکہ ستیارتھ کے پہلے ہی صفحہ میں لکھے ہیں۔ اور پھر جب اسلام کی کتب میں یہ معانی موجود ہیں تو ان پر اعتراض کیوں ہے اور اس طرح اختصار سے کلام کرنا تو عربی علوم میں عام مروج ہے۔ بلکہ اسکے علاوہ کسی طرح سے اختصار کیا جاتا ہے۔ مثلاً بَسْمَلْ۔ حَمْدُ۔ حَوْ قُل۔ دَجْع۔ هَلْ۔ اور مثلاً خود قرآن کریم کے آیات کے نشان پر ط سلق اور ج جائز۔ ص صلی کا اختصار ہے اور فقراتوں کے اوپر ع رکوع کا چانچہ اس طرح کے نشانوں میں اوپر کا نشان پارہ کا یا سورہ کا اور اوپر والا اگر پارہ کا نشان ہے تو نیچے والا سورہ کا۔ اور اگر اوپر والا سورہ کا ہے تو نیچے والا پارہ کا۔ درمیانی ہندسہ آیات رکوع کا نشان ہے۔

علم قرأت میں فعلی بشوق کے مقطعات سات منازل قرأت کا نشان ہے۔ علم حدیث میں نا۔ انا۔ ح۔ ت۔ ن۔ د۔ ق۔ م۔ رخ۔ حدثنا۔ اجزنا۔ حول السند۔ ترمذی نسائی۔ ابو داؤد۔ متفق علیہ سلم و بخاری کے نشان بنوا کرتے ہیں۔

علم فقہ میں صدأ علامات ہوتی ہیں۔ ان کا ایک فقرہ ہے سَـدَّ الْبَرِّ وَجْهَ کُنُوسِ کے بانی میل ایک خاص اہر میں اختلاف پر لکھا ہے کہ اس وقت پانی نجس ہوا ہے یا بر حال رہا ہے یا طہر ہو چکا رہتا ہے۔

فہ
مجموعہ

علم میں سے سب سے پہلے نشان کرم کا لفظ ضرب کا فتح نفع کا -
 خوش طعطف کا نشان حد تعلیق کا - منف مفعول کا وغیرہ -
 لغت میں قاطعہ کا ج - جمع کا - کافہ کسر و عین اضنی فتح عین مضارع کا نشان ہر -
 طب میں مکد من کل واحد کا نشان ہے جسکے معنی میں ہر ایک ہے -

عقلی جواب قبل اسکے کہ عقلی جواب بیان ہو ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عقلی بعض
 اصطلاحات بیان کی جاویں اور اسوقت ہم صرف ویدک معتقدوں اور اسلامی
 فلسفوں کے اصطلاحات پر گفتگو کرتے ہیں - علامہ فاعلیہ یا فاعل کام کر نیوالے کو کہتے ہیں - سنسکرت اس کا
 نام نرسٹ کارن ہے - علامہ زویہ - مادہ جس سے کوئی چیز بنتی ہے - اس کو اپادان کہتے ہیں - علامہ صورت
 شکل اور آلات وغیرہ کو سادہ کارن کہتی ہیں - علامہ غایتہ اصل مقصود کو پریوجن کہتے ہیں -
 مثلاً اس کتاب کا مصنف و تکلم فاعل ہے - اور اس کا منت کارن مصنف کے علوم وغیرہ اور اپادان کارن
 ہے - اور اسکے آلات و اسباب مثلاً قلم و سیاہی کاغذ وغیرہ سادہ کارن ہیں - اس کا اصل مقصود یعنی
 ناہنوں کے سامنے صدقوں کا اظہار اس کا پریوجن ہے -

دلائل کی چند اصطلاحیں ۱ - آہی اقبال یا اچھے لوگوں کی بات کو سند
 ۲ - تشبیہ کو ایمان کہتے ہیں - علامہ سے معلوم کہ سمجھنا تم کہلاتا ہے اور معلوم کی علت کو سمجھنا ان کہ
 ۳ - استدلال سے پتہ لگانا تمثیل ہے اور ان سب کو انومان کہتے ہیں -
 ۴ - مشاہدات سے استدلال سنسکرت میں پرکیش ہے - جو اس ظاہر سے استدلال ہوا جو اس
 باطن سے -

دلائل میں پہلی دلیل تشبیہ ہے اس سے بننے اسٹیل نقلی دلائل میں کیا ہے -
 دوسری دلیل ایمان یا تشبیہ ہے اس دلیل کو ہم نے یوں کام لیا ہے کہ جس طرح مقطعات
 تہا سے مقدس دیر میں ہیں - اسی طرح ہماری مقدس کتاب میں ہیں - جس طرح دہاں اسماء آہستہ
 لئے گئے ہیں اسی طرح یہاں لئے گئے ہیں - فرق آئندہ کہ اسلامیوں کے پاس ایک قاعدہ ہے - اور
 تہا سے یہاں دھینگا دھاگلی ہے کہ آہستہ سے یہ لو اور آہستہ سے یہ مرادو -

تیسری دلیل انومان سے ہم نے یوں کام لیا ہے کہ ہمیں استدلال کیا ہے کہ ہندو - سائن - آریہ -
 یورپ - امریکہ کے لوگ مقطعات کو اجزاء کلمات تجویز کرتے ہیں - تو ہمیں اسی استدلال سے مقطعات

ای ہمارے رب اپنا ہی ہمیں فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد سے ایک گروہ معلم الخیر تیرا فرما دے۔
ہو۔ اور دکھا ہمیں اپنی عبادت گاہیں اور طریق عبادت۔

(۳) وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ إِلَّاكَ هَنَام (پٹ ابراہیم) بچالے مجھے اور میری اولاد کو اس سے کہ بت پرستی کریں۔

(۴) وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ (پٹ بقرہ) اور رزق دیکر مالوں کو پہلوں سے
(۵) وَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (پٹ ابراہیم) کچھ لوگوں کے دل اس شہر
والوں کی طرف جھکا دے۔

(۶) وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا (پٹ بقرہ) ان میں عظیم الشان رسول بھیج۔

(۷) اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا (پٹ ابراہیم) اس شہر کو امن والا بنا۔

اور قرآن کریم میں ان دعاؤں کے قبول ہونے کا ذکر آیات ذیل میں ہے جو سات ہیں۔
أَوَّلُ - حَبَّلَ اللَّهُ الْكَبْشَ الْبَنِيَّةَ الْكَلِمَ (پٹ مائدہ) اللہ نے کعبہ کو عزت والا اور حرمت والا
گھرنایا۔

دوم - وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَكُمِنَ الصَّالِحِينَ (پٹ بقرہ)
اور بے ریب برگزیدہ کیا ہمیں اس دنیا میں اور بے ریب آخرت میں سنوار والوں سے ہے۔
سیوم - طَهَّرْنَا بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (پٹ بقرہ) ستھرا
رکھو اس میرے گھر کو طواف کرنے والوں - اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں
کے لئے۔

اور فرمایا وَهْدَى لِلنَّاسِ بَيَاتٍ كَمَا تَعَامَلُ لَوْ كُنْتُمْ كَعَلْتُمْ۔

چہاد م - أَطْعَمْتُم مِّنْ جُوعٍ (پٹ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک کے بعد۔

پنجم - وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (پٹ بقرہ) بیت اللہ کو لوگوں کے لئے
جھنڈو و جھنڈا کی جگہ بنایا۔

ششم - هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (پٹ جعدہ) اللہ نے جو جسے بھیجا مکہ والوں میں رسول انہی میں سے
پڑھتا ہے۔ ان پر اللہ کی آیتیں پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت

تھم - وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا (پٹ آل عمران) اور جو داخل ہوا کہیں تم اس میں

سات دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام و برکاتہ نے مانگیں۔ اور ساتوں قبول ہوئیں۔ اسی طرح جناب
 ہاجرہ علیہا السلام کو ایک بڑا ابتلا پیش آیا۔ جس کا اشارہ ان باتوں سے ہوا۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ
 مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ دُبِّ بَعْرہ، اور انعام
 دیئے۔ ہم تمکو بدلہ میں ہونے سے خوف اور بھوک اور مالوں کی اور جانوں کے اور پہلوؤں کے نقصان کے۔
 اور ان پانچوں پر اُمننا ہاجرہ نے اِنَّا لِلّٰہِ اور اِنَّا اِلَیْہِ سَرَّاجِعُونَ کہا ہم سب اللہ کے ہیں اور اس کی
 طرف جانا ہے۔ پس اپنے دو احوال سے صبر و استقلال اور ایمان کا اظہار فرمایا اس واسطے اللہ تعالیٰ
 کریم و رحیم نے اس کی اولاد کو اَمْتَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ اِسْن دیا ان کو عظیم الشان دُور و اُظَلَمَتْ مِّنْ مَّجْنَعِ
 (پتہ قریش) کھانا دیا ان کو بھوک سے اور بدلہ کو بدلہ مبارک فرما کر کثرتِ اسماء النفس و ثمرات اور العبرہ
 کا نعم الاجر صلوات و رحمت عطا فرما کر اس کی اولاد کو ہدایت یافتہ فرمایا۔ اور اسی واسطے اس قصہ کے
 بعد ان القضا والمروءۃ کے طوائف کا ارشاد فرمایا۔ جن پر اُمننا ہاجرہ بابا و غرض سات بار پھرتی رہیں
 تو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل احسان کا نشان ہو۔ یہ اصل بھید کی راہ ہے کہ جامع کمالات عمارت جو انبیاء علیہم
 السلام کے متفرق کمالات کے جامع خاتم النبیین کی جگہ اور مسجد ہے اور جس جگہ کی کتاب جامع و مہینہ
 فیہا کتب قیمہ ہے۔ اس عمارت کو ظاہری آنکھ سے مطالعہ کر کے اس جامع تعلیم کا دل میں ہر پہلو سے مطالعہ
 کرو۔ اور ہاجرہ کی تکالیف کے موقع پر اس فضل و انعام کا مطالعہ کرو جو اسپر اور اس کی اولاد پر اللہ تعالیٰ
 سے ہوا۔

۲۔ دوزخ کے وجود پر اعتراض کیا ہی ہو دوزخ پر اعتراض کرنا ہوا! دوزخ کا نمونہ اس دنیا میں عظیم
 گلت کوڑہ۔ محرقہ تپ۔ طاغون کالہ۔ اور ہجوم و غموم اور افکار مخلوق میں موجود ہیں۔ کیا آخر آتش کش
 اس آتش کا یاد دہندہ اور سوناک اس سوزش کا نمونہ نہیں کیا یہاں اس دنیا میں بدکاریوں کے
 بد نتائج دوزخ کے ایسی ہی بیشن نہیں ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ پھر تعجب ہو کہ منکر کیوں
 ۳۔ اور حساب و کتاب پر اعتراض کیا ہی ہو حالانکہ جیسا کوئی کرے ویسا پاتا ہے۔ چاہے کسی کو کیا تم
 نے کسی سے ذہب میں نہیں سنا۔ کہ خدا تعالیٰ کے یہاں جزا و سزا ضروری ہے۔ اگر ذہب سے واقف ہو تو
 دیکھ لو۔ آتشک والوں سے پوچھو کیا ان کو بے وجہ عذاب ہوتا ہے۔ خاص سوزناک شلے بدوں خاص
 بدی کے مبتلا ہیں۔ مضامین کو صاف نہ لکھنے والے دماغ کے وہ کمزور۔ جو اچھے بھلے چنگے تھے
 بدوں اور بدکاریوں سے تباہ حال نہیں۔

۴۔ نیز پر اعتراض کیا ہی ہو مگر نسبت حاضر ہونا خدا ماننے والی کی نظر کا تقاضا ہے اور

فرمانبرداری کے لئے جھکا ایک قراضہ ہے۔ اور مسجد میں گرنا کمال عبودیت کا اظہار ہے۔

۵۔ جن کے وجود پر اعتراض کا جواب یہ جن مخفی ورمخفی ارواح خبیثہ کا نام ہے اس زمانہ میں جب سے ارواح کا انکار ہونے لگا ہے۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ نے مانگرس کوپ کی ایجاد کی راہ نکالی ہے۔ پھر آخراہ اشیا کی تحقیق پر توجہ دی ہے اور ہزاروں باریک اجسام ارواح خبیثہ کے نظر آئے گئے ہیں۔ اور اس علم کا نام بکڑیا لوجی ہے۔ جس میں ان ارواح کے اجسام لطیفہ دکھائے جاتے ہیں۔

۶۔ اسلام تمہاری بجا کوششوں کے ذریعہ دُنیا سے اُٹھ جائے۔ اس خیالنت و محال است و جنوں اسلام پر خطرناک حملہ کرکوں کا تھا۔ مگر تم نے نہیں دیکھا۔ کہ آخر ترک ہی مسلمان اور غلام اسلام بن گئے۔

عیسائیوں سے زیادہ تم طاقتور نہیں ہو سکتے۔ وہ بھی اسلام کے معبود مکنے میں ناکام ہیں۔ جن تدابیر پر تم چل رہے ہو۔ اور تمہارے چھوٹے بڑے دھرماتپاری اور مگر بجوٹ نیچ وکیل و خبیثہ جس راہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں۔ یہ راہ کامیابی کے نہیں۔ تم سے بہت پہلے ربیعہ کے یہود نے اسی راہ کو اختیار کیا تھا۔ اور ان کی مخفی کیٹیاں۔ استعمال اسلام کے لئے جان توڑ کوشش کر رہی تھیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کتاب میں یوں آیا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَهَوْا عَنِ الْجُوْنِ ثُمَّ یَعُوْذُوْنَ بِمَا نَهَوْا عَنْهُ۔ ترجمہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف کس رخ کئے گئے مخفی کا نام پوسی سے پہلے باز نہیں آئے۔ اور کیٹیاں کئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا اَمَّا الْجُوْنُ مِنَ الشَّیْطَانِ لَیَحْزُرَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلٰیْسَ بِطَارِدِهِمْ شَیْطَانٌ۔ یہاں پوسی اور مشورہ اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روح شیطان ہے۔ کہ غم میں ڈالے۔ مومنوں کو اور یہ لوگ کچھ بھی مومنوں کو ضرر نہیں دے سکیں گے پہلے سپارے میں بھی ایسی مخفی مجالس کا ذکر ہے۔ مگر دیکھ لو وہ تمام ممبران اور گرنڈ ماسٹر خائب و خاسر ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ وسیع بصیرت و خیر ہے۔ اپنی مخلوق کی حرکت و سکون جانتا ہے۔

آج ہم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تارک اسلام کے جواہر ہنسنے کا رخ

ہوتے ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے اس نے ہمیں وعدہ فرمایا ہے۔
 مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
 (دہ مائدہ) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایک مرتد ہو جائے تو اسکے بدلہ اللہ تعالیٰ
 ایک بڑی قوم لائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والی اور اللہ تعالیٰ ان سے
 محبت کرنے والا ہوگا۔ اس تارک اور اسکے اور مرتد بھائیوں کے بدلہ ہمیں قوموں
 کی قومیں مسلمان اور نیک مسلمان جو محبوب الہی ہونگے۔ عطا کرے گا۔ اور ضرور عطا کرے گا
 فالحمد لله رب العالمین۔

ان جوابات میں ہم نے علم معانی۔ بیان۔ بدیع۔ غرض علم فصاحت و بلاغت
 سے کام نہیں لیا۔ اور نہ کوئی اور دقیق راہ جوابوں میں اختیار کی ہے۔ جسکو
 وقت اور نازک خیال لوگ پسند کرتے ہیں۔ اور اردو تو پنجابیوں کی خود نرالی
 اردو ہوتا کرتی ہے۔ دہلی۔ لکھنؤ کے اہل لسان شاید بعض مقامات کو سمجھیں بھی
 نہیں تو ممکن ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ صرف اللہ تعالیٰ کے نام پر ڈیڈیکٹ کیا گیا ہے
 صرف اسی کی رضامندی اصل غرض ہے۔ اسی نے فرمایا کہ حق کا اظہار
 کرو۔ پس جسکو میں نے حق یقین کیا۔ اسکو مختصر لفظوں میں پیش کیا۔ و انما
 لاصد ما نفع۔

نیز ہمیں اول تو آریہ سماج کا عام مذاق معلوم ہے اور انصاف یہی ہے کہ
 یہ لوگ مسدود ہیں اپنے ہی علوم سے ناواقف ہیں۔ دوسرے کے علوم تو دوسرے
 کے ہیں۔ پھر مسلمان ان کے نزدیک جیسے ہیں۔ اس کا پتہ ان کی عملی کارروائیوں
 سے جو یہ لوگ محکموں میں۔ معاملات میں اپنی مقدرت کے موافق کرتے ہیں ظاہر
 و عیان ہے۔ پس مسلمانوں کے علوم سے آگہی کیونکر کریں۔ دوسرے پال نے جو دھرم
 پالنا کی ہے۔ اس کا نمونہ دیکھو دیبا جہ کے صفحہ ۵۹ تا ۶۲ میں۔

دوم آریہ کی کثیر التعداد اور دھرماتما پارٹی کے مہابیر۔ قومی شہید۔ قوم جان
 نثار پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کے پنڈت تھے۔ بلکہ منشی رام بکسوا نے تو اپنے
 ترجمہ رگ وید آدی بھاش بھومکا کے ابتدا میں ظاہر فرمایا ہے۔ کہ دیانندی وید
 بھاش کی غلطیاں بھی انہوں ہی نے ثابت کر کے دکھائیں۔ اور اس پارٹی بلکہ عام آریہ

سماج کے مذہب کا تمام دار و مدار شعلی اور صرف مخالف کو دکھ بھنجانا اور اپنے خیال میں مسلمانوں سے عالمگیر کا بیجا بدلہ لینا ہے حالانکہ اس نیک بادشاہ نے ان کو حقیقت کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہم لوگ عالمگیر کے ساتھ تھے۔ نہ یہ دکھا سکتے ہیں۔ کہ عالمگیری حاصل انگریزوں کے محصولات سے زیادہ تھے۔ یہ ہے نیکی اور اس پارٹی کا خاص الخاص اصل۔ عام خوش کن بنانے کے لئے صرف گوشت خوری کا مسئلہ ہے اور گوشت خوری ہی جہاں پاپ ہے۔ اور اس کا ترک ہی دھرم کی جڑ ہے۔ حالانکہ نہیں جانتے۔ کہ قانون قدرت میں ماں کے پیٹ میں کیا کہا کر بچہ باہر آئے ہیں۔ اور دودھ پینے میں گائے کے بچے کو دھوکا دے کر دودھ لیا جاتا ہے یا نہیں۔ اور کھیتی وغیرہ میں جانوروں سے کیا جاسکتا ہے۔ سوم۔ لطیفہ۔ اور آریہ سماج کا معقول عذر اور ان پر اتمام حجت بھی۔ دھرم سال نے اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام میں کافر کون ہے۔ دیکھو اعتراض نمبر ۹۳۔ اس لئے بھی اس کو ہم بتاتے ہیں۔ کہ کافر کون ہے۔ اور حوالہ بھی عظیم الشان دیتے ہیں۔ نمبر ۲۔ ۱۱۔

جو شخص دید کے احکام کو بذریعہ علم منطق غلط سمجھ کر دیدنا ستر کی توہین کرتا ہے۔ وہ ناستک یعنی کافر ہے۔ اس کو سادہ لوگ اپنی منڈلی سے باہر کر دیں منصفہ نمبر ۲۴ کافر کون ہے۔ اور اس کا حکم کیا ہے۔ اس کا خوب پتہ لگتا ہے۔ اور کیا ان کو بزرگ رشی منوجی معقول پسند تھے۔

ہمارے پیارے دوست سردار فضل حق صاحب سابق سردار سندرنگہ ساکن دھرم کوٹ بگہ نے اتفاقاً پرودون کا مجموعہ پڑھا اور کہا کہ اگر دھرم پال کی فطرت باقی ہے۔ اور اس کو اس کتاب کے پڑھنے کا اسکی کسی سعادت کے باعث موقع ہوا تو وہ یہاں آ جائیگا۔ میں نے عرض کیا۔ یہ گالیاں اور راہ راست کی کامیابی۔ عجیب عجیب سردار صاحب نے مجھے یہ بھی کہا ہے۔ کہ بعض جواب بہت اختصار سے دئے گئے ہیں۔ اور الزامی جواب بکثرت نہیں۔ مثلاً سوال نمبر ۱۱ مسئلہ طلاق میں تارک اسلام نے لکھا ہے۔ کہ بد شکل لڑکیاں پیدا کرنے والی کو طلاق دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن کریم میں کہیں نہیں۔ قرآن کریم نے نہیں فرمایا۔ کہ ایسی عورت

کو طلاق دی جائے۔ ہاں آریہ سماج نے نیوگ کے ذکر میں اس بات کو لکھا ہے۔ اسی طرح سوال نمبر ۱۰۵ میں قریب رشتہ میں شادی کرنے پر جو اعتراض ہے۔ اس پر اتنا بھی نہیں بتایا گیا۔ کہ جب آریہ دھرم اپنے معراج پر تھا۔ اس وقت سری کرشن جی کی بہن کی شادی ارجن جی کے ساتھ کی گئی۔ حالانکہ وہ پھوپھی کی لڑکی تھی۔ نیز تارک اسلام نے اسلام پر ہنسی کی ہے۔ اسلام پر نہیں۔ بلکہ دیند جی پر کی ہے۔ جہاں کہا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ سوال نمبر ۱۰۴ جہاں کہا ہے اسلام نے نکاح کو دولت کمانے کا نسخہ بتایا ہے۔ کیونکہ رگید آدی بھاش بھوٹکا ترجمہ نہال سنگھ کرنا لی صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔

گرہ اشرم (نکاح کرنے) میں داخل ہونے پر خوف مت کرو۔ اور اس سے مت کانپو۔ تم کو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہ ارادہ رکھنا چاہئے۔ کہ ہم جلد سامان راحت حاصل کریں۔ میں تم کو کل سامان راحت عطا کروں گا۔ لاکھن میں کے عرض کیا۔ کہ اس کتاب کو سر دست شائع ہونے دو۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے امیدوار ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اس محنت کو شرف ثمرات خیر فرمادے۔ نقص سے میرے جیسے انسان کا کلام محفوظ ہو۔ یہ خیال صحیح نہیں۔ ہاں طبائع مختلف ہیں۔ بعض لوگ گھس طینت بھی ہوتے ہیں۔ جو صرف غلطی پران کی نگاہ پڑتی ہے۔ اور عیب دار حصہ کو ہی لیتے ہیں۔ گو آخر لوگوں میں حق پسند بھی ضرور ہیں۔ جو سعید و سلیم الغفرات ہیں۔ ہماری یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو ان کے لئے بابرکت ہوگی۔ اور اس کا دان کا انجام و آخر بخیر ہوگا۔

نُورُ الدِّین

نظم مولانا مولوی عبید خدا احمد بختیاری
کالج مدرّس تعلیم اسلام دارالامان قادیان

خسر داده زاننده را کبیرا
کند میل از دل سوئی رستی
منور کند جان خود از یقین
اگر خود نمیدار و این منزلت
بے ملت و مذہب و کیش و دین
ولے زندگی داند آن دین پاک
ز روحانیت نیست گریه و در
فدا کیش امید بهبود نیست
به تو میکہ نیکی پسند و خدا
بدایشان تکلم کند از کرم
شود ختم چوں دودہ انبیا
بہر سیرن از بہر تجدیدین
کہ یابد از ان خلق راہ خدا
ولے ہر کہ ابہرہ بود ز نور

کہ تا سازد از نیک بدر اجدا
بتا بدین خویشت از کاشی
شود رستہ از بند و یولعین
زار باب معنی کند مسلت
زند لاف ہذا چرخ برین
کہ باشد ز روحانیت تابناک
بودیم بچہان مثل حجر
کہ راہش بد گاہ محبوب نیست
فرستد از افضال خود انبیا
بیاموزد از علم فضل و حکم
فرستد تا بیدیشاں اولیا
چراغے فرزند ز نور یقین
گر آید ز دل سوئے علم الہد
چو خفاش زان نور باشد لغور

پذیرد همه طبع و اقتباس
 بدان سال که اکنون یک تیره هوش
 ز نابخردی ترک اسلام گفت
 چو در دهرش درازا و آشکارا
 خطیبی که او مصقع امت است
 محقق سمیع و با حکام نص
 بعلم و عمل صلح و بلغ البیان
 ادیب است و تفسیر شیخ جلیل
 باخبار و آثارندس الفطن
 درخشنده نبراس حق نور دین
 قوی پایه شد علم زین لوزعی
 جز او کیست در فقه نا طور شرع
 چو نه درین دهر غیر نفیست
 چون کیست ناقد بصیر کلام
 بپاسخ زبان بلاغت کشود
 بر این قاطع لبش نوشت

کند از سر بزرگی اعتراض
 بر آورد از خبث باطن خروش
 بخوش از دین و دانش نهفت
 به سچید بر خود یک نامدار
 ادیبی که مصطح درین است
 مدقق همسخر بکهنه قصص
 به فضل و هنر شرح فصیح اللسان
 لبیب است تحریر و شهنم نیل
 بعلم و عمل رهبر ذی اللقن
 ز فضل خدا حجت بر زمین
 سنن تازه گردید زین یلمعی
 جز او کیست در دین موزورع
 چو نه خردمند عرفیست
 بشرع محمد علی السلام
 مرا و را طریق هدایت نمود
 که ناپائی خود پیدا ز راه شست

الا ایکه آریه گردیده
 ز قومیکه غیرت ندارد زدن
 تو صالح شماری نه خالق خدا
 به نزد تو خلاق اشباح نیست
 هیولاء و روح و خدا پیش تو
 چه خندی به تثلیث عیسای
 دلغی که نفست ملامت نکرد
 بود ترک اسلام رویا شدن
 چشمم ادراک تو دوخت
 جنون بر دماغ تو پیچیده است
 چه بر تافتی رخ زرب عفور
 چرا رخت هوش و خرد سوختی
 بهش باش و فرزانگی بشیه کن

جز از نیوک در و چا دیده
 به بیهودگی لاف مروی مزن
 از آن مانده از هدایت جدا
 به کیش تو خلاق ارواح نیست
 قدیم اندا فسوی کیش تو
 چو خود گشته منمک اندران
 ترا مطلع بر عستما نکرد
 ز درگاه خلاق سر و علن
 از آن خت انصاف تو سوخت
 ز سر عقل و هوش تو زدیده است
 که گشتت که گشتی ز غفران نفور
 که از بهر خود حسرت اندوختی
 ز روز پسین گیره اندیشه کن

بیاراستی پیشه کن حق شنو

تمام شد

عیسائیت کی تردیدیں

حضرت مصنف موصوف کتاب ہذا کی
ایک زبردست چھوٹی سی تصنیف

ابطال الوہیت مسیح

جس میں نہایت عمدگی سے قرآن اور بائبل اور منطق اور عقل
کی رو سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام
انسان تھے۔ خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھے۔ اس مختصر سی کتاب
کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ قیمت ۳۰

مخالفین اسلام

خصوصاً

آریہ اور عیسائی مذہبوں کی تردید

میں زبردست تصانیف اور رسائل مطلوب ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ سے منگالیں اور نئی
فہرست کتب سلسلہ احمدیہ بھی اسی پتہ سے مفت مل سکتی ہے۔

مینجر کتاب گھر قادیان

آخری درج شدہ تاریخ پوئہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
